UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226268

UNIVERSAL
LIBRARY

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا
هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ

نُورُ الدِّين

بجواب

تَرکِ اسلام

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ
صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ اٰمِينَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِينَ

مصنّفہ

فخر المناظرین حضرت علامہ مولوی نور الدین صاحب بہیری حنفی البلتستانی

جسکو

خاکسار محمد فخر الدین احمدی ملتانی مہتمم احمدیہ کتاب گھر (قادیان)

نے مطبع وزیر ہند سٹیم پریس مرسٹر میں باہتمام بھائی بہادر سنگھ مجلد کرایا

سنہ اگست ۱۹۲۳ء

قیمت عہ

فہرست مضامین دیباچہ کتاب نور الدین

نمبر شمار	مضمون	ابتدا از صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ ابتدا از
	اسلام کا سرچشمہ "السلام" اور اسکے مظاہر		۱۵	مسلمانوں کی عملی حالت اگر خراب ہے	
	مکہ۔ مدینہ۔ قرآن کریم۔ نبی کریم۔ دار السلام	۱		تو تعلیم اسلام پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا	۲۳
۲	دجال اور اسکے فتن۔	۳	۱۶	پیدائش عالم کے متعلق دیانند کے	
۳	حرمین مشریفین کی محفوظ۔	۴		سوال اور انکے جواب۔	۲۵
۴	حفاظت حرمین ونبی کریم و قرآن	۴	۱۷	پیدائش انسان اول اور اسکے بعد	
۵	اہل اسلام کا لڑائی اور جنگ میں ابتدا			سلسلہ بنی نوع انسان کی پیدائش	۲۹
	کرنا اسلام کا کام نہیں ...	۵	۱۸	اختلاف و تفاوت کے اسباب اور	
۶	مرزا جی نے اسلام کو مسیحیوں اور آریوں			تناسخ پر ایک نکتہ۔	״
	سے گالیاں نہیں دلائیں۔ ...	۷	۱۹	اسلام پر فرشتوں کے پروں کا اعتراض	
۶	دیانندی اصول فہم وید کیلئے	״		اور خود آریوں کے نزدیک سمع اور خدا	
	کلام میں استعارہ کنایہ تشبیہ۔ کثرۃ			کا پروں والا ہونا۔ ایک اسلامی معجزہ۔	۳۰
	معانی بھی ہوا کرتا ہے۔ ...	۸	۲۰	پیدائش عالم تدریجی ہوتی ہے۔ پرش	
۷	دیانند مذمت مذاہب سے منع کرتا ہے اور			سکت کیطرف اشارہ۔	۳۱
	خود مذمت کرتا ہے۔	۸	۳۰	قیامت پر اعتراض اور علم ریاضی	
۸	مصنف کتاب کے نزدیک فہم قرآن کے اصول	۸		کے ایک مشہور قاعدہ سے قیامت کا ثبوت	۳۲
۹	آریوں کی بے انصافی	۱۰	۳۱	کفر کے معنی۔ شرک۔ صلح کاری	
۱۰	"اسلام عقل کے خلاف ہے" کا جواب	۱۱		عورتوں کے حقوق۔ ذبح و شراب	۳۵
۱۱	"قرآنی تعلیم وحشیانہ ہے" کا جواب	۱۲	۳۲	"مسجد خدا کا گھر ہے" کی تشریح	۳۶
۱۲	قرآنی تعلیم ظالمانہ اور ادنی ہے کا جواب	״	۳۳	اس امر کا جواب کہ بڑوں کا ہاتھ چومنا	
۱۳	کھانے پینے پہننے اور نکاح تربیت و دیگر	۱۳		شرک ہے اور آریوں کے نزدیک	
	سوشیل امور وغیرہ کے احکام	״		وارث بیٹا کون ہوتا ہے۔	۳۷
۱۴	عقل صریح اور نقل صحیح میں تعارض		۳۴	توجہ الی القبلہ پر اعتراض اور اس کا جواب	״
	نہیں۔	۲۳	۳۵	درود شریف پر اعتراض اور اسکا جواب	۳۸

نمبر شمار	مضمون	ابتدا از صفحہ
۳۶	حجر اسود پر اعتراض اور اسکا جواب	۳۸
۳۷	آریہ کے احکام جنگ۔ لوٹ۔ جلانا پھوٹ ڈلوانا۔ اعضا توڑنی۔ غلامی	
	دشمن کا خون پی لینا وغیرہ ...	۴۰
۳۸	عیسائیوں کے احکام جنگ کیطرف اشارہ ...	۴۲
۳۹	اسلامی احکام جنگ کا دفاعی اور خود حفاظتی پر مبنی ہونا ...	″
۴۰	حقوق نسوان میں آریہ اور اسلام کا مقابلہ ...	۴۳
۴۱	ہماری کتاب عام پسند نہونے کی	
	وجہ ...	۴۹
۴۲	ہمارا مذہب ...	۵۰
۴۳	ہمارا آریہ سماج سے اختلاف	۵۴
۴۴	آریہ سماج سے مباحثہ مشکل بھی ہے	
	اور آسان بھی ...	″
۴۵	دھرمپال کی تہذیب	۵۶
۴۶	مسلمان کمزور کیوں ہیں ...	۵۹

فہرست مضامین کتاب نورالدین

نمبر سوال	اعتراض تارک اور اسکا ارقداد	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۱	خدا بڑا مکار ہے (نعوذ باللہ)	قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے صفات اور اسماء حسنہ کا بیان ...	۶۱ تا ۶۶
		ان میں لفظ مکار کا نہ ہونا برعکس اسکے آریوں میں اُوم کا جو اون میں اسم اعظم ہے۔ تیسرا لفظ مکار ہونا اور گائتری میں لفظ صوتہ کا ہونا جو پنجابی میں اچھے معنی نہیں دیتا۔ لغت وید کے لحاظ سے اس کے عمدہ معنے بن سکتے ہیں مگر اسی طرح مکر کے معنی بھی قرآنی لغت میں نیکوں کی امداد اور انکے مخالفوں کو تباہ کرنیکے ہیں۔ لفظ مکر کے معنی۔ ص۶۵	
۲	خدا فریب کرتا ہے۔ اکید کیدًا پر اعتراض۔	کید کے معنی تدبیر۔ کوشش۔ جنگ کے ہیں۔	۶۶-۶۷
۳	روحانی مرض کو اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے۔	یہ مخالفوں کے متعلق پیشگوئی ہے۔	۶۷-۶۸
۴	خدا بڑا لڑاکا ہے۔ واللہ	باس کے معنی عذاب اور تنکیل کے معنے ایسا عذاب جو	

نمبر سوال	اعتراض تارک اور اسکے ارتداد	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۴	اشد باسا واشد تنکیلا	دوسرے کو عبرت دے - ۶۹	۶۸
۵	القینا بینھم العداوۃ والبغضاء	باہمی عداوت کا بھید	۶۹-۷۰
۶	توبہ اور ازالہ اضافی ایک چیز ہے	توبہ کے معنے -	۷۰-۷۱
۷	خدا غفار ہے تو توبہ کیوں نہیں سنتا	معترض کے کلام میں تناقض ۷۰ غفر کے معنی ص۷۱	۷۱
۸	بدی کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تقدیر تدبیر	آریوں کے نزدیک بھی دکھ اور سکھ کا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔	
	اور آزمایش دیکھو سلا ہے	تقدیر۔ تدبیر اور آزمایش کی بحث -	۷۱-۷۳
۹	خدا خود بدی کراتا ہے نہ شیطان	قرآن کریم تمام حرامکاریوں کا عمداً استیصال کرتا ہے ص۷۲	۷۴
		لفظ شیطان کے معنی	۷۴-۷۶
۱۰	گمراہ کنندہ خود خدا ہے پھر نبیوں	اضلال کے معنی - ص۷۶	۷۶-۷۹
	اور کتابوں کے بھیجنے سے کیا فائدہ	انبیاء کی ضرورت ص۷۸	۷۸
	خدا نابکار کی اور گمراہی بڑھاتا ہے		
۱۱	من یرد اللہ فتنۃ	فتنہ کے معانی	۷۹-۸۱
۱۲	مضل شیطان ہے اور اسکا مضل خدا ہے	اغوائے کے معانی شیطان کے منہ در منہ بات کا جواب . . .	۸۲
		شیطان۔ ملک و فرشتہ کی تشریح ص۸۳	۸۵
۱۳	خدا مسخرہ ہے (نعوذ باللہ)	ہزو کے معنی ۸۶ تسخر یہ کے معانی قواعد معرفت کلام الٰہی ص۸۸	۸۸-
۱۴	قسم کہائی ہے	قرآن کریم میں قسموں کا ہونا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ قسموں کی فلاسفی ..	۸۸-۹۱
۱۵	کن فیکون	ابتدائے پیدایش مثل آدم ص۹۲ تدریجی پیدایش ص۹۳ . .	۹۲-۹۳
۱۶	روح اللہ عورت میں	روح کے معنی	۹۳
۱۷	عرش وغیرہ پر اعتراض	کرسی کے معنی ۹۵ عرش۔ حاملین عرش - نزول جبرئیل	
		حضرت عیسےٰ آسمان پر ص۹۸ نبی کریم براق پر ص۹۸ آسمانوں کی سیر	
		خدا سے باتیں ص۹۹	۹۴-۹۹
۱۸	سجدہ آدم	سجدہ کے معنی ص۹۹ شرک پر مضمون ص۱۰۰ کعبہ پرستی کا جواب ص۱۰۴	۹۹-۱۰۷
۱۹	طوفان نوح	طوفان نوح کا کل دنیا پر آنا۔ قرآن کریم میں ہرگز نہیں۔	۱۰۷
۲۰	ختم اللہ	خدائی مُہر کے معنی ص۱۰۹	۱۰۷-۱۱۰

نمبر سوال	اعتراض تارک اور اسکی ارتداد	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۲۱	شفاعت	شفاعت اور گناہ کا تعلق ۔ شفاعت دعا ہے	۱۱۰
۲۲	پیدائش آدم	آریہ خود کئی آدموں کی پیدائش کے قایل ہیں ۔	۱۱۰-۱۱۱
۲۳	پیدائش حوا	خلق منہا زوجہا کے معنی	۱۱۱-۱۱۲
۲۴	آدم اور اس کا جنت	یہ جنت زمین پر تھا ۔	۱۱۲
۲۵	قصہ آدم مسلسل نہیں	قرآن کریم کوئی تاریخ نہیں ۔	//
۲۶	نفخ صور پر اعتراض	یہی اعتراض یہاں پر لے پردار دہوتا ہے دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲	//
۲۷	جا و ربک ۔ خدا ملایکہ اور عرش	فاعل اور موصوف کے لحاظ سے افعال اور صفات کا رنگ اور حالت بدلتی رہتی ہے ۔	۱۱۳-۱۱۴
	کوئی مجسم چیز نہیں		
۲۸	مردے کس طرح جاگ اٹھینگے	تمام مذاہب حق خدا کے قایل ہیں مردوں کے جی اٹھنے کے قایل ہیں ۔	۱۱۴
۲۹	کاتب تارک کی غلطی سے رہگیا ہے ۔		
۳۰	خدا کا اعمال کو تولنا	میزان کی حقیقت	//
۳۱	قیامت میں پہاڑوں کا اڑنا	آریہ بھی پرلے میں سب چیزوں کا فنا ہونا مانتے ہیں ۔	۱۱۵
۳۲	قیامت کے دن سورج اور چاند کا ملنا	جمع الشمس والقمر کے معنی ۔ امام مہدی کا ثبوت	۱۱۵-۱۱۶
۳۳	ستاروں کا گر پڑنا	انتشر کے معنی	۱۱۶
۳۴	قیامت کو زمین کا بانٹ کرنا	استعارہ ظرف ومظروف صفحہ ۱۱۶	۱۱۶-۱۱۷
۳۵	ہاتھ پاؤں وغیرہ کا بولنا	نطق کے دو اقسام	۱۱۷-۱۱۸
۳۶	دائمی خوشی میں انسان نہیں رہسکتا بہشت میں کیونکر رہے گا	اوتار ۔ روح کے قوے صفحہ	۱۱۸-۱۲۶
۳۷	گوشت خوری گناہ ہے	نظارہ قدرت سے گوشت خوری پر استدلال	۱۲۶-۱۲۸
۳۸	لباسہم فیہا حریر	ریشمی کپڑے وغیرہ عظیم الشان پیشگوئی ہے اور علم رویا میں انکے معنے	۱۲۹-۱۳۰
۳۹	انہار الجنت	فتوحات اسلامیہ کی پیشگوئی ۔ علم رویا میں انکے معنے	۱۳۰-۱۳۲
۴۰	بہشت میں کڑے پہنینگے ۔	اس میں ایک زبردست پیشگوئی کیطرف اشارہ علم رویا سے اسکا حل	۱۳۲
۴۱	بہشت میں حور عین	جامع کتاب کو سب کچھ جو انسان کیلئے ضروری البیان ہو بیان کرنا پڑتا ہے	۱۳۳/۱۳۴
۴۲	بہشت میں غلمان	غلمان کے بدل ولدان کا لفظ بھی قرآن کریم میں آیا ہے	

نمبر سوال	اعتراض تارک اور اسکا ارتداد	جواب کا خلاصہ	صفحہ
		بشرناہ بغلام حلیم میں غلام کے معنی	۱۳۷
۴۳	قربانی لغو حرکت ہے	(۱) کل دنیا میں بسانطاعالم سے لیکر اعلیٰ مرکبات تک کی قربانی ہو رہی ہے	//
		(۲) اسلام نے بعض قربانیوں کو قطعاً خبیث و ناپاک اور حرام کردیا ہے	۱۴۷-۱۴۷
		(۳) قربانیاں کرنا انسانی فطرتوں کا مقتضا ہے۔	
		(۴) نظم جہاد۔	۱۴۵-۱۴۶
۴۴	مردار حرام ہے سور کیوں حرام ہے۔	اسلام میں مردار کی تعریف	۱۴۸-۱۴۷
		سور کے حرام ہونے کی وجوہات۔	۱۴۹
۴۵	خون حرام ہے تو گوشت کیوں حلال ہے۔	خون میں کئی قسم کی زہریں ہوتی ہیں۔	۱۵۰
		قرآن کریم نے چار اصول محرمات کے بتلائے ہیں۔	
۴۶	بیت اللہ حرمت کی جگہ اور دوسری زمین حلت کی	عبادت گاہ مقام جنگ نہیں۔	۱۵۲
۴۷	لاتقتلوا الصید وانتم حرم	احرام عبادت ہے۔	۱۵۳
۴۸	عصائے موسیٰ۔ ساحروں کی رسیاں	قرآن کریم نے کہیں نہیں لکھا کہ ڈنڈے اور رسے واقعی سانپ بنگئے تھے	۱۵۴
		فاذا ھی تلقف ما یأفکون کے معنی	۱۵۵
۴۹	تلزم کا پھٹنا	اضرب بعصاك کے معنی	۱۵۶
۵۰	اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ	لفظ ضرب کے معنی ۱۵۷ الحجر کے معنی ص ۱۵۸	
۵۱	رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ	رفعنا کے بدلے قرآن کریم میں نتقنا بھی آیا ہے نتقنا کے معنی	۱۵۸
۵۲	قالت النمل	نمل کی تحقیق۔	۱۶۰
۵۳	ہدہد کا نطق	. . . . .	۱۶۱
۵۴	سخرنا لہ الریح	اس میں سفر بادی جہاز کی طرف اشارہ ہے۔	۱۶۱
۵۵	شہد کی مکھی کو بھی وحی ہوئی	قرآن کریم میں وحی کا لفظ عام ہے۔	//
۵۶	اصحاب الفیل۔ ابابیل	طیور اور جنگ کا نکتہ۔	//
۵۷	صالح کی اونٹنی	عرب کے ملکوں میں دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لئے حیوانوں کے آزاد کرنے کا عام رواج	۱۶۳
			۱۶۴

نمبر سوال	اعتراض تارک اور اسکی ابتدا	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۵۸	بنی اسرائیل پر صاعقہ	صاعقہ کے معنی - موت کے معانی -	۱۶۵، ۱۶۶
۵۹	من وسلوے کا نزول	من کے معانی -	۱۶۷
۶۰	ظلّ - غمام	ظللنا علیکم الغمام کے معنی -	۱۶۷
۶۱	اذبحوا بقرہ	گائے کا ذبح کرنا بت پرستی کی جڑ کاٹنی تھی	۱۶۸
۶۲	ارسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع -	ایسے عذاب ہمیشہ ہی نازل ہوا کرتے ہیں -	〃
۶۳	سامری کا موسی کے بعد بچھڑا بنانا - عجل کی پوجا -	فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ کے معنی . . .	۱۶۹
۶۴	اسمعیل کی ذبح فَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ - وتبہ	یہ واقعہ رویا میں ہوا -	۱۷۰
۶۵	قلنا یا نار کونی بردًا الخ	انبیا کو محفوظ رکھنا خدا کا وعدہ ہے -	۱۷۱، ۱۷۵
۶۶	موسیٰ خضر بھونی ہوئی مچھلی	بھونی ہوئی مچھلی کا ذکر قرآن مجید میں نہیں -	۱۷۵
۶۷	مسیح کا مٹی کے کھلونوں میں روح ڈالنا	یہ بات قرآن مجید میں نہیں -	〃
۶۸	مسیح کا مردے زندہ کرنا	مُردے تین قسم کے ہوتے ہیں -	〃
۶۹	آسمان پر عیسیٰ کا چڑھنا	مسیح اپنی طبعی موت سے مر گئے -	۱۷۷
۷۰	كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ	اس سوال کا جواب سوال ۱۱۵ میں کے بعد دیا گیا ہے -	〃
۷۱	كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ	فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ کے معنی -	۱۷۸
۷۲	بنی اسرائیل کا سور اور بندر بننا -	بندر اور سور بن جانے کی حقیقت -	۱۷۹، ۱۸۰
۷۳	کشتی نوح	کل دنیا کے چند پرند و درند کا کشتی میں ڈالنا قرآن کریم میں نہیں -	۱۸۱
۷۴	مسیح بے باپ	یہ مسئلہ اسلام کا جزو نہیں -	۱۸۱، ۱۸۲
۷۵	قوم لوط کی بستیوں کا زیر و زبر کرنا -	ایسے نظارہ ہائے قدرت ہمیشہ ہوتے رہے ہیں - حال میں سینٹ پیری پتھروں کے مینہہ سے برباد ہوا -	۱۸۳

نمبر سوال	اعتراض تارک اور اسکی ارتداد	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۷۶	قوم شعیب کی ہلاکت چیخ سے	صیحہ کے معنی۔	۱۸۳
۷۷	وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى	آیت مذکورہ پر ایک نکتہ	۱۸۳
۷۸	ان یمدکم ربکم بثلاثۃ آلاف من الملئکۃ	جنگ ملائکہ	۱۸۷
۷۹	ذوالقرنین کا قصہ	وَجَدَهَا تغرب کے معنی۔	۱۸۷-۱۹۰
۸۰	یاجوج ماجوج	یاجوج بڑی بڑی شمالی بلاد میں پھیلی ہوئی قوم ہے۔ یاجوج ماجوج کے مورثان اعظم کے سٹیچو لنڈن میں موجود ہیں	۱۹۰-۱۹۳
۸۱	آسمان بغیر عمدًا	خلق السموات بغیر عمد اترونہا کے معنی صـ۱۹۳ شہاب ثاقب صـ۱۹۶ ایمان بالملائکہ کے معنی صـ۱۹۷	۱۹۳-۲۱۱
۸۲	روزہ خلاف قانون قدرت ہے	گرین لینڈ کا سوال صـ۲۰۲	۲۰۲-۲۰۳
۸۳	خدا کا آسمانکو اپنے ہاتھ سے بنانا۔	صفات آلہیہ دیکھو سوال ۲۷	۲۰۳-۲۰۴
۸۴	خدا کا پہاڑونکو اسلئے زمین پر کہنا کہ زمین ہل نہ جاوے	تمید کے معنی . . .	۲۰۴-۲۳۱
۸۵	یمسک السموات والارض ان تزولا	لا تأخذہ سنۃ ولا نوم	۲۰۶
۸۶	ملایکہ کے پر ہوتے ہیں۔		۲۰۷-۲۳۷
۸۷	ھل امتلات وتقول ھل من مزید	حتی یضع رب العزۃ قدمہ کے معنی	۲۰۷-۲۰۹
۸۸	دوزخ کو احجار اور ناس سے بھرنا	قودھا الناس والحجارۃ کے معنی۔	۲۰۸
۸۹	قرضًا حسنا	قرض کے معنی	۲۰۸-۲۰۹
۹۰	لو شاء لھدٰکم اجمعین		۲۱۰
۹۱	یضل من یشاء	دیکھو سوال نمبر ۸، ۹، ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ کے جوابات	۲۱۱
۹۲	ان اللہ لا یغفر ان یشرک ویغفر ما دون ذلک	شرک کے نقصان	۲۱۱-۲۱۳

نمبر سوال	اعتراض تارک اور اسکی ارتداد	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۹۳	جعلنا بینک حجابا مستورا	دیکھو جواب سوال نمبر ۲۰	۲۱۲
۹۴	انما المشرکین نجس		״
۹۵	کافروں کو جہاں پاؤ قتل کرو کفر سے قتل بڑا ہے	عام کافروں سے لڑنیکا حکم قرآن کریم میں نہیں صرف انہیں سے جو لڑیں	۲۱۳-۲۱۵
۹۶	غنیمت کا مال اور خمس اللہ		۲۱۵
۹۷	ان الدین عند اللہ الاسلام	اسلام کے معنی	۲۱۵-۲۱۷
۹۸	نساء کم حرث لکم	عورت کو کھیت سے تشبیہ دینے کی غرض۔	۲۱۷-۲۱۸
۹۹	فاضربوھن	امر فاسکوھن کے مخاطب حکام سلطنت ہیں۔	۲۱۹
۱۰۰	طلاق	دیباچہ صفحہ ۴۶۔ دنیا میں قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جسنے غور تو نکی بہتری کے لئے مردوں کو سخت ہدایت فرمائی ہے۔	״
۱۰۱	کثرت ازدواج	دیباچہ۔ تعدد ازدواج بے وجہ جائز نہیں۔	۲۲۰-۲۲۱
۱۰۲	مسلمان عورتیں پردہ کریں	مرد و عورت میں مساوات کہاں کہ مساوی حقوق دئے جائیں	۲۲۲-۲۲۳
۱۰۳	لے پالک بیوی سی شادی	لے پالک بنانا شرع اسلام میں جائز نہیں۔	۲۲۳
۱۰۴	غریبی میں نکاح۔	. . . . .	۲۲۴
۱۰۵	قریبی رشتہ دار سے شادی	. . . . .	۲۲۵
۱۰۶	پیغمبر نے کیوں زیادہ عورتوں سے شادی کی۔	. . . . .	۲۲۶
۱۰۷	تلک انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھذا۔	غیب کی خبر و نیز نکتہ۔	۲۲۷
۱۰۸	ہند کے آدمیوں کی نام قرآن میں کیوں نہیں		״
۱۰۹	وید کا ذکر قرآن میں کیوں نہیں	قرآن کریم میں بیفائدہ اسماء شماری نہیں کیگئی۔	״
۱۱۰	قسم مت کھاؤ۔ اور خدا خود قسمیں کھاتا ہے	قرآن تذکرۃ الکتب کی کتاب نہیں۔	״
		(دیکھو جواب سوال نمبر ۱۴)	۲۲۸ ۲۲۹

نمبر سوال	اعتراض تارک اور اسکی ارتداد	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۱۱۱	اُمیوں میں رسُول	اُمی کے معنی	۲۲۹
۱۱۲	قرآن عربی میں کیوں ہے	عرب عذر کر سکتے تھے اور قومیں عذر نہیں کر سکتیں یہ نکتہ ہے۔	۲۳۰ ۲۳۱
۱۱۳	ما ننسخ من آیۃ	نسخ بمعنی ابطال حکم قرآن کریم میں قطعاً نہیں۔	۲۳۱ ۲۳۲
		حفاظت قرآن ص۲۳۳ ترجمہ قرآن نماز میں جائز نہیں ص۲۳۴	
۱۱۴	قرآن کی مثل لاؤ۔	امرتسری مولوی کے اعتراض کہ مرزا بینظیری میں تحدید قید کیوں کرتا ہے کا جواب۔ قرآن کی بینظیری کس میں ہے۔ امام غزالی کے قول کو ناپسند کیا ہے	۲۳۵ ۲۳۷
۱۱۵	قرآن میں اختلاف	لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا کے معنے اور تشریح	۲۳۸ ۲۳۹
سوال ۱۱۶	کالذی من علی قریۃ	واقعہ مندرجہ آیۃ کی تشریح	۲۴۲ ۲۴۴
۱۱۶	حروف مقطعات۔	الزامی جواب ص۲۴۳ نقلی جواب ص۲۴۵ ایک معجزہ	۲۴۴ ۲۵۱
		عقلی جواب ص۲۴۷ حلواف پر مختصر نوٹ ص۲۴۹ دورخ حساب وکتاب۔ نماز۔ جن ص۲۵۲	
		آریوں کی بیجا کوششیں اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ ص۲۵۲	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ (پ۔ انعام)

خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝ (پ۔ توبہ)

اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلی خلفائہ کما
وعدت فی قولک ولیمکنن لھم دینھم الذی
ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا ولو کرہ الکافرون

اما بعد۔ خاکسار نورالدین اللھم اجعلہ کاسمہ امین گذارش پرداز ہے کہ ہمنے ارادہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اسکو پورا کرنے والا اور ہم کو خطاؤں شرارتوں اور ہر قسم کے دھوکوں اور دھوکہ بازیوں سے بچانیوالا ہے۔ کہ اپنے اس دیباچہ کو ان چند ضروری فقروں پر ختم کردیں ؛

فقرہ اول اسلام کا اصلی سرچشمہ اور اس کا حقیقی منبع اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جسکا نام السلام[1] ہے۔ قرآن کریم میں اس مبارک نام کا مبارک ذکر اس کلمہ طیبہ میں آیا ہے

---

[1] ۔ اس سے ہمارا یہ مقصد ہے کہ اسلام کے لفظ میں خدائے علیم کیطرف سے پیشگوئی مرکوز ہے کہ اسلام اور اسکے تمام متعلقات ابدتک سلامتی اور حفاظت سے رہینگے۔ جیسا کہ اس کے چشمہ یعنے اللہ تعالےٰ کا نام السلام ہے۔ اسلئے یہ نام اور یہ فخر اور کسی مذہب کو نہیں ملا۔ منہ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ (پ حشر) یعنے وہی اللہ ہے کوئی معبود اور کاملہ صفات سے موصوف اس کے سوا نہیں وہ حقیقی بادشاہ ہر ایک نقص سے منزہ و بے عیب و سلامت ہے اور اسلام کا حقیقی ثمرہ دار السّلام ہے جسکا آسمان و زمین اور در و دیوار۔ اور جسکے تمام یار و غمگسار طیب ہوں گے۔ اور ان کے میل جول میں سلامتی و سلام ہی ہوگا۔

جیسے فرمایا۔ وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلَامٌ (پ ۱۱۔ یونس)

اسی طرح الاسلام کے ظہور کے لئے دو شہر مقدر تھے۔ ایک اُم القریٰ مکہ جسکے لئے ایسی ایک پیشگوئی ہے کہ اگر سوفسطائی اور دہریہ بھی اسپر منصفانہ نظر کرے تو اللہ تعالےٰ کی ہستی کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے علم و قدرت کا بھی دل سے قائل ہوجاوے۔ اس مختصر تمہید میں ہم صرف دو آیتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ مکہ معظمہ تیسرا مظہر اسلام کا اس دنیا میں ہے اور اس مکہ معظمہ کی نسبت یہ ارشاد ہیں۔

اوّل۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ (پھر ان آیات بینات کا بیان کیا ہے۔ جیسے فرمایا) مَقَامُ اِبْرٰهِیْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا (پ ال عمران) اور دوسری آیت یہ ہے جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْیَ وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (پ مائدہ) ان دو آیتوں میں آٹھ امور کا بیان فرمایا گیا ہے۔ اور انکو آیات بینات کہا ہے۔ اوّل یہ کہ مکہ مقام ابراہیم ہے۔ دوم اس میں داخل ہونے والوں کے لیے امن ہے۔ سوم۔ اسکا حج کرنا لوگوں کے ذمہ لگایا گیا۔ چہارم۔ کعبہ عزت کا گھر ہے۔ پنجم۔ یہی مکہ لوگوں کے قیام کا باعث ہے ششم اس کا ایک مہینہ معزز بنایا گیا ہے۔ ہفتم ہدی ہشتم۔ قلائد کو اللہ تعالےٰ نے بنایا ہے۔ اور ان امور ہشتگانہ کے بنانے کی وجہ بتائی کہ تم جان لو۔ اللہ تعالےٰ ہے۔ بلکہ علیم ہے۔

کوئی غور کرنے والا غور کرے کہ کسی **مکان** کو یا کسی **زمانہ** کو معزز بنانا کوئی اچنبے کی بات نہیں لوگ مکانوں اور اوقات کے بعض حصص کو عزت دیا ہی کرتے ہیں۔

بنایا کرتے ہیں۔ اور ان میں چند رسومات کا قایم کرنا بھی کوئی اچنبے کی بات نہیں۔ کیونکہ لوگ رسومات بھی قایم کیا ہی کرتے ہیں۔ ہزاروں ہزار مکان لوگ بناتے اور لوگوں نے بنائے اور انپر بڑا روپیہ خرچ کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ لاکھوں معبد بنے اور کروڑوں بلکہ اربوں روپیہ انپر خرچ ہوا بنانے والوں کے بڑے بڑے ارادے انکے متعلق تھے۔ مگر اول تو ان مکانات اور ان رسومات کے ادا کے لئے جو اوقات مقرر کئے گئے۔ بلکہ جو مکانات تجویز کئے انکے قیام و بقا کا دعوے نہیں کیا گیا۔ اور اگر بفرض محال دعوٰی کیا گیا۔ تو باطل ثابت ہوا۔ بیت الشمس افریقہ کا اور پرامون یونان کا۔ ایاصوفیا روم کا۔ آتشکدہ آذر کا۔ سومنات جگن ناتھ۔ کالنشی۔ متھرا۔ گیا امرناتھ وغیرہ وغیرہ کچھ کم نہیں گذرے ان میں سے بعض تو نیست و نابود ہی ہوگئے اور بعض مخالفوں کے مفتوح ہیں۔ اپنے پرستاروں کے لئے مامن نہیں رہے۔ اور چونکہ امن ہمیشہ خوف کے مقابلہ میں ہوا کرتا ہے۔ اور دنیا میں ایک ہی عظیم الشان مذہبی خوف تھا۔ جسکا ذکر کتب سابقہ یہود و نصارٰے میں ہے اور صرف وہ ایک ہی فتنہ الٰہی حکمتوں سے مقدر تھا۔ جس سے پناہ مانگنا ہم کو سکھایا گیا۔ وہ فتنہ ہے دجال کا فتنہ اب دیکھو دجال اگر دجالہ لفظ سے نکلا ہے۔ جیسے قاموس اور اس کی شرح میں ہے۔ تو وہ ایک فرقہ عظیمہ (کمپنی) کا نام ہے۔ جو اپنے مال و متاع کو تجارت کے لئے لئے پھرے اور اگر کسی کذب و افترا والے کا نام ہے۔ تو اس سے زیادہ کیا افترا ہوگا۔ کہ عورت کا بچہ خدا کا بیٹا۔ بلکہ خدا۔ بلکہ جامع روح القدس خدا اور روح الابن خدا اور خدائے مجسم اور روح الانسان مانا ہی نہیں گیا۔ بلکہ اس اعتقاد کی طرف کھینچنے کے لئے اربوں روپیہ پانی کی طرح ہر روز بہایا جاتا ہے۔ شراب جو جماع الاثم کیا معنے تمام بدکاریوں کا جامع ہے۔ ان خداؤں کے مجسمہ کے خون کے بدلے یادگار کے طور پر مذہبی رسم یا عبادت کے وقت پیا اور پلایا جاتا ہے۔ النساء حبائل الشیطان (کچھ عورتیں شیطان کا کمند ہیں) کو اس کام پر لگایا گیا۔ اس کام کے واسطے مشنری ہسپتال بنائے گئے۔ میں نے ایک پرانی مشہور کنچنی سے پوچھا تھا۔ کہ تمہارا پیشہ جو قطعًا قوی فطریہ انسانیہ کے خلاف ہے اور انکا دشمن ہے مجھے معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس طرح پیدا ہو گیا۔ تو اس تجربہ کار نے مجھے جواب دیا۔ قربان جاؤں۔ خوش خوراک خوش پوشاک مرد اور بابہنہ خواہشات پھر کاہل و سست یہ پیشہ اختیار نہ کرے۔ تو کیا کرے۔ مگر اس بیان کے بعد ثابت ہو گیا۔ کہ

دام مارگیوں ساکتوں نے مذہبی رنگ میں اس فرقہ کو عورتوں کے جنم سدھارنے کے لئے بھی بنایا ہے۔ اور کاہلوں سُستوں کے لئے تو دوسری جگہ مشن کمپونڈ بھی ہیں اور اسقدر کتابیں اور وسایل اس مطلب کے لئے نکالے گئے۔ کہ ہماری گنتی سے بالکل باہر پڑے ہیں۔ یہ لوگ مشرق میں کہاں پہونچے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔

مگر دیکھ لو کہ وہ شہر ان فتن سے بالکل امن میں ہے اور جو رسومات اس میں جس عظمت کے لئے لامعلوم زمانہ سے قایم کی گئیں۔ وہ اسی طرح ادا کیجاتی ہیں اس موقع پر ابراہیم علیہ السلام کا ذکر اس لئے ہے۔ کہ وہ یہود و نصاریٰ۔ صابئین میں مکرم معظم مانے گئے تھے۔ چوتھا مظہر الاسلام اور دوسرا شہر اور زمین پر طابہ طیبہ مدینۃ الرسول ہی صلے اللہ علیہ وسلم جسکے لئے وہی وعدہ اُس فتنہ سے امن کا ہے اور وہ بھی اب تک محفوظ ہے اور ایسا ہی محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

اور اس دنیا میں پانچواں مظہر الاسلام کا قرآن کریم ہے۔ اس کی سلام ہونکی دلیل یہ ہے۔ کہ اللہ السلام خود اس کا محافظ ہے۔ جیسے فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (پ ۱۴ حجر)۔ اسکی حفاظت کا مفصل تذکرہ سوال نمبر ۱۱۳/۱۱۵ کے جواب میں دیکھو۔

اور چھٹا مظہر الاسلام اور اس کا مبلغ حضرت محمد رسول اللہ خاتم الرسل والنبیین رسول رب العالمین ہے۔ غور کرو۔ زمانہ نبوی میں عرب میں کسی کا مار ڈالنا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ بڑے بارعب شخص ہمارے جدّ امجد عمر رضی اللہ عنہ کو مارنے والے نے مارا اور اسلام میں وہ ننگ اسلام بھی ہیں۔ جنکے اعتقاد میں وہ قاتل بابا شجاع کہا جاتا ہے بڑے بہادر اسد اللہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کو مارنیوالے شقی نے مارا جس نامراد کا ابن ملجم نام مشہور ہے۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ جیسے مدبر قوم کے عظیم الشان خلیفہ کو مارنیوالوں نے مارا گو کیفر کردار کو پہونچے اس ملک کے علاوہ ہم تو سنتے ہیں کہ دیانند جی کو بھی کوئی ایسا ہی معاملہ پیش آیا تھا۔ اور آریہ مسافر کو تو اس امن کی سلطنت میں مارا۔ اور اسکے لائق اتباع اور پولیس کو اتنا پوچھنے کی یاد دری نہ ملی کہ کوئی آریہ مسافر سے پوچھتا۔ کہ آپکو کس نے مارا۔ غرض بات صاف ہے۔ مگر نبی کریم کے لئے دعوےٰ موجود ہے وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور دعوٰی بھی ایسے وقت میں کہ ابتدائے اسلام تھا۔ اور آپکے لئے آپکے دروازہ دربان کوئی نہ تھا۔ بلکہ اپنے اور بیگانے سب دشمن تھے

آریہ اور عیسائی کہتے ہیں کہ جبر لوگوں کو مسلمان بنایا جاتا تھا۔ الّا ان مجبوروں کو جو بقول انکے دائیں اور بائیں تھے یاوری نہ ملی۔ کہ اس دعوے یعصمك من الناس کو باطل کرتے مگر آخر یہ دعوی یعصمك من الناس (پ۶ مائدہ) صحیح اور یہ پیشگوئی سچی نکلی بلکہ کَوْتَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ (پ۲۹۔ الحاقۃ) کا مضمون موید ساتھ تھا۔ اور کذب بھی بایں کثرت تھے۔ کہ مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ پر بس نہ تھی۔ شام و روم مصر و ایران اس لیے مجھی کبھی فرد خیال نہیں آیا۔ کہ اسلام دنیا سے نیست و نابود ہو۔ بلکہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (پ۱۰ توبہ) کا وقت نظر آ رہا ہے۔ علاوہ بریں تجارب گواہ ہیں۔ دیکھو ہلاکو خان اور اسکے ناکام مشیر نصیر الشرک اور رسالہ مؤید الکفر نے کیا نہ کیا۔ مگر آخر ہلاکو کی اولاد خادم اسلام ہوئی۔ اور وہ دونوں وزراء ناکام و نامراد دنیا سے چل دیئے۔ پس یہ بحث اور مضمون جو مینے لکھا ہے بعض کی بھلائی کے لئے لکھا ہے اور اپنے فہم و فراست کے مطابق سمجھانا مقصود ہے کہ کوئی روح سلامتی پر پہونچ جاوے۔ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى (پ۲۷۔ النجم)

چونکہ اسلام انقیاد و فرمانبرداری۔ صلح و آشتی کا نام ہے۔ اس لئے اسلام کی ابتدائی نشو و نما میں جب صنادید عرب علی العموم اور اراکین مکہ نے بالخصوص مسلمانوں کو شدید ایذائیں دینا شروع کیں۔ تو حتے الامکان صبر و حلم و بردباری سے کام لیا گیا۔ جب ایذا حد سے بڑھی اور ناقابل برداشت ہوگئی۔ تو مسلمانوں نے ملک حبش کو ہجرت کی۔ عمائد مکہ اسپر بھی باز نہ آئے اور مسلمانوں کا تعاقب ملک حبش تک کیا۔

اہل مدینہ کے اصرار پر مدینہ کو مسلمانوں نے ہجرت کی اور صاحب اسلام حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صحابہ کرام مدینہ کو ہجرت فرما ہوئے۔ وہاں جاتے ہی نبی اسرائیل و یہود کے ساتھ امن عام کے لئے ایک معاہدہ کیا۔ جسکا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ الی قولہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ (پ۱ بقرہ) اور اس قسم کی دوسری آیات میں بھی یہ مضمون مفصل ہے۔ آخر انمیں۔ نہلسٹ۔ انارکسٹ اور فریمیسن وغیرہ پیدا ہوگئے۔ اس امر کی تفصیل ہم نے سوال نمبر ۱۶ کے جواب میں لکھدی ہے۔ اور فرمایا كُلَّمَا عَاهَدُوْا عَهْدًا

نَبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (پ ۱ - بقرہ) اور فرمایا وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ (پ ۱ بقرہ) آخر حسب پیشگوئی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (پ ۲۴ مومن) سب مخالف خائب وخاسر ونا کام ہلاک ہوئے۔ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ پھر جب تمام عرب وعجم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر بھڑک اُٹھے تو پیشگوئی فرمائی گئی۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ۔ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى (پ ۱۷ انبیاء) اور حرف بحرف پوری ہوئی۔

ہم جانتے ہیں اور واقعی یہی ہے کہ دل بڑھانے کو بھی ایسے کلمات لوگ کہا ہی کرتے ہیں۔ مگر کیا ہر جگہ اور ہر ایک مطلب میں وہ ایسے کامیاب ہوتے ہیں کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (پ ۶ مائدہ) کی صدا اُنکے کان میں پہونچے اور کیا اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (پ ۶ مائدہ) کا خلعت ایسا ملتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا آپ نے آخر ایام میں دنیا سے اس وقت کوچ کیا۔ جب تمام مخالف سر بسجود للہ الکریم ہوگئے اور تمام معبد شرک اور مخالف بے نام ونشاں ہوئے۔ یہ بے نظیر فتحمندی سوائے دیندار[1] پرش کے ممکن ہی نہیں۔ جو مانگا سو پایا۔ جو چاہا سو ملا۔ پس یہ رضا الٰہی کا ثمرہ تھا۔ جس طرح ابتدا اسلام میں اسلام نے جنگ میں ابتدا نہیں کی۔ اسی طرح اسوقت روحانی اور دلایل کے جنگ کے وقت بھی اسلام نے ابتدا نہیں کی۔ بعض نادان وبے خبر مسلمان اس حقیقت کو نہ سمجھیں تو ان کی حماقت وجہالت ہے اور ایسے کم عقل ہر قوم میں ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً مسیحی مذہب نے پادری فنڈر کی افسری سے اسلام پر میزان وطریق وغیرہ سے حملہ کیا اور آریہ سماج نے ستیارتھ کے چودھویں پورے سملاس اور بہومکا وغیرہ رسایل میں جستہ جستہ مقامات میں اسلام پر خطرناک حملہ کیا۔ اسلام کے خدا پر جو ہمارا اور اس کا ایک ہی خدا تھا۔ گوالنے یا ہم سے اُسکے صفات کی فہم میں غلطی ہوئی۔ اور اسلام کی کتاب پر اسلام کے ہادی ومصلح پر وہ گالیوں کا طوفان باندھا ہے۔ کہ الامان۔ اگر صاحب سماج کو کوئی سادہ نام سے یاد کرے تو آریہ سماج

[1] دیندار۔ صالح۔ بزرگ۔

آگ بھولا ہو جاوے۔ اور خود جو چاہا اناپ شناپ لکھدیا ہے۔ پھر ان کی تاثیر سے آریہ مسافر نے تو خاتمہ کر دیا۔ اور اسکے پوتے صاحب یوگندر پال اور دھرمپال نے جو شیریں کلامی اور نرمی دکھائی ہے اسکے لئے یہ ترک اسلام کا مختصر رسالہ کافی گواہ ہے۔ ایک ہمارے لون میانی کے ہم مکتب آریہ سماجی ایک بار مجھ سے فرمانے لگے کہ کہو جی کون دھرم ہے؟" والی نظم پہلے کسنے لکھی مینے عرض کیا جناب آپ وہ لوگ نہیں جنکے مقابلہ پر وہ نظم ہے۔ بلکہ اسپر تو خود مہارشی آپکے سرسوتی اور سوامی جی نے وہ لے دے کی ہے کہ جسکے مقابلہ میں ہمارے تحفہ اور اس قصیدہ کی کوئی ہستی ہی نہیں۔ یہ بتائیے کہ سماج پر کس مسلمان نے پہلے کچھ لکھا۔ اسپر وہ خاموش تو ہو گئے۔ مگر علاج کے لئے آئے تھے۔ بہت جلد واپس چلے گئے۔

ہاں ناواقف مسلمان اب بھی کہتے ہیں کہ مرزا جی نے اسلام کو سیکھیوں اور آریہ سی گالیاں دلائی ہیں۔ بلکہ ایک امرتسری متکلم تو اپنی کتاب میں یہ بھی لکھتا ہے کہ دھرم پال بھی مرزا کی تحریر سے آریہ ہوئے ہیں حالانکہ ترک اسلام میں اس نے اشارہ بھی مرزا کی تعلیم پر نہیں کیا۔ کہیں پال نے کسی اخبار میں ایسا لکھا تو امرتسری صاحب نے اسکو تسلیم کر لیا۔ اور ایک اڈیٹر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور وہ لیکھرام کی کتاب نہ پڑھ سکا۔ جسنے اسلام کو گالیاں اسلئے دیں کہ مرزا نے اسے گالیاں دلوائیں۔ وہ کیا تحقیق ہے۔ ستیارتھ کا چودھواں سملاس کیا براہین احمدیہ کے بعد کا لکھا ہوا ہے۔ اور وہ آخری باب کیا گالیاں کا مجموعہ نہیں۔ اور کیا میران فنڈر کی۔ آئینہ اسلام سے پیچھے تصنیف ہوئی۔ ہمیں تو حیرت ہے ایسی تحقیقات پر۔ انصاف۔ بہر حال ہم مہارشی دیانند جی کے چند اصول کیطرف سماج کو توجہ دلاتے ہیں۔ جو قابل قدر اصول ہیں۔ وہ بھومکا اور ستیارتھ میں جابجا ارقام فرماتے ہیں۔ کہ ویدیں جو الفاظ آئے ہیں ان کے بہت معانی ہوا کرتے ہیں۔ مناسب معنے جو پرمیشور کی عظمت وجلال علیم کل محیط کل کی شان کے موافق ہوں۔ مخالف نہ ہوں وہ لینے چاہئے اور اس کا نام انہوں نے شلیشا النکار رکھا ہے۔ پھر استعارہ وغیرہ صنائع کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ روپا النکار ہے۔

پھر ارشاد کیا ہے کہ معانی کے سمجھنے کے لئے مراقبول (سمادھیوں) محنتوں کی ضرورت ہے منتر سکنتاؤ نیرجن رشیوں کے نام ہیں وہ بڑے محنتی مفسر وید دنکے تھے۔

پھر اور اصول دیانند جی کے یہ ہیں۔ جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جنکے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں **جھوٹا بتلاوے**۔ اور اپنے کو سچا ظاہر کرے۔

اس سے بڑھکر جھوٹا اور مذہب کون ہوسکتا ہے۔ ستیارتھ ۱۴ سملاس صفحہ ۶۹۷ - فقرہ ۷۳ میں یہ لکھا ہے - اور اہنسا کے معنے کئے ہیں۔ اہنسا کا لفظ یوگ درشن کے سادھن پاد کے سوتر ۳۰ میں یم کے بیان میں آیا ہے۔ مہارشی دیاس نے جو یوگ شاستر کے بھاشیہ کار ہیں۔ اس کا ارتھ یہ کیا ہے کہ ہر حالت میں ہمیشہ ہر ایک جاندار کے ساتھ دشمنی کے خیال کو دور کرنا اہنسا کہلاتے ہیں۔ دیانند اپدیش منجری تیسرا دیا کہیان۔ اور کہا ہے۔ انسان کو مناسب ہے، کہ شیریں کلامی کو کام میں لاوے۔ تیسرا دیا کہیان۔ اور کہا ہے ہر ایک آدمی جیسا ہوتا ہے وہ عموماً اپنی ہی مانند دوسرے کو سمجھتا ہے۔ ستیارتھ ۵۷۴۔

اس قسم کی نصائح دیانندجی کی دیکھو صفحہ ۵۶۶ سے ۵۸۰ تک۔ دھرمپال بلکہ آریہ سماج انصاف کرے کہ وہ عملاً ان میں سے کن اصول کی پابند ہے۔ آیا ان کلمات پر۔ ہم نہیں کہتے کہ سب آریہ ایسے ہیں۔ گو وہ کروڑوں نہیں اور پھر ہم کروڑوں ہیں۔ اور ہمیں بُرا کہا گیا۔ مگر ہم ایسی سخت کلامی سے کیونکر کام لیں۔ ہمیں تو قرآن کریم یہود و نصاریٰ کے اس غلط قول کو نصیحت کے طور ہمیں بتاتا ہے۔ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ - كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ ۱ بقرہ) یہود نے کہا نصرانی کچھ بھی نہیں۔ نصرانیوں نے کہا یہود کچھ ہی نہیں۔ حالانکہ کتاب پڑھتے ہیں۔ اس طرح تو بے علم لوگوں نے کہا ہے۔ یا کیا ہے۔

ہمارے نزدیک آریہ سماج کی محنتیں بہت کچھ قابل قدر ہیں اول انہوں نے شرک کے دور کرنے میں بڑا کام کیا جو قابل شکر ہے۔ دوم ناجائز تقلید کو توڑ کر غلط خیالات کو چھوڑنے اور اسکے بدلہ عمدہ بات کو لینے میں قوم کو دلیر کر دیا ہے۔ سوم دام مارگیوں۔ ساکتوں۔ اگھوریوں بکھالیوں۔ تانگیوں کے ہزاروں گندوں کو دور کیا۔ گو بعض اشیاء کی قدامت اور غیر مخلوق ہونے کا اعتقاد ابھی ساتھ ہے۔ اور دیانندی تقلید بھی کچھ ہے۔ اور نیوگ کو مصلحتاً جائز رکھا ہے۔ مگر جہانتک نیکی کی وہ قابل شکر گذاری ہے۔

میرے فہم میں کلام الٰہی کے سمجھنے کے لئے یہ اصول ہیں۔

اول دعا (پرارتھنا) جناب الٰہی سے صحیح فہم اور حقیقی علم طلب کرنا قرآن مجید میں آیا ہے۔ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (پ ۱۶ طٰہٰ) میرے رب میرے علم میں ترقی بخش۔

اور دعا کے لئے ضرور ہے۔ طیب کھانا۔ طیب لباس۔ عقد ہمت۔ استقلال۔ دوم صرف الٰہی

رضامندی اور حق تک پہونچنے کے لئے خدا میں ہو کر کوشش کرنا۔ جیسے فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (پ۲۱ عنکبوت) سوم۔ تدبر۔ تفکر۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (پ۲۶۔ محمد) اور فرمایا۔ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ (پ۴ آل عمران) چہارم حسن اعتقاد و حسن اقوال و حسن اعمال اور فقر۔ بیماری۔ مقدمات و مشکلات میں صبر و استقلال۔

اس مجموعہ کو قرآن نے تقوے کہا ہے دیکھو رکوع لَیْسَ الْبِرَّ۔ پارہ دوم اور اس کا ایک درجہ سورہ بقرہ کے ابتدا میں ہے جیسے فرمایا ہے کہ اَلْغَیْبُ پر ایمان لاوے۔ پرارتھنا اور دعا اور بقدر ہمت و طاقت دوسرے کی ہمدردی کے لئے کوشش کرنے والا متقی ہے۔ اور تقوے کے بارہ میں ارشاد الٰہی ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰهُ (پ۳ بقرہ) ہے۔ لیکن خود پسند آدمی آیات الٰہی کے سمجھنے میں قاصر ہے۔ جیسے فرمایا۔ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ (پ۹ اعراف) پنجم قرآن کریم کے معانی خود قرآن مجید اور فرقان حمید میں دیکھے جاویں۔ ششم اسماء الٰہیہ اور الٰہی تقدیس و تنزیہ کے خلاف کسی لفظ کے معنے نہ لئے جاویں۔ ہفتم تعامل سے جسکا نام سنت ہے معانی لے اور اس سے باہر نہ نکلے۔ ہشتم۔ سنن الٰہیہ ثابتہ کے خلاف درزی نہ کرے۔ نہم لغت عرب و محاورات ثابتہ عن العرب کے خلاف نہو۔ دہم۔ عرف عام سے جسکو معروف کہتے ہیں۔ معانی باہر نہ نکلیں۔ یازدہم۔ نور قلب کے خلاف نہ ہو۔ دوازدہم احادیث صحیحہ ثابتہ کے خلاف نہ ہو۔ سیزدہم کتب سابقہ کے ذریعہ بھی بعض معانی قرآن حل کئے جاتے ہیں۔ چہاردہم کسی وحی الٰہی اور الہام صحیح کے ذریعہ سے بھی معانی قرآن حل ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک اصل کی مثالیں دونوں تو ایک مجلد ضخیم بن جاوے۔ اور بعض اصول عام لوگوں کے استعمال میں آنے والے نہیں معلوم ہوتے۔ اسلئے نمونہ کے طور پر بعض ان اُمور کے استعمال کی مثال بتاتے ہیں۔

اسلئے گذارش ہے کہ اگر دہرم پال صرف یہ لحاظ رکھتا۔ کہ خدا کی عظمت و جبروت کو مدنظر رکھتا اور اپنے تئیں اس امر کا پابند کرتا کہ لغت عرب کے مختلف معانی سے جو ایک لفظ کے لئے ہوں۔ اور وہ لغت سے ثابت ہوں وہی معنے کئے جاویں جو عظمت و قدوسیت کے منافی نہ ہوں۔ تو اس قاعدہ سے اسکے پینتیس سوالات ترک اسلام کا جواب یکدم مل سکتا تھا۔ دیکھو سوالات ذیل کے جوابات نمبر ۱ و ۲ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۷/۵ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰/۵ و ۳۲ و ۳۳ و

۳۴ و ۳۸ و ۴۶ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۷ و ۶۵ و ۶۸ و ۱۷ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۴ و ۹۸ و ۱۱۱ و ۱۱۳ و ۱۱۵ -

اس کے علاوہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں کا جواب ہو سکتا تھا۔ ایک بار میرے سامنے لفظ مکر و کید و استہزاء وغیرہ کی طرح لوگوں نے خدع اور نسیان کا لفظ پیش کیا۔ جو قرآن کریم میں ہیں مینے کہا دیکھو لغت عرب کے صنائع و بدائع و استعارات و کنایات جسکا سمجھنا ضروری ہے اور جسکے سمجھانے کو علم معانی۔ بیان اور بدیع موجود ہے۔ اگر اس راہ سے نہ سمجھو تو صرف لغت عرب کو بھی تم ایسے سوالات کے جواب میں کام میں لا سکتے ہو۔ اگرچہ نسی کے معنی ہیں بھولا نسیان کے معنے بھولنا ہے۔ مگر نسی کے معنی ترک بھی لغت عرب میں ہیں۔ پس کلمہ طیبہ اِنَّا نَسِیْنٰھُمْ میں یہ معنے کیوں نہیں کئے جاتے جو صفہ علیم کے خلاف نہیں۔ اسی طرح خادع کے معنی ترک کے ہیں۔ پس جہاں یُخَادِعُوْنَ اللّٰہَ ہے وہاں وہ چھوڑتے۔ اللہ کو ترجمہ کیوں نہیں کرتے خدع کے معنے ہے امسک! اور عرب کا محاورہ ہے۔ فلان کان یعطے فخدع فلانا دیتا تھا۔ اب اُسنے دینا چھوڑ دیا۔ پس وَھُوَ خَادِعُھُمْ (پ نساء) کے معنے یہ کیوں نہیں کرتے۔ کہ اللہ ان منافقوں کو محروم رکھنے والا ہے اسی طرح تمام الاشباہ والنظائر میں ایسا ہی برتاؤ کرو۔ اور مثلاً وَوَجَدَکَ ضَآلًّا (پ۳۰۔ ضحیٰ) میں ضلال کا اثبات نبی کریم کے لئے ہے۔ مگر وَمَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ (پ۲۷۔ النجم) میں ضلال کی نفی بھی آپ کے حق میں موجود ہے تو دونوں پر ایمان لاکر ایک جگہ ضلال کے معنے محب طالب سائل کے کرو۔ جو اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ۔ (پ۳۰۔ ضحیٰ) کی ترتیب سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور دوسری جگہ گمراہ کے معنے لو۔ جو مَا غَوٰی کے مناسبت سے درست ہیں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ نے صرف اسی بات پر ایک لطیف رسالہ لکھا ہے جسکا نام الوجوہ والنظائر ہے۔

مگر افسوس ہے کہ دیانند نے خود اپنے قایم کردہ اصول کا لحاظ نہ کیا اور کروڑوں معتقدان اسلام کا دل دکھایا۔ اور انکو بُرا کہا۔ آریہ مسافر و دہرمپال تو اسکے اتباع ہیں۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ مگر شاید اتنا کہدینا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ کسقدر آریہ سماج لوگوں کی بے انصافی ہے۔ کہ غیروں پر اعتراض کرتے وقت یا معاملہ و انصاف کرتے وقت عدالت میں مسلمانوں کا

* ہم نے انہیں چھوڑ دیا نہ یہ کہ ہم انہیں بھول گئے اسلئے کہ یہ معنے صفات الٰہیہ کے خلاف ہیں ۱۲ منہ

سر توڑنے اور جان و مال و عزت تباہ کرنے کو کیسے دم نقد تیار رہیں۔ محمود غزنوی اور عالمگیر کا خیالی بدلہ لیتے ہیں۔ یا آریہ مسافر کا۔ اور اپنے بارے میں اعتراضوں سے یوں بچاؤ کر لیتے ہیں۔ کہ تمام پران اور آرین تفاسیر بلکہ یورپ کے تراجم وید سب کے سب غلط ہیں مہارشی کی کتابوں سے کچھ لیکر کوئی اعتراض کرے تو فرماویں سوامی جی بھاشہ زبان نہیں جانتے تھے۔ انکے ستیارتھ اور ویدوں کے بھاوارتھ اردو ناگری ترجمہ میں۔ جاہل بے ایمان پنڈتوں کی شرارتوں کا دخل ہے۔ یہ قابل اعتماد و اعتقاد نہیں۔ اب ہم کو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ ہزاروں آریہ سماجی کیا حق و حقیقت کو ویدک سنسکرت یا لوکک سنسکرت سے لیکر اپنے اقوال و اعمال کو درست کر رہے ہیں۔ مینے تو ابتک ایک بھی لائق ویدک سنسکرت پڑھا آریہ سماجی نہیں دیکھا۔ بلکہ منشی رام جی جگیا سو کے ترجمہ بھومکا سے یہ عجیب مسئلہ معلوم ہوا کہ ۱۸۹۱ء میں لیکھرام کے ذریعہ پتہ لگا کہ دیانند جی کے مہاں بھاشیہ میں ارتھ انرتھ ہیں اور بھاوارتھ غلط۔ دیکھو منشی رام کا ترجمہ۔ دیانندی وید بھومکا صفحہ نمبر ۳ و ۴ و ۵۔

فقرہ دوم۔ تارک اسلام نے وجوہ ترک اسلام پر جو لکچر دیا ہے اس میں اکیسو پندرہ سوال بلکہ اعتراض اسلام پر کئے ہیں۔ جب انکے جوابات سے محض اللہ تعالے کے فضل سے فراغت پائی تو لکچر کی تمہید پر توجہ کی دیکھا تو اس میں بھی پندرہ بیس اعتراض اسلام پر جڑ دیئے ہیں۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ انکا جواب دیباچہ میں دیا جاوے۔ اور چونکہ وہ سوال کئی قسم پر منقسم ہیں اسلیئے ہم انکا تین فقروں میں جواب دیتے ہیں۔

اعتراض قسم اول۔ اسلام کی تعلیم عقل کے خلاف ہے اسلام کی تعلیم وحشیانہ ظالمانہ اور ادنے تعلیم ہے۔

اسواسطے ان سوالات کے جواب میں ضروری معلوم ہوا کہ نمونہ کے طور پر تعلیم اسلام کو پیش کر دیا جاوے۔ مگر اسلام تیس پارہ قرآن اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد کا نام ہے۔ اس لئے مشتے نمونہ خروارے اور دانہ از انباری دکھایا جا سکتا ہے۔

اور مختصراً ان اعتراضات کا جواب یہ ہے۔ یہ کہنا کہ اسلام عقل کے خلاف ہے۔ محض بیعقلی بلکہ بے ایمانی کی بات ہے۔ اسلئے کہ قرآن کریم اپنی تعلیم کی خوبی اور سچائی کے اظہار اور ثبوت کے واسطے عقل حاصل کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ جیسے فرماتا ہے یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ (پ۲ بقرہ) یعنے اللہ اپنی آیات تمہارے لئے کھول کر بیان

کرتا ہے۔ تو کہ تم عقل حاصل کرو۔ یا اسے کام میں لاؤ۔ اسی طرح عقل اور علم کیطرف مختلف پیرایوں میں اپیل کرتا ہے اور قرآن کریم اس سے بھرا پڑا ہے۔ با ایں ہمہ ایسی کتاب کی تعلیم کو عقل کے خلاف کہنا نادانی یا بے ایمانی نہیں تو کیا ہے۔؟۔

قرآن کریم پھر تذلیل اور اہانت کے طور پر اُن لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے اور بے عقلی کے بد نتائج میں مبتلا ہوتے ہیں جیسے فرمایا۔ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (پ ۷ مائدہ) اور جب تم انہیں نماز کو بُلاتے ہو۔ اُسے حقارت اور کھیل میں اُڑاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

اور پھر ایک بدقسمت قوم کا ذکر فرماتا ہے۔ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (پ ۲۹۔ تبارک) یعنے دوزخی (حسرت سے) کہیں گے اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو دوزخیوں میں شامل نہ ہوتے۔

پھر ایک جگہ مخالفان اسلام کے نفاق اور خلط کاریوں کے اسباب میں یوں بیان فرماتا ہے۔ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (پ ۲۸ حشر) یعنے تم خیال کرتے ہو۔ کہ انکے جتھے اور جمعیتیں ہیں حال یہ ہے کہ انکے دل الگ الگ ہیں اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

اور قرآنی تعلیم وحشیانہ ہے کا جواب قرآن نے یہ دیا ہے۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَنْ لَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (پ ۱۱۔ توبہ) گنوار کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں۔ اور اس لائق ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کی حدود کا علم نہ آسکے

سوچو اور غور کرو وحشیانہ تعلیم ایسا فقرہ کیونکر کہہ سکتی اور وحشیوں لاعلموں کو نہایت تحقیر سے عتاب کیوں کرتی ہے۔ قرآنی تعلیم کو ظالمانہ کہنے کا جواب قرآن کریم نے یہ دیا ہے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (پ ۱۲۔ ھود) دیکھ اللہ کی لعنت ظالموں پر ہے۔ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (پ ۳ آل عمران) پھر ہم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

اوپر تعلیم کا جواب یہ دیا ہے کہ صاحب شرع اسلام تک کو رغبت دلاتا ہے۔ کہ وہ دائمی اور

اور ابدی ترقیات کیلئے ہمیشہ دُعا مانگتا رہے۔ اور ترقی علم چاہتا رہے۔

جیسے فرمایا۔ قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (پ۱۶ طٰہٰ) کہہ اے میرے رب میری علم میں ترقی بخش۔ اور فرمایا یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پ۲۸ مجادلہ) اللہ تم میں سے مومنوں اور عالموں کے درجے بلند کریگا۔

اور فرمایا قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (پ۲۳ زمر) کہہ کیا وہ جو علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے برابر ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اور فرمایا۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (پ۲۲ فاطر) اللہ کا خوف اور خشیت انہی لوگوں کو میسر آتا ہے جو عالم ہیں۔

اور فرمایا۔ قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ (پ۱۳ رعد) کہہ مجھ میں اور تم میں اللہ گواہ ہے پھر وہ شخص جسے کتاب کا علم دیا گیا ہے۔

اور فرمایا۔ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعْقِلُھَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (پ۲۰ عنکبوت) اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔ اور انہیں عالم ہی سمجھتے ہیں۔

اب تعلیم اسلام کا نمونہ سنو! آدمی جب پیدا ہوتا ہے۔ تو حسب ارشاد الٰہی الٰہی علوم سے عاری ہوتا ہے۔ جیسا فرمایا۔ وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا (پ۱۴۔ نحل) اور اللہ نے تمہیں نکالا تمہاری ماؤں کے اندر سے اور تمہیں کسی چیز کا علم نہ تھا۔

جب عاقل و بالغ ہو جاتا ہے۔ اسوقت اسلام عین تقاضائے فطرۃ کے موافق مختصر مگر جامع اور کامل آداب سکھاتا ہے جیسے فرماتا ہے۔ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (پ۸ اعراف) کھاؤ اور پیو اور بے جا کھانے پینے سے بچو اللہ نہیں پسند کرتا خطا کاروں کو۔

اس آزادی پر کھانے پینے میں پابندی یہ بتائی اور انسان کی ناجائز آزادی کو جسے وہ برت کر تباہی کے نتیجوں تک پہنچتا ہے۔ اس طرح مقید کیا۔ جیسے فرماتا ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ (پ۶ مائدہ) حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جس پر اللہ کے غیر کا نام پکارا جائے۔

دیکھو اس آیت پر مفصل بیان سوال نمبر ۴۴ و ۴۵ کے جواب میں۔

یہ تو ہوئیں کھانے کی چیزیں اور پینے میں ہر قسم کے مسکرات اور شراب سے اس طرح منع فرمایا۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (پ مائدہ) شراب اور جُوا اور بت اور تقسیم کے تیر شیطانی کام ہیں ان سے بچو تو کہ فلاح پاؤ۔ شیطان چاہتا ہے کہ تم میں عداوۃ اور بغض ڈالے شراب اور جوئے کے ذریعہ اور تم کو روک دے اللہ کے ذکر اور نماز سے پھر کیا تم باز آتے ہو کہ نہیں۔

پھر آداب حفظ بنی نوع اور ہر ایک شخص کی بہتری و فلاح اور نوعی حفاظت کے بارے میں فرمایا۔ کہ نکاح کر لو۔ مگر آریہ ورت کے ماتنگی اور دام مارگی ماں سے بیٹی سے۔ بہن سے بھوگ کر لیتے ہیں۔ اور انکے اصل گرو یا چیلے مُزد کی بھی ایسے ہی تھے۔ بلکہ بڑے بڑے ہندو راجہ دو حقیقی بہنیں ایک وقت میں بیاہتے ہیں اس لئے اس ناپاک رسم کی بیخکنی کے لئے فرمایا۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (پ نساء)

حرام کیگئیں تمپر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور وہ تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری ساسیں اور وہ لڑکیاں جو تمہاری گودوں میں ہیں اُن عورتوں سے جنسے تمنے جماع کیا اور اگر تمنے اُنسے جماع نہیں کیا تو تم پر انکے نکاح میں کوئی گناہ نہیں اور حرام کیگئیں تمہاری ان بیٹوں کی جورویں جو تمہاری پشت سے ہیں اور حرام کیا گیا تمپر ایک ہی وقت میں دو حقیقی بہنوں سے نکاح کرنا۔ ہاں جو گذر چکا اسلام سے پہلے تو اللہ غفور رحیم ہے۔

یہ احکام نکاح کے متعلق فرمائے۔

پھر شادیوں میں نکاح کے بعد بڑی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اسلئے ارشادات ہیں۔

اول فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (پ نساء) جو عورت تمہیں پسند آئے اُس سے نکاح کرو۔

دوم وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (پ نساء) اور اگر بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی سے نکاح کرو۔

سوم۔ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ (پ ۶ مائدہ۔) نکاح سے یہ غرض ہو کہ تم پابندی میں رہنے والے ہو نہ مستی نکالنے والے اور نہ یارانہ کے طور پر عورتوں کو رکھنے والے۔

چہارم۔ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا (پ ۴ نساء) اور جائز نہیں کہ تم اکراہ سے عورتوں کے وارث بنجاؤ

پنجم۔ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا (پ ۲ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ (پ ۲۸ طارق) اور اُن کو ضرر دینے کے لئے مت روکو اور ان کو ضرر مت دو۔

ششم۔ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ۔ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا۔ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا (پ ۵ نساء) اور نافرمان عورت کو پہلے وعظ کرو۔ پھر اسکا بستر الگ کردو پھر ایک مار سی مارو اور پھر بھی پہوٹ رہی۔ اور اصلاح نہ ہو تو دونوں خاندانوں کے چودھریوں کو جمع کرو۔ اگر میاں بیوی یا اُنکا سچا ارادہ اصلاح کا ہوگا۔ تو اللہ اُنہیں آپس میں موافق بنا دیگا۔

ہشتم۔ اور آخر میں فرمایا۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (پ ۴۔ نساء) اور عورتوں سے نیک برتاؤ کرو اور اگر تم اُنہیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک چیز کو تم ناپسند کرو اور اللہ اس میں بڑی برکت اور خیر ڈال دے۔

ہاں بے ریب افسوس ہے کہ ان احکام کی نگرانی کے لئے کوئی محکمہ نہیں اور مرد بادشاہ ہوتے رہے۔ اسلئے انہوں نے ہی حقوق نسوان کا پلہ کمزور رکھا۔ آہ ہزاروں عورتیں ہیں جن کو شریر لوگ نہ طلاق دیتے ہیں۔ اور نہ آباد کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے کلام کو ہنسی میں اوڑاتے ہیں یا ان پاک احکام کو ظلم کرنے کا آلہ بنا رہے ہیں۔ اور مُلّانے بلکہ انکے پڑھے لکھے بھی حقوق نسوان کی آیات پر توجہ نہیں کرتے۔ اسی طرح مفقود الخبر کی بیبی بھی تباہ ہوتی ہے۔

حفظ نفس و تربیت اولاد پر فرمایا۔ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (پ ۲ بقرہ) اپنے تئیں ہلاکت میں مت ڈالو۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ (بنی اسرائیل) اپنی اولاد کو ہلاک مت کرو۔

سوشیل امور پر فرمایا۔ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا (پ ۱۸ نور) اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل مت ہو جبتک اُن سے اجازت نہ لو۔ اور داخل ہوتے ہی گھر والوں پر سلام کہو۔

وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا (پ۲ بقرہ) اور گھروں میں دروازوں کے راہ سے داخل ہو۔
وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا (پ۵ نساء) اور جب تمہیں سلام کہا جائے۔ اس سے بہتر سلام کہو۔ وَإِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا (پ۲۸ مجادلہ) اور جب تمہیں نشست گاہوں میں کھل جانے کو کہا جائے۔ تو کھل جاؤ۔ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ (پ۲۱ لقمان) اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (پ۱ بقرہ) اور ماں باپ سے اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے نیک سلوک کرو۔ اور لوگوں سے اچھی باتیں کہو اور خوش معاملگی کا برتاؤ کرو۔

ترک شر پر فرمایا۔ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ (پ۲ بقرہ) آپس میں ایک دوسرے کے مالوں کو ناحق نہ کھاؤ۔ اور حکام تک بواسطہ ان مالوں کے اس لئے نہ پہونچنا کہ کسی طرح لوگوں کا کچھ مال خرد برد کر لو۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ۔ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (پ۱۸۔ نور) مومنوں کو کہہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی نگہبانی کریں۔ اور مومن عورتوں سے کہہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی نگہبانی کریں۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (پ۱۵۔ بنی اسرائیل)

اور زنا کے نزدیک نہ جاؤ وہ بہت کھلی بیحیائی اور بری راہ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (پ۱۸۔ نور)

جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بیحیائی کی باتیں پھیلیں اُن کے لئے عذاب الیم ہے۔ دنیا اور آخرۃ میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (پ۱۸۔ نور)

جو لوگ شوہر دار سادہ بے خبر مومن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں وہ در بدر ہوئے دنیا اور آخرۃ میں اور انکے لئے بڑا عذاب ہوگا جس دن گواہی دینگی اُن کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں ان کے تمام کرتوتوں کی۔

ایصال خیر کی بابت فرمایا۔ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (پ۴۔ ال عمران)

اور غیظ و غضب کو کھا جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور دوست رکھتا ہے اللہ احسان کرنیوالوں کو۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (پ۴ ال عمران)

تم برگزیدہ خیر رساں قوم ہو تمہیں سارے جہان کے لئے نمونہ کے طور پر پیدا کیا گیا ہے تم نیک باتوں کا حکم کرتے اور بری باتوں سے منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ (پ۲۸ ممتحنہ)

جن لوگوں نے تمسے جنگ نہیں کی دین کے بارے میں اور تمکو تمہاری گھروں سے نہیں نکالا اللہ تمکو منع نہیں کرتا۔ اس بات سے کہ تم انکے نیک سلوک کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ کرو بیشک اللہ پسند کرتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔

امانت و دیانت پر فرمایا۔

لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ (پ۴ نساء)

کم عقلوں نشیب و فراز نہ سمجھنے والوں کو مال سپرد نہ کرو۔ اللہ تم کو حکم کرتا ہے۔ کہ امانتیں انکے مالکوں کو واپس دو۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (پ۵ نساء)

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ (پ۴ نساء)

اور یتیموں کو جو تمہاری نگرانی کے نیچے ہیں انکا حال اچھی طرح معلوم کرلو۔ اور پتا لگاؤ جب وہ سن بلوغ کو پہونچ جائیں۔ پھر اگر تم دیکھو کہ انمیں رشد و سعادۃ ہو تو انکا مال انکے سپرد کردو۔

اور فرمایا

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ (پ۴ نساء)

اور امانت کی اچھی قیمتی چیزوں کے بدلہ میں خراب ردّی چیزیں نہ دو یا حرام حلال کے بدلہ نہ لو

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا۔ (پ۴ نساء)

پھر جب ان یتیموں کے مال اُن کے سپرد کرنے لگو۔ تو گواہ ٹھہرالو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا۔ (پ۴ نساء)

جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ (پ انفال)	اللہ نہیں دوست رکھتا خیانت کرنیوالونکو۔
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تَعْثَوْا	اور لوگونکو اُنکی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں
فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ (پ اعراف)	فساد نہ مچاتے پھرو۔
وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا	ہلاکت کم وزن کرنیوالوں کے لئے کہ جب دوسروں
عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا کَالُوْھُمْ	سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔ اور جب
اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ (پ تطفیف)	اُنہیں ماپ تول کر دیتے ہیں کم دیتے ہیں۔

صلح پر ارشاد ہے۔

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ (پ نساء) صلح خیر و برکت ہے۔ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ (پ انفال) اور اپنی باہمی عداوتوں اور کینوں کی صلح کرو۔ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا (پ انفال) اور اگر دشمن صلح کرنے پر مائل ہوں تو تو بھی صلح کیطرف جھک جا۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (پ نساء) اے لوگو ڈرو اپنے رب سے جسنے تمہیں پیدا کیا۔ ایک جی سے اور پیدا کیا اس کی جنس سے اسکا جوڑا۔ اور پھیلائے اُن سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ سے جسکے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔ اور بچو قطع رحم سے بیشک اللہ تمپر نگران ہے۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (پ ۱۹) اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع و انکسار سے چلتے ہیں۔ اور جب جاہل اُن سے خطاب کریں سلامتی کی باتیں کرتے ہیں۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (پ حم سجدہ) ہٹا دو عمدہ تدابیر کے ساتھ۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تمہارے دشمن ایسے ہو جائیں گے کہ وہ پکے دوست ہیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (پ انعام) دوسری قوموں کے معبودوں کو گالی مت دو۔ اسکے بدلہ نادانی سے وہ اللہ کو گالی دیں گے۔

حُسن خلق پر فرمایا۔

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ (پ۲۶۔ حجرات)

مرد مردوں سے ہنسی نہ کریں ہو سکتا ہے کہ وہی اُن سے اچھے ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے ہو سکتا ہے۔ کہ وہی اُن سے اچھی ہوں اور ایکدوسرے کی نکتہ چینی اور عیب گیری مت کرو بُری بُری اور چڑانے کے نام سے کسی کو مت پکارو مومن ہونیکے بعد یہ ناپاک نام بہت بُری بات ہے

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (پارہ ۱۴۔ نحل)

اللہ حکم کرتا ہے عدل کا اور احسان کا اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بدکاری کی باتوں اور بُرے کاموں اور بغاوت سے تمہیں وعظ کرتا ہے۔ تو کہ دھیان کرو۔

شجاعت پر فرمایا۔

اَلصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (پ۲ بقرہ)

دکھوں بیماریوں اور قحطوں اور جنگوں میں صبر کرنیوالے وہی صادق ہیں۔ اور وہی متقی ہیں۔

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (پ۴ آل عمران)

وہ جنہیں منافقوں نے اطلاع دی کہ دشمنوں نے تمہاری مقابلہ میں بڑی فوج جمع کی ہے اب انسے تمہیں ڈرنا چاہیئے لیکن یہ بات سنکر اُنکا ایمان بڑھگیا اور کہنے لگے اللہ ہمارے لئے بس ہے۔ اور بہت اچھا کارساز ہے ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو اپنے گھروں سے گھمنڈ کے طور پر اور لوگوں کو دکھانیکے لئے نکلے۔

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ (پ۹ انفال)

صدق پر فرمایا

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِهٖ (پ۱۷ حج)

بُتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے بچو۔ اور اللہ کیطرف جھکنے والے اور شرک سے بیزار ہو جاؤ۔

کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ

انصاف پر کھڑے ہونیوالے اللہ کے لئے

وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ (پ نساء)	گواہ ہو۔ اگرچہ اپنے یا والدین اور رشتہ داروں کے برخلاف گواہی دینی پڑے۔
لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا (پ مائدہ)	کسی قوم کی عداوۃ کے سبب سے اُن سے بے انصافی مت کرو۔ انصاف کرو۔

رضا بالقضا پر فرمایا۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (پ بقرہ)	اور ہم تمکو انعام دینگے کسیقدر خوف کے بدلے اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے کم کرنیکے بدلے اور خوشخبری دو صبر کرنیوالوں کو کہ جنپر کوئی مصیبت پہونچتی ہی تو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہیں اور اُسیکی طرف رجوع کرنیوالے ہیں

بنی نوع کی ہمدردی اور مواسات پر فرمایا۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (پ مائدہ)	اور ایک دوسریکی مدد کرو۔ خدا ترسی اور نیکی کے کاموں میں اور مت مدد کرو بغاوت اور بدکاری کے کاموں میں۔

سیاست پر فرمایا

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (پ نساء)	کہا مانو اللہ کا اور رسول کا اور اپنے حکام کا۔
وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (پ آل عمران)	اور معاملات میں ان سے مشورہ کر۔
وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (پ شوریٰ)	یہ مومن اپنے امور کو مشورہ سے طے کیا کرتے ہیں
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (پ آل عمران)	اور سب کے سب مل کر اللہ کے دین کو مضبوط پکڑو اور فرقہ فرقہ مت بنو۔

شرک کی مذمت پر فرمایا۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (پ نساء)	اور جو شخص اللہ سے کسی کو شریک ٹھہراتا ہی وہ بہت گمراہ ہوا۔
وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى	اور جس شخص نے اللہ سے شرک کیا اُسنے

اِثْمًا عَظِیْمًا (پ۵ نساء)	بڑی بہاری بدی تراشی۔

ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی پر فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (پ۲ بقرہ)	اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنیوالوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک صاف ہونیوالوں کو۔

ان سب باتوں سے بڑھکر یہ ہے کہ قرآن کریم ہستی باریتعالےٰ کے ثبوت اور ضرورت کے دلایل بیان کرتا ہے۔ اور یہ ایسا امر ہے کہ دنیا کی ہر ایک کتاب اس خوبی سے قطعًا عاری ہے ازبسکہ تمام اخلاق فاضلہ کی تحریک و ترغیب اور رذایل سے بچنے کی تحریک ہستی باریتعالےٰ پر ایمان لانیکے سبب سے یا یوں کہو کہ صرف اسی ایک وجہ اور سبب سے انسان کے دل میں پیدا ہو سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی زندہ کتاب قرآن کریم نے اسلئے اس اصل پر بہت زور دیا ہے۔ جیسے فرمایا۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ (پ۲ بقرہ)	تمہارا معبود و مقصود مطلوب ایک ہی ہے کوئی معبود نہیں بجز اسکے وہ رحمٰن رحیم ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں اور رات اور دن کے اختلاف یا آگے پیچھے آنیمیں اور جہازوں میں جو سمندر میں چلتی ہیں لوگوں کی نافع چیزوں کو اپنے اندر لیکر۔ اور بارش میں جو اللہ نے اوپر سے اُتاری پھر زندہ کیا اس سے زمین کو خشک ہو جانیکے بعد اور پھیلائے اُس میں ہر قسم کے رینگنے والے اور ہواؤں کے ادلنے بدلنے میں اور بادل میں جو گھیرے ہوئے ہوتی ہیں آسمان اور زمین کے درمیان نشان ہیں عقلمندوں کیلئے۔

چونکہ صرف فلسفیانہ ہستی باری کے ماننے سے انسان کو جناب الٰہی سے محبت اور اسپر ایمان۔ بلکہ اعلےٰ محبت اور اعلےٰ ایمان اور مقامات قرب و رضوان نہیں ملسکتے اسلئے قرآن کریم ہستی باریتعالےٰ کے دلایل کے ساتھ ساتھ اپنے احسانات کا بسیط بیان فرماتا ہے ازبسکہ فطرت انسانی میں یہ مادہ خمیر کیا گیا ہے۔ کہ سلیم اور حق شناس قلوب محسن کیساتھ محبت کرنے اور اطاعت کرنے میں کمال دلیری دکھاتے ہیں۔ اسواسطے احسان الٰہی کا

بیان ان دلائل کیساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی فطرۃ انسانیہ کا تقاضا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے سے زیادہ قوی زیادہ علم والے زیادہ تر دانا کے کہنے کی قدر کرتا ہے۔ اور بڑی قدر کرتا ہے۔ اور ایسے قادر۔ حاکم۔ حکیم کی ماتحتی کو اپنے لئے فخر و عزت یقین کرتا ہے۔ اسواسطے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنی ربوبیت رحمانیت رحیمیت اور مالکیت اور کاملہ صفات کا بیان بڑے زور سے فرماتا ہے۔ تو کہ آدمی کا ایمان و یقین احکام الٰہیہ پر بڑھے۔ پھر اس ذریعہ اس مقام پر پہونچاتا ہے۔ جسکا نام و رضوان من اللہ اکبر ہے۔ (پ توبہ)

اور اس مقام کی طرف ارشاد ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (پ انعام)	کہہ میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کیلئے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔ اور اس بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔
اور ارشاد ہے۔ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْہَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ بقرہ)	ہاں جسنے فرمانبردار کیا اپنی ساری طاقتوں کو اللہ کا اور وہ محسن بھی ہو پس اسکے لئے اجر ہے اسکے پروردگار کے پاس اور ایسے لوگوں پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

فقرہ سوم۔ ہم نے اسلام کی تعلیم کو بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ اور اس میں دکھایا ہے کہ عقل صحیح اور نقل صریح میں قطعاً تعارض نہیں ہوا کرتا۔ شیخ الاسلام شیخ ابن تیمیہ حرانی نے اس دعوی پر تین مجلد ضخیم کی کتاب لکھی ہے۔ جسکا اکثر حصہ راقم کے پاس ہے والحمد للہ رب العالمین۔ اسلام کے نہ ماننے والے لوگ جب عذاب میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے کہا۔

(۱) لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْبِھِمْ (پ ۲۹ ملک)

قرآن میں کامل توحید۔ تعظیم۔ الٰہی ابطال شرک۔ دعائیں۔ اور ابطال باطل ہے۔ کیا یہ خلاف عقل ہے؟ البتہ اللہ تعالیٰ کی خاموشی کا بعد ملہمانِ ویدا اور نیوگ کا اسمیں بیان نہیں۔ شاید اسلئے خلافِ عقل ہو۔ (۲) اور وحشیانہ اسلئے نہیں کہ زمانہ قبل اسلام کا نام جاہلیت کا زمانہ بتایا ہے۔ دیکھو اسلام سے پہلے نہ وہ فاتح تھے۔ نہ آئمہ فنون و علوم۔ اور بعد اسلام

کے اس قدر علوم کے جامع ہوئے۔ کہ اب تک اُن علوم کی کل کتابیں بڑے بڑے کتب خانہ ہائے روس و جرمن و فرانس و استنبول و مصر میں بھی نہیں۔ (۳) ظالمانہ اگر ہے تو اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (پ ۱۲ ہود) اس میں کیوں ہے۔ اور صبر و حلم و حسن و احسان علم کا بیان قرآن کریم میں کیوں اگر اسلامی تعلیم ادنیٰ تھی تو یہ حکم کس کتاب کا ہے۔ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (پ ۱۱ توبہ) ترجمہ مومنوں کے امکان میں یہ بات نہیں۔ کہ وہ سب کے سب گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر ایک فرقہ سے ایک چھوٹی سی جماعت اسلئے سفر کرے۔ کہ دین سیکھیں اور پھر وطنوں میں واپس جاکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں تو کہ وہ خوف کریں (۴) کیا اسلام کی تعلیم ادنےٰ ہے قرآن کریم میں ہستی باری تعالےٰ کی نسبت دعویٰ ہے۔ اور اسکے دلائل ہیں۔ ملائکہ مظاہر قدرت الٰہیہ کا بیان اور اسکے دلایل ہیں کتب الٰہیہ کا بیان ہے ضرورت نبوت و رسالت و ختم نبوۃ و رسالت اور مسئلہ تقدیر و تدبیر پر بسیط بحث ہے۔ جزاؤ سزا و جنت و نار پر سیر کن بیان ہے۔ پھر عبادات۔ معاملات سیاست۔ تمدن۔ اخلاق معاشرۃ کے قواعد اور جناب الٰہی میں دعائیں بیان کیگئی ہیں کیا یہ ادنےٰ تعلیم ہے۔ اور آجکل تو امام نے وہ راہ بتائی ہے کہ سارا قرآن خود مدلل نظر آتا ہے۔

فقرہ چہارم مسلمانوں کی عملی حالت خراب ہے اور یہ دوسرا قسم اعتراض کا ہے اسلام پر۔

الجواب۔ اگر مسلمانوں میں بُرے ہیں تو اصل آریہ ورتی لوگوں میں کیا۔

(۱) چارواگ والے نہیں جنکا قول ہے۔ حکمت عملی سے چلو۔ حشمت بڑھاؤ۔ حسب خواہش حظ اُٹھاؤ (۲) حسین عورتوں سے اند۔ مقصد انسانی ہے۔ {۵۲۷/۵۲۸} ستیارتھ۔ ماں کو بھی سمجھ کے بغیر نہ چھوڑنا چاہیئے۔ ستیارتھ ۳۸۰ (۳) اگنی ہوتر وید وغیرہ روزی کا ذریعہ ہے۔ (کیا ممبران سماج جنکے قبضہ میں روپیہ ہے۔ وہ مخاطب ہیں) ۵۳۰ ستیارتھ (۴) وید کے بنانیوالے بھانڈ۔ دھورت (مکّار) نشاچر۔ راکھش (خونخوار ظالم) ہیں ۵۳۲ ستیارتھ مہید ہر وغیرہ شارحان وید۔ بھانڈ۔ دھورت۔ نشاچر تھے۔ عورت سی گھوڑیکا... پکڑوا کر اس سے صحبت کرانا۔ شراب۔ زنا وغیرہ وام مارگیوں نے نکالے۔ ۵۳۳ ستیارتھ بہو مکا کے صفحہ ۲۰۸ میں زیادہ تشریح ہے۔ الیشور کی مذمت۔ غیروں سی دشمنی میں سب

۱؎ صحبت۔ جماع۔

ناستک۔ جین اور بدھ سب ایک ہیں۔ آنکھہ۔ کان۔ ناک۔ زبان اور جلد۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ گدا (پاخانہ کی جگہ) لنگ (عضو خاص) من۔ اور عقل بارہ انکے معبود ہیں۔ کوئی کہتا ہی۔ پانچ ازلی ہیں۔ کوئی کہتا ہے دو ازلی ہیں۔

آتنگی ماں سے زنا کرنیوالے ہیں۔ تمہاری کان پھٹے جوگی۔ اور کتنے سنیاسی۔ گوسائیں اور کل پجاری کیسے ہیں۔ اگر کہو کہ آریہ لوگوں میں ایسے بھی ہیں۔ مگر سب بُرے نہیں اور مسلمان سب بُرے ہیں۔ تو بتاؤ ستیارتھہ کے صفحہ ۵۶۶ سے ۵۸۰ تک یہ کیسے فقرہ ہیں جن میں جین وغیرہ کو مخاطب کیا ہی۔ انکی دہرم کی کتابیں کہانتک مذمت سے بھری ہیں (فائدہ) اپنے لئے کیا بُرا مانا ہے۔ اور ستیارتھ کے ۱۴ سملاس ستیارتھہ دہرم کی کتاب میں مسلمانوں کو وہ گالیاں دیں۔ کہ الامان اور آریہ مسافر نے تو بہٹیاریوں کے بھی کان کترے ہیں۔ اب رب کریں کہ آپکی کتاب خاتمہ سب و شتم ہو۔ آمین یارب العالمین۔

ستیارتھ صفحہ ۵۶۹ میں لکھا ہے۔ لاکن غیر مذہب کی مذمت کرنا وغیرہ عیبوں کے باعث یہ سب اچھی باتیں معیوب ہوگئی ہیں۔ ۵۷۰ ستیارتھ۔ اپنے موہ سے اپنی تعریف کرنا۔ اور اپنی ہی دہرم کو بڑا کہنا اور دوسرے کی مذمت کرنا **جہالت** کی بات ہی۔ (آریہ صاحبان غور کرو اپنے عملدرآمد پر) ستیارتھ صفحہ ۵۷۳ میں کہا ہے کہ جیسے جینی دوسرے کا اپکار (بھلا) نہیں چاہتے۔ اگر دوسرے انکا بھلا نہ چاہیں تو انکے بہت کام بگڑ جاویں (آریہ صاحبان کیا یہ آپکا دیرہ بھلائی کا ہی کیا آپکے سوا دوسرے ملکی مسلمانوں کا بھلا چاہتے اور انکی بہتری کے خواہشمند ہیں۔ وکلا۔ جج۔ اہل طاقت غور کریں اور سوچیں۔ ۵۷۴ ستیارتھ ہر ایک آدمی جیسا ہوتا ہی۔ وہ عموماً اپنے ہی مانند دوسرے کو سمجھتا ہے (دہرمپال اپنی گالیاں پڑھو جو تمنے مسلمانوں کے خدا۔ انکی کتاب انکے رسول اور خود انکو دی ہیں) کیا جین مذہب میں کوئی بُرا آدمی اور نرک میں جانے والا نہیں سب ہی مکتی پاتے اور دوسرا کوئی نہیں پاتا۔ کیا یہ بات پاگل پن کی نہیں۔ کیسی **بڑی بے انصافی** کی بات ہی۔ کیا جین مذہب سے باہر کوئی ہی آدمی راست گو نہیں۔ کیا اس **وھرماتما** آدمی کی تعظیم نہیں کرنا چاہیئے۔ ۵۷۶ و ۵۷۷ ستیارتھ جو دوسرے مذہب میں ہو۔

اپنی تعریف بازاری عورت کا کام ہے۔ دوسرے مذہب کو گالیاں دینا بڑی افسوس کی بات ہی (کیا تم نے۔ آریہ مسافر نے اور آخر خود دیانند نے مسلمانوں کے مقابل ان نصائح پر

عمل کیا اور کیا دفتروں۔ کچہریوں۔ ریاستوں۔ اور معاملات میں تم نے کہیں رحم سے کام لیا میں تجربہ کار ہوں۔ فیصلوں۔ ملازمتوں۔ گواہیوں۔ سپارشوں پر نظر ثانی ضرور کرو۔)

یہانتک ہمنے لفظی جھگڑا بیان کیا ہے۔ اب عملی نمونہ سُن لو۔ اوّل تمہاری آرین قوموں نے مشہور۔ ضروری العمل کتابوں میں جھوٹ ملایا۔ مثلاً منو کے دہرم شاستر جسکی عظمت تو یہ ہے کہ اگر اسکو ستیارتھ پرکاش سے الگ کردیں تو وہ کتاب جسم بلا روح رہ جاوے۔ آریہ مانتے ہیں۔ کہ اس میں وام مارگیوں کے تصرف سے شراب۔ زنا کی اجازت کے شلوک ملائے گئے۔ مثلاً میں اپنی جگہ امید کرتا ہوں۔ کہ یہ شلوک منو میں۔ مانس اور شراب ان دونوں کے کہانیمیں کچھ دوش نہیں ہی اور جماع میں بہی دوش نہیں۔ کیونکہ یہ تو جیو دن کا سبھاؤ ہی ہے۔ لاکن انہوں کو ترک کرنا بڑا پھل ہے۔ منو کے ۔۵۔۶۔ پھر عادت بدیہاں تک بڑہی کہ لیکہرام نے ایک آیتہ کا حوالہ دیا کہ سورۃ النجم میں اب موجود ہی۔ وہ ہی۔ تلك الغرانيق العلىٰ آخر جھوٹ یہانتک تم لوگوں میں آیا کہ دیانند نے لکہا ہے۔ فیضی نے بنا نقطہ کا قرآن رچا۔ اور رچا بہی اکبر کے زمانہ میں۔ دوم شراح وید۔ ماتنگی (ماں سے بدکار) وام مارگی۔ بت پرست۔ اگہوری۔ کپال متی۔ جوگی۔ گوسائیں اور ایسے ویسے گذری۔ اور ہیں جنکی بُرائی کو ستیارتھ میں مفصل دیکہہ سکتے ہو۔

سوم۔ کے آمدی۔ کے پیرشدی۔ مہارشی سوامی دیانند جی مصلح قوم پیدا ہوئے اور مہابہاش اس لئے لکہا کہ اگلے سب وید بہاش غلط ہیں۔ مگر خود انکی اصل کتاب ستیارتھ میں وہ کچھ ملایا گیا۔ کہ ناگفتہ بہ ہی۔ ستیارتھ اول دوم سوم اور چہارم کو ملاکر دیکہو اور بہومکا میں تو لکہا ہی کہ وید بہاش میں ناگری کے ارتھ انرتھ ہوگئے۔

فقرہ پنجم۔ سوالات لکچر کی تمہید کے جوابات میں۔ پیدائش عالم کے متعلق ہم نے اس زمانہ میں جب دیانند ۱۸۷۷ء میں لاہور آیا تہا۔ سُنا تہا کہ انکے سوالات پیدایش عالم کی متعلق لاجواب ہیں اور وہ سوال یہ تہے "یہ عالم کس نے بنایا۔ کیوں بنایا۔ کب بنایا۔ کن اشیا سے کس طرح بنایا۔ یہ پانچ کہکار پانچ مکار دام مارگیوں پانچ کہکار رسکہوں کی طرح ہیں۔ سو قرآن کریم نے ان سوالات کے جواب دیے ہیں۔

جواب سوال اول۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (پ انعام) اور فرمایا اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (پ رعد)

ان آیات میں بتایا ہی کہ تمام بلندیوں پستیوں۔ اندھیروں۔ نور۔ اور سب کا خالق اللہ تعالے ہے۔
دوّم سوال۔ یہ ہی۔ کہ اس مخلوق کو کیوں بنایا ہے۔ اور ان آیتوں میں اُس کا جواب دیا ہے۔
اول غایت بعض خلق کی بیان فرمائی ہے جیسے فرمایا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (پ۲۷ ذاریات) جن وانس کی پیدایش اسلئے ہی کہ وہ اللہ تعالے کی فرمانبرداری کریں۔ اور پھر بتایا۔ کہ اللہ تعالے صفات کاملہ رکھتا ہے۔ جن میں سے مثلاً اسکی ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت اور مالکیت ہیں۔ اگر وہ پیدا نہ کرتا۔ تو اسکی صفات باطل ہوتے اور خدا معطل و بیکار رہوتا۔ مطلب یہ ہی۔ کہ اللہ تعالے محامد کاملہ سے موصوف ہے۔ اور صفات کاملہ کا مقتضا ہے۔ کہ وہ مؤثر ہوں مثلاً فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ کیا معنے اللہ تعالے میں یہ صفات ہیں پس جب اس میں یہ صفات ہیں۔ اور اللہ تعالے سوتا یا اونگھتا نہیں۔ تو اگر خلق پیدا نہ کرے تو اسکے لئے حمد۔ ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت۔ مالکیت کیونکر ثابت ہو۔ کیا آنکھ ہو۔ اور دیکھے نہیں اور کان ہوں اور سُنے نہیں۔
سوم سوال۔ کب بنایا۔ اسکا جواب نہیں دیا۔ کیونکہ زمانہ مقدار فعل کا نام ہی اور مقدار فعل فعل سے پیدا ہوتا ہے۔ اور فعل فاعل سے تو زمانہ خود مخلوق ہوا۔ ہاں یہ بتایا کہ ھو الاول اسکے معنے نبی کریم نے فرمائے ہیں۔ لیس قبلہ شیئٌ اور فرمایا۔ الی ربک المنتہیٰ۔ پس پاک اور حق و حکمت پر مشتمل کتاب اگر پیدا کرنے کا زمانہ بتاتی تو ثابت ہوتا۔ کہ اللہ اس وقت سے معطل و بیکار رہتا۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔
چوتھا سوال۔ کس سے بنایا۔ یہ لفظ گول مول تھا اسلئے اسمیں اکثر لوگوں نے دھوکا کھایا ہے کس سے کا مطلب مادہ بھی ہوتا ہے۔ اور صفات کاملہ فاعل و خالق بھی۔ چونکہ حسب تعلیم قرآن مادہ عالم کا بھی خالق اللہ ہی ہے۔ اسلئے کس سے۔ سوال کا جواب دیا ہے کہ اللہ قادر الغنی خالق ہے۔ حقیقی طور پر عالم کا بنانا اسکے اجزا کا بنانا اور اسکے مادہ کا بنانا آریہ لوگ اللہ تعالے کو انو پیم اور سرب شکتیمان کہتے ہیں پہلے لفظ کے معنے لیس کمثلہ کے ہیں اور دوسرے لفظ کے معنے ہیں القادر کے کیا معنے اپنے کاموں میں اللہ کسی کا محتاج نہیں اسی واسطے جب سوال ہوا کہ ویدا سنے کس طرح بنائے۔ اور کس زبان سے بولے۔ کس قلم دوات سے لکھے۔ تو یہی جواب دیا گیا۔ کہ وہ سرب شکتیمان ان آلات کا محتاج نہیں۔ مگر اس منتر کے باعث مادہ عالم کو ازلی مان گئے جسکا ذکر آگے آتا ہے۔ ہاں یہ بات یاد رہی کہ ان سوالات مذکورہ کے جوابات

صرف بطور دعوے ہی قرآن کریم نے بیان نہیں فرمائے۔ بلکہ ہر ایک دعوے کی دلیل بھی دی ہے۔ مثلاً کس نے بنایا جو پہلا سوال ہے۔ اس سوال کے جواب پر سیکڑوں دلایل دئے ہیں۔

بطور نمونہ یہ ہیں۔

۱۔ لمی دلیل جسکو سنسکرت میں انومان کی قسم میں پوردت کہتے ہیں۔ فرمایا ہے۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ۔ وَھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ (پ رعد) اللہ ہر ایک چیز کا خالق ہے اور اس دعوی کی یہ دلیل دی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں بے ہمتا۔ اپنے صفات میں یکتا۔ اور افعال میں وہ لیس کمثلہ ہے اور یہ تمام معانے الواحد کے ہیں۔ جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی نسبت بولا جاوے اور وہ سب پر حکمران و متصرف ہے اور سب کو اپنے ماتحت رکھتا ہے۔ اور یہ معانی القہار کے ہیں۔ جب حضرت حق سبحانہ و تعالےٰ پر اسکا اطلاق ہو۔ آریہ سماج بھی اللہ تعالےٰ کو الواحد القہار ان معنی میں مانتے ہیں۔ گو نتیجہ میں غلطی کرتے ہیں کیونکہ انکے یہاں اللہ تعالےٰ ہی کی ذات پاک انوپیم۔ ست۔ چت۔ آنند ہے۔ اگرچہ عام ہندو بت پرستی کے باعث ایک کا کلمہ زبان پر کم لاتے ہیں۔ کیونکہ عام طور پر یہ لوگ جب وزن کرتے ہیں۔ اول اور ایک کے بدلہ پنجاب میں تو برکت برکت کہتے ہیں اور دوسری بار دُو آ دُو آ۔ غالباً ہندوستان میں یہی طرز ہوگا۔

اور القہار کے بدلہ اسکے ہم معنے لفظ برہم۔ پرمیشر احکم الحاکمین۔ رب العلمین کا نام لیتے ہیں۔ اب اللہ خالق کل شیئ کا دعوے جس مسلّم بات پر مبنی ہے وہ واحد القہار کا لفظ ہے۔ کیونکہ اگر وہ ہر ایک چیز کا خالق نہ ہو۔ تو کچھ چیزیں اسکی خلق سے باہر بھی ہونگی اور جو اشیاء خلق سے باہر ہونگی۔ بہر حال وہ چیزیں ضرور کسی نہ کسی پہلو میں اللہ تعالےٰ کی شریک ہی ہونگی۔ جیسے آریہ کہتے ہیں کہ تمام ارواح حتّٰی کہ کیڑے مکوڑی ملکہ درختونکی روحیں بھی خدا کی بنائی ہوئی نہیں مادہ عالم اللہ تعالےٰ کا بنایا ہوا نہیں۔ زمانہ اکاش بھی خدا کا بنایا ہوا نہیں وغیرہ۔ تو یہ چیزیں بھی غیر مخلوق۔ دائمی اپنی ہستی میں خدا کی شریک ہوئیں۔ پھر یہ چیزیں نہ اپنی ذات میں خدا کی محتاج نہ اپنے خواص میں نہ اپنے عادات میں اور نہ اپنے افعال میں خدا کی دست نگر۔ باایں ہمہ خدا کو بے وجہ اپنا حکمران مانتے ہیں۔ بلکہ جیسے منتر آیندہ میں ہے۔ ان اشیاء کو خدا کی مانند مانا ہے دیکھو صفحہ ۳۱

۲۔ دوسری دلیل انی ہے جسکو سنسکرت میں انومان کی قسم میں شیش وت کہتے ہیں۔

کیا معنے مخلوق سے خالق شناسی حاصل کرنا۔ اور وہ اسطرح ہے کہ قرآن کریم میں ہے لَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا (پ۱۸ فرقان) اللہ تعالےٰ لاشریک ہے۔ سب کا خالق ہے۔ دلیل یہ ہے کہ ہر ایک چیز ایک اندازہ پر ہے۔ اور محدود ہے اور یہ بات اگرچہ آریہ سماج اسے مانتے ہیں۔ مشاہدات اور تجارب سے بھی ظاہر ہے اور ہر ایک محدود کیلئے حد بندی کرنے والا ضروری ہے۔ اور مادہ وجیو کی حد بندی کرنیوالا پھر خدا کے سوا کون ہے پس وہ ہر ایک چیز کا خالق اللہ ہی ہے۔

۳ - دلیل خلف۔ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ۔ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ۔ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ۔ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ۔ اَمْ هُمُ الْمُصَیْطِرُوْنَ (پ۲۷ طور) کیا یہ لوگ خود بخود ہو گئے۔ (عدم سے وجود بلا مرجح کیونکر ہوا۔ کیا یہ اپنے آپ خالق ہیں۔ یہ بات ہمیں وجدان اور اپنی طاقتوں کے لحاظ سے غلط معلوم ہوتی ہے۔ اول تو اسلئے کہ جوں جوں ہم پیچھے جاویں کمزوری بڑھتی نظر آتی ہے۔ دوم ہم تجارب کے بعد بھی انسان کیا کیڑا بنانے کے قابل نہیں۔ علاوہ بریں (اسمیں تقدم اپنی ذات سے۔ اور دور لازم آتا ہے) کیا آسمانوں اور زمینوں کے یہ خالق ہیں۔ یہ صریح غلط ہے۔ اور اس سے تعداد آلہہ بھی لازم آتا ہے۔ کیا انکے پاس بے انت خزانے ہیں۔ جنسے انکو پتہ لگا کہ یہ چیز مثلاً ارواح یا فلاں اشیاء مادہ وزمانہ وغیرہ غیر مخلوق ہیں نفس انسانی تو محدود ہے۔ خدا کی بے انت باتوں کا احاطہ کیونکر کر سکتا ہے۔ کیا یہ آزاد ہیں۔ اور کسی کے تحت و تصرف میں نہیں۔ یہ بات مشاہدہ کے خلاف ہے۔ انسان کہا۔ نے پینے جننے مرنے سب میں کسی کے نیچے ہے۔ اور کسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ پس جب یہ باتیں غلط ہیں تو خدا سب اشیاء کا خالق ہے۔

قیاس اقترانی سے فرمایا۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (پ۲۸ حشر) اللہ تعالےٰ ہی اندازہ کرنیوالا (خلق کے معنے لغت عرب میں تقدیر کے بھی آئے ہیں اسی واسطے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ (پ۱ بقرہ) بلفظ ماضی صحیح ہے) وجود بخشنے والا۔ اور رنگ برنگ صورتیں عطا کرنیوالا۔ تمام صفات کاملہ سے موصوف تمام نقصوں سے منزہ نیست سے ہست کرنیوالا۔ کیونکہ یہ ایک کمال ہے۔ اور خدا کو سب کمالات حاصل ہیں خدا کو انسان اپنے پر قیاس نہ کرے کیونکہ انویم کیس کمشلہ ہے۔ غرض اس طرح کے دلائل کا سمندر قرآن کریم میں موج مارتا نظر آتا ہے۔ ایک آیت لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ (پ۲ بقرہ) پر اور اکیس پارہ کے رکوع مِنْ اٰیٰتِہٖ وغیرہ میں کوئی نظر کرنیوالا نظر کرے پہلی آیت کا ذکر تعلیم اسلام فقرہ نمبر ۲ میں ہے۔ پھر پیدائش کے اقسام قرآن کریم میں بتائے گئے ہیں۔ مثلاً وہ خلق جو بدوں وسائط بنائی۔ جیسے فرمایا۔ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ۷ انعام) اور اول انسان کی نسبت فرمایا۔ خَلَقْتُ بِیَدَیَّ اور مثلاً وہ مخلوق جسمیں ملائکہ کو مظاہر قدرت بنایا ہے۔ جیسے فرمایا۔ یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ (پ۱۳ رعد) یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ (پ۴ ال عمران) فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (پ۳۰ نازعات) وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا (پ۲۹ مرسلات) اور اس مخلوق کا ذکر کیا جسمیں عناصر و ارکان کو اپنا ظاہر قدرت بنایا مثلاً احراق آگ سے۔ پیاس بجھانا پانی سے وغیرہ وغیرہ۔ پھر مثلاً پیدائش انسان اول پر بڑا بسط فرمایا ہے جیسے فرمایا۔ انسان کو ہم نے ان اشیاء سے بنایا۔ مِنْ[1] تُرَابٍ۔ مِنْ[2] طِیْنٍ۔ مِنْ[3] حَمَاءٍ مَّسْنُوْنٍ۔ مِنْ[4] طِیْنٍ لَّازِبٍ۔ مِنْ[5] صَلْصَالٍ مِّنْ[6] حَمَاءٍ۔ مِنْ صَلْصَالٍ کالفخار۔ اور آخر و نفخت فیہ من روحی تک بیان کردیا۔ یہ البشری سرشٹی میں انسان کا بیان ہوا۔ اور دیکھو کس تفصیل سے ہوا۔

میتھنی سرشٹی انسانی پر فرمایا۔ مِنْ[7] سُلٰلَۃٍ۔ مِنْ طِیْنٍ۔ مِنْ نُّطْفَۃٍ۔ عَلَقَۃً مُّضْغَۃً عِظٰمًا۔ کَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا۔ ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ۔ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ۔ اور خلقت کے متعلق یہ بھی ارشاد ہے۔ انکے اتقان حکمتوں کے لحاظ سے تو ان میں یہ حال ہے مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ اور باعتبار صفات کے انکی یہ حالت ہے۔ وَقَدْ خَلَقَکُمْ اَطْوَارًا۔ کیونکہ اصل مٹیر و طین و مٹی میں باہم بڑے بڑے تفاوت تھے۔ پھر اسپر علاوہ غذاؤں۔ ہواؤں۔ روشنیوں۔ قرب و بعد پانی کے باعث۔ جیال و بجار کے سبب۔ ماں باپ کی نیکی و بدی۔ بیماری و صحت۔ رنج و غضب۔ ماں اور اس کی ان غذاؤں کے باعث جو وہ حالت حمل و دودھ پلانے میں کھاتی ہے۔ صحبت۔ تادیب۔ تلقین۔ مذاہب مطالعہ کتب اور لباس خوراک وغیرہ کے باعث اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ نکتہ اختلاف کا تناسخ کے غلط مسئلہ کو باطل کر رہا ہے۔ البتہ اسلام اور قرآن ایسی پیدائش کو نہیں مان

---

[1] مٹی سے۔ پانی ملی۔ مٹی سے۔ [2] متغیر گارے سے پھر معتدل سے پھر بولنے والے پھر پکے ہوئے بولنے والے مادہ سے۔
[3] ۔ خلاصہ۔ پانی ملا۔ ہنوڑے سوا مادہ سی ہو جو نک یا خون کی طرح تھا۔ پھر اتنا بڑا ہوا جتنا چبانے کا لقمہ یا اس جیسا پھر بڑھا۔ اور اسپر گوشت چڑھا پھر بولتا چالتا بچہ بن گیا۔

سکتا۔ جسکے ماننے کا مدار صرف ایسے شلوک یا منتر ہوں۔ جنپر شواہد قدرت وعقل و فطرت کی گواہی نہیں۔ مثلاً دُوا۔ سپرنا۔ سیجا۔ سکھایا۔ سمانم۔ برکھشم۔ پرکہی۔ سوجاتی تیوَرنیہ پستیلم سوادت شنینوا بھی چاک شیت۔ اور اس کے ضروری الفاظ کے معنے یہ ہیں۔ دو عمدہ پروں والے (یہ ایک خدا ہے اور دوسرا روح ہے) ملے دوستانہ طور۔ ایک جیسے۔ ایک درخت پر۔ برابر۔ الگ الگ۔ ستیارتھ میں صفحہ ۲۷۵ میں اس منتر کو لکھا ہے۔ اور رگوید منڈل ۱۔ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ کا حوالہ دیا ہے۔ لفظی ترجمہ کسی مصلحت سے نہیں کیا گیا۔ مگر یہ تو لکھا ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ پرمیشور اور جیو دونوں ذی شعور اور جن میں پرورش وغیرہ صفات یکساں ہیں (یکساں کا لفظ قابل غور ہے الواحد کا مخالف ہے) اور جن میں باہم تعلق ہے (یہاں محیط محاط کا لفظ بڑھایا ہے) جو باہم مانوس اور قدیم اور ازلی ہیں ویسے ہی برکش درخت مشتملہ جڑیں بصورت ازلیہ علت اور بصورت شاخیں معلول تیسری ازلی شے ہے۔ ان تینوں کے اوصاف عادات اور افعال ازلی ہیں۔ پھر لکھا ہے۔ جیو بھلائی برائی کا پھل پاتا ہے۔ دوسرا پرماتما پھل نہیں بھوگتا۔ اور چاروں طرف جلوہ گر ہے۔

ارواح۔ خدا اور مادہ تینوں اپنی ماہیت سے تینوں جدا اور ازلی ہیں۔ میں کہتا ہوں یہی ترمورتی ٹرنٹی باپ بیٹا اور روح القدس ازلی کے لگ بھگ مسئلہ ہے۔ گو مسیحی لوگ ان تینوں میں وحدۃ ذاتی مان کر وحدۂ لاشریک کے بھی معتقد ہیں۔ مگر آریہ اب وحدۂ لاشریک انوپم نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ انکے نزدیک لاکھوں لاکھہ پروں والے اسکے شریک چیلوں کی طرح ایک پیپل یا درخت پر جو ازلی ہے ازل سے رہتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ یہاں کوئی روپا النکار کی گہرت کام آسکتی ہے۔ جیسے سکت پرش میں النکار سے کام لیا گیا ہے مگر ہم نے انصاف طلبی کے لئے کتاب لکھی ہے۔

ہم نے اسے ٹرنٹی کے ساتھ تشبیہ دینے میں ممکن ہے کسی کے نزدیک قصور کیا ہو۔ کیونکہ صفحہ ۲۸۳ ستیارتھ میں لکھا ہے کہ پرمیشور۔ پرکرتی۔ کال۔ اکاش۔ جیو اور انکے گن کرم سبھاو خواص عادات اور افعال بھی سب ازلی ہیں اس حساب سے کروڑ در کروڑ ازلی غیر مخلوق اشیاء ہوگئے۔ اور تین ہی ازلی نہ رہے۔ پس خدا آریہ کے نزدیک تمام صفات میں ایک نرا۔

لطیفہ۔ ہم پر تو فرشتوں کے پروں کا اعتراض ہے۔ دیکھو سوال نمبر ۸۶۔ اور اپنے اندر روح بھی پروں والے۔ خدا بھی پروں والا۔ اور پھر معلوم نہیں کہ انکے کتنے کتنے کروڑ پر

ہونگے۔ اعتقاد کیا ہوا ہے۔ انصاف! انصاف!! انصاف!!! انکار کو ہم جانتے ہیں **معجزہ قرآنیہ** اور ملایکہ کا دست تصرف اسلام کی نصرت کے لئے اس پیدایش کے مضمون میں ستیارتھ کے صفحہ ۲۷۰ میں خدا کی صفت میں لکھا ہے "کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بہان متی نے کنبہ جوڑا" اور یہی اعتراض سوال نمبر ۲۵ میں تم نے قرآن کریم پر کیا دیکھا خدا کا دست تصرف کس طرح ستیارتھ میں لکھوایا کہ تیرے اعتراض کے وقت تیرا مونہہ سیاہ کردے ذرہ دونوں کتابیں کھولکر ترک اسلام صفحہ اور ستیارتھ صفحہ نمبر ۲۷۰ دیکھو۔

ستیارتھ میں ایک سوال لکھا ہے: تیتری اُپ نشد کا قول ہے۔ اُس پرمیشور[1] اور پرکرتی[2] سے اکاش خلاصہ یعنی جو جوہر بشکل علت سب جگہ پھیل رہا تھا۔ اُسکو اکٹھا کرنے سے اوکاش (خدا) پیدا ہوتا ہے۔ حقیقت اکاش کی پیدایش نہیں ہوتی۔ کیونکہ بغیر اکاش کے پرکرتی اور پرمانوں کہاں ٹھیر سکیں ۰ آکاش کے بعد وایو[3] وایو کے بعد اگنی[4]۔ اگنی کے بعد جل[5]۔ جل کے بعد پرتھوی پرتھوی سے نباتات[6]۔ نباتات سے اناج[7]۔ اناج سے نطفہ۔ نطفہ سے انسان یعنی جسم پیدا ہوتا ہے۔ یہاں آکاش وغیرہ کی ترتیب اور چھاندوگیہ میں اگنی وغیرہ۔ اتریے میں جل وغیرہ کی ترتیب سے دنیا کی پیدایش بتائی ہے۔

[1] احکم الحاکمین
[2] ہر عالم
[3] ہوا
[4] آگ
[5] پانی

ویدوں میں کہیں پُرش (پتی) کہیں ہرنیہ گربھ (پرمیشور) وغیرہ سے تیمانسا میں کرم (فعل) وشیشک میں کال (زمان) نیائے میں پرمانو (ذرات) یوگ میں پُرشارتھ (جیو کیلئے) سانکھیہ میں پرکرتی (مادہ) اور ویدانت میں برہم (پرمیشور) سے دنیا کی پیدائش مانی ہے اب کسکو سچا اور کسکو جھوٹا مانیں؛ دیانند نے ۲۹۰ میں جواب دیا ہے۔ اس میں سب سچے کوئی جھوٹا نہیں۔ جھوٹا وہ ہے جو اُلٹا سمجھتا ہے۔

اب ہم اس بحث مبدا کو ختم کرتے ہیں۔ مگر صرف یجروید کے پُرش سکت کے تین ویدمنتروں کی طرف اشارہ ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ ناظرین کو انصاف اور غور کا موقع ملے کہ اسلامی صفات الٰہیہ اور آریہ سماج کے ویدک صفات میں کیا تفرقہ ہے۔

اول یجروید ۳۱۔ اوھیا کا پہلا منتر ہے۔ سہسرشیرشا پرشا سہسرکشا۔ سہسرپات۔ سہسری گوانک سرو توا۔ سپرو توا۔ تتشٹ۔ دشانگلم ترجمہ۔ ہزاروں۔ سرو نوالا پرش۔ ہزاروں آنکھوں والا۔ ہزاروں پاؤں والا۔ زمین کے ساتھ۔ سیا ہوا۔ ہر جگہ۔ علیحدہ قایم۔ دس۔ انگلی پرے ہمنے یہ لفظی ترجمہ لکھا ہے۔ اور اسکے قرائن بھی ہیں۔ سہسر سی ہزار پنجابی ہے۔ ہزاروں اردو ہے

سرسا۔ سر۔ اکشا آنکھ۔ پات پاؤں وغیرہ وغیرہ۔

یجروید ادھیا ۳۱ کے تیسرے منتر میں ہے۔ سب زمین اور تمام مخلوقات خالق کی ایک جزو میں ہیں اور اس خالق کے تین حصہ فنا سے محفوظ عظمت و نور میں ہیں۔

میں کہتا ہوں یہ جگت تو محدود ہے۔ پس بغور ذہا بعد خدا کا ایک حصہ تو محدود ہو گیا جب ۱/۴ محدود ہے تو ۳/۴ بھی محدود ہو گیا۔ اور موجودات کے باہر تین کی تقسیم تثلیث کی مثل ہے پس آریہ سماج اب کم سے کم مسیحی مذہب کو ضرور مان لے۔ اور چوتھا منتر بھی قریب اسی کے ہے۔ ہم آریہ سماج سے بمنت چاہتے ہیں۔ کہ وہ ان تین منتروں کے لفظی ترجمہ کو شائع کریں اور لفظی ترجمہ کے بعد جو معنے چاہیں لکھیں۔ تشبیہ بتائیں استعارہ کہیں انکو اختیار ہے الکا راپا دبیان بنائیں مختار ہیں۔

نمبر ۲ قیامت پر اعتراض

قیامت کے ثبوت میں یہ ایک نرالا مضمون ہے۔ اور اس طرز کو مینے کہیں اور جگہ دیکھا نہیں۔ مگر میرے ایک نہایت پیارے دوست جو بسبب مدرس ہونے کے ریاضی دان ہے۔ انہوں نے مجھ سے محبت اور حسن ظن کے باعث ایک بار فرمایا۔ کہ قرآن کریم میں قیامت کے ثبوت صرف امکان قیامت کو ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً کھیتوں سے تشبیہ۔ سونے اور جاگنے کی تشبیہ سے قیامت اور حشر اجساد کو بعد الموت ثابت کیا گیا ہے۔ مینے عرض کیا نہ مولنا آپ ریاضی داں ہیں اسلئے میں ایک ریاضی کا مسئلہ عرض کرتا ہوں۔ جو نسبت قیامت ہے۔

اربعہ متناسبہ کا قاعدہ رول آف تھری آپ کے یہاں اور عقلا کے سامنے مسلم اور صحیح ہے کہ نہیں۔ فرمایا کہ صحیح ہے۔ مینے عرض کیا کہ نیازمندیہی طریق ثبوت قیامت کا قرآن کریم سے۔ حضور کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بطور مثال چند آیات سناتا ہوں سورہ بقر پہلے پارہ میں آتا ہے:۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (پ ۱ بقرہ) ترجمہ کیا اس تحریر کا کچھ حصہ مانتے ہو۔ اور کچھ سے انکاری ہو گئے ہو۔ پس کوئی نہیں سزا اسکی جو ایسا کرے تم میں سے مگر یہ کہ ذلیل ہو اس دنیا میں اور قیامت کے دن بڑے عذاب کیطرف بھیجے جاوینگے۔ اور اللہ غافل نہیں تمہاری کرتوتوں سے۔

تفصیل۔ مدینہ کے بارگب بنی اسرائیل اور یہود کو یہ خطاب ہے۔ یہ لوگ مدینہ کے نواح میں خیبر فدک وغیرہ کے مالک تھے۔ اور بڑے جاہ وحشم کی جماعت تھی۔ نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے

معاہدہ کیا تھا۔ آخر ان بدعہدوں نے اس عہدنامہ کے بعض حصوں کی خلاف ورزی کی اور یہاں تک گستاخی میں بڑھے کہ استیصال اسلام کی دھمکیاں دیں ان کے متعلق یہ آیت قرآن کریم میں ہے اس میں دو خبریں دی ہیں۔ اوّل یہ کہ اس بدعہدی پر تم دنیا میں ذلیل ہوگے اور یہ امر بظاہر محال تھا کیونکہ ایک طرف کمزور قلیل جماعت اسلام کی اور مقابلہ میں یہ زبردست زمینوں کے مالک تجارتوں میں ممتاز۔

دوسری خبر یہ ہے کہ قیامت میں تمہیں عذاب ہوگا۔ یہ دو اطلاعیں قبل از وقت دی گئیں پھر تیسری بات یہ ہے۔ کہ وہ قوم بارعب وصاحب جاہ وحشم مع تمام قبایل عرب کے جنکو احزاب کہتے ہیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ مگر آخر وہ یہود عرب سے جلاوطن کئے گئے۔ انکا نام بنو نضیر اور بنو قینقاع تھا۔ اور قوم قریظہ کے یہود بالغ سب کے سب مارے گئے۔ دیکھو دنیوی خبر اور اخروی خبر دو خبریں تھیں اور انکے مقابلہ میں دو واقعات تھے جنکے متعلق وہ خبریں تھیں۔ ایک خبر نے اپنے واقعہ کیساتھ صداقت کی مہر لگادی ہے۔ کہ دوسری خبر عذاب قیامت بھی اپنے واقعہ کو ضرور لائیگی۔

۲۔ دوسری دلیل اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (پارہ ۲۴ مومن) ترجمہ۔ ہم اپنے رسولوں اور کامل مومنوں کو جو ہمارے کہے پر چلتے اور ہمیں مانتے ہیں۔ نصرۃ و امداد و تائید دیتے رہے اور دیتے رہینگے۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن۔

اب تمام مامور دں رسولوں اور انکے سچے ساتھ والوں کی تاریخ دیکھ ڈالو۔ کس طرح بے کس دبے بس بے یار و غمگسار دنیا میں آتے ہیں۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کو دیکھو۔ زبردست طاقت اور جماعت نے انکے ساتھ کیا کیا۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کامیاب اور وہ سب کے سب باہمہ عصبیت ناکام و نامراد ہوئے ہماری نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن کیسے زبردست تھے۔ پھر کیسے نامراد ہلاک ہوئے۔ تائید و نصرۃ مرسل کے بارے دو خبریں ہیں۔ ایک دنیا میں تائید و نصرۃ کی۔ دوسری بعد الموت کی۔ ان دو میں سے ایک واقعہ نے دنیا میں اپنی خبر کے مطابق ظہور کیا۔ پس اسی مناسبت سے دوسری خبر جو اُسی کے ساتھ ہے اپنے واقعہ کے ساتھ ضرور ظہور پذیر ہوگی۔

۳۔ فرعون و موسےٰ علیہ السلام کے مابین جنگ ہو رہی ہے۔ ایک طرف ایک طاقتور بادشاہ ہے جو مقابل کو کہتا ہے۔ تو ہمارا نمک پروردہ اور تیری تمام قوم ہماری غلام ہے۔ ان دونوں کے درمیان الٰہی نصرۃ کا وعدہ ہوتا ہے۔ کہ موسیٰ ان کی شرارتوں سے محفوظ رہینگے۔ اور فرعونی بالکل غرق ہوکر عذاب آخرۃ کے مستحق ہونگے۔ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ

الْعَذَابُ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا (پ۲۴۔ مومن) پھر دیکھ لو ان تینوں علوم نے کیسی زبردست قوت سے قیامت کو ثابت و محکم کر دیا ہے۔

عمائد منافقین مدینہ کو کہا کہ شرارتوں سے باز آجاؤ۔ ورنہ اس جہان اور قیامت میں دکھ پاؤگے۔ جیسے آیت ذیل میں آیا ہے۔ وَاَنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پ۱۰۔ توبہ) اب غور کرو۔ کہ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کی یہ خبر ہے۔ کہ ان کو عذاب دیں گے۔ اس دنیا میں اور انکے لئے عذاب ہے آخرۃ میں۔ پھر ایک اور خبر ہے کہ انکا کوئی والی وارث یا دوست نہوگا۔ (اور تیسری خبر ہے کہ انکا کوئی مددگار نہ رہیگا۔ پھر دیکھو یہ تینوں خبریں کس طرح اپنے وقوع کے ساتھ ہمیں دنیا میں نظر آگئیں جب یہ دونوں اپنی مناسبت سے صحیح ہوگئیں تو تیسرا علم جو انہیں کا مساوی ہے کیونکر صحیح نہ ہوگا۔ کہ قیامت میں عذاب پاؤگے۔

اب بتاؤ کہ اس سے بڑھ کر دیانتدی نے مابعد الموت حالت کا کیا ثبوت دیا ہے۔ ہاں البتہ قرآن اور اسلام یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ آدمی کتے۔ بلے۔ سؤر اور درخت اور کیڑے مکوڑی بنجاتے ہیں۔ اور نہیں کہہ سکتے۔ کہ ایک یہاں پر لے آئیگی جس میں ذات پڑجائیگی۔ اور اللہ تعالیٰ (پرمیشور) اسوقت بالکل اپنی صفات یا اکثر صفات جزا و سزا رحم و رزق۔ وغیرہ سے معطل و بیکار ہو جائینگے۔ یا سوئینگے۔ اور نکھشمی انکے پاؤں ملیگی۔

اسلامی اصطلاح میں قیامت کے لفظ کے معنی تو بہت ہیں۔ مگر مشہور یہ ہیں اوّل من مات فقد قامت قیامتہ (احادیث کا فقرہ ہے) جو مرگیا۔ اسکی قیامت قایم ہوگئی۔ دوم مابعد الموت حشر اجساد کے وقت جب سعید و شقی بالکل الگ الگ ہوجائینگے اس کا نام قیامت ہے۔ مابعد الموت کوئی جیلخانہ نہیں۔ اور وہ کوئی حوالات نہیں۔ قبر میں داخل کرنا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ جیسے قرآن کریم میں فرمایا فاقبرہ کہ قبر میں اللہ تعالےٰ ہی داخل کرتا ہے۔ اور وہ قبر جس میں اللہ تعالیٰ داخل فرماتا ہے وہ ایک باغ ہے بہشتوں کے باغوں سے جیسے فرمایا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے القبر روضۃ من ریاض الجنۃ یا وہ گڑھا ہے دوزخ کے گڑھوں سے جیسے فرمایا۔ او حفرۃ من حفر النیران اور قرآن کریم میں بارہا ذکر ہوا ہے۔ کہ مومن اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتیوالا بعد الموت معاجنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور شریر ناری جیسے فرمایا۔ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ (پ۲۳۔ یٰس) اور منکروں شریروں کے لئے فرمایا گیا ہے۔ مثلاً فرعون

اور فرعون کے ہمراہیوں کے لئے اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا (پ ۲۹ نوح) ہاں حشر اجساد کیوقت آخر عظیم الشان تفرقہ سعید و شقی میں کردیا جائے گا اسیواسطے اُسدن کا نام یوم الفصل آیا ہے۔ پارہ ۳۰ کی پہلی سورہ۔ مگر وہ حالت سردست جنت و نار کے دخول کی مانع نہیں۔ حضرت امام علیہ السلام نے تقریر جلسہ اعظم مذاہب میں تقریر مفصل کی ہے۔ جو قابل دید ہے۔ اللہ تعالےٰ توفیق فہم دے۔

نمبر ۳ ۔ کفر پر اعتراض کیا ہے۔ کہ اسلام مخالفوں کا کافر کیوں کہتا ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ جو معقول پسند ہے۔ اسلام میں وہ کافر ہے۔ پس اس کا پہلا **جواب** تو یہ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین دوسرا **جواب** ہے۔ شلاً ہم رد حکود (نفس جان) ازلی غیر مخلوق نہ ماننے کے باعث آریہ کے اس قول کے منکر ہیں۔ شلاً میں مادہ عالم کے غیر مخلوق ماننے کا کافر۔ تناسخ کا کافر ہوں۔ ہر ہمو ں انبیاء و رسل کے کافر ہیں۔ تم لوگ وحدہٗ لاشریک خالق کل شئ۔ مرسل آدم و ابراہیم موسیٰ و خاتم الانبیاء کے کافر ہو۔ مسیحی وحدہٗ لاشریک لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کے کافر ہیں کافر کے معنی منکر کے ہیں جو کوئی کسی بات کا منکر ہے اسکا کافر ہے اسپر اعتراض کیا ہے۔ دیکھو صفحہ نمبر ۲۵۳ یا آخر کتاب میں لطیفہ تیسرا اعتراض کیا ہوا۔

نمبر ۴ ۔ شرک پر اعتراض۔ شرک کے معنے ہی ساجھی کرنا جیسے اللہ تعالےٰ کی عبادت و تعظیم میں کسی غیر کو اللہ تعالےٰ کا ساجھی بنایا وہ مشرک ہوا جیسے ہُوَ الْاَوَّلُ میں مادہ عالم کو نفوس کو ساجھی بنایا۔ وہ مشرک ہے وغیرہ۔ اور اسلام تو شرک کا ایسا دشمن ہے کہ کہتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ (پ نساء) اب اس سے زیادہ نفرت کے کلمات شرک کے متعلق دیکھنا چاہو۔ تو دیکھو۔ جواب نمبر ۸ صفحہ ۵۰ سے ۵۶۔

نمبر ۵ ۔ اعتراض ہے۔ قرآن صلحکاری کے مخالف ہے۔ جواب جھوٹ کہتے ہو۔ قرآن میں ہے اَلصُّلْحُ خَیْرٌ لَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ (پ ۲۵ شوری) وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا (پ انفال) کے ارشادات ہیں۔

نمبر ۶ ۔ عورتوں کے متعلق بار بار قرآن پر اعتراض کیا ہے اور ہم نے عورتوں کے حقوق کو اول تعلیم اسلام میں دکھایا ہے دیکھو صفحہ ۱۵ و ۱۶۔ اور فقرہ نمبر ۶ کی فہرست کہ آریہ ورت حقوق نسواں میں بڑے ظالم ہیں۔

نمبر ۷ ۔ ذبح و گوشت پر اعتراض۔ جواب دیکھو بحث صفحہ نمبر ۸۰ و ۸۱ و ۹۳ و ۱۰۰ و ۱۰۹ و ۱۱۳ مگر جانوروں کو معصوم کہا ہے۔ اسپر تعجب ہے۔ کیونکہ اگر جانور معصوم ہیں تو وہ اوگون کے نرگ میں کیوں ہیں۔ کیا ان پر ظلم ہے۔

نمبر ۸ - شراب پر اعتراض - جواب شراب قرآن میں ممنوع ہے - دیکھو صفحہ نمبر ۱۰۱ اور ہم ہرگز پسند نہیں کر سکتے کہ جسکو ہمارے قرآن شریف نے حرام کیا - اسکے جواز کی سندیں تمہاری گہر سنی نکالیں اور دکھائیں - کہ سام وید نے کیسی تعریف اسکی کی ہے - اور سنسکرت میں اسکا نام سُرا پان کیوں ہے ہاں آتما بتاتے ہیں - کہ خمر قرآن میں انگور کو کہا ہے اور الخمر سکر کو فرمایا ہے اسواسطے الخمر حرام ہے اور خمر یعنی انگور حرام نہیں -

نمبر ۹ - حور عمدہ - پاکیزہ بیبی کا نام ہے - اسکا جواب سوال نمبر ۱۴۱ میں دیکھو -

نمبر ۱۰ - غلمان جمع ہے غلام کی - اور ولدان جمع ہے ولید کی - یہ دونوں لفظ بیٹوں - جوان خدمتگاروں کے لیئے ہیں - اس کا جواب سوال نمبر ۱۴۲ میں دیکھو -

نمبر ۱۱ - اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ (پ ۲۹ دھر) اور ذہب کا جواب سوال نمبر ۱۴۰ میں آیا ہے - اور قرآن کریم میں وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (پ ۲۷ رحمن) میں دو جنتوں کے وعدے ہمکو دیئے ہیں ایک دنیوی اور دوم بعد الموت - ایک وہ ہے - جسکو توریت کے باب ۲ ۱۵ میں جنت عدن کہا ہے اور مسلم کی صحیح میں

ضمنی سوالات ۵

سوال اور اُن سوالوں کے مختصر جواب جو لاہور کے ایک معزز دوست نے پیش کئے کہ دفتروں میں آریہ سماجی کرتے ہیں - اللہ تعالےٰ کرے - کہ ہماری جماعت لاہور کے وہ صاحب اور اسکے بچے چراغ ہوں - آمین یا رب العالمین -

سوال (۱) مسجد خدا کا گھر ہے - پس خدا محدود ہوا - (۱) الزامی جواب - منوا - ۱۰ میں ہے سنسکرت میں پانی کو نارا کہتے ہیں - وہ پہلے پرماتما کا گھر تھا - اسلئے پرماتما کو نرائن کہتے ہیں اور گوید آدی بھاشیہ ہو بمکا ترجمہ نہال سنگھ کرنالی کے صفحہ ۱۴۱ بحوالہ وید لکھا ہے جس ملک میں علم اور دھرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے - وہ میرا مقام مالوف ہے" اصل وید کے منتر بتانے کے لئے آریہ سماج ہی ذمہ دار ہے - اور اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے وعظ توحید شروع ہوا - اسی معظم مکان نے مسئلہ توحید کی تائید کی - اور شرک کا استیصال کیا - قومی نفاق - اور طوائف الملوکی اور خانہ جنگیاں عرب کی دور کیں دختر کشی - شراب اور خطرناک قمار کا اس ملک میں نام و نشان نہ چھوڑا - اتباع میں نفاق و کسل و کاہلی کے بدلہ آزادی - صبر - وہمت و اخوت و ہمدردی و شجاعت و استقلال اور عزم کو پیدا کر دیا - اب بتاؤ یہ مقام خدا تعالےٰ کا "مقام مالوف" اور گھر نہ ہو تو اور کونسا ہو (۲) خاص نسبت اور تعلق کیلئے اضافت ہوا کرتی ہے - اس سے کوئی عقلمند منکر نہیں - اسلامی مساجد (سجدہ گاہیں) صرف الٰہی عبادت کی جگہ میں اور محض اللہ ہی کی رضامندی کیلئے بنائی جاتی ہیں - اسواسطے انکو بیوت اللہ اور ایک ایک کو بیت اللہ کہتے ہیں - کیا معنے کہ ان گھروں میں صرف اللہ تعالےٰ کا نام لیا جاتا ہے - اور بس مثلاً خانہ کعبہ میں اندر جاکر

صرف دو رکعت نماز یا دُعا کیجاتی ہے۔ اور اسکے اندر کسی مخلوق کا بُت نہیں رکھا گیا۔ اسلئے اس کو بھی بیت اللہ کہتے ہیں۔ اور تمہارے ناموں سے زیادہ تر اس نام میں سچائی مدّ نظر ہے۔ مثلاً **ویدک کالج**۔ اس کے معنی ہیں وید کا کالج۔ بڑے بڑے وید کے عشاق نے اس میں عمریں وقف کیں اپنی محنتوں کا روپیہ دیا۔ مگر کیا اس میں وید ہی سنایا جاتا ہے۔ اور کچھ نہیں!!! اسی طرح گروکُل میں بڑے بڑے ویدوں کے فدائی مہتمم ہیں مگر کیا اُس میں صرف وید کی تعلیم ہے!!!۔

س ۲۔ مسلمان بڑوں کا ہاتھ چومتے ہیں۔ اور یہ شرک ہے۔ الجواب۔ چومنا شرک ہے یا نہیں۔ اسکا جواب ہم منصف مزاج بیاہے لوگوں پر ڈالتے ہیں۔ گو آریہ ہوں بلکہ آریہ سماج ہوں۔ مگر سہج تردد ضرور رہیگا۔ کہ منوجی ۹۔ ۶۰ میں ارشاد ہے کہ بدن پر گھی لگا کر خاموش ہو کر کے بیٹا لینا۔ اور منوجی ۹۔ ۱۴۷ میں ہے کہ وہ بیٹا کام سے پیدا ہوتا ہے۔ تو دولت نہیں پاتا۔ اور کام کے پیدا ہوئے بیٹے کے معنے نارورشی نے یہ کئے ہیں۔ کہ وقتِ جماع عورت کے مونہہ سے مونہہ نہ لگا دی۔ نہ عضو سے عضو۔ صرف... اب جسقدر آریہ لوگ اپنی والدہ کے خاوند ونکا مال و دولت لیتے ہیں۔ وہ کیونکر حلال ہوگا۔ اور کیونکر جائز ہوگا۔ کیا وہ اسی طرح پیدا ہوئے اور کیا اس بات کا کوئی گواہ بھی ہوتا ہے کہ نہیں اور کیا آریہ کے عقلمند لوگ اس ترکیب و قانون کو پسند فرماوینگے۔ گو اس عجیب و غریب حکم کی تلافی مہاں رشی دیانند جی کے اُس ارشاد سے ہوسکتی ہے۔ جو ستیارتھ پرکاش میں دیا ہے۔ ہم تو شرم کے مارے اسکو پورا نقل نہیں کرسکتے۔ مگر سپارش کرتے ہیں کہ گربھادھان سنسکار کے نقرہ ۴۳۔ سملاس ۴ کا مطالعہ فرمائیں کہ کسطرح کوک شاستر اور اپنے پُرانے شیومت کو نباہا ہے۔

پہراں۔ باپ۔ اچارے[1] کی سیوا۔ خدمت۔ پرم تپ (عبادت اعظم) ہے کارپتیہ اگنی پتہ دکشنی اگنی ماتا اور آہوتی اگنی۔ گرو ہیں۔ پہلی عبادت ہے بہولوگ۔ دوسری سے انترکش لوگ۔ تیسری سے برہم لوگ ملتا ہے۔ منو ۲ شلوک ۲۲۹ اور ۲۳۱ و ۲۳۳۔ آپ تو چونی پر معترض ہیں یہاں عبادت غیر اللہ موجود ہے۔

س ۳۔ منہ قبلہ کو کرتے ہیں۔ اسکا مفصل جواب۔ دیکھو سوال نمبر ۱۸۔ اور صفحہ نمبر ۴۹۔ اور الزاماً جواب کے لئے دیکھو منو ۲۔ اشلوک ۷۵ اور ۷۶۔ ۷۵۔ پورب[2] مونہہ[3] کش کے آسن[4] پر بیٹھ کر پوتر منتر سے پوتر ہو کر تین بار پرانایام کرے۔ تب انکار رکھنے لائق ہوتا ہے۔ ۷۶۔ اکار۔ اکار مکارتین۔ اکشر (مقطعات) بھوہ۔ بھوہ۔ سوہ۔ پڑھے یہ عطر دیہے جو برہمانے نکالا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ توجہ مکہ معظمہ کیطرف اسلامی نماز میں پانچوقت یک جہتی کی تعلیم ہے بے جہت نفس روح وجان بے جہت کے صفات الٰہیہ کا دیہان

---

[1] استاد۔ رہبر۔ گرو [2] مشرق [3] گیان [4] گدیلے ۱۲

ف۔ مکالمہ میں کسی بات پر دلیل نہ ہو تو ہم کہتے ہیں

کرے۔ اور اس کے حضور دُعا و تعظیم کرے اور باجہت جسم یکسو ہو کر توجہ کرے۔ شاید آریہ لوگ ہَوَن کے وقت آگ کیطرف بیٹھ دیکر وید منتر پڑھتے ہوں۔

س ۴ - نبی کریمؐ پر الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں۔ جواب صلوٰۃ کے معنے ہیں خاص رحمت کی دُعا اور ہر ایک مذہب الہامی میں مسئلہ دُعا کرنیکا ثابت ہے تارک اسلام نے بھی بار بار لکھدیں: دعا: اور: درد دل: سے سامعین کو اپنی طرف متوجہ ہونے کے لئے دُعا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ بلکہ عام دنیا پرست بھی جس کسی کو اپنا نفع رساں سمجھتے ہیں۔ انکے حضور اپنی امید وبیم کو بطور عرض پیش کرتے ہیں۔ پس حقیقۃً وہ بھی انکے آگے دُعا کرتے ہیں۔ اسی طرح صلوٰۃ ایک خاص دُعا ہے۔ جو تمام متبعان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا مطالعہ کرکے آپ کے حق میں جناب الٰہی میں کرتے ہیں۔ اور از بس کہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ دُعا ضائع اور اکارت نہیں جاتی۔ اسلئے ثابت ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جو تیرہ سو سال سے کروڑ در کروڑ مرد و زن بچے بوڑھے دعائیں لگاتار کرتے رہے۔ اور کرتے ہیں۔ اور اس طرح دنیا کے کسی ہادی کے لئے دُعائیں نہیں کیجاتیں۔ پس وہ مدارج میں تمام دوسرے ہادیوں سے معزز و ممتاز ہیں اور ہونگے۔ بڑے بدقسمت ہیں وہ جنہوں نے صلوا علیہ وسلموا کے امر کی تعمیل چھوڑ دی ہے۔ یہاں ہم سورہ ن کا ابتدائی حصہ لکھکر مضمون کو ختم کرتے مگر مناسب معلوم ہوا۔ کہ اسکا ابتدائی حصہ فقرہ ہشتم میں مرقوم ہو۔

س ۵ - حجر اسود کے چومنے سے لوگوں کے گناہوں کا دور ہونا۔ اور پتھر کا رنگ بسبب گناہوں کی سیاہی پر آنا معارج النبوۃ میں لکھا ہے۔ پس یہ اسلام کی خام خیالی ہے[1]۔ الجواب۔ اول معارج النبوۃ کے حوالہ پر مکذب نے اسلام پر الزام لگایا ہے۔ حالانکہ معارج النبوت قرآن کا نام نہیں۔ اور نہ کسی حدیث یا الہامی کلام کا قرآن کریم میں حجر اسود کا تذکرہ ہی نہیں اور اسوقت آپ اسلامی الہامات پر حملہ کرتے تھے۔ کیا آپکو غضب و طیش میں کچھ یاد نہ رہا۔ کہاں سے کہاں نکل گئے۔ غور کرو۔ اپنا قول تکذیب جو صفحہ ۱۰۲ میں ہے "اسجگہ واجب جانتا ہوں کہ اسلامی الہاموں کی غلطیاں بتاؤں"۔ پھر اُن غلطیوں میں اس غلطی کو بھی درج کردیا۔ بنظر آپکے فقرہ مرقومہ تکذیب صفحہ ۱۰۱ ہمیں بے اختیار کہنا پڑا۔ کہ مکذب کا یہ دعویٰ بھی مثل اُسکے اور دعاوی کے محض بے دلیل ہے۔ دوم۔ اصل بات یہ ہے کہ بہت مدت سے تصویری زبان کا دنیا میں رواج تھا۔ اور اب بھی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ میری اس دعویٰ میں کسی کو انکار نہ ہوگا۔ اور اگر کسی کو ہو تو سری رامچندر جی اور شیو جی کے تصویری قصص ہندوؤں کے

[1] یہ مضمون لیکچرام کے مقابلہ میں تصدیق کے حصہ دوم میں تہا وہی نقل کردیا گیا۔ ۱۲ منہ

پاس خصوصاً ہند کے قدیم مصوّروں کے پاس موجود ہیں (دیکھو لے) رومی سکندر جسکو دانیال نے ذوالقرنین ایک سینگ کا بکرا خواب میں دیکھا ہے۔ دیکھو دانیال باب ۸) اور دارا ایرانی بادشاہ کی تصویری زبان میں (گفتگو) عام نظموں میں موجود ہے پڑھ لو۔ اس تصویری زبان کی کتابیں اور اخبارات ہند میں بکثرت موجود ہیں۔ تصویری زبان ان بلاد میں جہاں تعلیم کا رواج کم ہوتا ہے یا بالکل نہیں ہوتا۔ زیادہ تر استعمال کیجاتی ہے بلکہ اکثر تصویری زبان بہ نسبت تحریری کے زیادہ قوی ہوا کرتی ہے اسی واسطے یادگاروں کو عقلاء اور حکماء اکثر تصویری تحریروں میں ادا کرتے ہیں۔ عیسائی جنکے بہروسہ پر آپ اسلام پر معترض بن بیٹھے ہیں۔ اور اس زمانہ میں جس قوم کے اطوار نیو فیشن لوگوں کے نزدیک آسمانی کتب سے بڑھکر مستحکم اور قابل اتباع نظر آتے ہیں۔ وہ قوم تصویری زبان کی کیسی قائل ہیں کہ انکے اخبار جنہیں گریفک کہتے ہیں۔ تصویری زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ یہود میں ایک پولا ہلانے کی رسم تھی جسکا ذکر اخبار ۲۳ باب ۱۸ میں ہے۔ عیسائیوں نے اُسکو مسیح کا جی اُٹھنا یقین کیا۔ قرنتی باب ۲ ۱۵ باب ۲ یوشع بن نون نے یردن سے گذرتے وقت بارہ پتھر اُٹھائے۔ یوشع باب ۶ وہ بقول عیسائیوں کے بارہ حواریوں کی تھی۔ یہود اور عیسائی غیر قوموں کو اور بعض خواص کو پتھر کہتے تھے۔ یہ انکا محاورہ تھا۔ بطرس کو پتھر اسی واسطے کہا۔ کہ کلیسا کیلئے وہ فون ڈیشن سٹون ہوا۔ ان باتو پر غور کرو۔

اب اس تمہید کے بعد واضح رہے۔ کہ کتب مقدسہ میں ایک پیشگوئی بہ نسبت حضرت خاتم الانبیاء اصفی الاصفیاء بہت زور سے مندرج تھی۔ دیکھو لوقا ۲۰ باب ۱۶ و ۱۷۔ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا۔ وہی کونے کا سرا ہوا۔ اور دیکھو زبور ۱۱۸۔ ۲۲۔ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہو گیا ہے۔ متی باب ۲۱۔ آیت ۴۲ و ۴۴۔ غرض یہ ایک بشارت ہے۔ جو کئی کتب مقدسہ میں مندرج ہے۔ اسی بشارت اور اسی پیشین گوئی کے اظہار و تصدیق کے لئے مکہ معظمہ کی بڑی عبادت گاہ میں بطور تصویری زبان کے حجر اسود کونے پر رکھا گیا تھا۔ مجھ سے پہلے سالہا سال سے یہ پتھر ابراہیمی عبادت گاہ کے کونے پر منصوب تھا۔ اور عرب کے لوگ اسے چومتے اور اس سے ہاتھ ملاتے۔ گویا قدیم زمانے میں نبی عرب سے پہلے یہ فقرہ تصویری طور پر مکہ معظمہ کی مقدس مسجد پر لکھا تھا۔ کہ اس شہر میں وہ کونے کا پتھر جسے یہود اور عیسائی رد کرینگے۔ ظاہر ہوگا جسکا ذکر مقدسہ کتب میں موجود ہے اور روحانی طور پر یوں کہا جائے گا۔ کہ نبوت اور رسالت کی عظیم الشان اور مستحکم عمارت جو انبیاء اور رسولوں کے وجود باوجود سے تیار ہوئی ہے۔ اس میں رسالت مآب کی گرامی ذات کونے کی آخری اینٹ ہے جن سے وہ عمارت پوری ہوئی۔ انکی بیعت رحمٰن کی بیعت۔ اور ان کی اطاعت رحمٰن کی اطاعت ہے کیونکہ جو کچھ وہ بولے

الٰہی بلانے سے بولے۔ حضرت رسالتمآب نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے دیکھو مشکوٰۃ وغیرہ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ وترک منہ موضع اللبنۃ الی ان قال فکنت انا سددت موضع اللبنۃ وفی روایۃ فانا تلک اللبنۃ (ترجمہ) میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اُس محل کی ہے کہ وہ بہت خوبصورت بنایا گیا۔ اور ایک اینٹ کی جگہ اُس میں خالی رکھی گئی۔ میں وہی اینٹ ہوں کیسی صاف اور واضح صداقت ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ جہاں عدو نکتہ چینے کے لئے انگلی رکھتا ہے۔ وہیں سے معارف کا خزانہ نکل آتا ہے۔ اگر مخالف خردہ گیری نہ کرتے تو یہ صداقتیں دنیا پر کیونکر ظاہر ہوتیں۔ فللہ الحمد فی الاولی والاخرۃ۔

فقرہ ششم۔ آریہ کے احکامِ جنگ اور اسلام کا مقابلہ:۔ وہ مارک پرشوں کو چاہیئے کہ تیجسوی سبھادکش راجہ کے ساتھ ملکے بیگ سے اُن کے پدارتھوں کو ہرنی کہوٹے سبھا وکمیت اور اپنے وجی کو اچاکر نیوالے ڈاکوؤں کو بلا انکو پربتہ، آدی اکانت استھانوں میں نبی ہوئے۔ گھروں میں گھسا کر اور باندھ کے انکو قید میں رکھیں (دیانندی بھاش صفحہ ۷۰۳ سوکت ۳۶)

سبھادکش آدی راج پُرشوں اور پرجا کے منشوں کو چاہیئے کہ جس پرکار اگنی آدی پدارتھ بن آدی کو بھسم کر دیتی ہیں۔ (جسطرح آگ جنگل کو جلاتی ہے) ویسا ہی دکھ دینے والے شتروجنوں کو نباش کے لئے اس پرکار پرتین کرے (دیانندی بھاش رگوید صفحہ ۷۰۰ جبر واکراہ کا حکم جس طرح ویدمیں ہے اسکو ملاحظہ فرمائیے۔

ف ویدکے احکام نیک لوگوں کو چاہیئے تیز افسر کے بہلا، دوسرے کے اسباب کو لوٹنے بروں کو پہاڑوں میں تنہا قید کر دے۔

سبھادکش کو چاہیئے۔ کہ شانتی بچن کہنو ڈشٹوں ڈنڈ دینے اور شتروں کو پرسپر پھوٹ کرانیکی کرایا یوں سے نیتی کو اچھے پرکار پراپت ہوکے پرجاجنوں کے دُکھ کو تت دور کرنیکے لئے اوم کرے (صفحہ ۱۶۲)

ف ویدکا حکم ہے کہ مخالفوں کو آگ کی طرح جلا دے۔

سبھادکش آدی لوگ (سپہ سالار) جیسے لوہا کے گھن سے لوہے اور پاشان (پتھر) او کون کو توڑتے ہیں ویسے ہی ادہرمی ڈشٹ شتروں (بے ایمان دشمنوں) کے انگوں (اعضا) کو چھن بھن کر دن رات دہرم اتما پرجاجنوں کے پالن میں تت پر ہوں جس سے شتروجن ان پرجاؤں کو دکھ دینے کے ساتھ مرتھ نہو سکیں (دیکھو دیانندی بھاش صفحہ ۲۹۹۔ سوکت ۷۳۶) اور دیکھو رگوید دیانندی بھاشیہ

ف ویدکا حکم مخالفوں میں پھوٹ ڈالنا چاہیئے۔

وسزا کے فتوے (۷۱۸) جبر واکراہ وزور سے اپنے مذہب میں لانا (۹۱۶ و ۹۹۶) وقتل اعدا۔ ۵۳۶ و ۱۱۶۰ و ۶۰۲۔ استیصال اعدا، ۵۶۸ و ۱۷۰۱ و ۷۹۲۔ معافی مانگے۔ تب بھی غصہ ترک مت کرو۔ ۴۰۲ مخالفوں کو دوست مت بناؤ۔ ۷۹۸۔ قید کے احکام ۶۲۰ و ۶۸۲۔ یہ تمام حوالے ہم نے دیانندی بھاش سے لئے ہیں۔

ف حکم ویدہ۔ دشمن کے اعضا کٹوا دو۔

اے[1] راجہ تو دشمنوں کے ساتھ دوسروں کو دکھ دینے کے لئے کاٹ کھانیوالا ہو۔ انکو جیت کی سخت مشرق

[1] یہ حوالے مولوی ابوسعید صاحب نے ردخطرات میں دیئے ہیں انہ بھی مقابلہ کرکے دیکھ لیا ہے۔ ۱۲ منہ

پر چڑھائی کر یجرو ید باب منتر ۱۰۔

ف کاٹ کہانیوالا

اے راجا تو دکھن کیطرف چڑھائی کر۔ اور دشمنوں کو جیت باب منتر ۱۱ اے راجا تو مغرب کی فتح سے مال و اسباب اور دولت فراواں حاصل کر باب۔ منتر ۱۲۔ اے راجا تو شمال کیطرف چڑھائی کر۔

ف لوٹ کے لئے جنگ

باب منتر ۱۳۔ اے راجا تو دشمنوں کے لئے مجسم بجر ہتھیار ہے باب منتر ۲۱۔ اے راجا جیسے تو بروں کو رلانے والا ہے۔ ویسے میں بھی ہو جاؤں۔ باب۔ منتر ۲۸۔

ف رولانے والا

(پرمیشور کہتا ہے) جیسے میں بدخصلت آدمیوں کے سر پھوڑتا ہوں ویسے ویسے تم بھی اُنکے سروں کو پھوڑو۔ باب منتر ۲۲۔ اے لوگو جیسے تم دکھوں کا ناس کرنیوالے ہو ویسے دشمنوں کا بل نکالنے والا میں آپ لوگوں کا ستکار کرکے جہاد میں ہتھیاروں سے عزور کرنیوالے لوگوں کو درست کروں جیسے تم بدمذہبوں بدذاتوں غلاموں کو مارتے ہو ویسے دشمنوں کی فوج کی تباہ دینے والا میں تمکو سکھہ دیتا اور بدذاتوں کو دور کرتا ہوں۔ جیسے میں فوج کو لوٹ پر لانیوالا دشمنوں کو مارنیوالا تم کو سکھ کے سایہ میں ڈالتا ہوں۔ ویسے ہی تم بھی کیا کرو۔ باب منتر ۲۵۔ اے راجا جیسے میں راکشسوں کے گلے کاٹتا ہوں۔ ویسے ہی تو بھی کاٹ باب منتر ایک۔ اے راجا جس کام میں بڑی بڑی تکبر دشمن مارے جائیں۔ اسکے لئے تو جہاد وغیرہ کاموں میں باز پرند کی مانند لپٹ جھپٹ مارنیوالا ہے۔ دولت کی جمعیت کے لئے وغیرہ تجھکو قبول کرتے ہیں باب منتر ۳۲۔ اے راجا (ایسے اور ویسے) تو دشمنوں پر فتح پانیوالا ہے

غلام اور انکا مارنا

لوٹ کرنا

ماکھن کا گلانا کاٹنا

روات کے لئے

باز کی طرح شے دے

باب منتر ۳۷۔ الیشر کہتا ہے۔ اے راجا تو دشمنوں کا ناس کرنے میں بیخوف وغیرہ ہے۔ خدائی دلوانے والے جہاد کی میں تجھکو نصیحت کرتا ہوں۔ خاص کرتا ہوں جہاد کیلئے۔ اور جس طرح ہوا بادلوں کو متفرق کر دیتی ہے۔ اور سورج ہر شے کا ست کھینچتا ہے ویسے ہی تو بھی ہر شے کا ست پی باب (جب ہر شے کا ست پیا تو حرام و حلال کی تمیز کہاں رہی) اے راجا آگ کی مانند دشمنوں کو جلانیوالے باب منتر ۱۱۔

لوگو کا خون پی لو۔ نہ رہے کے مخالفین کو بہسم کر دو

اے اقبال مند راجا تو سعادت مندی حاصل کر اپنے ہم مذہبوں کے لئے سکھ پھیلا اپنے مذہب کے مخالفوں کو بہسم کر ڈال۔ جو ہمارے دشمنوں کی حمایت کرتا ہے۔ اُسکو نیچے کیطرف سوکھی لکڑی کی طرح اُدھر جلا کہ جدھر سے اُس کی ہوا بھی نہ آوے باب منتر ۱۲ اے بروں کو رُلانے اور دشمنوں کو مارنیوالے غصہ در مجاہد تجھے بجر اور روزی حاصل ہو۔ تیرے ہاتھ سے دشمنوں کو بجر لگے باب منتر ۱۰۔ اے لوگو جو ہماری دشمن لوگ ہیں وے دور ہوں۔ ان دشمنوں کو ہم ہوا اور بجلی کے ہتھیاروں اوزاروں سے جیسے ہم بچ دیں ویسے ہی تم لوگ ان کو بچ پہونچاؤ۔ اور میری خدمت کرو۔ باب ۳۳ منتر ۴۹۔ اے سپہ سالار تو اپنے ہاتھ سے تیروں کو کمان کی چانپ میں لگا۔

ف ایسے بلاؤ کہ ہوا بھی نہ آوے۔

اور زور سے دشمنوں پر چلا۔ باب ۱۶ منتر ۹۔ اے انسانوں جو بے حساب طرح کی عقل والا راجہ ہے جس سے بیحساب جانیں پرورش پاتی ہیں۔ ایسے ہتھیار اوزار جیسے بادلونکو کاٹنے والا سورج بادل کاٹتا ہے۔ ویسے ہی وہ بڑی دولت اور دنیا حاصل کرنیکے لئے دشمنونکو مارتا ہے۔ اور تمہارے لئے دولت غلہ ومال واسباب حاصل کرتا ہے۔ اُسکا تم ستکار کرو باب ۳۲ منتر ۹۶ (یجروید کے منتر تمام ہوئے)

ف
دنیا کیلئے جنگ

راج سبھا اور رعیت پر واجب ہے کہ پرمیشور کو اور سبھا دکش (میر مجلس) کو راجا سمجھیں اور میر مجلس کے جھنڈے تلے جدہ میں میں آکر شامل ہوں۔ فوج کے بہادر جوان بھی پرمیشور اور میر مجلس اور سپہ سالار کے زیر حکم رہ کر جدہ کریں (اتھروید کانڈ ۱۵۔ انواک ۲۔ واگ ۹۔ منتر ۲) پرمیشور قتل عام کا حکم فرماتا ہے۔ اسطرح پر کہ اے دشمنوں کو مارنے والے جنگ کے قواعد سے پوری پوری ماہر بیخوف و بے ہراس بڑے جاہ وجلال والے میرے پیارے جوانمردو تم سب اپنی رعیت کو خوش رکھو ایشور کے حکمو پر چلو بدذات دشمنوں کو شکست دینے کے لئے جدہ کا پورا پورا بندوبست کرو تمنے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا دلوٹا کھسوٹا ہے تم نے حواس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے۔ تم روئیں تن ہشتا دبدن اور فولاد بازو ہو اپنے زور بازو سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو تاکہ تمہارے زور بازو کے لطف سے ہماری مدام فتح رہے اور کبھی شکست نہ ہو (اتھروید کانڈ ۶۔ انو ۱۔ واگ ۷۔ منتر ۹۷)

یہ ہیں نرم دلی کے احکام جھوٹ سے نفرت کرنیوالوں کے جنکے دل جانورونکے ذبح کو مہاں پاپ یقین کرتے ہیں۔ ہمارے شہر کے ایک ممتاز وکیل صاحب کہا کرتے ہیں کہ جسطرح اسپین سے مسلمان نکالے گئے۔ اس طرح انڈیا سے انکو نکالنا ہے۔

اب ان کے اساتذہ خاموش بیٹھے کے اتباع جنکے یہاں کوئی گال پر طمانچہ مارے تو دوسری گال سامنے کرنیکا حکم ہے۔ انکی مقدس کتب کے احکام کا بیان نامناسب نہوگا اگر ذکر کردیں (سپدیشک باب ۱۳ ۲۰۱۲ و باب ۲ ۱۲/۳ و ۴۸/۲۲ و ۳۴/۲۵ واحداد ۳۱/۱۵ و ۳۳/۵۵ و ۳۵/۱۵-۶ + استثناء ۳/۴ و ۲/۳۴ و ۲۰/۱۳ و ۱۰ و ۶/۶-۲ احداد ۲ و ۶ و ۳۱ ۵/۱۴ و یشوع ۵/۱۴ و ۶/۲۱ و ۷/۱۵ و ۸/۲۴ و ۱۰/۲۴ و ۲۱/۲۴ و ۵/۳۰ و ۹/۴۹ و ۸/۱۶ سموئل ۱۲/۳۱ اتاریخ ۲۰/۳ سلاطین ۱۰/۱۱ و ۱۵/۱۶ و ۲۳/۱۶ متی ۲۴/۳۰ و ۸/۳۲ و ۱۶/۲۷ و ۵/۶

۱ دہو کے سے ایک بادشاہ کے سر میں میخ گاڑ دی۔ ۲ آروں کلہاڑوں دانتی سے چیرا اور اینٹوں کے پزاوے میں جلایا۔ ۳ شہر دودہ کو پھونک دیا تبوں کو توڑا باغوں کو آگ لگادی استثناء ۱۲/۲ و ۱۳

انکے مقابلہ میں اسلامی احکام کو ملاحظہ کرو۔ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا (پ ۲ بقرہ) اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّہُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِہِمْ لَقَدِیْرٌ (پ ۱۷ حج)

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (پ ۱۰ توبہ) ترجمہ۔ لڑو اللہ کی راہ میں اُنہی لوگوں سے جو تم سے لڑیں۔ اور حد سے مت بڑھو۔ اجازت دیجاتی ہے اُن لوگوں کو جن سے جنگ کیجا رہی ہے (کہ وہ بھی جنگ کریں) اسلئے کہ وہ مظلوم ہیں اور یاد رکھیں کہ اللہ ان کی نصرت پر قادر ہے۔ تم کیوں جنگ نہیں کرتے ان لوگوں سے جنہوں نے توڑ دیا اپنی قسموں کو عہد کرنے کے بعد اور پختہ ارادہ کر لیا۔ رسول کے نکالدینے کا۔ اور انہی لوگوں نے پہلی دفعہ تم سے جنگ کرنے میں ابتدا کی۔

اب ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کے احکام جنگ محض دفاعی اور خود حفاظتی کے طریق پر مبنی ہیں۔ باوجودیکہ ظالم موذی حملہ آوروں اور ابتدا کرنیوالوں کے مقابلہ میں ذراع کا حکم دیتا ہے اور وہ دشمن بھی وہ ہیں۔ جو ناگفتنی ظلم کر چکے ہیں۔ پھر بھی اپنی جماعت کو حکم دیتا ہے۔ وَلَا تَعْتَدُوْا یعنے دفاع میں بھی لحاظ رکھو کہ تم سے کسی قسم کی زیادتی نہ ہو جائے۔ اور پھر ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اسلام کی کوئی جنگ دولت۔ ملک گیری۔ اور خواہ نخواہ لوگوں کے پامال کرنے کے لئے واقع نہیں ہوئی۔ کوئی آیت اللہ تعالےٰ کی کتاب میں ایسی نہیں جس میں ایسی زیادتی اور اعتدا کی ہدایت یا اجازت ہو۔ کوئی رشید اور سعید ہو۔ جو خدا ترس دل سے ان آیات طیبات کا مقابلہ کرے۔ بعد کی اُن لڑائی کی ہدایتوں سے جو مذکور ہو چکی ہیں۔

فقرہ ہفتم۔ حقوق نسواں میں آریہ اور اسلام کا مقابلہ:۔ منو باب ۹۔ شلوک ۱۹ میں لکھا ہے "بدفعلی کرنا عورتوں کی عادت ہے۔ یہ وید میں پہلے لکھا ہے" "عورت تدبیر نیک سے محفوظ ہو۔ تا ہم اپنی بداطواری دلربائی و بیوفائی دعادات ان باتوں سے شوہر کو رنجیدہ کرتی ہے" باب ۹ شلوک ۱۵ "عورتوں کی کریا منتروں سے نہیں ہے۔ یہ دھرم میں داخل ہے۔ اندری اور منتر ان دونوں سے عورت علیحدہ ہے دروغ کے مانند نا مبارک ہے۔ یہ شاستر کا حکم ہے" منو باب ۹ شلوک ۱۸ "اہل مطلب سفر کرنے سے پہلے عورت کے کھانے پینے کا بندوبست کر دے تب پردیش کو جائے کیونکہ بھوکھ کی شدت سے حیادار عورت بھی دوسرے مرد کی خواہش کریگی" ۷۴ "راتدن عورتوں کو شوہر وغیرہ کے وسیلہ سے بے اختیار کرنا مناسب ہے۔ جو عورت بشیوں میں لگی اسکو اختیار میں کہنا چاہئے" ۹-۲ "لڑکپن میں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا۔ عورتوں کی حفاظت کرے۔ کیونکہ عورتیں خود مختار رہنیکے لائق نہیں ہیں" ۹-۳ "کنیا دان کے وقت کنیا کو نہ دیوے۔ تو باپ اسکا

ف

ف

ف ۵ قدیم ہندوستان کی عورتوں کا نقشہ ۱۲ منہ

اسکا پاپی ہوتا ہے۔ اور حیض سے فراغت ہوئی پر شوہر اُس سے جماع نہ کرے۔ تو وہ پاپی ہوتا ہے۔ اور بحالت وفات شوہر کے بیٹا اپنی ماں کی حفاظت نہ کرے تو وہ پاپی ہوتا ہی" ۹-۴ "عورت کی حفاظت کرنے سے اپنے خاندان و اولاد و اتمادِ ہرم وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہی" ۹-۷ "حکم کرکے اچھی آدمی سے عورت گہر میں محفوظ کیگئی۔ اسپر بھی محفوظ نہیں ہوتی" ۹-۱۲ "عورتیں صورت و عمر کو نہیں دیکھتی ہیں۔ خوبصورت ہو یا بدصورت ہو۔ لیکن مرد ہو۔ اسی کو بھوگ کرتی ہیں" ۹-۱۴ "گہر میں پیدائش کے واسطے بڑی قسمت والی پوجا کے لائق گہر میں تیج استری اور لکشمی ہیں۔ ان دونوں میں خصوصیت کچھ نہیں ہے دونوں برابر ہیں" ۹-۲۶ "عورت ظرف کی صورت ہے۔ اور تخم مرد کی صورت ہے۔ ظرف اور تخم کی آمیزش سے بہت جسم داروں کی پیدائش ہے" ۹-۳۳ "تخم ریزی کیوقت جیسا تخم کھیت میں بویا جاتا ہے ویسا ہی مع اپنی صفات کے پیدا ہوتا ہے" ۳۶ منتر "جیطرح گدھا گھوڑا اونٹ لونڈی۔ بھینس بکری بھیڑ انہوں میں بچہ پیدا کرنیوالی کا مالک بچہ کو نہیں پاتا۔ اسی طرح دوسرے کی عورت میں تخم ڈالنے والا اولاد کو نہیں پاتا۔ دوسرے کے کھیت میں تخم ڈالنے والا اس تخم کے ثمر کو کبھی نہیں پاتا" منتر ۴۸-۹۴ "اسی طرح دوسرے کے کھیت میں بیج بونے والا کھیت والے کا مطلب کرتا ہی۔ آپ پھل کو نہیں پاتا" ۵۱ "اس عورت میں جو پیدا ہو وہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا ہووی۔ ایسے خیال کو دل میں نہ رکھکر جو پیدا کیا وہ لڑکا ظرف والی کا ہوتا ہی۔ تخم سے ظرف افضل ہے" منتر ۵۲

" اس عورت میں جو پیدا ہو وہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا ہووی۔ ایسا دل میں رکھکر جو پیدا کیا۔ اسکا حصہ دار تخم والا اور کھیت والا دونوں ہوتے ہیں" ۵۳ "تخم ہوا سے اُڑکر جسکے کھیت میں پڑا۔ اسکا پھل کھیت والا ہی پاتا ہی صاحب تخم نہیں پاتا" ۵۴ - **نیوگ** :- "اولاد کے نہ ہونے میں سسر وغیرہ کے حکم کو پاکر عورت سپنڈ سے یا دیور سے اولاد دلخواہ حاصل کرے۔ والد کا حکم پاکر بدن میں گھی لگاکر خاموش ہو کر بیوہ عورت میں لڑکا پیدا کرے۔ سوائے ایک لڑکا کے دوسرا لڑکا کبھی نہ پیدا کرے" ۵۹-۶۰ **نکاح ثانی** :- "شراب پینے والی اور سادھوؤں کی سیوا نہ کرنے والی اور دشمنی کرنے والی اور بیماریوں سے بھری ہوئی اور گہات کرنیوالی اور ہر روز دولت کو نیست و نابود کرنیوالی عورت ہو تو دوسرا دواہ کرنا چاہیئے" ۸ "بانجھ عورت اور جس کی اولاد نہ جیتی ہو۔ اور جو صرف دختر ہی پیدا کرتی ہو۔ ایسی عورت ہونے پر حسب سلسلہ آٹھویں دسویں گیارہویں سال دوسرا دواہ کرنا چاہیئے" ۸۱ "جو عورت مریض ہو۔ لیکن خیر خواہ اور بامروت ہو تو اسکی اجازت سے دوسرا دواہ کرنا چاہیئے۔ مگر اسکی بے قدری ہرگز نہ کرنا چاہیئے" ۸۲ "جس عورت کے اوپر دوسرا دواہ شوہر نے

کیا۔ اور وہ عورت غصہ ہو کر گھر سے نکل جاتی ہو۔ تو اسکو روگ کر گھر میں رکھنا خواہ خاندان کے روبرو ترک چاہیئے۔" ۸۳ "کشتری وغیرہ کی زوجہ شوہر وغیرہ سے محفوظ ہو اور شادی وغیرہ کاموں میں بھی ممنوع شراب کو پیوے۔ یا ناچ رنگ کے جلسہ عام میں چلی جائے۔ توچہ رتی سونا ڈنڈ دیوی۔" ۸۴ "ایک آدمی کی پانچ زوجہ ہوں۔ ان سب میں ایک پتردان ہو۔ تو اس کے ہونے سے سب زوجہ پتردان کہلاتی ہیں۔ اس بات کو منوجی نے کہا ہے۔" ۱۸۳ "بیٹا کے وسیلہ سے اندر لوک وغیرہ کو فتح کرتا ہے۔ اور پوتا کے وسیلہ سے بے انتہا پھل کو پاتا ہے۔ اور پوتا کے بیٹے کے وسیلہ سے سورج لوک کو پاتا ہے۔" ۱۳۷ "پت نام دوزخ کا ہے۔ اُتر بھنے محافظ کے ہیں۔ چونکہ بیٹا باپ کو دوزخ سے بچاتا ہے۔ اس سبب سے پتر کہاتا ہے۔ اس بات کو شری برہماجی کہا ہے۔" ۱۳۸ "جس آدمی کا تخم بیماری وغیرہ سے فانی ہو گیا ہو۔ اُسکی عورت میں لاولد دیور نے والد وغیرہ کے حکم سے بیٹا پیدا کیا۔ اور پھر معالجہ وغیرہ سے نطفہ کی ترقی پاکر اس آدمی نے اپنی عورت سے بیٹا پیدا کیا۔ تب اس کی دولت کے مالک کشیترج دادرس نام دو بیٹے ہوئے۔ اس پرمن جی کہتے ہیں۔ کہ جسکے تخم سے جو پیدا ہوا ہو۔ وہ اُس کی دولت کو پائے۔" ۱۶۲

شلوک "مخنث و بیمار و وفات یافتہ اس قسم کے آدمیوں کی زوجہ میں از روئے دہرم والد وغیرہ کے حکم سے دیور وغیرہ نے جو بیٹا پیدا کیا ہے۔ وہ کشیترج کہلاتا ہے۔" ۱۶۷ "مخنث وغیرہ کو شادی کرنے کی خواہش ہو۔ تو شادی کر کے حسب لیاقت اُس عورت میں بیٹا کرا کے اس بیٹے کو حصہ دیوے۔" ۲۰۳

مخنث کی اولاد

"براہمن سے براہمنی میں جو لڑکا پیدا ہو وہ تیسرا حصہ لیوی۔ اور کشتریا کا بیٹا دوسرا حصہ لیوے اور شودر کا بیٹا ایک حصہ لیوے۔" ۱۵۱ "برہمن و کشتری و ویشیہ ان تینوں ورن کی عورت میں براہمن سے بیٹا پیدا ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ لیکن از روئے دہرم کے شودرا کے بیٹے کو دسویں حصہ سے زیادہ نہ دیوے۔" ۱۵۴ "راجہ براہمن کی دولت کو کبھی نہ لیوی۔ مگر دیگر ورنوں کی دولت کو بحالت عدم موجودگی انکے فرزند وغیرہ مرقومہ بالا کے لے لیوی۔" ۱۸۹ "راجہ وقت مصیبت میں بھی براہمنوں کو خشمگین نہ کرے کیونکہ انکے غصہ کرنے سے راجہ مع فوج و سواریوں کے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔" ۳۱۳ "جن براہمنوں نے اگن کو سرب بھکشی اور مہاسمدر کو کھاری اور چندرمان کو کھئی روگ والا کیا ان براہمنوں کو خشمگین کرا کے کون فانی نہ ہوگا۔" منتر ۳۱۴ "جواری۔ داسی خواہ داسی کی داسی میں شودر سے جو لڑکا پیدا ہو وہ والد کے حکم سے حصہ پا سکتا ہے۔ یہ دہرم میں داخل ہے۔" ۱۷۹۔ یہ ہیں تہذیب تعلیم یافتہ قوم کے احکام۔

لاخارج

اصل بات یہ ہے کہ ایرانی اور ترک اور ہندی قوموں نے عورت کو نہایت حقیر غلام اور قابل نفرت شے سمجھا ہے ان قوموں کے اصول میں داخل تھا۔ کہ عورت کسی وقت بھی قابل اعتبار نہیں ہوتی۔

ان باتوں کو صفائی سے سمجھنے کے لئے فارسی زبان کے اُن مکروہ اشعار کو پڑھو جن میں عورتوں کو بہت مکروہ ناموں اور مذموم صفتوں سے یاد کیا ہے۔ اور تاکید کی گئی ہے کہ جسکا نام زن ہے۔ وہ گردن زدنی چیز کبھی بہردسہ کے لائق نہیں ہوتی ۔ اپنی آتش پرستوں کے باپ یا بیٹے یا بھائی یہ آریہ قومیں ہیں۔ ضروری تھا۔ کہ ان کے نزدیک بھی خدا تعالےٰ کی وہ مخلوق جو مرد کے لئے بہترین شریک اور مونس بنائی گئی ہے ذلیل اور حقیر ہوتی۔ غور کرو حقوق نسوان میں۔

کیسی شرم اور ڈوب مرنے کی بات ہے کہ جس قوم کے گھر میں یہ ناشدنی ناپاک باتیں ہوں۔ وہ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اُس میں عورتوں کے حقوق کی رعایت نہیں کیگئی۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ قرآن کریم کا ساحت پاک ہے۔ ایسے قابل شرم کاموں سے اور ایسی گھنونی صفتوں اور پرخبث تاکیدوں سے جو عورتوں کے متعلق آریوں کی کتب مقدسہ سے مذکور ہوئی ہیں۔

اب ہم عورتوں کے متعلق قرآن کریم کی آیات لکھتے ہیں۔ اور حق و باطل میں فرق کرنے کا فیصلہ سلیم الفطرۃ غیرت مند ونپر چھوڑتے ہیں۔

مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ (پ ۵ نساء)	جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت حال یہ ہے کہ مومن ہو پس ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور اُنپر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (پ ۱۴ النحل)	جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت ہم اُسے پاک سنہری زندگی عطا کرینگے اور ان کے اچھے کاموں کے بدلے میں انہیں اجر دینگے۔
اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۙ وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝	بیشک اسلام والے اور اسلام والیاں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمانبرداری کرنیوالے اور فرمانبرداری کرنیوالیاں اور صدق والے اور صدق والیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور فروتنی کرنیوالے اور فروتنی کرنیوالیاں اور تصدق کرنیوالے اور تصدق کرنیوالیاں اور روزہ رکھنیوالے اور روزہ رکھنیوالیاں اور اپنی شرمگاہوں کو نگاہ رکھنیوالے اور نگاہ رکھنیوالیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنیوالے اور بہت یاد کرنیوالیاں۔

د پ ۲۲ - احزاب)	ایسی لوگونکی لئے اللہ نے مغفرت اور بڑا اجر تیار کیا ہی۔
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ (پ ۲۵ - زخرف)	داخل ہوجاؤ جنت میں اور تمہاری بیبیاں بڑی خوشی اور امن میں۔
جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ (پ ۱۳ رعد)	ہمیشہ اقامت کی جنتیں اُنمیں داخل ہونگے اور اُنکے ساتھ اُنکے صالح باپ اور بیبیاں اور اولاد بھی۔

صرف ان آیات پر غور کرنا کافی ہے کہ آیا عورتوں کے حقوق کس طرح قایم کئے ہیں۔ اور اُنکے اعمال اور اجر کو کیسے مساوی درجہ پر رکھا ہی۔ ان پادریوں کو غور کرنی چاہیئے۔ جو نادانی یا تعصب سے اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کی روح کے لئے بقا اور خلود نہیں مانا۔ افسوس انپر اور انکے اتباع پر۔ دانشمند غور کریں۔ اس مساوات حقوق اور نگاہداشت حقوق میں اور مقابلہ کریں اُن مکروہ ہدایتوں سے جو عورتوں کے متعلق آریہ کی مقدس کتابوں سے مذکور ہوئی ہیں۔

اور سنو۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ص وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (پ ۲ بقرہ) (ترجمہ) اور بی بیوں کے لئے پسندیدہ حقوق ایسے ہی ہیں۔ جیسے انپر کچھ حقوق ہیں۔ ہاں مردوں کا ایک درجہ انپر زیادہ ہے۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (پ ۴ نساء) ترجمہ۔ عورتوں سے پسندیدہ معاشرت رکھو۔ پس اگر تمہیں ناپسند ہوں تو قریب ہے۔ کہ اگر کوئی بات تمکو مکروہ لگے تو اللہ تعالےٰ اسمیں بہت بہتری رکھدے اور وہ آیات جن میں ہے لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا (پ ۲ بقرہ) ترجمہ۔ عورتوں کو دکھ دینے کے لئے مت روک رکھو۔ اور جس میں ہے۔ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ (پ ۲۸ طلاق) ترجمہ۔ ان کو ضرر مت دو۔ اور جو کچھ آریہ سماج کی معتبر کتابوں میں ہے وہ یہ ہی۔ جو اوپر دکھا آئے ہیں۔

عورتوں کے حقوق پر ایک مختصر نوٹ

نکاح کے فواید دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول شخصی منافع۔ دوم نوعی مقاصد۔ شخصی منافع میں مثلاً حفظ صحت بعض بیماریوں میں۔ آرام یار و غمگسار کے ساتھ ہونیکا۔ قوائے شہوانی کے اقتضا کا طرفین سے بلا مزاحمت پورا ہونا۔ ان قوائے انسانیہ کا نشو و نما جنکے باعث انسان دوسرے سے تعلق پیدا کرتا۔ یا تعلق پیدا کرتا۔ یا کسی کا لحاظ کرتا ہی۔ حلم و مروت و بردباری کا اسی مدرسہ میں سبق حاصل ہوتا ہے۔ امور خانہ داری کی اصلاح۔ حفظ ننگ و ناموس و حفظ مال و اسباب نوعی مقاصد مثلاً حفظ نوع۔ تربیت اولاد۔ کیونکہ بے تحقیق نطفوں کی علی العموم

خبر گیری نہیں ہوا کرتی۔ روسی شاہی خانہ زاد اول تو خصوصیت سلطنت کے باعث مستثنےٰ ہیں۔ پھر سوائے جنگی کاموں کی کیا تربیت پاتے ہیں۔ اسلئے شادی کا حکم اوّل تو جسمی طاقت اور مالی وسعت پر صادر ہوا ہے۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ (پ ۱۸ نور) اور فرمایا وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً (پ ۲۱ روم) اور فرمایا نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ۔

پس عورت طلاق لے سکتی ہے۔ (۱) اگر مرد اسکی نفسانی ضرورتوں کو پورا نہ کرسکے (۲) قابل ولادت نہ ہو۔ (۳) معاشرت کے نقائص رکھتا ہو (۴) نان و نفقہ نہ دیسکے۔ اسیواسطے قرآن کریم میں ہے۔ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا۔ اور ان احکام کی عام تعمیل پر فرمایا۔ ولا تتخذوا ایٰت اللہ ھزوا۔ اسی طرح مرد طلاق دے سکتا ہے۔

اگر عورت تقوےٰ کے متعلق نفسانی اغراض پوری نہ کرسکے۔ قابل ولادت نہو۔ معاشرت کے نقائص رکھتی ہو۔ نکاح کے منافع شخصیہ اور نوعیہ کی خلاف ورزی کرتی ہو۔ بدچلنی کے باعث فساد و مزاحمت کا باعث ہو۔ پھر کبھی طلاق فوری ہو سکتی ہے۔ جیسے لعان۔ واقعی ہم بستری سے پہلے وعدہ میں۔ اور کبھی تدریجی ہوتی ہے جیسے فہمائش۔ شروط طلاق۔ اور منصفوں کے فیصلہ کی

تعداد ازواج پر۔ منع تعدد ازواج کے نقصانات نمبر ۱۔ عورتوں کی قتل کے واقعات ہونگے۔ جب پہلی بیبی ناپسند ہو۔ اور کوئی دوسری پسند آجاوی۔ تو ان بلاد و اقوام میں جن میں دوسری بیبی کرنا ممنوع ہے اور بااین قوم بہادر ہے۔ پہلی کو مار دینگے۔ نمبر ۲ خودکشی ہوگی جیسے اسٹریا کے ولیعہد کو یہ مصیبت پیش آئی۔ جب پسندیدہ بیبی بیاہنے کی اجازت قانون اور قوم نے ندی نمبر ۳۔ یا بے غیرتی ہوگی۔ جیسے بعض ... انڈین کیلئے پیش افتادہ امر ہے کہ مرد دیکھتا ہے۔ اور بول بہت مضبوط رکھتا ہے۔ نمبر ۵۔ یا آخر نیوگ کا فتوٰی ہوگا۔ جیسا آریہ میں ہوا۔ نمبر ۶۔ قطع نسل بعض حالتوں میں ضرور پیش آئیگا۔ نمبر ۷۔ دختر کشی کی رسم اسی سے پیدا ہوئی ہے کہ نہ لڑکیاں رہیں اور نہ مصائب پیش آئیں۔

نکتہ (۱) عورتوں مردوں میں ایک قدرتی فرق ہے۔ عورت جبر سے بھی اپنا کام ... دے سکتی ہے۔ بخلاف مرد کے۔ اسیواسطے علے العموم عدالتوں میں زنا بالجبر کے مقدمات میں عورتیں ہی مدعی ہیں۔ نہ جوان مرد (۲) عورت کے بہت مرد ہوں۔ تو اس کی صحت قطعاً نہ رہے گی۔ کنچنیوں

کے حالات سے یہ تجربہ ہو سکتا ہی۔ (۳) اسکے نطفہ بے تحقیق کی پرورش مشکل ہوگی۔ کون ذمہ دار ہوگا۔ (۴) ایک وقت میں اگر کئی طالب اسکے پیش ہوگئے۔ تو مزاحمت اور جنگ ہوگا۔ بشرطیکہ قوم باہمت ہو (۵) قدرتی طور پر ایک عورت ایک برس میں ایک مرد کے نطفہ سے زیادہ چند مردونکے نطفوں کے بچے پیٹ میں نہیں رکھہ سکتی۔ اور ایک مرد چند عورتوں میں اپنی بچہ دہ نطفہ رکھہ سکتا ہی۔ یہ قدرتے اجازت تعدد ازواج کی معلوم ہوتی ہے۔ (۶) قرار حمل میں مشکلات ہونگے۔ وضع حمل کی ضرورتیں پیش آجائیں گی۔ اور حمل کے بعد مرد کو دیانند جماع کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر کثرت ازواج نہو تو قوی مردوں کی جماعت میں انکا فتوی کون سنیگا۔ گو مجھے تو اب بھی یقین ہی کہ بایں ہمہ یہ لوگ جنکی ایک بیبی ہی۔ اور تندرست ہیں اس دیانندی فتوی پر عمل درآمد کم کرتے ہونگے۔ مال البتہ حیوانات میں خود نر حیوان اور انکی مادہ حمل کے بعد ضرور متنفر ہوجاتے ہیں۔ مگر انسانونمیں یہ نیچر.... قابل غور ہی۔

فقرہ ہشتم۔

استغفر اللہ ربی ! استغفر اللہ ربی!! استغفر اللہ ربی!!!
لاحول ولا قوۃ الا باللہ ! لاحول ولا قوۃ الا باللہ!!
لاحول ولا قوۃ الا باللہ !!!

کیا ہماری کتاب عام پسند ہوگی۔

ابی اللہ عن تقصیم غیر کتابہ + وکل کتاب غیرہ ذل کاتبہ

الہی کتابیں بھی ابتک عام پسند نہیں۔ لاہور جیسے دار السلطنت شہر میں کوئی قرآن کریم ابتک پوری صحت کے ساتھ طبع نہیں ہوا۔ نہ کوئی اعلے اعلی کتاب جو الکتاب قرآن کی خادم ہو طبع ہوئی۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عام پسندیدگی کا کیا حال ہے۔ اور یہ امر کسی مامور و مجدد ین کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ کہ اسکی محنت و کارروائی عام پسند ہوئی ہو۔ کیا یہ امر صحیح نہیں۔ کہ ہزاروں ہمیں جو مذہبی باتوں کو جنون یقین کرتے ہیں۔ گو ہمیشہ خائب و خاسر ہیں۔ اور مذہبی مقتداؤں میں تو وہ بھی ہے۔ جسکو کہا گیا۔ صلے اللہ علیک وسلم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۔ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۔ (پ ۲۹ ع ۱)

دوات اور قلم اور وہ عظیم الشان صداقتیں جنکو لوگ لکھتے ہیں۔ اور لکھتے رہینگے (انکے مطالعہ کا نتیجہ تو یہی ہوگا) کہ تو اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں کیونکہ وہ تمام تحریریں تیری صداقت کی گواہ رہیں گی اور دوسری دلیل یہ ہی۔ کہ تیری محنت و کوشش کا بدلہ۔ اجر۔ اسکی مزدوری تیرے

لئے غیر منقطع ابدی ہی۔ اور ظاہر ہی کہ مجنون کی محنت و کوشش کا تو کوئی اجر ہی نہیں ہوا کرتا۔ تیسری دلیل یہ ہی کہ مجنون تو خلیق نہیں ہوتے۔ اور تو خلق پر کیا خلق عظیم پر ہی۔ آپ کی مقناطیسی جذب اور آپکے اخلاق ہی تھے کہ اڑب عرب آپکے حکم پر اپنے خون کو پانی کی طرح بہاتے تھے۔ اور چوتھی دلیل یہ کہ مجنون کے افعال و اقوال مثمر ثمرات خیر اور منتج کسی نیک نتیجہ کے نہیں ہوا کرتے۔ اور تیرے اقوال اور تیرے افعال کا نتیجہ تو ہی دیکھ لیگا۔ اور دوسرے لوگ بھی دیکھ لینگے۔ اور یہ کیسی سچی پیشگوئی تھی دنیا میں صرف آپ ہی اکیلے ایسے کامیاب ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اَلْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (پ مائدہ) کی آواز اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے سنی۔ اور رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (۳۔ نصر) کا نظارہ اپنی آنکھ سے دیکھا۔ صلے اللہ علیہ وسلم وبارك فانه حميد مجيد اسپر بھی نہ ماننے والوں نے نہ مانا پر نہ مانا۔

میں نہ مامور نہ مجدد۔ پھر میری اس کتاب کو اور اس کے جوابات کو مامور و مجدد۔ اور امام الوقت نے نہ دیکھا اور نہ سُنا پینتیس سوال کے جواب تک ہمیں موقع لگا۔ کہ ہم اپنے جواب حضرت امام علیہ السلام پر عرض کر سکے بلکہ ہمارے بزرگ سید محمد احسن صاحب نے بھی اسکو نہیں دیکھا۔ ہاں میرے پیارے دوست اور میرے معزز حبیب مولوی عبدالکریم صاحب نے دیکھا۔ اور کہیں کہیں بقدر امکان اصلاح بھی کی۔ ہمارے مدرسہ کے علماء کو افسوس نہ ان باتوں سے دلچسپی ہے اور نہ اپنے محدود کاموں سے فرصت ہے کہ وہ بھی اس کتاب کو سنتے یا دیکھتے۔ بہرحال اللہ تعالےٰ سے اُمید ہے۔ کہ وہ اس کتاب کو ان سعید الفطرتوں کے حق میں نافع کریگا۔ جو اُسکے علم میں ہیں۔ (غرض)

(۱) ہم اللہ تعالےٰ کو مانتے ہیں کہ ہے اور وہ موصوف بصفات کاملہ اور ہر ایک نقص سے منزہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے اسی کے ارادہ اور اسی کے خلق سے یہ تمام مخلوق ہی وہ وراء الوراء محیط کائنات لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ۔ وَهُوَ الْاَوَّلُ وَ اَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى وَهُوَ الْاٰخِرُ ہے۔ جبکہ یہ ہمارا یہ عقیدہ اور یہ ایمان ہی تو سوفسطائی دہریہ مسیحی۔ اور وہ یونانی منطقی اور سناتن جو اللہ تعالےٰ کو علت۔ لابشرط بشرط لازمن مانتا ہی۔ اور وجودی۔ نیچری۔ آریہ سماجی جسکے نزدیک اللہ خالق ارواح خالق مادہ۔ خالق زمانہ۔ خالق فضا اور انکے گن۔ کرم سبھاؤ۔ خواص فعال۔ حاوات کا خالق نہیں کیوں پسند کرنے لگا۔

(۲) ہم اللہ تعالےٰ کو مانتے ہیں کہ وہ متکلم ہے۔ اپنے پیاروں سے کلام کرتا ہی اسکے ارادہ و مشیت سے اسکے کام ہوتے ہیں۔ وہ کلام کرتا رہا۔ کرتا رہتا ہی۔ اور کلام کریگا۔ اُسکے کلام و تکلیم پر کبھی مُہر

نہیں لگی۔ پس جو لوگ اُسکو گم صم۔ مانتے ہیں مثلاً برہمو اور نیچری۔ اور جو لوگ کہتے ہیں تخمیناً یا قریباً دو اڑب برس سے وہ خاموش ہے۔ اور صرف چار ہی آدمیوں سے سرشٹی کے ابتدا میں بولا تھا یا جو کہتے ہیں کہ مسیح یا نبی کریم خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم تک بات کرکے اب خاموش ہے اور جنکا وہم ہے کہ بیچ کیطرح بے اختیار ہے۔ وہ کیوں پسند کرنے لگے۔ (۳) ہم مانتے ہیں کہ ملایکہ ہیں اور اللہ تعالی کی تمام کتابوں اور رسولوں اور نبیوں پر ہمارا ایمان ہے۔ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین رسول رب العالمین مانتے ہیں پھر ان باتوں کے مخالف کیوں پسند کرنے لگے۔ (۴) ہمارے نزدیک ہر ایک شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار اور جواب دہ ہے اور ہم عفو مغفرت۔ شفاعت بالاذن کے معتقد ہیں۔ پس ہماری باتوں سے کفارہ کا قایل کب راضی ہوا۔ اور جو اللہ تعالی کو (کھما) عفو والا نمانے وہ کیونکر راضی ہو۔

(۵) ہم صحابہ کرام اور تابعین عظام کو رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ابوبکر و عمر سے لیکر معاویہ مغیرہ تک اویس قرنی و حسن بصری سے لیکر ابراہیم نخعی و نافع عکرمہ تک اور اہل بیت میں خدیجہ و عائشہ سے لیکر علی المرتضے اور تمام ائمہ اہلبیت کو علیہم السلام ان سب کو بحمد اللہ اپنا محبوب اور دل سے پیارا اعتقاد کرتے ہیں۔ قال الامام امامنا علیہ السلام۔ جان و دلم فدائے جمالِ محمد ست + خاکم نثار کوچۂ آلِ محمد است +

پس رافضی۔ شیعہ۔ خارجی۔ ناصبی۔ جبریہ۔ قدریہ۔ مرجیہ۔ جہمیہ۔ معتزلہ۔ تعامل اسلام کے منکر احادیث صحیحہ کے منکر اور انکو تو وہ طوفان کہنے والے کب پسند کرسکتے ہیں۔ حالانکہ وہ معمولی کتب تواریخ بلکہ امور تاریخیہ۔ لغت و کتب بیان کو اپنا مقتدا بنائے ہوئے ہیں باوجیکہ اختلاف روایات اور باہمی تعارض و تناقض و اضعف و قوت کا تفرقہ انمیں بھی ہے۔ اور یہ علوم بھی ابتک کسی ایک مجموعہ یا کتاب میں محدود نہیں۔ قفی نبکر جیسا مشہور و معروف قصیدہ صدہا اختلاف اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور صرف جیسا محدود علم کسیکے احاطہ میں نہیں آیا اور نہ کوئی کتاب دعوی کرتی ہے کہ اس میں سب صرف و نحو کے مسایل آگئے۔ ہم ائمہ تصوف۔ ائمہ فقہ۔ ائمہ حدیث۔ ائمہ کلام کی تعظیم و تکریم کو ضروری یقین کرتے ہیں۔ اور انکی مشترکہ سبیل کو سبیل المومنین مانتے ہیں ہاں ان لوگوں کے آثار باقیہ۔ فتوح الغیب و فتح الربانی للسید الشیخ عبد القادر الجیلانی عوارف للشیخ شہاب الدین السہروردی جسکو میرے ابن عم حضرت فرید الدین گنجشکر چشتی ہمیشہ اپنے درس میں رکھتے تھے اور وہ نسخہ جسپر حضرت سلطان نظام الدین نے پڑھا۔ ابتک جماعتوں میں موجود ہے۔ منازل السائرین۔ شرح مدارج السالکین۔ طریق الہجرتین۔ مجمع الفوائد و زاد المعاد للشیخ الاسلام ابن قیم فصل الخطاب لخواجہ محمد پارسا

کتوبات شیخ مشائخنا المجدد احمد السرہندی۔ وفتوحات مکیہ لابن عربی الکتاب الصحیح للامام البخاری الموطا لامام دار الہجرۃ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے آثار باقیہ تصانیف امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام ائمہ فقہ وحدیث وتصانیف امام محمد الشیبانی وطحاوی الامام للشافعی محلی اور فصل لابن حزم السنن الکبریٰ للبیہقی۔ ودرأ تعارض العقل والنقل۔ والرد علے المنطقیین ومنہاج السنۃ للشیخ الاجل رئیس المتکلمین والفقہاء والمحدثین والمفسرین شیخ الاسلام شیخ ابن تیمیہ الحرانی والمطالب العالیۃ للامام الرازی۔ فتح الباری۔ لابن حجر فتح القدیر وتحریر لابن ہمام۔ اور تمام تصانیف حافظ ذہبی۔ جیسے دول الاسلام۔ میزان وتذکرہ وغیرہ۔ حجۃ اللہ البالغہ لشیخ مشائخنا شاہ ولی اللہ دہلوی۔ نیل الاوطار لشوکانی الیمنی موجود ہیں۔ منصف خدا پرست دیکھ لے انہیں کیساتھ ہیں ابن المنذر ابن قدامہ ابو یعلی۔

میں اللہ تعالے کو گواہ کرتا ہوں۔ اور میں سچے دل سے علی وجہ البصیرۃ کامل یقین کرتا ہوں۔ کہ بے ریب یہ لوگ مصداق ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ کے (پ ۲۱ سجدہ) اور ان کی دعائیں وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (پ ۱۹ فرقان) ضرور ہی قبول ہوئیں پس بڑے ہی بے نصیب ہیں وہ لوگ جو انسانی امامت کے منکر ہیں اور إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا (پ ۱ بقرہ) کے بھید سے ناواقف ہیں۔ انکی عملی حالتیں خود انپر ملامت کرتی ہونگی۔ اگر فطرت سلیمہ باقی ہے بحمد اللہ ہم نے ان سب کے استفار علیہ کو خوب غور سے پڑھا ہے۔ اور ہم علے بصیرۃ اس نتیجہ پر پہونچگئے ہیں۔ کہ یہ سب لوگ خدا تعالے کے برگزیدوں میں اور ہادیوں میں سے تھے۔ ہم نے لغت میں بخاری۔ اصمعی۔ ابو عبیدہ۔ مفردات راغب۔ نہایہ۔ مجمع البحار اور لسان العرب اور صرف ونحو میں سیبویہ۔ ابن مالک۔ ابن ہشام اور سیوطی۔ اور قرأۃ میں شاطبی اور ابو عمرو دانی اور معانی وبیان میں عبد القاہر جرجانی مصنف دلایل الاعجاز اور اسرار البلاغۃ اور سکاکی مصنف مفتاح العلوم اور ادب میں اصمعی اور تفاسیر میں روایۃً ابن جریر۔ ابن کثیر۔ شوکانی کی فتح القدیر اور درایۃً اور روایۃً دونوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ اور فقط درایۃً میں تفسیر کبیر کو ائمہ سلف کے بعد انتخاب کیا ہے۔ قریب زمانے کے ہندوستانیوں میں جو اصحاب تصنیف گذرے ہیں انمیں صاحب حجۃ اللہ البالغہ اور ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ کو میں ممتاز الشان اور صافی الذہن جانتا ہوں میں حضرت مسیح کی وفات کا قائل ہوں۔ اور سیر کامل یقین ہے۔ کہ وہ قتل اور پھانسی سے بچکر اپنی موت سے مر چکے اس اُمت میں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ مَغْضُوبِ اور ضَالّ۔ تینوں قسم کے لوگ موجود ہیں۔ پس وہ مسیح موعود علیہ السلام بھی موجود ہے۔ جس نے ہم میں نازل ہونا تھا۔ وہ مہدی معہود اور اس وقت کا

امام بھی ہے۔ اور انہی میں موجود ہے۔ وہ اختلافوں میں حکم۔ ہم نے اُسکی آیات بینات کو دیکھا۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے ڈر کر جزا سزا حشر اجسا دجنت و نار اپنی بے ثبات زندگی کو نصب العین رکھکر اُسکو امام مان لیا ہے۔ ہم نے اپنے مقتداؤں میں ابن حزم اور ابن تیمیہ کو بھی شمار کیا ہے۔ اسکی تائید میں صرف دو قول یہاں لکھتے ہیں۔ اوّل ایک شخص اہل اللہ میں سے تھے راستباز۔ صالح۔ اور ثقہ امین انکا نام عبداللہ الغزنوی کرکے ہمارے ملک پنجاب میں مشہور ہے۔ ہمارے امام علیہ السلام نے ان کو خاتم النبیین رسول رب العالمین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شکل پر رویا میں دیکھا ہے۔ اور یہ بسبب انکی کمال اتباع سنت کے تھا۔ وہ بہت خوبیوں کے جامع اور علمی و عملی حصہ میں اللہ تعالےٰ نے انکو خصوصیت سے ممتاز فرمایا ہُوا تھا۔ انہوں نے ابن حزم کے بارے میں توجہ کی کہ یہ بہت سخت الفاظ استعمال میں لاتے ہیں۔ اسپر عبداللہ المرحوم کو الہام ہوا۔ ہاں میں اسوقت تک عبداللہ مرحوم کو صادق راستباز یقین کرتا ہوں۔ اور اسی یقین پر اس الہام کو شائع کرتا ہوں۔ ؎

گفتگوئی عاشقاں درباب رب — جوشش عشق ست نے ترکِ ادب
ہر کہ کرد از جامِ حق یک جرعہ نوش — نے ادب ماند درو نے عقل و ہوش
ہاں وہاں ترکِ حسد کن باشہاں — ورنہ ابلیسے شوے اندر جہاں
بادمِ شیرے تو بازی مے کنی — با ملائک ترک و تازی میکنی

اس کہانی کی شہادت ایک شخص ساکن لاہور کوچہ کندی گراں کے پاس بھی ہے اور اُسکا نام عبدالحق ہے وہ بھی حسن ظن کے قابل ہیں ولا اذکی علی اللہ احدًا دوم حضرت امام سیوطی نے اپنی بے نظیر کتاب الاشباہ والنظائر کی جلد سوم صفحہ ۳۱۰ میں لکھا ہے۔ قال فیہ جواب سائلی سال عن حرف لو لشیخنا وسیدنا الامام العالم العلامۃ الاوحد الحافظ المجتہد الزاہد العابد القدوۃ امام الائمۃ قدوۃ الامۃ علامۃ العلماء وارث الانبیاء اخر المجتہدین اوحد علماء الدین برکۃ الاسلام حجۃ الاعلام برہان المتکلمین قامع المبتدعین ذی العلوم الرفیعۃ والفنون البدیعۃ محی السنۃ ومن عظمت بہ علینا المنۃ وقامت بہ علی الاعداء الحجۃ واستبانت ببرکتہ وہدیہ المحجۃ تقی الدین ابی العباس احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیۃ الحرانی منارہ وشید من الدین ارکانہ ۱۲۔

باایں کہ یہ فقرہ ہشتم نورالدین میں موجود ہے۔ پھر بھی ایک سلفی رکھتا ہے۔ کہ کتاب سلف کے خلاف ہے اور اتنی بھی عقل اسمیں باقی نہیں کہ صحیح مسلم والے مضمون حدیث پر بحث کرتے کسکو مبتدع فرما رہے

ہیں۔ اور وہ مبتدع امام بھی ہے۔ کہ نہیں۔ اور اصح الکتب والے رحمہ اللہ بعض الناس کہہ کر کسر زدیں مارتے ہیں اور وہ بعض الناس امام ہیں کہ نہیں۔ ایک اور فرماتے ہیں کہ مرزا کو مجموعہ انبیا بناتا ہے حالانکہ اس کا جواب کیسا صاف ہے۔ کہ مرزا کو نہیں۔ غلام احمد کو۔ مگس طینت انسان ہو تو بھی جب وہ ناپاک پر بیٹھے ہے۔ شیریں حصہ پر توجہ کرے۔

فقرہ نہم ہمارا آریہ سماج سے کیا اختلاف ہے۔ کہ وہ تمام دنیا کے مذاہب سے زیادہ تر اسلام کے اور اسلام میں سے مرزایوں کے خطرناک دشمن ہیں۔ اول ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کو ارواح۔ مادہ اور اسکے اجزا اور انکے گن کرم سبھاؤ کا خالق مانتے ہیں۔ اور آریہ سماج باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کو سرب شکتیمان (وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اور باوجودیکہ دیانند جی نے بہت جگہ مانا ہے۔ کہ یہ اشیاء جن کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ لیئے ہو کر سامرتھ یعنی الٰہی طاقت میں سمجھاتی ہیں مانتے ہیں۔ اور پھر بھی ارواح و مادہ عالم کو غیر مخلوق کہتے ہیں۔ دوسرا اختلاف ہمارا ان سے یہ ہے کہ وہ جناب الٰہی کو دیالو اور کرپالو (رحیم) والا تو مانتے ہیں۔ مگر بااین عفو و درگذر اور شفاعۃ کے منکر ہیں۔ تیسرا مسئلہ تناسخ کا اور چوتھا مسئلہ جس میں ہم اُن سے اکٹھے ہیں نبوت کا ہے۔ مگر وہ اس بات کے قایل ہیں کہ چار رہارشیوں کے سوا خدا کسی سے نہیں بولا۔ اور ہم اس تحدید کے قائل نہیں۔ پنجم ایک اخلاقی مسئلہ **نیوگ** کا ہے وہ اسبات کو مانتے ہیں۔ کہ نطفہ کسی کا ہو۔ تو بیٹا کسی دوسرے کا حقیقۃً ہو سکتا ہے بلکہ ہوتا ہے!!۔ اور ہم کہتے ہیں کہ جسکا تم بیٹا قرار دیتی ہو۔ نہ اسکے خط و خال اسمیں ہیں نہ وہ قویٰ نہ اُسکا نطفہ نہ اُسکے عادات اور یہ امر **اَسَتْ** ہے کیا۔ ہم خچر کو گھوڑے کا بچہ کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ گو کہ گھوڑی ہی سے پیدا ہوا۔ ان امور خمسہ کے سوائے انکو ہم سے یا ہمکو اُنسے کیا اختلاف ہے۔ یہ تو دیانند جی اور اُسکے بعد آریہ مسافر اور تارک اسلام کی غلطی ہے کہ کہیں ہمارے خدا کو گالیاں دیں۔ جو انکا بھی وہی خدا ہے وغیرہ وغیرہ۔ میں تو انکی اُن محنتوں کا شکریہ کرتا ہوں جو انہوں نے شرک کے خلاف کیں۔ ہاں ایک چھٹا اختلاف بھی ہے کہ میں عملی طور پر برہمن سے لیکر چنڈال تک سید اور متقی سے لیکر رنڈیوں تک سب کا بچے دل اور پریم سے علاج کرتا اور انکا بھلا چاہتا ہوں۔ اور آریہ سماج عملی طور پر مسلمانوں کو بہت ستاتی اور دُکھ دیتی ہے۔ اسکا ثبوت میں نے خود دکھلایا اپنی ذات پر تجربہ کیا ہے۔ حالانکہ میرے ایسے وکیلوں پر حقوق ہے۔

فقرہ دہم آریہ سماج سے مباحثہ مشکل بھی ہے۔ اور آسان بھی۔ آسان تو اسلیئے ہے کہ حق حقیقت اور ستّ اپنے ساتھ خود ایک روشنی اور صداقت رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ اور راستبازوں کی کتابیں اللہ تعالیٰ کا نظام قدرت حقیقی سائنس سچا فلسفہ پاک وجدان اور فطرت سلیمہ حق کے سچے

معیار صداقت

گواہ ہیں اور انکے اصول میں چوتھا اصل کہتا ہے کہ حق کو مان لیں اور ناحق کو ترک کردیں۔ اور مشکل اسلیئے ہے کہ آریہ سماج مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہوئے اسلام کی جس کتاب سے چاہیں گو وہ خبیث کتاب بھاردانش کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ اعتراض کو جڑ دیتے ہیں اور اسکے ساتھ بہت سی گالیاں دیتے ہیں اور جب تحقیق اور حق ثابت کرنے کیلئے ہم الزامی جواب دیں اور الزامی جواب بہت مفید ہوا کرتا ہے کیونکہ سامع کا دل حقیقتے الزام سے اپنی باتوں اور معتقدات کے مطالعہ اور تنقید کیطرف بے اختیار متوجہ ہوجاتا اور اضطرار حق کی تلاش اور پیاس اُسکے دل میں پیدا ہوجاتی ہے۔ غرض جب ہم انہیں الزامی جواب دیں تو اپنی مسلمہ کتابوں پر ہی ہاتھ صاف کرتے اور سب سے انکار کردیتے ہیں۔ اس صورت میں ہم اس قوم کے لئے الزامی جواب کہاں سے پیدا کریں۔ تمام آریہ ورتی تفاسیر وید کو خود غلط کہتی ہیں۔ مطلب کے خلاف کوئی امر ہو۔ تو منو اور رامائن اور مہابھارت کو بھی لغو اور محرف بتلاتے ہیں۔ ہمیں امید تھی کہ مہارشی دیانند کے تفاسیر اور انکی علم کلام کی کتاب ستیارتھ پرکاش اور انکی بہو مکا۔ اس مباحثہ کے راستے کو بہت صاف کردیگی۔ ہمنے خود سوسے زائد روپیہ صرف اس حق کی جستجو کیلئے اور حق کے سمجھانیکے لئے مہارشی دیانند کے بھاش اور ستیارتھ اور بہو مکا پر خرچ کیا۔ اور تینوں کی مشکل پڑھا اور سنا۔ اور قریب تھا کہ ہم ایک بڑی بسیط کتاب اس مذہب کے مقابلہ پر لکھتے اور ایک جلد تصدیق کی شایع بھی کی۔ لیکن اس کتاب کے بعد ہی ہمیں یہ صدا پہونچی کہ ستیارتھ پرکاش غلط ہے اور اس میں پوپونکی لیلا ہے۔ حالانکہ چھپوانے والے ایک اجا اور اسکے مہتمم دیانند جی کے شیش تھے۔ آخر ہمیں سکنڈ اڈیشن خریدنی پڑی۔ وہ ہم ابھی پوری پڑھ اور سُن بھی نہ چکے تھے۔ کہ آواز آئی کہ اس میں بھی غلطیاں ہیں۔ پھر ۱۸۹۱ء میں ہمیں بڑی مایوسی ہوئی۔ جبکہ بڑی بڑی آریہ سماج کے مہاتما لوگوں نے یہ شایع کردیا کہ لیکھرام آریہ مسافر نے ثابت کردیا ہے کہ دیانند جی کے بھاش میں ناگری ارتھ اور بھاؤارتھ غلط ہیں۔ اسلیے قابل حجت نہیں۔ انمیں مہتمان مطبع کی شرارت ہے۔ ہم آریہ مسافر کے علم۔ عقل۔ فراست۔ سنسکرت اور ویدک دانی کو بھی خوب جانتے تھے۔ جنہوں نے مہابھاش کی غلطیاں نکالیں اور اسبات کو بھی خوب جانتے ہیں۔ کہ دیانند جی ۱۸۷۴ء کے اردگرد بمقام لاہور رتن چند کی کوٹھی پر اپنی سوانح عمری لکھوا رہے تھے۔ اُسوقت وہ نہایت لطیف برج بھاشا بولتے تھے۔ میرے جیسا مسلمان پینتیس پشت کا مسلمان بھی اُس بھاشا کو خوب سمجھتا تھا۔ پھر ہمارے بعض دوست آریہ سماجی وکیل بھی اس امر کے شاہد ہیں۔ کہ یہ باتیں ہماری مشاہدہ کی ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ دیانند جی جب اپنے وطن سے نکلے ہیں تو بچے تھے۔ اور سالہا سال راجپوتانہ اور ممالک مغربی شمالی ہند و پنجاب اور بمبئی کاٹھیاواڑ کی سیر کرتے رہے اور اسی میں عمر گذاری۔ باایں ہمہ کیا سوامی جی ایسے کودن تھے کہ وہ بھاشہ

لہ دیکھو منشی رام بھگیا سو کا ترجمہ رگوید بہو مکا صفحہ ۹ و ۷ ۱۲ منہ

بھی نہیں جانتے تھے۔ اور ایسے غبی اور ابلہ تھے۔ کہ طبیع کو مہتمان کی شرارت کو بھی نہ سمجھ سکے۔ اور ہمارے جیسے غریبوں کے ہزاروں روپے بھی تباہ کئے۔ اور پھر اس قوم کی کیسی بدقسمتی ہے۔ کہ لاکھوں روپیہ جمع کیا۔ مگر کامل تفسیر ویدوں کی نہ لکھ سکے۔ پھر قوم کی بدقسمتی سے مانس اور اُسکے خلاف۔ شُدھی اور اسکے خلاف ایسا تفرقہ ہُوا۔ کہ اب ایک دوسرے کے تراجم بھی ناقابلِ اعتبار ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ بہت سارے شریف الطبع اور عاقبت اندیش آریہ اس دُکھ کو محسوس کرتے ہونگے۔ جو بیان کیا ہے۔ اور امید قوی ہے کہ قوم کے ہمدرد وید کی صحیح تفاسیر شائع کرینگے۔ کیونکہ سچا مذہب خواہ مخواہ کے تحکم اور دھینگا مشتی سے تو پیر جما نہیں سکتا۔

فقرہ یازدہم

دہرمپال کی تہذیب کا نمونہ ۔ ان ناشایستہ اور تہذیب کش باتوں کے لکھنے کی ضرورت اسوجہ سے پیش آئی۔ کہ پنڈت سوامی دیانند نے اپنی تحریروں میں دعوے کیا ہے۔ کہ دوسرے مذاہب کو بُرا کہنا اُنکا شیوہ نہیں۔ اور بدتہذیب شخص کو وہ بہت بُرا سمجھتے ہیں۔ اس نامعقول منقول سے ہمیں دُکھانا منظور ہے کہ خود پنڈت جی اور اُنکے سرگرم چیلے کسقدر پابند اُن ہدایات کے ہوئے ہیں۔

اس راہ کے آداب و اخلاق کے سکھانے میں بھی قرآن کریم کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اس مبارک کتاب نے تعلیم دی ہے کہ الباطل سے جنگ کرنے کے وقت اسکے قابل اکرام معبودوں اور معظم مقصودوں کی نسبت کس طریق پر کلام کرنا چاہیئے۔ جیسے فرمایا۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (پ انعام) ترجمہ تم لوگوں کے معبودوں کو گالی نہ دو وہ اس کے عوض میں جہالت اور زیادتی سے اللہ کو گالی دینگے۔ اس مبارک تعلیم سے وید اور دوسری تمام کتابیں محض بے بہرہ ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں میں کوئی ذاتی خوبی اور جوہر نہیں۔ یہ کتابیں اپنی جگہ بے زبان ہیں۔ کوئی دعویٰ اپنی دلیل کے ساتھ نہیں رہتیں۔ ہاں انکے وکیلوں اور حامیوں کے مُنہ میں لاریب سیاہ زہردار کوبرہ کی دو شاخی زبانیں۔ یہ لوگ پادری اور آریہ اپنی کامیابی اور ظفر اسی میں سمجھتے ہیں۔ کہ دوسروں کی عیب چینی کریں۔ اپنی کتابوں اور عقیدوں کے معارف و اسرار کے اظہار سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اگر مذاہب اور ملل سپر اتفاق کرلیں کہ تمام حامیان دین اپنے مذہب و کتاب کی خوبیوں کے بیان کرنے پر اکتفا کریں اور اس سے تجاوز نہیں کرینگے۔ تو یقیناً اس میدان میں گوئے سبقت قرآن کریم کے ہاتھ میں ہے۔

الغرض جو شیلے نو تعلیم یافتہ دہرمپال کی شیریں کلامی کا نمونہ مُشتے از خروار ملاحظہ ہو۔ ذرہ

سی ساٹھ صفحہ کی کتاب اور اس میں **دہریمیال کے ناپاک الفاظ یہ ہیں**۔ اور وہ بھی مختصر
"جب قرآن کے ریگستانی مسایل میری پیاس کو نہ بجھا سکے۔ جب قرآن کی خلاف از عقل باتیں میرے
بیقرار دماغ کو کچھ تسکین نہ دے سکیں۔ قرآن کے بہت سے وحشیانہ اور ظالمانہ مسایل میرے نرم دل کو
تسکین نہ دے سکے۔ جب قرآن کی ادنےٰ درجہ کی تعلیم میرے اعلےٰ خیالات کا ساتھ نہ دے سکی" صفحہ ۶
"جب میں اس وادیٔ ظلمت سے اِدھر اُدھر ہاتھ مار کر حیران و سرگردان ہو رہا تھا۔ میں عرب کے
ریگستانوں سے نکلکر گنگا اور جمنا کے کنارے پر آیا۔ چاروں طرف عربی ریگستان کے مسایل سے خشک
شدہ دل اور دماغ ہی نہیں ہیں" صفحہ ۷ "میں نے قرآن اور اسلام کو سب سے نچلے درجہ پر پایا" صفحہ ۹
"افسوس ہے ایسی گپوں کے لئے جبرائیل کے پر تھکائے جائیں" صفحہ ۲۷ "میں نے عرصہ دراز تک
قرآن کی چھان بین کی مگر مجھے موتیوں اور جواہرات کی بجائے پتھر اور کنکر ہی ملے" صفحہ ۱۰۔

"قرآن اور روحانیت کو دو متضاد سمتوں میں چلتے دیکھتا ہوں" صفحہ ۱۱ "قرآن ایک معمولی مستند
کتاب سے بھی نیچے گرا ہوا ہے" صفحہ ۱۱ "ایک مہذب شخص کی معمولی کتاب سے بھی نیچے گرا ہے" صفحہ ۱۱
"قرآنی قلعہ کو قرآنی بارود نے ہی اُڑا دیا ہے" صفحہ ۱۱ "الٰہی کلام کا دم بھرنیوالی کتاب میں
ایسی ایسی لغویات کا ہونا سخت قابل اعتراض ہے" صفحہ ۲۱ "میرے خیال میں حوریں محض قرآنی
بیوہ ہیں" صفحہ ۲۳ "قرآن میں دو تین باتوں کے دُہرانے کے سوا اور کچھ دماغ کے اندر سے نکل نہیں سکا۔
آخر انسانی دماغ۔ انسانی دماغ ہی ہے" صفحہ ۲۳ "یہ سب نادانوں کی باتیں ہیں" صفحہ ۲۶

"افسوس ہے ایسی الہامی قصونپر اور افسوس ہے۔ ایسے الہامی گپونپر" صفحہ ۳۵ "مگر قرآن نے
اپنے بڑے بھائی سے (پران) ذرا قدم آگے رکھا" صفحہ ۳۶ "افسوس ہے کہ قرآن جیسی اُم الکتاب
بجائے الہامی کتاب ہونے کے اس قسم کی گپوں سے اُم الگپاپ بن رہی ہے" صفحہ ۴۰ "بہشت کے
بارے میں جو قرآن کی تعلیم ہے۔ وہ اور بھی مکروہ اور گھناؤنی ہے۔ سچ پوچھو تو قرآنی تعلیم نے بہشت
کو وہ خراب خانہ بنا دیا ہے کہ جہاں جانا بھلے مانسوں کا کام تو ہرگز نہیں ہے" صفحہ ۲۹ "گو میں اتنی
بڑی گپوں اور خلاف از قانون گپوں کو ہرگز نہیں مان سکتا" صفحہ ۴۲ "یہاں تو پرانوں سے
بھی بڑھکر لیلا موجود ہے" صفحہ ۴۳

"الہامی گپوں کا گہرہے" صفحہ ۴۴ "قرآن اور پران ہم وزن ہونیکے علاوہ فرضی قصوں
کہانیوں سے کسقدر بھرے ہیں۔ سچ پوچھو تو دونوں سگے بھائی ہیں اور دونوں ہی زمانہ جہالت
میں پیدا ہوئے" صفحہ ۴۶ "مگر قرآن کا بخیہ معلوم نہیں کون اُدھیڑ دیگا" صفحہ ۴۸ "ماننے والے

پیغمبر
رنگین
یہ

بھی ہوں تو اہل قرآن ہی ہوں جو پہلے قانون قدرت اور عقل سلیم کو پاگل خانے کے داروغہ کے ہاتھ گروی کر دیں"۔ صفحہ ۳۵ "خدا فریب کرتا ہے۔ دھوکہ بازی کرتا ہے"۔ صفحہ ۱۴۔

"خدا بڑا لڑاکا ہے"۔ صفحہ ۱۴ "اس سے بڑھکر مکروہ تعلیم اور کیا ہوگی"۔ صفحہ ۱۵ "کیا خدا کی غفاری قیامت کے دن اُڑ جائیگی۔ اور سنگدل ہو جائے گا۔ مگر خدا کے کان بہرے ہو گئے ہیں کچھ نہیں سُنتا صفحہ ۱۵-۱۶ "خدا کو شیطان کا شیطان بنا دیا گیا ہے"۔ صفحہ ۱۷ "خدا بھنگڑ دنکا بھنگڑا جہاں بھنگی بھنگ پیکر ایک دوسرے کو مخول کرتے ہیں وہاں خدا بھی بیچ میں آکودتا ہے۔ اور ویسا ہی ہنگڑ اپن شروع کر دیتا ہے"۔ صفحہ ۱۷ "قرآن کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی روح ایک عورت کے رحم میں بھی جا سکتی ہے اور خون حیض کہا سکتی ہے۔ اور نو مہینے غلاظت میں پڑی رہ کر برسوں تک انسانی جامہ میں ہو کر بذریعہ پھانسی نجات پا سکتی ہے"۔ صفحہ ۱۶ "کتنی بڑی گپ بلکہ گپ کا بھائی گپوڑا ہے"۔ صفحہ ۴۵ "بھلا خدا بھی کنکریاں روڑے مارا کرتا ہے۔ روڑی مارنا نادان بچوں کا کام ہے نہ کہ عقلمندوں کا"۔ صفحہ "خدا خود دوزخ میں جاوے"۔ صفحہ "عورتوں کو محض جذبہ مخصوصہ کی سیری کا سامان تصور کیا گیا"۔ صفحہ ۵۵ "معلوم نہیں عربی خدا نے عربوں کی کیوں تقلید کی"۔ صفحہ ۱۸ "کیا وہ پاگل ہو گیا تھا"۔ صفحہ ۱۸ "اب سزا کس کو ملے۔ خدا کو یا شیطان کو"۔ صفحہ ۱۰

"اب خدا کو دوزخ میں ڈالا جاوے۔ یا جسنے خدا پر یہ من گھڑت الزام لگائے"۔ صفحہ ۲۰

"چاہیئے کہ خدا خود دوزخ میں پڑے انکے سمجھانے کو نبی بھیجا سراسر حماقت ہے"۔ صفحہ ۲۰ "اس کے حضور خاصہ اور نگزیبی دربار لگا ہے"۔ صفحہ ۲۰ "مذکورہ بالا چند باتیں قرآنی خدا کے بارے میں ہیں جنکو پڑھکر قرآنی خدا کا اندازہ لگ سکتا ہے کہ وہ کیا بلا ہے۔ اور کس دماغ نے اسکو گھڑا ہے"۔ صفحہ ۲۱ "خدا کی اور کند ذہنی دیکھئے۔ قرآن میں آدم کی بیوی کا نام بھول"۔ صفحہ ۲۲ "خدا بھی فصلی بٹیروں کی طرح ایک خاص موقع پر ادنے گہر میں ہوتا ہے"۔ صفحہ ۳۳ "گپ ہانکدی ہے"۔ صفحہ ۳۹

"قرآنی بابا آدم کوئی نئی بلا نہیں ہے"۔ صفحہ ۲۱ "آدم کی بیوی کیونکر پیدا ہو گئی۔ خدا کے ہاں سے نطفہ نازل ہوا یا کسی فرشتے نے آدم کو حمل ٹھیرایا۔ کیا پھر آدم کا بچہ دان گم ہو گیا اب آدم کو مذکر کہیں یا مؤنث"۔ صفحہ ۲۲۔

فقرہ دوازدہم

ہماری مکرم معظم دوست سید تفضل حسین ڈپٹی کلکٹر جب آخری اوراق چھپ رہے تھے۔ قادیان میں تشریف لائے۔ اور اس رسالہ نورالدین کو پڑھا۔ اور فرمایا۔ کہ سوال نمبر ۲۸ کا جواب ادھورا رہ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ ہر ایک پہلو پر گفتگو

کرنا۔ اور اس میں توسیع اس مختصر رسالہ کی شان نہیں۔ اکملت لکم اور اتممت کی صدائے کے لئے انسان کامل چاہیئے۔ مگر ان کی خاطر ایک طرف اور دیباچہ کا آخری صفحہ خالی نظر آیا۔ ایک طرف اسواسطے یہ چند سطور گذارش ہیں۔ سوال ہے کہ اسپین۔ افریقہ اور ہند مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلگیا۔ اگر اسلام کے لئے ملایکہ کا نزول ہوتا ہے۔ تو کیوں اسوقت جب یہ بلاد ہاتھ سے نکلے فرشتہ نازل نہ ہوئے؟ میں کہتا ہوں۔ اسلام سچ۔ قرآن کریم سچ ہے۔ پس جو کچھ ہوا قرآن کی تصدیق ہوئی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ (پ) ترجمہ۔ پھر کیا ہم نے تمہیں اس زمین میں جانشین ان پہلی قوموں کے بعد انجام یہ ہوگا۔ کہ ہم دیکھیں گے تم کسطرح کے عمل کرتے ہو اور عملوں کے متعلق تو بڑی بحث ہے کہ وہ کیا کیا عمل ہیں جنسے اللہ تعالےٰ راضی ہوتا ہے۔ اور ملک نجشتا ہے۔ اور انکی تفصیل ایک مجلد چاہتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور وحدۃ کو پسند فرماتا ہے۔ وحدۃ ہی پر بڑے بڑے انعام مرتب فرماتا ہے۔ مسلمانوں کو اُس نے اول تو ارشاد فرمایا ہے۔ جو قرآن کریم میں ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (پ ال عمران) ترجمہ۔ الٰہی رسن (قرآن) کے ساتھ اکٹھے ہوکر اپنا بچاؤ کرو۔ اور الگ الگ نہونا۔ اس آیت کریمہ میں ایک حکم ہے۔ کہ ایسا کرو۔ اور دوسری نہی ہے کہ ایسا نہ کرو۔ امر و حکم میں ارشاد ہے کہ ایک ہو جاؤ۔ پس شخصی وحدۃ تو یہ تھی کہ ہر ایک انسان کا دل و زبان اور اسکے تمام اعضاء میں باہم وحدۃ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ دل میں کچھ ہے۔ اور زبان پر کچھ اور آنکھ کچھ اشارہ کرتی ہے اور اعضاء کچھ اور کہتے ہیں اور قومی وحدۃ یہ تھی کہ باہم ایسے تنازع نہ ہوتے۔ امانت جسے رعایا کہتے ہیں عام تکلیف نہ پہونچتی۔ بلکہ اس امانت الٰہیہ کو ہر طرح آرام و راحت ملتی۔ اور خود غرضی اور لالچ دنیا جو راس کل خطیئۃ ہے۔ پھوٹ کا موجب نہوتا مگر اس اسلامی حکم پر عملدرآمد نہ ہوا۔ تو حسب فرمان الٰہی۔ جو قرآن میں ہے۔ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (پ۔ انفال) اس کا معنے ہے اور آپس میں تنازعت مت کرو۔ اگر کروگے تو پھسل جاؤگے۔ اور تمہاری ہوا۔ (قوت۔ طاقت۔ رعب۔ نفاذ حکم) بگڑ جائے گی۔ سو حکم کی خلاف ورزی کا صحیح نتیجہ نکلا۔ نہی کا منشا تھا۔ کہ باہم پھوٹ نہ کرنا۔ پس جب نہی کی خلاف ورزی ہوئی۔ اس کا ثمرہ ملا۔ اب ہی بعض ریاستیں صرف اسلئے قائم ہیں کہ برباد شدہ ریاستوں کی وجوہ برباد گی بیان کریں۔ مگر اسلامی یک جہتی۔ وحدۃ کتاب۔ وحدۃ کلمہ۔ وحدۃ اعمال ضرور اور ظہور امام واحد یقین دلاتا ہے۔ کہ بہار کے دن ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

کیا روز افزوں ترقی کو ہر روز ہم نہیں دیکھتے۔ دیکھتے ہیں۔ اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔ کہ اسلام کا انجام بخیر ہے ؛

نورالدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال نمبر ۱۔ از طرف تارکِ اسلام

خدا کو معمولی آدمی تصور کرکے اسمیں منجملہ چند صفات حسنہ کے وہ تمام صفات بھی بھرے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔ جو کسی ادنے سے آدمی میں پائے جاتے ہوں۔

مثلاً۔ مکار۔ فریبی۔ مکاروں کا مکار۔ فریبوں کا فریبی۔ اس کا ثبوت ہے۔ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۳/۱۳۔

الجواب

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کے متعلق اعلےٰ درجہ کے صفات اور اسمائے حسنےٰ بیان کیئے گئے ہیں۔

۱	لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ۲۵/۴	ترجمہ اللہ کی مانند کوئی شے ہی نہیں۔
۲	لَا تَضْرِبُوْا لِلّٰہِ الْاَمْثَالَ ۱۶/۱۴	اللہ تعالےٰ کیلئے مثلیں نہ بنایا کرو۔
۳	فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ ۵۶/۷۴	تو اپنے عظمت والے رب کے نام کی تقدیس کر۔
۴	فَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی ۸۷/۱	تو اپنے اعلےٰ رب کے نام کی تقدیس کر۔
۵	فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ ۱۱۰/۳	بے عیب۔ پاک اپنے رب کی تنزیہ کر ساتھ اسکی حمد کے
۶	وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا ۷/۱۸۰	اللہ کے اچھے نام ہیں تو اُسے اُن ناموں سے پکارا کر
۷	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔	ہر قسم کی حمد اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کے ابتدا میں ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ

اور قرآن کریم کے آخر میں ہے۔

۱؎ سب صفات کاملہ اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سارے جہانوں کا رب۔ بے مانگے دینے والا۔ اور محنت کو نہ ضائع کرنے والا۔ مالک وقت جزا و سزا کا۔

قُلْ[1] هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۳۰ اور بالکل آخر میں ہے۔ قُلْ[2] اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ ۳۰

جائے غور ہے کہ ایک کتاب جو خدا تعالیٰ کی نسبت ایسے پاک اور بے عیب اسماء اور خوبصورت صفات کے اطلاق اور منسوب کرنے کی تعلیم دے۔ ایک عقلمند کیونکر تصور میں بھی لاسکتا ہے۔ کہ وہی کتاب اُسی قدوس خدا کی نسبت معاً اپنے اندر ایسے اسماء اور صفات مندرج کرنا گوارا کریگی جو اسکی اس تعریف اور تحمید سے سخت مخالف اور مناقض پڑی ہوں۔ جو اُس نے خدا تعالےٰ کی ذات کی نسبت کی اور ایک جہان کو اسکی طرف دعوت کی ہے۔ لِلّٰہِ الاسماء الحسنٰی فادعوہ بھا۔ ایک عظیم الشان امر ہے جس کی پابندی تمام دنیا سے چاہی گئی ہے باایں ہمہ وہی کتاب پسند کرتی ہے یا بلفظ دیگر یوں کہو کہ اپنی دیوانگی کا ثبوت دیتی ہے کہ خدا کو گھونے اور ناپاک ناموں سے بھی پکارا کرو؟

ایسی صریح تناقض اور دیوانہ پن کی تعلیم سے سب سے اول نفرت سے گریز کرنیوالے وہ لوگ ہوتے جو اس تعلیم کے پہلے مخاطب تھے اور جن کے فہم کی جودت اور ذکاوت دانشمند دنیا میں ضرب المثل ہے۔ مگر وہ اس لغت کو خوب سمجھتے تھے جس میں خدائے قدوس نے انسے خطاب کیا اسلیئے وہ ہر لفظ کو اُسکے درست محل میں اُتارتے ہیں۔ افسوس تارکِ اسلام نے نہ صرف کورانہ تعصب کا ثبوت دیا ہے بلکہ اس نکتہ چینی سے صاف طور پر ثابت کردیا ہے کہ اس آریہ قوم کو لغت اور محاورۂ لسان عرب کے سمجھنے سے کس قدر دوری ہے۔ اگر تارکِ اسلام میں ذرا بھی حق بینی اور حق فہمی کا مادہ ہوتا تو پہلا سوال اسکے دل میں یہ پیدا ہونا چاہیئے تھا۔ کہ لفظ مکر اور کید اور ایسے الفاظ کے معانی لغت عرب میں تلاش کرنے چاہئیں اور یہ بھی ضروری بات ہے کہ قرآن کریم کی وجاہت اور صاف دعوے اور عام اور بیّن تعلیم اور عام اصول اور واضح عُرف کو مدنظر رکھکر ان الفاظ کی حقیقت اور مغز کی پیروی کرنی چاہیئے۔ مگر افسوس خود غرض جلد باز نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اس منشاء اور معنی کو لیا ہے۔ جو ہندوستان اور پنجاب کی دو کیبلری نے ان الفاظ کو زبردستی سے بخشا ہے بہادر اور جری قوم عرب کے الفاظ کے معنے ہند کی کمزور دل مغلوب و مفتوح قوم کی ڈکشنری میں ڈھونڈھنے اور انپر حصر کرنا سچے علوم سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ ہندو پنجاب نے لفظ مکر کے جو معنے کیئے وہ اُنکے اپنی فطرتوں اور

[1] تو کہدیکہ وہ ہست جسکا نام اللہ ہے تمام کمالات سے موصوف تمام بدیوں سے منزہ معبود (پوجنے) ایک ہے۔ ذات میں یکتا صفات و افعال میں بے ہمتا) اللہ اصل مقصود محتاج الیہ سرمارنہ کسیکو اسنے جنا اور نہ کسی سے جنا۔ کوئی بھی اسکے جوڑ کا نہیں۔

[2] تو کہدیکہ حفاظت چاہتا ہوں تمام لوگوں کے رب سے تمام لوگوں کے بادشاہ سے تمام لوگوں کے ایک ہی معبود سے۔

بزدل طبیعتوں کے سچے عکس اور نتائج ہیں۔ عربی لسان میں اُنکا وہ مفہوم نہیں۔ عربی زبان میں انکا وہ مفہوم ہے۔ جو انکی واضح اور بہادر فطرت کے مطابق ہے اور اُسکے عملدرآمد پر رسولِ کریم اور صحابہ کی زندگی سچا گواہ ہے۔ اور جسے ہم عنقریب عرب کی معتبر لغت سے پیش کرتے ہیں۔

اب خداترس ناظرین پر ہم اس امر کا فیصلہ موقوف رکھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کے عام اصول اور حمد الٰہی کو مدنظر رکھ کر اور لغت عرب سے مشورہ لیکر فرمائیں کہ کہاں ہیں وہ گندی فقرے اور ناپاک معنے جو تارک اسلام نے لکھے ہیں۔

اور سنو۔! مکار کا لفظ اور باقی آپ کے الفاظ اگرچہ قرآن مجید میں قطعًا نہیں مگر وید میں اوم[1] کے آخری لفظ کو آپکے یہاں مکار کہتے ہیں۔ اور وہ بھی آدھا مکار۔ ہوش کرو ترک کرنا تو اس کتاب کا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہو۔ اور لینا اس کتاب کا جس کی ابتدا میں تیسرے حرف مکار کے اگنِم ایڑھے پروہتم ہے۔

پھر تارک اپنی کہلی چٹھی میں لکھتا ہے کہ "ہم لغت اور مفسرین کی تاویلیں نہیں مان سکتے"۔ بہت اچھا تو آدھا مکار۔ اور اگ۔ نی۔ کیسا صاف لفظ ہے۔ جسکے معنے پنجابی سے اردو میں "آدھے مکار" اور "اواگ" کے ہیں۔ پنجابی زنانہ بولی میں یوں ہوا۔ اگ۔ نی۔ اڑنے" نیز اگنی تیسرے خاوند کو کہتے ہیں۔ تو بتاؤ کیا یہ معنے درست ہیں۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۵۳۔

آپکے اس قاعدہ کے موافق آپکا حق نہیں کہ لغت وید سے۔ برہمنوں۔ اور مہابھاش تفسیر سے ہمیں جواب دیں۔ پھر گائتری کے ابتدا رجو بھوُر۔ بھوہ۔ سُوَہ ہے۔ اسکی تشریح لغت اور تفسیروں سے تو کرنی نہیں چاہیئے۔ اسلیئے کہ یہی آپنے قاعدہ باندھا ہے۔ اب بولو کہ پنجابی میں یہ کیا الفاظ ہیں۔ پھر اسکا آخری نام بظاہر سُوَہ کا ہے۔ جسکو اردو والے راکھہ کہتے ہیں۔ کیا۔ پرمیشر سُوَہ ہے پس سوچو! تمہارا طریق بحث کیساتھ غلط ہے اور حق طلبی سے کسقدر دور۔

ستیارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند نے جن جن رنگوں سے اس قسم کے الفاظ کو توجیہات کی کرسی پر بٹھایا ہے۔ وہ کارروائی اسکے لئے اور اسکے جانشینوں کے لئے عبرت کا مقام ہے۔ کہ کس طرح وہ ایسے الفاظ پر منہ آتا ہے۔ جب دوسری کتابوں میں اُنہیں پاتا ہے۔ مگر اُنہیں وید میں پاکر کس طرح بچاتا ہے۔ برخلاف اس قاعدہ کے جو تارک نے پیش کیا ہے۔ ستیارتھ کے مستند ترجمہ منجانب پرتی ندھی سبھا میں تو لکھا ہے۔ "دیاکرن (علم اللسان) نرُکت (وید کے لغات) برہمن گرنتھ

[1] اس لفظ پر سوال نمبر ۱۱۶ میں تفصیل ہے ۱۲

قدیمی تفاسیر دید) سُوتر وغیرہ رِشی مینوں کی شرحوں سے،، اگنی وغیرہ ناموں کے مقدم معنے سے پرمیشر ہی مفہوم ہوتا ہے۔

اب اے تارک دیکھ۔ تمہارے ہادی تو علم اللسان۔ لغات۔ تفاسیر۔ یادداشتوں۔ اور بزرگوں کے اقوال کو پسند کریں۔ اور تم ناپسند کرو۔

تحقیقی جواب

مفردات[1] راغب عربی کی مستند لغت قرآن میں لفظ "مکر" کے نیچے لکھا ہے۔

۱ (المکر) صرف الغیر عما یقصدہ بحیلۃ	مخالف کے مقاصد کو تدبیر سے روک دینا۔ مکر ہے۔

ابن الاثیر جس نے لغت قرآن وحدیث پر کتاب لکھی ہے لکھتا ہے:۔

۲ (مکر اللہ) ایقاع بلائہ باعدائہ دون اولیائہ	الٰہی مکر کے معنے ہیں مخالفانِ الٰہی پر عذاب کا ڈالنا۔ اور مقربوں کو ان عذابوں سے بچانا۔

لسان العرب میں ہے۔ جو عربی لغت کی بڑی مستند کتاب ہے۔

۳ المکر احتیال فی خفیۃ	یعنے مخفی تدابیر کو مکر کہتے ہیں۔

بلکہ قرآن کریم نے ان معانی کی خود بھی تفصیل فرمائی ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ[2]	یعنے جب تیرے مقاصد کو ان لوگوں نے جو منکر ہوئے تدابیر سے روکنا چاہا۔ اس طرح پر کہ تجھے قید کرلیں یا تجھے قتل کردیں یا وطن سے

تجھے نکالدیں اور وہ تدبیریں کرتے ہیں اور کرینگے۔ اور اللہ تعالےٰ بھی تدبیریں کرتا ہے۔ اور کریگا اور اللہ تعالےٰ ان مخالفوں کی تدبیر پر غالب آنیوالا اور اس کی تدابیر ہمہ خیر ہوتی ہیں۔

اور دوسرے معنی کے لحاظ سے آیت کے یہ معنے ہوئے۔

"جب منکر تجھے بلاؤں میں پہنسانے لگے کہ تجھے قید کرلیں یا تجھے قتل کردیں یا تجھے نکال دیں اور پہنساتے ہیں۔ اور پہنسائینگے۔ اور اللہ تعالےٰ بہت ہی بھلا ہے اپنے مقربوں کے بچانے

---

[1] یہ بے بہا کتب محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے ابن الاثیر کے نہایہ لغت قرآن وحدیث کے حاشیہ پر مصر میں طبع ہوگئی ہے والحمد للہ رب العالمین ۱۲

[2] یہ کتاب علیحدہ اور مع مفردات راغب اور تقریب النہایہ مصر میں چھپ گئی ہے۔

اور دشمنوں کے عذاب دینے میں۔

تیسرے معنی کے لحاظ (مخفی تدبیر) سے آیت کے یہ معنے ہوئے۔

جب مخفی تدبیر کر رہے تھے تیری نسبت وہ جو منکر ہوئے۔ کہ تجھے قید کر لیں یا قتل کر دیں یا تجھے نکال دیں۔ اور مخفی تدبیر کرتے ہیں۔ اور کرینگے۔ اور اللہ مخفی تدبیر کرتا ہے اور اللہ بہت ہی بھلا مخفی مدبّروں میں سے ہے۔

مکر کا لفظ بلا اضافہ عام مفہوم رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں شریروں کے ارادوں کیطرف منسوب کیا گیا ہے۔ وہاں **مکرُ السّیئ** یعنے **مکر بد** کرکے ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مکر بُرا ہی ہوتا ہے۔ اور بھلا ہی۔ اس میں قرآن کریم کا خود ارشاد ہے۔

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۲۲/۱۷	اور بُرے منصوبے کرنیوالوں کا مکر وبال خود ان ہی پر پڑتا ہے
فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۱۹/۱۹	پس تو دیکھ کہ اُن کے منصوبوں کا انجام کیا ہوا ہم نے اُن سب کو مع اُن کی قوم کے تباہ کر دیا۔

اور **مفردات راغب** میں ہے۔

وذلك ضربان مكر محمود وهو ان يتحرى بذلك فعل جميل وعلى ذلك قال الله تعالىٰ وَاللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔	اور مکر کی دو قسمیں ہیں ایک مکر محمود ہے جس سے نیک اور عمدہ کام کا قصد کرنا مقصود ہے۔ چنانچہ ان ہی معنوں سے خدا تعالےٰ نے اپنی نسبت فرمایا وَاللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ
ومذموم وهو ان يتحرى به فعل قبيح قال الله تعالىٰ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ	اور دوسری قسم مکر مذموم ہے یعنی بُرے فعل کا ارادہ کرنا یہی معنی ہیں اس آیت کے وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ

اصل بات یہ ہے کہ نبی کریم نے اقوام عرب کو عبادت الٰہیہ کیطرف بُلایا۔ اور بُت پرستی اور بد چلنی کے اقسام سے روکا۔ اور باہمی خانہ جنگیوں سے ہٹا کر ان میں وحدت و اتحاد کی روح پھونکنی شروع کی۔ اسپر مشرک نادان احمقوں نے آپکے مقاصد کے برخلاف بڑی بڑی تدابیر شروع کر دیں۔ اور آپکو اس پاک ارادہ سے ہٹانا چاہا۔ اور آپکو اور آپکے اجار کو دُکھ دیئے۔ اور مخفی تدابیر سے سلامی کارخانہ کو نابود کرنا چاہا۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی و طمانیت بخشی کہ تیرے مقاصد و مطالب کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اور یہ لوگ ناکام رہینگے۔ اور انکی مخفی تدبیریں خود انپر الٹ پڑینگی۔ ایک اور جگہ قرآن کریم نے اس واقعہ کا بیان فرمایا ہے۔ جہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول حکایت کیا ہے:۔

هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۵/۱۳ ؎ مخالفو تم اسی سبب سے ہمسے بیزار ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے معلوم ہوتا ہی۔ کہ آریہ لوگ ہم سے جینیوں اور وید کی شراح ساکتوں کا بدلہ لیتے ہیں جنہوں نے انہیں مکار کہا ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۵۲۹ "مکاروں کے بنائی ہوئی وید ہیں" وید کے بنانیوالے مکار تھے" جن لوگوں نے لیکھرام کی کتابوں کو پڑھا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ تارک مرتد نے تنقیہ دماغ صفحہ ۱۱۸ سے یہ نابکار اور لغو نکتہ چینی سیکھی ہے اور گرجوایٹ ہونے پر سخت بدنما داغ لگایا ہے۔

سُنو۔ وہ تمام صحیح صفات الٰہیہ جسکو ستیارتھ کے مصنف نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہی قرآن کریم میں موجود ہیں۔ مثلاً ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد

سوال نمبر ۲ "خدا فریب کرتا ہی۔ دھوکہ بازی کرتا ہے"

جواب نمبر ۲ - پہلے اعتراض ہی کو دوسرے لفظوں میں تنے ادا کیا ہی۔ غالباً نمبروں کا۔ ایزاد مطلوب ہوگا۔ یا کوئی اور امر اس کا باعث ہے۔

کید کے متعلق مفردات راغب میں ہے۔ الکید ضرب من الاحتیال۔ وقد یکون محمودا ومذمومًا وکذلک الاستدراج والمکر۔ لسان العرب میں ہی۔ الکید المکر وکل شیئ تعالجہ فانت کیدہ والاحتیال والاجتہاد وبہ سمیت الحرب کیدًا والتدبیر بباطل او بحق۔

کید کے معنے مکر ہوئے۔ اور مکر کے لفظ پر ہم سوال اول میں بحث کر چکے ہیں تو اس سوال کا کرنا ہی لغو ہوا۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

۱ - اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۳/۱۱

تحقیق منکروں نے تدابیر۔ حیلہ۔ کوشش اور جنگ خطرناک کرنا ہی۔ اور میں بھی تدابیر۔ حیلہ کوششیں اور جنگ کرونگا۔ پس تو چھوڑ دی منکروں کو۔ انہیں چھوڑے تھوڑی دیر کے لئے۔ اور لسان العرب میں کید کے معنی ارادہ کے بھی ہیں۔ پس معنی ہوئے تحقیق یہ منکر ارادی کرینگے بڑے ارادی اور میں بھی ارادہ[1] کرتا ہوں بڑا ارادہ۔ باقی ترجمہ بالا رہا۔ ان دعووں اور تحدیوں کو دیکھو کس طرح پورے اور حرفاً پورے ہوئے۔ مخالفان اسلام نے کیسے کیسے خطرناک ارادی۔ تدابیر۔ حیلے اور کوششیں اور بڑے بڑے جنگ اسلام کو دنیا سے اٹھا دینے کے لئے کئے۔ اور کس طرح اقوام عرب۔ یہود۔ مسیحی مجوس اور خود وہ قوم جو نبی کریم کی ہم شہر اور رشتہ دار تھی جان توڑ کر سعی کر رہی تھی۔ مگر الٰہی ارادہ نے

[1] جیسے وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ۔ میں ہی انکو کرنیکا ارادہ نہیں تھا۔ ۱۲

کس طرح سب کو خاک میں ملا دیا۔ لیکن اس کے خلاف غور تو کرو۔ تبت میں آریہ سے ڈشٹوں نے جنگ کی مگر آریوں کی تمام شلپ ودیا (فنون جنگ کا علم) بیکار ہوگئی۔ اور آخر وہ ملک چھوڑ کر غیر ملک انڈیا میں انکو آنا پڑا اور ابتک پھر وہ تبت کا ملک فتح نہ ہو سکا۔ بخلاف اس معاملہ کے بانی اسلام سے جن منکروں نے تدابیر اور ارادہ بد سے مقابلہ کیا وہ سب ملیامیٹ ہوگئے۔ اب دیکھو لو کہ تمام بلاد عرب اور اسکے نواحی میں اسلام کا جھنڈا لہراتا ہے۔ جیسے قرآن کریم نے فرمایا۔ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ۳۰/۳ اس آیت پر سوال نمبر ۱۱۶ کے دوسرے حصہ میں مفصل بحث ہے۔

سوال نمبر ۳ "فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ ۲/۱ روحانی بیماری بڑھاتا اور عذاب بھی دیتا ہے۔ یہ بے رحمی اور ظلم ہے"

جواب نمبر ۳۔ انسان کو تمہارے دیانند نے خود مختار مانا ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۵۰۔ اور سزاؤں میں تابع مرضی الٰہی قرار دیا ہے۔ دیکھو صفحہ سابق اور نویں سملاس کے نمبر ۳۸ صفحہ ۳۳۳ میں لکھا ہے۔ کہ "جیو یکساں ہیں مگر پاپ اور پن کی تاثیر سے ناپاک اور پاک ہوتے ہیں"۔ پھر لکھتا ہے "جب پاپ بڑھ جاتا ہے۔ اور پن کم ہوتا ہے تو انسان کا جیو حیوان وغیرہ نیچ درجہ کا جسم پاتا ہے"۔ تو اب آپ انصاف سے کہیں کہ روحانی امراض کا نتیجہ نیک ہوا یا بد ہوا؟ اگر بدکاری نافرمانی اور شرارۃ کا بدلہ نیکی حاصل ہو تو تمام لوگ چاہیئے کہ بدکاری کریں۔ تاکہ نیک ثمرات حاصل کریں۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔

تحقیقی جواب اصل بات یہ ہے کہ جب ہمارے نبی کریم اور رسول رؤف رحیم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ تو چند دشٹ۔ منافق۔ دل کے کمزور جن میں نہ قوت فیصلہ تھی۔ اور نہ تاب مقابلہ آپکے حضور حاضر ہوئے۔ اور بظاہر مسلمان ہوگئے اور آخر بڑے بڑے فسادوں کی جڑ بن گئے۔ وہ مسلمانوں میں آکر مسلمان بنجاتے اور مخالفان اسلام کے پاس پہنچتے تو مسلمانوں کی بدیاں کرتے جہاں سے آپ نے یا آپکے کسی پیشوا نے فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ (پ ۱ بقرہ) کا فقرہ نقل کیا ہے۔ وہاں یہ سارا ماجرا مفصل لکھا ہے۔ اس شریر گروہ کے متعلق یہ آیت ہے۔ جسکو آپنے نقل کیا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ سردست جماعت اسلام تعداد میں بہت ہی قلیل اور تھوڑی سی ہے اور مسائل اسلام بھی جو پیش ہوئے ہیں۔ بہت کم ہیں۔ یہ بدبخت منافق اگر اس قلیل جماعت

۱؎ کیا نہیں کر دیا انکی تدابیر کو انہیں کے ہلاک کا باعث۔

کے سامنے تاب مقابلہ نہیں لاسکتے اور اپنے دل کی مرض سے بزدل ہوکر مسلمانوں کی ہاں میں بظاہر ہاں ملاتے ہیں تو یاد رکھیں۔ انکا یہ کمزوری کا مرض اور بڑھے گا۔ کیونکہ یہ جماعت اسلام روز افزوں ترقی کریگی۔ اور یہ موذی بدمعاش اور بھی کمزور ہونگے۔ اور ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نیز اسلام کے مسایل روز بروز ترقی کرینگے۔ جب یہ لوگ تھوڑی سے مسایل کا فیصلہ نہیں کرسکتے تو ان مسائل کثیرہ کا کیا فیصلہ کرسکینگے۔ جو یوماً فیوماً روزافزوں ہیں بہرحال انکا مرض اللہ تعالے بڑھائیگا۔ اور اسلام کو ان کے مقابلہ میں ترقی دیگا۔ ہاں رہی یہ بات کہ یہ سزا انکو کیوں ملی تو اسکا جواب یہی ہے۔ کہ انکے اپنے اعمال کا بدنتیجہ تھا۔ اس میں قرآن کریم کا ارشاد یہ ہے۔ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (پ۲۵ شوریٰ) یعنے تمہیں ہر ایک مصیبت اپنے ہاتھوں کی کرتوت کے سبب سے پہنچتی ہے۔ عمدہ غذا ہوا اور بہار کا مزہ تندرست کو ملتا ہے۔ نہ بیمار کو یہ قانون قدرت ہے۔

سوال نمبر ۴ - خدا بڑا لڑاکا ہے۔ بھلا جب خدا ہی لڑاکا ہوگیا۔ تو پھر زمین پر صلح و امن کون قایم کرسکتا ہے۔ لڑاکا شخص خدا کو بھی لڑاکا کہہ سکتا ہے۔

الجواب - پھر اگر تمہارا پرمیشر لڑاکا نہیں تو اُس کا نام رُدّر کیوں ہے رُدّر کے معنے ہیں رُلانیوالا۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۹۔ اور بتاؤ تو سہی کہ باہم لڑنیوالے حیوان و انسان کس نے بنائے۔ اگر وہ لڑاکا نہیں تو یہ احکام آپ کے وید میں کس نے بیان کئے۔

"کشتری لوگوں کے واسطے جنگ کے موقعہ پر ایک ہاتھ سے روٹی کہاتے اور پانی پیتے جانا اور دوسرے ہاتھ سے دشمنوں کو گھوڑے۔ ہاتھی۔ گاڑی پر سوار ہوکر یا پیادہ مارتے جانا۔ اور اپنی فتح کرنا ہی آچار اور مفتوح ہوجانا انا چار ہے" پھر اسپر جوچے کی کچھ مذمت بھی کی ہے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۳۵۵۔

اور خاص لخاص ارشاد وید کا یہ ہے۔ جو دشمنوں میں پھوٹ ڈلوانے کی تاکید پر مشتمل ہے۔

لہ "بھاد بکش کو چاہیئے۔ کہ شانتی بچن کہنے دشٹوں کو ڈنڈ دینے اور شترؤں کو پرسپر پھوٹ کرانے کی کریا یوسنی نیتی کو اچھے پرکار پراپت ہوکے پرجاجنوں کے دکھ کو نت دور کرنیکے لئے اُدم کرے" رگوید بھاش صفحہ ۱۶۱۔

اب بتایئے۔ پھوٹ ڈلوانا لڑاکوں کا کام ہے یا نہیں؟ اور یہ وید کا ارشاد ہے یا نہیں۔

لہ۔ سپہ سالار۔ چکنی چڑی۔ باٹنے۔ بزدگو سزا۔ مخالفوں۔ اتفاق۔ صلاح مشورہ۔

"سبھا دیکش آدی راج پرشوں (بادشاہ سپہ سالار سے لیکر تمام ممبران سلطنت) اور پرجا کے منشوں (رعایا کے لوگوں) کو چاہیئے کہ جیسر کار اگنی آدی پدارتھ (آگ اور آگ جیسے سامان) بن آدی کو (جنگل وغیرہ کو) بھسم (خاکستر) کر دیتے ہیں۔ ویسے ہی دکھ دینے والے شتر وجنون کے نباش (تباہ) کے لئے اس پرکار (طرح) پرتین (کوشش) کریں" رگوید بھاش صفحہ ۷۰۔

"جیسی بجلی میگھہ (بادل) کے ادیو بدلوں کو تیکھن بیگ سے چھن بھن اور بھومی پر گر کر اسکو دش میں کرتی ہے ویسے ہی سبھا سینا دھکش (سپہ سالار فوج) کو چاہیئے کہ بدھی شریر۔ بل۔ وسینا کے بیگ سے شتر وجن کے بیگ چھن بھن اور شترونکے اچھے پرکار ہتھیار سے پرتھوی پر گرا کر اپنی ستی میں لاویں" رگوید بھاش صہ ۶۱۶۔

اسی طرح صدہا بار اس بات کا تکرار کیا ہے۔ اور لڑائی کی تاکید کی ہے پس جو لڑائی سے نفرت کرتا ہے وہ ہرگز اس **ویدک تعلیم** کو دیکھ کر وید کے نزدیک نہ جاوے۔ جیسے پال۔

تحقیقی جواب باس کے معنے عربی زبان میں عذاب کے ہیں۔ قاموس میں ہے۔ الباس العذاب اور دوسرا لفظ آپ کے سوال کی حوالہ کردہ آیت میں تنکیل ہے۔ اور قاموس میں ہے +

نکل به تنکیلا صَنَعَ به صُنْعًا بعذاب وغیرہ۔ ایسے طور سے بدکار کو سزا دینا کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ اسکا ثبوت نیچر میں موجود ہے۔ کیا صاف ظاہر نہیں۔ کہ ایک زانی۔ بدکار۔ بدکاری اور زنا کرتا ہے۔ اور آتشک کے خطرناک نتائج میں گرفتار رہتا ہے۔ بدکاری کی سزا دیتا۔ اور آتشک کے خطرناک دکھوں میں مبتلا کرنا خود بدکار کے لئے عاقبت اندیشی کا سبق اور دوسروں کے لئے مقام عبرت ہے۔ غرض وید کا خدا بھی لڑاکا ہے۔ اور قرآن کا خدا بھی لاکن ایک کامیاب اور دوسرا ناکام ہے۔

سوال نمبر ۵ "خدا لوگوں میں دشمنی ڈالدیتا ہے۔ اور قیامت تک باہمی کینہ پھیلا دیتا ہے"

الجواب۔ اسکے متعلق دیکھو نمبر ۱۲۔ اور حقیقی جواب یہ ہے۔ کہ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ (پ مائدہ) کے ماقبل ایک ہدایت کا پاک کلمہ آپ نے ترک کیا۔ تو آپ نافہمی کی مرض میں مبتلا ہوئے۔ اور وہ کلمہ یہ ہے۔

وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ (پ مائدہ)

لہ۔ طاقت۔ اور فوج۔ زور۔ طاقت۔ زور۔ تباہ۔ شکست۔ زمین۔ جماعت۔

کیا معنے جب لوگوں نے ترک کر دیا۔ اس پاک راہ کو جسکی انکو تعلیم دیگئی تھی۔ تو پھر ہمنے اِن میں باہمی عداوت اور بغض کو مسلط کر دیا۔ بھلا شیر اور اسکے شکار۔ بلی۔ چوہے کا خالق کوئی صلح کرنیوالا ہے۔ یا لڑاکا جو کوئی قوم باہمی محبت دین کی وہمدردی واخلاص اور دوستانہ برتاؤ۔ کی تعلیم کو ترک کردے اور نہ مانے تو انمیں باہمی عداوت وبغض لابدی ہے یا نہیں آریہ سناتن دھرم کے مدعیوں کے درمیان۔ آریہ بدھوں۔ آریہ جینیوں۔ آریہ اور مسیحی لوگوں۔ آریہ اور مسلمانوں کے درمیان۔ عداوت وبغض آیا ترک احکام الٰہیہ سے ہے یا کسی اور باعث سے ہے۔ اسپر دیکھو نمبر ۱۲ سوال کا جواب وغیرہ۔

سوال نمبر ۶ ۔ توبہ اور بے انصافی۔ ایک چیز ہے۔

الجواب ۔ مفردات راغب میں ہے۔ التوب ترك الذنب على اجمل الوجوہ وھو ابلغ وجوہ الاعتذار۔ یعنے توبہ کے معنے ہیں بہت ہی عمدہ وجہ سے گناہ کو چھوڑ دینا۔ اور اس سے بڑھکر عذرخواہی کی اور کوئی عمدہ راہ نہیں ہوسکتی۔

ایک بدکار۔ نافرمان۔ جب اپنی غلط کاریوں سے الگ ہوجاوے۔ تو انصاف کا مقتضا ر ہے کہ اب اسکو بری ہی کیا جاوے۔ مگر محدود العقل۔ محدود العلم آدمی دلوں کی اندرونی حالات سے ناواقف اگر کسی کے عذر کو نہ مانے تو یہ اُس کی نادانی ہے۔ مگر علیم بذات الصدور جو توبہ درتہ کو جانتا ہے، وہ جب جان لے کہ اب یہ شخص سچا بدی کا تارک ہوچکا ہے۔ تو پھر توبہ قبول نہ کرنا ناانصافی ہے کیا توبہ اور ترک الذنب ہی نجات اور مکتی کا ذریعہ نہیں۔

اس میں ہمنے الزامی جواب اسلئے نہیں دیا۔ کہ اس پاک تعلیم کے سمجھنے کیلئے معمولی عقلیں کافی نہیں۔ ورنہ ستیارتھ میں اسکا مذکور ہوتا۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اسلام کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اُس نے انسان کے دل کی سچی آرزو یعنے مسئلہ توبہ کی تبلیغ کی ہے۔ ہر ایک فطرت خطا اور نسیان کے بعد دلی جوش سے چاہتی ہے کہ اس کا آقا جسکے حکم کو اُسنے توڑا ہے۔ اسکی خطا معاف کردے اور آئندہ اُسے تلافی مافات کا عمدہ موقعہ دے۔ قرآن کریم نے انسان کی فطرت کی سچی آرزو کے موافق رحیم کریم تواب آقا پیش کیا ہے۔ **تناسخ** اور **کفارہ** کا بیہودہ مسئلہ توبہ کی **فلاسفی** کے نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہے۔ بعض بیماریوں کو دیکھو بدی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور جسمانی طور پر جب انکا علاج کیا جاتا ہے۔ تو وہ بیماریاں دور ہوجاتی ہیں پس توبہ روحانی علاج ہے روحانی بیماروں کا جسمانی سلسلہ سے کاش تم لوگ روحانی سلسلہ کو سمجھو۔

سوال نمبر ۷ "غفار ہے۔ اور توبہ نہیں سنتا۔ بہرہ اور سنگدل ہے"

الجواب ۔ لطیفہ۔ اگر توبہ سن لے اور درگذر کرے تو تمہارے نزدیک جیسے تمنے نمبر ۶ میں بتایا ہے بے انصاف وظالم ہوا۔ اب نمبر ۷ میں آپکے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ "بہرہ و ظالم ہے۔ سنگدل ہے۔ توبہ کیوں نہیں مانتا" دیکھا حق کی مخالفت سے انسان کیسا بہکتا ہے کہ متضاد باتونکا ماننے والا بنجاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (پ ۱۶ طٰہٰ) جو توبہ کرچکا اور ایمان لایا اور اُسکے عمل اچھے ہوئے۔ پھر اس سب کے بعد ہدایت کی راہوں پر ثابت قدم رہا۔ اسکے لیئے میں غفار ہوں مفردات راغب میں لکھا ہے۔

الغفر۔ اِلباس الشئ مایصونہ عن الدنس المغفرۃ من اللہ تعالی۔ ان یصون العبد من ان یمسہ العذاب۔	غفر کے معنے ہیں ایسی شے کا پہنانا جو میل کچیل سے بچائے۔ خدا کی مغفرت کے یہ معنے ہیں کہ بندہ عذاب کے لگنے سے بچایا جائے۔

اسی سے مغفر مشتق ہے جو لوہے کی خود کو کہتے ہیں۔ اور **غفارہ** اس کپڑے کو کہتے ہیں۔ جسے سر پر رکھنے سے کپڑوں کو چکنا تیل نہ لگ سکے۔ دیکھو مغفرۃ جس سے غفار کا لفظ نکلا ہے۔ کس طرح توبہ اور انصاف اور درگذر کو بیان کرتا ہے۔

کیا معنے جب انسان بدی اور نافرمانی سے پکی طرح رجوع کرتا ہے اور اسکو چھوڑ دیتا ہے۔ پھر کامل ایمانداری کے ساتھ اچھے اچھے عمل کرنے لگ جاتا ہے۔ تب اسکی حفاظت کیجاتی ہے۔ اور خدا کا فضل اور اس کی حمایت کا ہاتھ گناہوں اور انکی سزا کے مقابل اسکے لئے محافظ ہو کر رومال اور خود بن جاتا ہے۔

سوال نمبر ۸ "اُسکو (خدا کو) بدی کا پیدا کرنیوالا مانا گیا ہے۔ نادان لوگ تقدیر تدبیر اور آزمایش وغیرہ کا ڈھکوسلا بیچ میں لاکر خدا کو الزام سے پاک کرنا چاہتے ہیں"

الجواب ۔ اصل آیت جسکا تمنے حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے۔

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ	تم جہاں ہوگے تم کو موت گھیر لیگی۔ اگرچہ تم مستحکم برجوں میں ہوگے۔ اور اگر انہیں کوئی نیکی مل جائے تو کہتے ہیں۔ یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی دکھ پہنچے تو کہتے ہیں یہ تیری طرف سے

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ	ہے تو کہہ سب اللہ کیطرف سے ہی پس کیا ہوا ان
الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا۔	لوگوں کو کہ بات کو نہیں سمجھتے۔
مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ	جو سُکھ (فائدہ) تجھے پہنچے وہ اللہ کیطرف سے
وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ	ہی اور جو دُکھ پہنچے وہ تیری ہی طرف سے ہے۔
وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا (پ ۵ نساء)	اور بھیجے تجھے لوگوں کیلئے رسول بھیجا ہے۔

اس آیت میں حقیقت واقعیہ اور سچائی کا کامل اظہار اور جناب الٰہی نے فرمایا ہے۔ جو لوگ دینی اور قومی لڑائیوں سے سُستی اور غفلت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ چند روز ہ زندگی تو گذارنے دو۔ انکو کہا۔ کہ آخر تم نے مرنا ہے۔ پھر انکی نافہمی کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ ایسے ہیں اگر اُن کو سُکھ پہونچے تو بول اُٹھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالےٰ کے یہانسے ملگیا اور اگر انہیں دُکھ پہونچے تو پکار اُٹھتے ہیں۔ کہ یہ دُکھ تیرے (نبی کریم سے) سبب سے پہنچا تو کہدے کہ دُکھ اور سُکھ تو اللہ تعالیٰ سے پہنچتا ہے۔ یہ نادان بات کی تہ کو نہیں پہونچتے۔

پھر فرمایا۔ کہ ہر ایک قسم کا سُکھ اللہ تعالےٰ سے تجھے ملا ہے۔ اور جو دُکھ تجھے پہنچا ہے تیرے اپنے ہی طرف سے پہنچا۔ اور تجھے ہمنے لوگوں کے لیئے رسول بھیجا ہے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ سُکھوں اور دکھوں کا دینے والا حقیقت میں تو اللہ تعالیٰ ہے اسلئے کہ اصل۔ خالق اور پیدا کرنیوالا اسباب رنج و راحت کا وہی ہے۔ اور یہی نہایت سچی بات ہے۔ کہ سُکھ سب اللہ تعالےٰ ہی کے عنایت سے ملتے ہیں۔ اور دُکھ تمہارے اپنے ہی سبب سے تمپر آتے ہیں۔ اب ہم آریہ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپکے یہاں مسلم نہیں کہ دکھ خود انسان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہوا کرتا ہے۔ اور کیا آپ کو یہ مسلم نہیں کہ سُکھوں دکھوں کو دینے والا پرمیشر اللہ رب العالمین ہے۔ ہاں مسلم ہے پس تمہارا اسلام پر اعتراض کرنا کیا دانستہ حق کی مخالفت کرنا۔ اور جھوٹ کو پالنا نہیں؟ البتہ اسقدر ہی اس آیت سے نکل سکتا ہے کہ سُکھ ابتداءً ہی جناب الٰہی سے آسکتے ہیں۔ اور یہ امر آپ کا مسلم نہیں۔ مگر اس بات پر آپنے سوال نہیں اُٹھایا شاید کہیں آگے آجاوے۔ اور ہمارے یہاں مسلم ہے کیونکہ اس کی صفت رحمٰن ہے۔

البتہ یہ نئی بات ہے۔ اور سچا اور واقعی سائنس ہے جو اس آیت سے نکلتی ہے تمام سکھ ابتداً ہی جناب الٰہی کیطرف سے آتے ہیں۔ حقیقی چشمہ ان کا وہی اور خلق اشیاء و اسباب اسکی رحمانیت کا تقاضا ہے۔ مگر یہ سچا اور روحانی علم بجائے خود ایک مستقل مضمون چاہتا ہے اور چونکہ تارک

نے اس پر سوال نہیں اُٹھایا ہم اسے چھیڑنا پسند نہیں کرتے۔

تقدیر۔ تدبیر اور امتحان تو سچے **مسالہ** ہیں اور مطابق واقع ہیں۔ اور تمام نظام عالم اور انسانی افعال و اعمال میں نظر آرہے ہیں انہیں **ڈھکوسلا** کہنا اپنی عقلمندی کا ثبوت دینا ہے۔

سنو! تقدیر کے معنی ہیں **اندازہ بنا دینا**۔ اس کا ثبوت قرآن کریم میں یہ ہے۔

خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (پ۱۸ فرقان) کیا معنے ہر ایک چیز کو اللہ تعالےٰ نے بنایا۔ پھر اس ہر چیز کے لئے ایک اندازہ اور حد مقرر کردی کیونکہ اللہ تعالےٰ کے ماسوا سب محدود اور اسکے احاطہ کے ماتحت ہے۔ اب غور کرلو۔ کہ یہ مسئلہ **ڈھکوسلا** ہے یا تمام ترقیات دینی اور دنیوی اسی تقدیر اور اندازہ سے ہو رہی ہیں اگر اس کو نہ مانا جاوے تو نہ دین رہے اور نہ دنیا۔

مثلاً ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی فرمانبرداری اسلیئے کرتے ہیں کہ اس کا اندازہ یہی ہے کہ ان باتوں کا نتیجہ ہمارے حق میں نیک اور عمدہ ہوگا۔ اگر اس اندازہ پر ایمان نہ ہو تو پھر نیکی کیوں کیجاوے۔ غرض اس آیت نے بتایا ہے کہ ہر ایک عمل نتیجہ خیز ہے اور بڑے علیم و حکیم نے تمام کارخانہ مضبوط علمی رنگ کا بنایا ہے۔ اس میں کوئی حرکت اور سکون عبث اور بے نتیجہ نہیں یہ آیت ہر شخص کو چست اور کارکن بننے کی حد سے زیادہ ترغیب دیتی ہے کسقدر نابینائی یا اعتراض کرنیکی ٹھیکہ داری ہے کہ ایسے حقایق کو ہنسی اور نکتہ چینی کا نشانہ بنایا جاتا ہے کاش لوگ سمجھیں کہ اس نئے گروہ کو راستبازی سے کسقدر تعلق ہے اور ان کی عملی حالت کیا۔

اور تدبیر کا مسئلہ تو ایسا صحیح ہے کہ دیندار۔ اور بے دین اللہ تعالےٰ کو ماننے والے اور نہ ماننے والے سب اس مسئلہ کو ضروری اور واجب العمل یقین کرتے ہیں اور تدبیر کے معنے ہی یہی ہیں کہ تقدیر کے مطابق تہیۂ اسباب کیا جاوے۔

آپ نے بھی تقدیر اور تدبیر پر اپنے خیال میں عمل کیا ہے پہلے یقین کیا کہ ترک اسلام اور آریہ طریق پر برہمچریہ بننا آپ کے لئے مفید ہوگا۔ پھر اسکے مطابق آپ نے یہ تدبیر کی کہ آریہ سے تعلق پیدا کیا۔ پھر آریہ بنے پھر لکچر دیا۔ اور آپ نے یا آپ کے رُفقانے اسکو طبع کرایا کہ مفید ہوگا۔ اب آپکی تدبیر تقدیر کے موافق ہو گی نہ ہوگی۔ اسکا پتہ لگ جاویگا۔ بہرحال تقدیر اور تدبیر دونوں پر عملدرآمد کیا۔

اور امتحان کے اصل معنی ہیں۔ **محنت** کا لینا۔ ایک دنیادار امتحان کیلئے کو اعتدا امتحان کے

جواب مثلاً دیکھتا ہے تو اسلئے کہ طالب العلم کی محنت کا اسکو پتہ لگ جائے۔ اور محنت کا نتیجہ اسکو دے اور اللہ تعالےٰ بھی امتحان لیتا ہے۔ یعنے محنت کرانا چاہتا ہے سستی کو ناپسند کرتا ہے۔ ہاں علیم و خبیر ہے جب کوئی محنت کرتا ہے۔ جیسے کوئی محنت کرے ویسی ہی جناب الٰہی سے محنت کرنے کا بدلہ ملتا ہے۔ ؎

گندم از گندم بروید جَو ز جَو　　از مکافاتِ عمل غافل مشو

اسی امتحان کے معنوں کو ایک حکیم مسلمان نے نظم کیا ہے۔ اور اسی سچے علم کو قرآن کریم

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى (پ النجم)	نے یوں بیان کیا ہے اور انسان کو اسکی سعی کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ملیگا اور یہ پختہ بات ہے کہ اسکی سعی دیکھی جائیگی پھر اسی کے مطابق واقع اسے پورا بدلہ دیا جائے گا۔

اور فرمایا۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ كَاتِبُوْنَ (پ انبیاء) ترجمہ اور جو شخص نیک کام کریگا اور وہ مومن بھی ہوگا۔ تو اسکی سعی کی ناقدری نہیں کیجائے گی۔ اور ہم اسکی سعی اور اعمال کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔

پھر تقدیر کے معنی علم الٰہی کے بھی ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ تمام اشیاء کا علم جناب الٰہی کو قبل از ایجاد اور وجودِ اشیاء کے حاصل ہے۔ اس مسئلہ میں بھی آریہ اسلام کے مخالف نہیں مگر اس بحث کو طول کے باعث سردست ترک کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۹ ۔ جو ہوتا ہے خدا کے حکم سے پس زنا۔ چوری۔ شراب۔ ڈاکہ۔ قتل۔ خون۔ سب اسکے حکم سے ہوا شیطان بیچارہ کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے۔

الجواب ۔ اس سوال کے متعلق جو آپ نے حوالہ دیا ہے۔ اسکا تذکرہ قرآن کریم میں نہیں شاید سہو کاتب ہو۔ مگر اتنا بتا دیتے ہیں کہ تمام قرآن مجید زناکاری۔ شراب نوشی۔ ڈاکہ۔ چوری۔ قتل خون اور لوٹ مار کے ناپاک حکموں سے پاک ہے۔ اور ان حرامکاریوں کا عملاً استیصال کرنے والا ہے۔ اور ایک ہی کتاب ہے جس نے سچی پاکیزگی اور تقوےٰ کی تعلیم دنیا کو دی سنو اور غور کرو۔

۱۔ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل)	زنا کے نزدیک بھی مت جاؤ وہ بہت بُرا اور بیحیائی کا کام ہے۔ اور بُری راہ ہے۔
۲۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ	شراب اور جُوا اور بُت اور قرعہ کے تیر پلید

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ۷ - مائدہ)

شیطانی کام ہیں۔ ان سب سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

۳ - اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (پ۶ مائدہ)

سزا انکی جو جنگ کرتے ہیں اللہ اور اسکے رسول سے اور زمین میں بگاڑ پیدا کرنے کے لئے ریشہ دوانیاں کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ قتل کیئے جائیں یا صلیب دیئے جائیں اس خلاف ورزی یا مخالف سمتوں سے انکے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں یا ملک سے نکالے جائیں یہ سزا اسلیئے ہے کہ دنیا میں انہیں رسوائی ہو اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔

۴ - اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ط (پ۶ - مائدہ)

چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ دو یہ بدلہ ہے اُن کے کسب کا اور عبرت کا موجب ہے۔ اللہ کی طرف سے۔

۵ - لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (پ۱۵ انعام بنی اسرائیل پ۱۵)

کسی جی کو قتل مت کرو جی کی اللہ نے عزت رکھی ہے ہاں مناسب وقت پر سزا یا قتل کر سکتے ہو۔

شیطان کی نسبت تمنے **بیچارے** کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس طرح تم سے پہلے تمہارے آریہ مسافر نے بُت پرستی کے حامی۔ حق کے دشمن۔ راستبازوں کے دشمن۔ **ابوالجہل** کو ابوالحکم کہا۔ اور اسی سے ولی دشمنی اور ترک حق کا ثبوت دیا۔ دانشمند آخر اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے۔ کہ تمہارا ترک اسلام کس حق جوئی پر مبنی ہے۔

سنو! **شیطان** کا لفظ نکلا ہے شطن سے یا شیط سے۔ پہلے لفظ کے معنی ہیں۔ ایسا شخص جو جناب الٰہی سے دُور ہے۔ اور دوسرے لفظ کے لحاظ سے شیطان سے مراد ہے بدکاریوں میں ہلاک ہونے والی چیز۔

پس آپ کو اختیار ہے۔ اسے پیارا بناؤ۔ بیچارہ بناؤ۔ اسپر رحم کرکے اسکے ساتھ اپنا جہنم مرن مستحکم کرو۔ یا اس سے الگ ہو جاؤ۔ اور اگر تم آیت قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (پ یونس) کو زیر نظر رکھ کر اعتراض کرتے ہو۔ تو اسکی کیفیت بھی سن لو۔ اس آیت کو سوال سے کوئی تعلق نہیں یہ تو ایک پیشگوئی ہے اور اسمیں جناب الٰہی نے بتایا ہے۔ کہ ہر قوم کے لئے ایک شخص اللہ کیطرف سے بھیجا ہوا آیا کرتا ہے جب وہ آتا ہے۔ تو لوگ

اسکے موافق بھی ہوتے ہیں۔ اور مخالف بھی آخر دونوں کے درمیان انصاف کا فیصلہ ہوجاتا ہے۔ جب یہ پیشگوئی رسولکریم صلے اللہ علیہ وسلم مخاطبین کو سُناتے ہیں وہ پوچھتے ہیں۔ کہ اگر تم اس پیشگوئی کے کرنے میں صادق ہو تو بتاؤ۔ یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ اسپر خدا تعالےٰ اپنی نبی سے فرماتا ہے۔ کہ یوں جواب دو۔ اور کہو کہ میں خود نفع پہنچانے اور ضرر دینے کا مالک نہیں۔ کہ میں وقت بتادوں۔ ہاں اللہ ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ (وہی مل رہتا ہے۔ ہر ایک کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ اس میں کم و بیش نہیں ہوا کرتا۔ چنانچہ وہ آیات اس طرح ہیں۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (پ ۱۱ یونس)

ہر ایک گروہ کے لیئے ایک رسول ہے جب وہ رسول انکا آتا ہے۔ تو ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جاتا ہے اور اُنپر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ اگر تم سچے ہو۔ تو کہہ میں تو اپنی جان کے لئے نفع اور ضرر کا مالک نہیں۔ مگر جو کچھ چاہے اللہ ہر ایک گروہ کے لئے وقت اور میعاد مقرر ہے۔ جب اُنکا وقت آجاتا ہے۔ اُسے ایک گھڑی پیچھے نہیں کرسکتے۔ اور نہ اس گھڑی کو آپ آگے لاسکتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۰ - گمراہ کنندہ تو خود خدا ہے۔ پھر نبیوں کو ہدایت کیلئے اور کتابوں کو نازل کرنا لغو ہے۔ اور شیطان کو خواہ مخواہ بدنام کرنا ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھو یہ آیت۔ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (پ ۱۵ بنی اسرائیل)

الجواب۔ اضلال جس سے یُضلل نکلا ہے۔ نتیجہ ہے۔ ضلال کا اور ضلال پیدا ہوتا ہے اُن انسانی طاقتوں سے جو انسان کے تابع ہیں۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو خوب صاف کیا ہے جہاں فرمایا ہے۔

۱۔ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ (پ ۱ بقرہ)۔ یعنی اس سے وہ انہیں لوگوں پر ضلال اور گمراہی کا حکم لگاتا ہے۔ جو اسکے حدود اور احکام کو توڑتے ہیں۔

۲۔ يُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ (پ ۱۳ - ابراہیم) اسطالم پر گمراہی کا حکم لگاتا اور انہیں گمراہ ٹھیراتا ہے۔

۳۔ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (پ ۲۴ مومن) اسد گمراہ ٹھیراتا ہے ایسے شخص کو جو حد سے نکلنے والا مشکوک ہوتا ہے۔

ان آیات سے یہ بات کسقدر صاف ہوجاتی ہے اور خدا ترس دانشمند کے نزدیک حرف رکھنے کی جگہ نہیں رہتی۔ جو لوگ بدکار اور ظالم اور مسرف اور کذاب ہوتے ہیں۔ وہ اپنے اعمال سے کیا ہر ایک سلیم الفطرت کے نزدیک اس بات کے مستحق نہیں ہوتے۔ کہ وہ انہیں دیکھتے ہی حکم لگادے۔ کہ یہ تو ہلاک اور تباہ ہونیوالے لوگ ہیں۔ کون ہے جو چوروں اور بدکاروں کو دیکھکر ان کی نسبت بڑی قوت سے یہ حکم نہیں لگاتا کہ یہ برباد ہونیوالا گروہ ہے۔ اسی طرح خداوند بزرگ کی حکیم کتاب فرماتی ہے۔

خدا تعالےٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ اُسے گمراہ کرنیوالا کہا جائے۔ اسلیئے کہ خود قرآن مجید نے مختلف مقامات میں بڑے بڑے لوگوں اور شریروں کی نسبت کہا ہے کہ وہ گمراہ اور ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو آیات ذیل کو۔

اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ (پ۲۰۔ قصص)	بیشک وہ دشمن ہے ہلاک کرنیوالا۔ کھلا کھلا۔
اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ (پ۱۶۔ طٰہٰ)	فرعون نے اپنی قوم کو ہلاک کیا۔
اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ (پ۱۶۔ طٰہٰ)	سامری نے انہیں ہلاک کیا۔
اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (پ۸۔ انعام)	اگر تو زمین کے بہت عوام لوگوں کی بات مانے تو وہ خدا کے راہ سے ہٹا کر تباہ کردیں۔
اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ (پ۲۶۔ محمد)	جو لوگ منکر ہوئے۔ اور اللہ کے راہ سے روکتے ہیں۔ اللہ نے انکے عمل باطل کردیئے۔

نیز اس کے علاوہ اضلال کے معنے ابطال اور اہلاک کے ہیں۔ جیسے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (پ۲۱ سجدہ) ترجمہ۔ اور وہ کہتے ہیں کیا جب ہم زمین میں نابود ہوجاوینگے۔ کیا ہمیں نئی پیدائش ملیگی۔ اس صورت میں آیت مندرجہ سوال کے یہ معنے ہوئے "اور جسکو وہ ہلاک کرتا ہے تو اسکا کوئی اور والی وراہ نما نہیں پائیگا" اور تمام گذشتہ آیات میں یہ معنے صاف ظاہر ہیں انصاف تو کرو۔ جب کامل بدکاری کا پھل پانے جاتا ہے۔ تو بدکار کو اپنی بدکاری کا لازم پھل پانیکے راستہ سے کون ہٹا سکتا ہے۔ کیا اعمال سے ہوا ہوا سور (جیسے آپ مانتے ہیں) پنڈت بن سکتا ہے اور کیا وید کے راہ نما اسے اپدیش کرسکتے ہیں۔

بعثت انبیاورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کی شان یہ ہی۔ کہ جب کوئی مخلوق سچی محنت وسعی کرے اللہ تعالےٰ اس کی سعی وکوشش پر پاک ثمرات مرتب فرماوے۔ پس اللہ تعالےٰ نے ہمیں سکھ پہنچانیکے لئے جس طرح ہمکو بہت سی قوتیں اور طاقتیں ظاہر یہ اور باطنیہ عطا کی ہیں اسی طرح سکھ حاصل کرنے کو طرح طرح کے اور سامان بھی بخشے ہیں۔

منجملہ اِن سامانوں کے پاک کتابیں پاک روحیں اور مزکی اور مطہر کرنیوالے انبیاورسل ہیں جنکا کام علاوہ بریں کہ ہمیں الٰہی کلمات طیبات پڑھکر سناویں یہ بھی ہے کہ انکے معانی بھی ہمیں بتائیں۔ اور یہ بھی ان کا کام ہے کہ اپنی مقناطیسی طاقت اور سچی دعاؤں اور کامل کوششوں سے ہمیں مزکی اور مطہر بھی کریں اللہ تعالےٰ کی خاص رحمتیں ایسی پاک جماعت پر نازل ہوں۔ ایسی کھلی تعلیم اور واضح اصول ایک کتاب کے ہوں اور اسپر اعتراض کیا جائے۔ حقائق سے ٹھٹھ بازی اور سنگدلی کا ثبوت دینا ہی۔ سچی اور خدا کی طرف سے کتاب کا کام اسکے سوا نہیں کہ وہ مطابق واقع امور اور حقایق کو بیان کرے یعنی خدا تعالےٰ کے کام کو جو نظام کائنات میں نظر آتا ہی۔ اور اسکے دقائق کا سمجھنا عام سمجھوں پر آسان نہیں صاف لفظوں میں واضح کردے۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے بدی اور اسکے محرکات اور اسکے چشموں کا اور نیکی اور اسکے محرکوں اور بواعث کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ پہلے سے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ قرآن کریم میں مذکور ہوا ہی۔ کہ دُنیا میں بدی ایک شے ہی اور اوسکا محرک بھی کوئی وجود ہی۔ جسکا نام **شیطان** ہے یہ امر واقع ہی انسان کو خدا کیطرف سے استطاعت ملی ہے کہ وہ بدی کی تحریک سے بچ سکے۔ یہ امر واقع ہی۔ خدا تعالےٰ کی صفات میں داخل ہے کہ وہ اصلاح عالم کے لئے مصلح اور ہادی بھیجا کرتا ہے۔ یہ امر واقع ہے۔ انسان کی استطاعت اور وسعت میں ہے۔ کہ ان راہنماؤں کی آوازوں کو سنکر نیکی کی راہ پر قدم مارلے یہ امر واقع ہے خدا تعالےٰ کی صفات میں داخل نہیں کہ وہ جبر اور اکراہ سے خواہ مخواہ کسی کے دل کو ہدایت کیطرف کھینچے۔ یا کشاں کشاں ہلاکت کیطرف لیجاوے۔ یہ امر واقع ہی۔ تمام مذاہب کے نزدیک مسلّم ہے کہ خدا کو نیکی سے پیار اور بدی سے نفرت ہے۔ وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس کی سلطنت میں کوئی شریک اور اسکے ارادوں کے راہ میں کوئی مانع نہیں۔ باوجود اسکے یہ امر واقع ہے کہ بدی ہے اور ہو رہی ہے اور زور سے اُس کی رَو چل رہی ہے اور خدا کے فعل میں اس کی قادر مطلق حکومت میں اُسکے آثار اور

ظہور نظر آرہی ہیں۔ اور اُسکے مقابل ایک گروہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ جو اُس سے کشتی کرتا اور لوگوں کو اس کی طرف جانے سے روکتا ہے یہ اُمور ہیں جو قانون قدرت ہیں اور خود انسان کی فطرت میں صاف صاف دیکھے جاتے ہیں۔ انہی نفس الامری باتوں کا نقشہ قرآن کریم نے اس مخفی محرک اور طاقت کے ظہوروں کی حقیقت بتا کر دکھایا ہے۔ بدی کا جو محرک اسکا نام شیطان ہے۔ اور نیکی کے محرک ملائکہ اور نیک لوگ ہیں۔

آریوں کا یہ فرض تھا۔ اور اُنکے ذمہ بڑا بھاری قرضہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے اس سچے **فلسفہ** کے مقابل **وید** سے دکھاتے کہ وہ انسانی فطرت اور قانون قدرت کے مطابق نیکی اور بدی اور اُنکے محرکات اور مزیلات کا یہ فلسفہ **بیان** کرتا ہے یہ **سفیہانہ** طریق جو انہوں نے اپنے لئے پسند کیا ہے کہ تمام **حقائق** پر بے باکی سے زبانِ طعن کھولتے ہیں۔ یہ طریق سچی علوم اور تحقیق حق کا دشمن ہے۔ آریہ کو تو ویدوں کے تراجم سے بھی مضائقہ ہے۔

سوال نمبر ۱۱: خدا پاکیزگی پسند ہے۔ پھر ناپاک کو پاک کرنا نہ چاہا۔ ناپاکی اور گمراہی بڑھائی۔

الجواب۔ تارک نے آیات ذیل سے تمسک کیا ہے۔ اور قرآن کریم کی زبان نہ سمجھنے سے ضلالت کے گڑھے میں گرا ہے۔ اسکا اعتراض **مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ** (پ ۶ مائدہ) پر ہے اب ہم پوری آیتیں لکھ کر اصلی حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔

۱۔ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۠ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

اے رسول غمگین کریں تجھ کو وہ لوگ جو کفر میں تیزی سے بڑھتے ہیں اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے مونہوں سے کہا ہم ایمان لائے اور اُنکے دل ایمان نہیں لائے۔ وہ لوگ کان لگاتے ہیں کہ یہاں سے سُن کر باہر جا کر جھوٹ پھیلائیں یا دوسرے مخالفوں کی ہی مان لیتے ہیں جو ابھی تیرے پاس نہیں آئے ٹھیک موقعوں کی بات کو اُلٹ پلٹ کر دیتے ہیں کہتے ہیں اگر تمکو یہ تعلیم ملے تو لے لو۔ اور اگر یہ نہ ملے تو پرہیز کرو۔ اور جسے اللہ عذاب دینا چاہے تو اسے اللہ سے بچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ نے انکے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہا انکے لئے دنیا

عَذَابٌ عَظِیْمٌ (پ ۶ مائدہ)	میں رسوائی ہے اور آخرت میں انکے لئے بڑا عذاب ہے۔
۲ - وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ اَیُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِیْمَانًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّهُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ - وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (پ ۱۱ توبہ)	اور جب کوئی سورۃ اُتاری جاتی ہے۔ کوئی تو ان میں سے کہتا ہے بتاؤ تو اس سورۃ نے تم میں سے کسکے ایمان کو بڑھایا جو تو مومن ہیں۔ انکے ایمان کو تو وہ سورۃ بڑھا دیتی ہے اور وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور جنکے دلوں میں روگ ہیں وہ سورۃ اُنکی پلیدی اور بدباطنی کو بھی بدباطنی کے ساتھ ملا کر بڑھاتی ہے اور وہ کفر میں ہی مرتے ہیں۔

عمدہ عمدہ تندرستوں کے کھانے بیماروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور موسم بہار کی عمدہ ہوا بعض بیماروں میں ضرر کا موجب ہے۔

فتنہ کے معنے کیلئے دیکھو مفردات راغب کو جو قرآن کریم کی معتبر لغت اور بہت پرانی کتاب ہے

۱ - اصل الفتن ادخال الذهب النار لیظهر جودته من ردائته۔	فتنہ کے اصلی معنے ہیں زر کو آگ میں ڈالنا۔ تو کہ اُسکی میل کچیل نکل جاوے۔

اور قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

یَوْمَهُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ (پ ۲۶ ذاریات)	جب وہ آگ میں ڈالے جاکر عذاب دیئے جائینگے۔
۲ - الفتنة العذاب	فتنہ کے معنے ہے عذاب۔

اس کے ثبوت میں قرآن کریم کی اس آیت کو پڑھو۔

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ (پ ۲۶ ذاریات)	اپنی سزا کا مزا لو۔

۳ - اسباب عذاب کو بھی فتنہ کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

اَلَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا (پ ۱۰ توبہ)	دیکھو وہ عذاب کے موجبات میں جا پڑے ہیں۔

۴ - امتحان لینا۔ محنت لینا بھی فتنہ کے معنے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا - (پ ۱۶ - ط)	اور ہم نے تیرا خوب امتحان لیا۔
وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً (پ ۱۷ انبیا)	اور ہم امتحان کی طور پر تمہیں بدی اور نیکی میں مبتلا کرتے ہیں

۵ - فتنہ کے معنے دکھ بھی قرآن کریم میں آئے ہیں چنانچہ فرمایا ہے۔

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ پ۲ بقرہ)	اور دُکھ دینا قتل سے بھی سخت تر ہے۔
وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ پ۲ بقرہ	اور ان لڑنیوالوں سے تم بھی لڑو تا انکی ایذا رسانی بند ہو جائے

اب واضح ہو گیا کہ فتنہ کے معنے بلا۔ مصیبت۔ قتل۔ عذاب کے ہیں۔ اور معًا ان آیات نے کھول دیا ہے۔ کہ وہ کون سے اسباب ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے آپ جمع کئے۔ جن پر جناب حق تعالےٰ کا غضب بھڑکا اور ان کی سزا اور عدم تطہیر کا فتوےٰ اُنکے حق میں لگایا۔ اب آیت من یرد اللہ فتنتہ کا مطلب صاف صاف یہ ہوا کہ جسکو اللہ تعالےٰ عذاب دے اسکو کون بچا دی تم ہی بتاؤ اور اپنے اصول کو مدنظر رکھکر جواب دو کہ کیا جہنم کے عذابوں سے کوئی بچا سکتا ہے کیا سور اور کتے کو کوئی دھرمپال کیسے جہنم میں لاسکتا ہے؟ علاوہ برآں ان آیات اَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ (پ۶ مائدہ) اور زَادَتْهُمْ رِجْسًا (پ۱۱ توبہ) کا ثبوت تو آپ ہی ہیں۔ مثلاً قرآن کریم راہ نما اور یقیناً ہادی ہے۔ مگر تمہارے لئے وہ باعث ہلاکت وضلالت ہوا۔ اور اگر ہمارے خلاف یہ کہو کہ وید ہدایت کے لئے آئے تھے۔ مگر دیکھو لوہا مار گیوں اور بھی دھرو غیرہ کے لئے وہ بھی دیانند کے نزدیک رجس اور مرض کا باعث ہوئے۔ تو بعینہٖ یہ بات تمکو اسلام سوتی کی طرف سے کیوں سمجھ میں نہیں آسکتی۔ غور کرو تمام حکما اور تمام طبیب اور دانا جانتے ہیں۔ کہ بیمار کے لئے تندرستوں کا عمدہ کھانا بھی مضر ہوتا ہے۔ اگر تمکو اتنا علم نہیں۔ تو کسی آیُرویدوالے سے پوچھ لو۔

سوال نمبر ۱۲ :- اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ شیطان لوگوں کو بہکاتا ہے۔ شیطان کا گمراہ کنندہ خدا ہے۔ شیطان نے خدا کے مونہہ کہدیا الخ"

الجواب۔ شیطان کی نسبت ارشاد الٰہی قرآن شریف میں یوں ہے۔

۱۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (پ۱۴ بنی اسرائیل) اس کے معنی یہ ہیں کہ بے ریب میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں۔

خود بھی شیطان کا ایک قول قرآن مجید میں ہے۔

۲۔ مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (پ۱۳ ابراھیم)	مجھے تمپر کوئی غلبہ اور قدرت نہیں ہی ہاں اتنی بات ہے کہ میں نے تمہیں بُلایا سو تمنے میری بات مان لی اب مجھے ملامت نہ کرو۔ بلکہ اپنے تئیں ملامت کرو۔

ہر ایک بدکار گمراہ کنندہ جو ناپاک باتوں کیطرف لوگوں کو بلاتا اور ہلاکت پر چلاتا ہے ہر وقت اور ہر زمانہ میں ایسے وجود کو قرآن کریم میں شیطان کہا گیا ہے کیا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ ایسے

شریر موذی وجودوں سے کبھی کوئی زمانہ خالی ہوا ہے۔ جیسے اس وقت میں مضل اور مغوی وجود ہیں اور سب قوموں کے نزدیک یہ بات مسلم ہے اسی طرح آدم کے وقت میں بھی ایک شریر بلکہ موذی وجود آدم کے مقابل تھا۔ بہکانیوالے وجودوں کا کائنات میں موجود ہونا امر واقع ہے۔ کوئی شخص نادانی سے قرآن شریف کی اصطلاح سے اگر چڑتا ہے تو کیا وہ واقعات عالم کی بھی تکذیب کرسکتا ہے۔

ان مغوی شریروں کا ایک نمونہ اور اسکے افعال۔ اقوال اور نتائج قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں۔ اور اس طرح لوگوں پر احسان کیا ہے کہ بدکاروں کی راہ سے بچنے کی تدبیر بتائی ہے۔ ابلیس کا مقابل جو شریر تھا اسکی نسبت قرآن کریم میں ہے۔

اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ پ ۱ بقرہ	یعنے اس نے سرکشی کی اور انکار کیا اور وہ کافروں میں سے تھا یا ہوا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہلاکت کو خود اُسنے اپنی سرکشی سے خریدا۔ خدا نے اُسے بجبر ہلاک نہیں کیا۔ ہاں ممکن ہے کہ بدفہمی کی وجہ سے لفظ اَغْوَیْتَنِیْ سے جو آیت ذیل میں ہے یہ بات تم نے اخذ کی ہو۔

سنو - اور غور کرو وہ مقام کیا محل اعتراض ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ (پ ۱۴ - حجر)	شیطان نے کہا میرے رب بسبب اسکے کہ تو نے مجھے غوی ٹھہرایا۔ میں بھلے کردکھاؤنگا[1] انکے لئے اور ضرور غوی ٹھہراؤنگا انکو سب کو۔

غی[2] مجرد ہے۔ اغوا اس کے مزید کے معنے ہیں۔ اضلال اہلاک۔ افساد۔ نامراد کرنا۔ بدمزہ کردینا۔ زندگی کا تلخ کردینا۔

پھر سن بارتعالے کی مقدس بابرکت ذات پاک نے انسان کو استطاعت۔ نیک و بد کی تمیز عقل اور فطرت مرحمت فرماکر ہزاروں ہزار انبیا اور رسول اور کتابیں اور اپنی رضامندی کے اسباب بتاکر دنیا میں ہدایت کو پھیلایا ہے۔ اور انبیا اور اسکے سچے اتباع اور فرمانبرداروں کی ہمیشہ نصرت اور اعانت فرمائی ہے۔ ہاں باستطاعت انسان پر جبر نہیں فرمایا کہ اس کی گردن پکڑ کر اس سے نیک اعمال کرائے۔ شیطان اور اسکی ذریات کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ انسانوں میں فرمانبردار و نکو فرمان برداری کی خلعت و عزت عطا فرمائے۔ مگر پھر بھی شیطان کو یہ اختیار نہیں دیا۔ کہ لوگوں کو بجبر گمراہ کرے۔

---

[1] - قرآن کریم میں ہے شیطان بھلے کردکھاتا ہے۔ بدعملوں کی بدعملی۔ منہ

[2] - غی کے معنے ہیں۔ ضلال۔ ہلاکت۔ نامرادی۔ بدمزگی۔ عیش تلخ۔ بداعتقادی کی جہالت۔ ابن الاثیر۔ راغب۔ تاج لسان العرب منہ

چونکہ انسان بڑے درجات کا طالب تہا اور بغیر صدق وصفا انعام نہیں ملسکتا اسواسطے دو محرک نیکی وبدی کے یعنے فرشتہ اور شیطان پیدا کئے۔ قانون قدرت اس بات پر دلالت کرتا ہی۔ سب لوگ اپنے نفس میں دو محرک محسوس کرتے ہیں۔ قاتل پہلے قتل کرتا ہی ہے اور پچہتاتا ہی۔ پس واقعی فرشتہ وشیطان کا وجود عالم میں ہے۔ اگر وید کامل ہے۔ تو اس میں ضرور یہ فلسفہ ہوگا۔ فرق الفاظ میں ہو تو کوئی بات نہیں۔ ولکل ان یصطلح۔ ان محرکات کی اصلاح تم میں کیا ہی بتاؤ اور کہول کر بتاؤ۔

شیطان کی مُنہ درمُنہ بات کا جواب

اضداد کا مقابلہ ایک واقعی اور صحیح بات ہے۔ کیمسٹری کی شہادت مرکبات عالم بلکہ مسائل کی نسبت اگر نہ لیں تو ہی لطیف کشف کا سنگرام (جنگ) سعید وشقی۔ سر رشپٹ وو ویسیو۔ مومن و کافر دیو واسر کا بدھ کوئی مخفی راز نہیں۔ اللہ تعالے ہدایت کیلئے اپنا کلام نازل فرماتا ہی۔ یا اینہمہ ایک عالم اسکے مقابلہ کے لئے ہی اٹھ کہڑا ہوتا ہی۔ تم اپنی جگہ دیکھہ لو۔ ویدجسے تم کلام الٰہی مانتے اور قدامت کو اُس کی سچائی کی بڑی دلیل بتاتے ہو۔ ہندوستان کے فرزندوں نے اُسکے مقابلہ کیلئے ہتیار نکالے اور اُسے رد کیا۔ اور اسکی قدامت اور صداقت کے ابطال کی غرض سے تمہاری بھائی جنی اپنی نوشتوں اور دیوں کی اتنی لمبی مدت بیان کرتے ہیں۔ کہ اُسکے مقابل ریاضی دان بہی حیران ہو جاتے ہیں اور مجوس اپنی کتابوں کی مدت قدامت کے بیان کرنے میں مہاں سنگھ کے آگے اور ستر دصفر بڑہاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جنگ اور مقابلہ اس عالم میں طبعی امر کی طرح ہمیشہ سے قایم چلا آتا ہی۔ اور یہی ثابت ہو گیا۔ کہ آپس میں جنگ تو ایک طرف رہی۔ اشرار ہمیشہ خدا سے مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں۔ ایک عظیم الشان ناصح خود انسان کے اندر موجود ہے مگر اسکے ساتہہ ہی وہ مقابلہ ہے کہ الامان الامان تہوڑی دیر کے لئے کچہریوں میں عبرۃً دیکہیں۔ بازار کے لین دین کو دیدۂ بصیرت سے مطالعہ کریں۔ لیکچراروں کی لفاظیاں اور اسکے ساتہہ انکا عملدرآمد غور سے ملاحظہ کریں۔ محکمہ جات میں کم سے کم ان لوگوں کی عملی کارروائیوں کو دیکہیں۔ کہ جن کی تمام تعلیم ابتسا پرموں دہرما (رحم ہی اعلےٰ مذہب ہے) اور یا اینہمہ ایک جانور (گائے) کی لفظی حفاظت کی ٹھیکہ داری کے بھیس میں اپنے خیال کے مخالفوں۔ غریبوں بیکسوں کے ساتہہ کیا کیا سلوک کرتے ہیں۔

میں نے ایک ہندو ریاست کے ایک بڑے بااختیار پنڈت سے سوال کیا۔ کہ مساوی الاستعداد گورنمنٹ کے امیدوار فتح محمد اور نئے امیدوار فتح چند کے لیئے آپ کے محکمہ میں اگر موقع پر ورش ہو تو آپ کس کو مقرر کریں گے۔ کہا فتح چند کو۔ میں نے کہا آپ تو بدھ مذہب کے آدمی ہیں۔ اور آپنے ہنوز دریافت ہی

نہیں کیا۔ کہ فتح چند بدھ مذہب کا آدمی ہی ہے یا نہیں۔ کہا مولویصاحب! ہماری بچپن کی تعلیم ہمیں ایسے سبق سکھا چکی ہے کہ بہتر ہے کہ آپ اس بحث کو ختم کردیں۔ اِس قسم کی صدہا نظیریں اور واقعات ہیں جو دانشمند کو کافی سبق سکھاتے ہیں۔

غرض یہ مسلم امر ہے کہ الٰہی فرمان پاک لوگوں کے مفید کلمات۔ نور قلب۔ عقل۔ نظارۂ قدرت تجربہ صحیحہ اور بدی کی خطرناک سزائیں موجود ہیں۔ مگر شریر کا شرارت سے باز آنا کوسوں بلکہ بمراحل دُور ہے۔ اِس **جنگ** کو ستیارتھ میں دیانند نے بھی مانا ہے۔ اور اسکا دیوا سُر سنگرام نام رکھا ہے یعنی (اچھوں اور بُروں کی جنگ) غرض نور وظلمت۔ نورانی وظلمانی۔ صدق وکذب کا مُدھ ہے۔ ابلیس وشیطان وہی ظلمت اور شرارت ہے۔ یا یوں سمجھو کہ ظالم وشریر۔ کاذب وجاہل اور تاریکی کے فرزند کے القاب ہیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے علم کامل۔ رحمت۔ قدرت اور تصرف سے ہر جگہ موجود ہے اور شریر جسقدر بکواس کرتا ہے۔ وہ سب خدا کے سامنے کرتا ہے۔ اور رو در رو کرتا ہے۔ کہ گویا اوس سے بالمشافہ جنگ کرتا ہے کیا تمنے جو بد کلامی رسالہ ترک اسلام میں کی ہے۔ کہیں خدا سے مخفی اور خدا کے بندوں سے مخفی کی ہے۔ ہُو بہُو یہی بات ہے۔ جو قرآن کے اندر شیطان وابلیس کے متعلق بیان ہوئی ہے۔ اسکا مطلب صاف ہے کہ اُس نے خدا کے بندوں سے جو شرارت اور جنگ کی اُن سے نہیں کی۔ بلکہ خود خدا سے بالمواجہ تکرار اور جنگ کی۔ **قال** کے لفظ سے یہ سمجھنا کہ شیطان نے خدا سے بالمشافہ مکالمہ کیا۔ سخت غلط بات ہے۔ قرآن کریم میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ خدا کے مکالمہ سے وہی لوگ شرف اندوز ہوتے ہیں۔ جو خدا کی نگاہ میں پاک وصاف ہوتے ہیں۔ پھر شیطان جیسی نجس ذات کا یہ رتبہ کہاں کہ اُسے خدا کی ہمکلامی کی عزت ملے۔ سارے قرآن میں کَلَّمَ تَکْلِیْمًا کا کوئی صیغہ شیطان کے کلام کے بارہ میں مذکور نہیں ہوا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ لفظ **قال** عربی کی زبان میں ہر ایک بات اور کام اور اشارہ اور زبان حال پر بولا جاتا ہے۔ چنانچہ عربی کی لغت میں لکھا ہے

العرب تجعل القول عبارۃ عن جمیع الافعال	یعنے قول تمام افعال پر بولا جاتا ہے۔
قالت لہ العینان سمعاً وطاعۃ	اسکی آنکھوں نے کہا کہ ہم سنتے اور مانتے ہیں۔
قالوا اصدق واوفا برؤسہم	صحابہ نے کہا سچ کہتا ہے اور یہ بات سر کے اشارہ سے کہی
قالت السماء جادت وانسکبت	بادل نے کہا۔ کیا مینھ برسا۔
ویقال للمتصوّن فی النفس قبل التلفظ۔	قال اس خیال پر بھی بولا جاتا ہے جو ابھی تلفظ میں نہیں آیا۔

فیقال فی نفسی قول لم اظہرہ۔	کہا جاتا ہے میرے دل میں بات ہے جسکو میں نے ظاہر نہیں کیا۔
وَالاعتقاد یقال فلان یقول بقول الشافعی	فلانا اعتقاد کرتا ہے شافعی کا اعتقاد۔ قول کے معنے اعتقاد کے ہوتے
وَیقال للدلالۃ علی الشیٔ۔	علے العموم دلالۃ کو بھی قول کہتے ہیں۔
اِمتلأ الحوض فقال قطنی۔	کہا جاتا ہے حوض جب پانی سے بھر گیا تو اس نے کہا اب بس کرو۔
قالت لہ الطیر تقدم راشدًا	پرندوں نے اُسے کہا اقبال مندی سے آگے بڑھو۔

غرض جب لفظ قال اتنے بڑے وسیع معنوں پر بولا جاتا ہے۔ تو کسقدر ضروری امر ہے کہ ہر موقع ومحل کے مناسب اسکے معنے کیئے جائیں۔

شیطان ایک کافر۔ متکبر احکام الٰہی سے منکر خبیث روح ہے۔ حسد و بُغض سے اوسنے آدم جیسے راستباز کا مقابلہ کیا۔ اور اس مقابلہ میں اللہ تعالےٰ کیطرف بھی بدی کو منسوب کر دیا۔ اور بیباکی سے بدکلامی کی اور اسی طرح کی ناپاک زبان سے کام لیا۔ جیسا کہ تم نے۔ اور ہم انشاء اللہ تمہاری گالیوں کی فہرست میں دکھائینگے۔ اور تمہیں خدا تعالےٰ نے باایں ہمہ ڈھیل دے رکھی ہے اور اغوا کی مہلت دی ہے۔ چنانچہ تمنے یہ رسالہ شائع کیا۔ اور ایک وقت معلوم تک مہلت دی۔ یہ ایسا صاف نظارہ ہے کہ اسے ہر ایک دانشمند اس جہاں میں آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اور اپنی برتاؤ سے اس کی صداقت کی شہادت دے رہا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم مسلمان نیکی کے محرک کو دتم کچھ نام رکھو) ملک یا فرشتہ کہتے ہیں۔ اور بدی کے محرک کو شیطان و ابلیس۔ ان معنوں کے لحاظ سے ملک و ابلیس کا کون منکر ہو سکتا ہے۔ یہ پختہ اور یقینی بات ہے۔ کہ جہاں قرآن کریم نے شیطان و ابلیس کا ذکر کیا ہے وہاں انہیں **اسرد** اور بدی کے محرکوں سے مراد ہے۔ ان واقعات پر اعتراض کرنا خدا تعالےٰ کے قانون قدرت اور اس کے نظام کی **نکتہ چینی** کرنا ہے۔

سوال نمبر ۳ "خدا۔ مسخرہ۔ مخولیا۔ ٹھٹھول۔ بھنگڑ۔ بہنگیوں میں آکودتا ہے۔ بھنگڑپن شروع کر دیتا ہے"

الجواب۔ لعنت اس گندہ دہنی پر۔ کیا یہ انصاف ہے۔ آہ کاش تم لوگ آدمیت کو اختیار کرتے اور حق کے سچے طالب بنتے کیا آپ کے **نیم نمبر ۴**۔ کا یہ عملدرآمد ہے جسمیں لکھا ہے۔

"ست کے گرہن کرنے اور اُستُ کے چھوڑنے میں سرود اادت رہنا چاہیئے" میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ ایسے اسماء صفاتیہ ہرگز ہرگز ہرگز قرآن مجید میں نہیں اور میں خود یقین کرتا ہوں کہ اتنی

بڑے جھوٹ سی جو تمہارے ہمالہ سے بھی بڑا ہے۔ تم اسلام کو جیت نہیں سکو گے۔ تم اس گندے طریق سے جیتنا چاہتے ہو۔ اور یہی تمہاری ہلاکت کا موجب ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

طاعون تمہارے گوجرانوالہ کے علاقہ میں آیا۔ مگر تمکو ابتک اس سے نصیحت نہیں ملی۔ تمہارے بدلگام آریہ مسافر نے جو ناکامی دیکھی۔ اُسنے تمکو کچھ سبق نہ دیا۔ **سنو بدبخت** دیانند نے وید کی نرالی اور گھنونی بات کے سیدھا کرنے کے لئے استعارہ اور مجاز کا دروازہ کھولا اور بڑے زور سے یہ دعوےٰ کیا اور لوگونکو سکھایا کہ وید کے بہت ساری الفاظ کو **استعارہ** سمجھنا چاہیئے۔ ایسے ایسے گندے الفاظ وید کے جن کا ذکر ہم دیباچہ میں کرینگے۔ اور وہ الفاظ جنہیں وام مارگیوں اور سناتن دھرمیوں نے اُنکے ظاہر پر انہیں حمل کیا اور بت پرستی اور انگ پرستی اور لنگ پرستی اور بھگ پرستی کے ثبوت وید سے نکالے۔ ماں سے بہن سے۔ بیٹی سے بھوگ کرنے کے ثبوت وید سے نکالے اور ابتک کروڑوں ہندو صدق دل سے وید کی اس تعلیم پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے مطابق عملدرآمد کرتے ہیں مگر دیانند نے ان سب الفاظ کو **الٹکا** رہینے استعارہ قرار دیکر شرمناک داغ سے وید کو بچانے کی کوشش کی۔ دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی کرنے سے قبل کیا ضروری نہ تھا کہ آریہ اپنے گرو کی چال کو اپنا رہنما بناتے۔

سنو۔! قرآن کریم تمہاری ناپاک زبان درازی سے کسقدر پاک ہے۔ اور اصل حقیقت ان الفاظ کی کیا ہے اور تمہارے بدزبان حملہ آوروں سے صدیوں پہلے قرآن کی لغتیں ان الفاظ کے کیا معنے کرتی ہے۔ لیکن اسکے مقابل وید کے الفاظ کے کھینچ تان کے ثبوت میں دیانند کے پاس **لغات** کے ایسے کھلے ثبوت نہیں۔

۱۔ ذکر حجۃ الاسلام الغزالیؒ۔ ان الاستہزاء الاستحقار والاستہانۃ والتنبیہ علی العیوب والنقائص علی وجہ یضحک منہ ۱۲ روح المعانی۔ تحقیر کو استہزا، کہتے ہیں۔

۲۔ الھزأۃ۔ اصلہ الخفۃ۔ وھو القتل السریع۔ ھزأ یھزأ۔ مات۔ فجاءۃ وتھزأ بہ نامۃ ای تسرع بہ وتخف۔ فتح۔ ہلکا۔ سمجھنے جلدی قتل کرنے اچانک مرنے کو ہزو کہتے ہیں۔

پس اَللّٰہُ یَسْتَھْزِءُ بِھِمْ (پ ۱ بقرہ) کے معنے ہوئے۔ اللہ تحقیر کریگا۔ اہانت کریگا۔ اور انکے عیوب و نقائص سے خلقت کو ایسی آگہی دیگا کہ ان کی ہنسی ہو اور اللہ تعالیٰ انکو خفیف کریگا۔ جلد ہلاک کر دے گا۔

یہ بیان ہے منافقوں کے حالات کا جن کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہوتا ہے۔ دل میں کپٹ ہوتی

ہے اور ظاہر میں ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ موہنوں کی تحقیر و اہانت اور تخفیف کرتے ہیں۔ آخر اللہ تعالےٰ اُن کی تحقیر، اہانت اور تخفیف کرتا ہے۔ اور کرتا رہیگا۔ اور ہلاک کر دیگا اور انکے عیوب و نقائص کی اطلاع دیتا ہے اور دیتا رہیگا۔ اسلئے کہ دنیا میں اُن کی ہنسی ہو۔ یہ بڑی بھاری پیشگوئی ہے اور وہ روز روشن کی طرح پوری ہوئی۔ کہ تمام وہ لوگ جو اسلام پر ہنسی اُڑاتے۔ اور اس کی تحقیر کرتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے انہیں ضعیف و حقیر کر دیا۔ صداقتوں اور **واقعات حقہ** پر اعتراض کرنا سخت ناپاکی اور جہالت نہیں تو کیا ہے۔

اور سنو!۔ دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں کیا قواعد قرار دیئے ہیں کیا تمہارا فرض نہیں کہ اعتراض سے پہلے اُن قواعد کو آنکھ کے سامنے رکھ لیا کرو۔ چنانچہ دیانند لکھتا ہے۔

"پس جس جس موقعہ پر برہمہ دانی وغیرہ کے اوصاف پائے جاویں اوس موقع پر پرماتما اور جہاں خواہش۔ نفرت۔ جدوجہد۔ راحت۔ رنج۔ اور ناقص العلم وغیرہ کے اوصاف ہوں وہاں جیو (روح) کے معنے لئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی ہر جگہ سمجھنا چاہیئے صفحہ ۶۔

مثلاً کسی نے کسی سے کہا۔۔۔۔ یعنے اے نوکر تو "سیندھو"۔ لے آ تو اس کو وقت اور فحوائے کلام کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ "سیندھو" دو چیزوں کا نام ہے ایک گھوڑ یکا دوسرا نمک کا۔ اگر مالک کی روانگی (سیر وغیرہ) کا وقت ہو تو گھوڑا۔ اور اگر کھانیکا وقت ہو تو نمک لانا واجب ہے لیکن اگر سیر کے وقت نمک اور کھانیکے وقت گھوڑا لائے تو اسکا مالک اسپر خفا ہو کر کہیگا۔ کہ تو بے عقل آدمی ہے۔ سیر کے وقت نمک اور کھانیکے وقت گھوڑا لانے سے کیا مطلب تھا۔ تو فحوائے کلام نہیں سمجھتا۔ ورنہ جس موقع پر جو چیز لانی چاہیئے تھی۔ اوسی کو لاتا۔ تجھ کو فحوائے کلام کا خیال کرنا لازمی تھا۔ جو تو نے نہیں کیا تو بیوقوف ہے۔ میرے پاس سے نکلجا۔ **اس سے ثابت** کیا ہوا کہ جہاں جس معنے کو لینا واجب ہو وہاں اوسی کو لینا چاہیئے۔ تو اندریں صورت ہمکو اور آپ سب کو ایسا ماننا اور عمل میں لانا چاہیئے۔" صفحہ ۲ و ۳ ستیارتھ ترجمہ رگوید آدی بھاش بھومکا میں ہے صفحہ ۱۳۶۔ اردو ترجمہ منشی رام جگیاسو۔

لطیفہ۔ "اور جو کم عقل۔ کم علم۔ اور متعصب انسان کا کیا ہوا ارتھ ہے وہ خراب اور جھوٹھ ہوتا ہے۔ اسلئے اس کی عزت کسی کو نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ اور اس کی عزت کرنے سے انسانوں میں غلطی گھر کر جاتی ہے۔"

دیانند نے اور اوسکے آریہ مسافر۔ اور آخر دھرمپال نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا۔ قرآن کریم

پر اعتراض کرتے وقت آگا پیچھا۔ نعت وغیرہ پر کچھ دھیان نہ کیا۔ اور کم عقل۔ کم علم (عربی کے علم سے کمی) اور متعصب انسان کی طرح اعتراض در اعتراض کر دیئے۔

سوال نمبر ۱۴ "قسموں پر اعتراض۔ گھوڑوں۔ اونٹوں۔ پہاڑوں درختوں۔ کتابوں ہواؤں۔ سورج چاند۔ ستاروں کی پے در پے قسمیں کھاتا ہے۔ ہنسی کی بات ہے"

الجواب۔ اگر قسم ہنسی کی بات اور بُری ہے تو جو بحر وید بہاش چٹھا باب منتر بائیس میں بانئے آریہ سماج نے لکھا ہے۔ وہ تو ضرور رد کے قابل ہے "ہے (دورن) نیا کرنیوالے سبھا پتی (منصف راجہ) کئے ہوئے میں نیا گھنیا نمارنے[1] یوگ گئو آدی پشوؤں کی شپت (قسم سوگند) ہے اتی اسی پرکار (اسی طرح) جو آپ کہتے ہیں اور ہم لوگ بھی شیام ہی شپت کرتے ہیں۔ آپ بھی اس پرتگیا (قانون) کو مت چھوڑیئے۔ اور ہم لوگ بھی نہیں چھوڑیں گے"

غور کرو۔ گئو آدی پشوؤں میں کسقدر گائے بیل ہرن۔ بکری۔ اونٹ۔ سور۔ کوی۔ مرغ چیل کیڑے مکوڑے داخل ہیں۔ انصاف کرو۔ اور پھر سوچو وہ جو منوجی اور بھرگ جی کی جامع سنگھتا میں بُرا بول بولا۔ جسنے کہا اور ویدک قانون بتایا۔ دیکھو منوجی ۸ - ۸۸ گئو بیج اور سونا کی قسم دیکر وشیشے پوچھے۔ منو ۸ - ۱۰۹ میں ہے۔ سوگند کے وسیلہ سے اصلی بات کو دریافت کرے۔ اور کیا غلط کہا۔ جو منو ۸ - ۱۱۰ میں ہے۔ دیوتا اور بڑے بڑے رشی لوگوں نے کام کے واسطے سوگند کہائی ہے۔ اور بسواسترا کے جھگڑے میں بششٹ رشی نے پیون کے بیٹے سدامان راجہ کے روبرو قسم کہائی تھی۔

ہماری پاک کتاب میں قسموں کا ہونا ایک معجزہ ہے اور عظیم الشان معجزہ ہے بلکہ اسلامی اصطلاح کے مطابق ایک آیت اور نشان نبوت ہے۔ اور عظیم الشان نشان نبوت ہے۔ کیونکہ عرب میں ایک مثل تھی۔ ان الایمان تدع الارض بلاقع۔ قسمیں ملک کو ویران کر دیتی ہیں۔

اور منو کہتا ہے۔ ۸ - ۱۱۱ کیونکہ جھوٹی قسم کھانیسے اس لوک میں اور پرلوک میں نشٹ ہوتا ہے۔ پنجابی میں مثل ہے۔ جھوٹھی قسم تاں پٹ ماردی اے۔ اب سوچو اور خوب سوچو کہ قرآن اور صاحب قرآن اسقدر قسموں کے ساتھ کیسا فاتح اور کیسا کامیاب ہوا کہ اسکے دشمنوں کا نام و نشان نہ رہا۔ ذرا اسپر غور و تامل کرو۔ ان قسموں کا ثبوت تجارب و ضرب المثلوں اور منو کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے۔ اور تمہارے خیال میں ایک مجنوں اور جھوٹے کا فعل ہے۔ جلسہ مہوتسو کے اسلامی مضمون میں امام مہدی نے اور بھی واضح فرما دیا ہے۔ اور بانئے اسلام تو تمہارے نزدیک جیسے

[1] نمارنے کے لائق گائے وغیرہ جانور ذبح کی۔

ہیں۔ تمہاری اقوال و افعال سے ظاہر ہے۔ مگر دیکھ لو کہ کس طرح روز افزوں ترقی اسلام اور بانیٔ اسلام اور عرب کو ہوئی۔ پس اگر قسم زہر تھی تو اس نے تریاق کا کام دیا۔ اور اگر حق ہے۔ تو کیسی حقیقت حق کی ظاہر ہوئی۔ کہ تمہارے ملک میں بھی آ براجا۔

سنو۔ مطالب دو قسم کے ہوتے ہیں اول بڑے ضروری دوسرے ان سے کم درجہ کے بڑے ضروری مطالب کو بہ نسبت دوسرے مطالب کے تاکید اور براہین اور دلایل سے ثابت کیا جاتا ہے۔ یہ میرا دعویٰ بہت صاف اور ظاہر ہے۔

تاکید کے لئے ہر زبان میں مختلف کلمات ہوا کرتے ہیں ایسے ہی عربی زبان میں بھی تاکید کے لئے بہت الفاظ ہیں۔ مگر ایشیائی زبانوں میں .... علے العموم قسم سے بڑھکر کوئی تاکیدی لفظ نہیں۔ ایسے ہی عربی کے لٹریچر میں بھی قسم سے زیادہ کوئی تاکیدی لفظ نہیں۔ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا اسلئے اسمیں عربی محاورات پر ضروری مطالب میں قسموں کا استعمال بھی ہوا ہے۔ رہی یہ بات کہ اہم اور ضروری امور میں براہین اور دلایل کا بیان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے قرآن کریم نے ان مطالب میں قسموں کے علاوہ اور کیا ثبوت دیا ہے۔ سو یاد رہے۔ جہاں قرآن کریم کسی مطلب پر قسم کو بیان کرتا ہے وہاں جس چیز کیساتھ قسم کھائی گئی ہے۔ وہ چیز قانون قدرت میں قسم والی مضمون کیلئے ایک **قدرتی** شاہد ہوتی ہے اور یہ قسم قدرتی نظاروں میں اپنے مطلب کی مثبت ہوتی ہے جو قسم کے بعد مذکور ہوگا۔

مثلاً۔ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی الخ۔ ایک مطلب ہے جسکے معنی ہیں۔ لوگو! تمہاری کام مختلف ہیں اور انکے نتائج بھی الگ الگ ہیں۔ قرآن مجید اس مطلب کو قانون قدرت سے اس طرح ثابت کرتا ہے:

وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی (پ ۳۰ واللیل)	کیا معنے رات پر نظر کرو جب اسکی کالی گھٹا چھا جاتی ہے۔ پھر دن کی بناوٹ پر غور کرو جب وہ اپنے انوار کو ظاہر کرتا ہے پھر مرد اور عورت کی خلقت اور بناوٹ پر نظر ڈالو۔ اور ان کے قدرتی فرائض اور واجبات کو سوچو۔ تو تمہیں صاف طور پر عیاں ہوگا۔ کہ بے ریب تمہاری کوششیں الگ الگ اور ان کے نتائج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایسے ہی باریتعالےٰ کے نام پر جان و مال کو دینے والے اور نافرمانیوں سے بچنے والے اور اعلےٰ درجہ کی نیکی کے مصداق اور اسکے مقابل جان اور مال سے دریغ کرنیوالے نافرمان اور اعلےٰ درجہ کی نیکی کے مکذب بھی الگ الگ نتیجہ حاصل کرینگے۔

حضرت **امام حجۃ الانام** نے توضیح میں فرمایا ہے "تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام عادت و سنت الٰہی ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات و حقائق کے لئے ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے

خواص کا عام طور پر بیّن اور کھلا کھلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں۔ جیساکہ اس میں کسی کو بھی شک نہیں ہوسکتا۔ کہ سورج موجود ہے۔ اور اسکی دھوپ بھی ہے۔ اور چاند بھی موجود ہے۔ اور وہ نور آفتاب سے حاصل کرتا ہے۔ اور روز روشن بھی سب کو نظر آتا ہے اور رات بھی سب کو دکھائی دیتی ہے اور آسمان کا پول بھی سب کی نظر کے سامنے ہے۔ اور زمین تو خود انسانوں کی سکونت کی جگہ ہے۔ اب چونکہ یہ تمام چیزیں اپنا اپنا کھلا کھلا وجود اور کھلے کھلے خواص رکھتی ہیں جن میں کسیکو کلام نہیں ہوسکتا۔ اور نفس انسان کا ایسی چھپی ہوئی اور نظری چیز ہے۔ کہ خود اسکے وجود میں ہی صدہا جھگڑے برپا ہو رہے ہیں۔ بہت سے فرقے ایسے ہیں۔ کہ وہ اسبات کو مانتے ہی نہیں کہ نفس یعنے روح انسان بھی کوئی مستقل اور قائم بالذات چیز ہے جو بدن کی مفارقت کے بعد ہمیشہ کیلئے قائم رہ سکتی ہے اور جو لوگ نفس کے وجود اور اسکی بقا اور ثبات کے قایل ہیں وہ بھی اسکی باطنی استعدادات کا وہ قدر نہیں کرتے جو کرنا چاہئے تھا۔ بلکہ بعض تو اتنا ہی سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم صرف اس غرض کے لئے دنیا میں آئے ہیں کہ حیوانات کی طرح کھانے پینے اور حظوظ نفسانی میں عمر بسر کریں وہ اس بات کو جانتے ہی نہیں کہ نفس انسانی کس قدر اعلے درجہ کی طاقتیں اور قوتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ اگر وہ کسب کمالات کیطرف متوجہ ہو تو کیسے تھوڑے عرصہ میں تمام عالم کے متفرق کمالات و فضائل و محاسن پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہوسکتا ہے سو اللہ جلشانہ نے اس سورۃ مبارکہ میں نفس انسان اور پھر اسکے بے نہایت خواص فاضلہ کا ثبوت دینا چاہا ہے۔ پس اول اُس نے خیالات کو رجوع دلانیکے لئے شمس اور قمر وغیرہ چیزوں کے متفرق خواص بیان کرکے پھر نفس انسان کیطرف اشارہ فرمایا کہ وہ جامع ان تمام کمالات متفرقہ کا ہے۔ اور جس حالت میں نفس انسان میں ایسے اعلے درجہ کے کمالات و خاصیات تمامہا موجود ہیں جو اجرام سماویہ و ارضیہ میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں۔ تو کمال درجہ کی نادانی ہوگی۔ کہ ایسے عظیم الشان اور مستجمع کمالات متفرقہ کی نسبت یہ وہم کیا جائے کہ وہ کچھ بھی چیز نہیں جو موت کے بعد باقی رہ سکے۔ یعنے جبکہ یہ تمام خواص جو ان مشہود و محسوس چیزوں میں ہیں۔ جنکا مستقل وجود مانتے میں تمہیں کچھ کلام نہیں یہاں تک کہ ایک اندھا بھی دھوپ کا احساس کرکے آفتاب کے وجود کا یقین رکھتا ہے۔ نفس انسان میں سب کے سب یکجائی طور پر موجود ہیں۔ تو نفس کے مستقل اور قایم بالذات وجود میں تمہیں کیا کلام باقی ہے۔ کیا ممکن ہے۔ کہ جو چیز اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں وہ تمام موجود بالذات چیزوں کے خواص جمع رکھتی ہو۔ اور اس جگہ قسم کھانے کی طرز کو اسوجہ سے اللہ جلشانہ نے پسند کیا ہے۔ کہ قسم قائمقام شہادت کے ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے حکام مجازی بھی جب دوسرے گواہ موجود نہ ہوں

تو قسم پر انحصار کر دیتی ہیں۔ اور ایک مرتبہ کی قسم سے وہ فائدہ اُٹھا لیتے ہیں جو کم سے کم دو گواہوں سے لے سکتے ہیں۔ سو چونکہ عقلاً و عُرفاً و قانوناً و شرعاً قسم شاہد کے قائم مقام سمجھی جاتی ہے لہذا اسی بنا پر خدا تعالےٰ نے اسجگہ شاہد کے طور پر اسکو قرار دیدیا ہے۔

پس خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی درحقیقت اپنی مراد یعنی یہ رکھتا ہے۔ کہ سورج اور اس کی دھوپ یہ دونوں نفس انسان کے موجود بالذات اور قائم بالذات ہونیکے شاہد حال ہیں۔ کیونکہ سورج میں جو جو خواص گرمی اور روشنی وغیرہ کے پائے جاتے ہیں یہی خواص سب سے زائد انسان کے نفس میں ہی موجود ہیں۔ مکاشفات کی روشنی اور توجہ کی گرمی جو نفوس کاملہ میں پائی جاتی ہے اسکے عجائبات سورج کی گرمی اور روشنی سے کہیں بڑھکر ہیں۔ سو جبکہ سورج موجود بالذات ہے تو جو خواص میں اسکا ہم مثل اور ہم پلہ ہے بلکہ اس سے بڑھکر ہے یعنی نفس انسان ہے۔ وہ کیونکر موجود بالذات نہ ہوگا۔

اسی طرح خدا کا یہ کہنا کہ قسم ہے چاند کی جب وہ سورج کی پیروی کرے اس کے مرادی معنے یہ ہیں۔ کہ چاند اپنی خاصیت کے ساتھ کردہ سورج سے بطور استفادہ نور حاصل کرتا ہے۔ نفس انسان کے موجود بالذات اور قائم بالذات ہونے کے شاہد حال ہے کیونکہ جس طرح چاند سورج سے اکتساب نور کرتا ہے۔ اسی طرح نفس انسان کا جو مستعد اور طالب حق ہے ایک دوسرے انسان کامل کی پیروی کر کے اسکے نور میں سے لیتا ہے۔ اور اس کے باطنی فیض سے فیضیاب ہو جاتا ہے۔ بلکہ چاند سے بڑھکر استفادہ نور کرتا ہے کیونکہ چاند تو نور حاصل کر کے پھر چھوڑ بھی دیتا ہے۔ مگر یہ کبھی نہیں چھوڑتا۔ پس جبکہ استفادہ نور میں یہ چاند کا شریک غالب ہے۔ اور دوسری تمام صفات اور خواص چاند کے اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ چاند کو تو موجود بالذات اور قائم بالذات مانا جائے۔ مگر نفس انسان کے مستقل طور پر موجود ہونے سے بکلی انکار کر دیا جائے۔

غرض اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو جنکا ذکر نفس انسان کے پہلے قسم کھا کر کیا گیا ہے اپنے خواص کے رو سے شواہد اور خلق گواہ قرار دیکر اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ نفس انسان واقعی طور پر موجود ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک جگہ جو قرآن شریف میں بعض بعض چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں۔ ان قسموں سے ہر جگہ یہی مدعا اور مقصد ہے کہ تا امر بدیہہ کو اسرار مخفیہ کیلئے جو انکے ہمرنگ ہیں بطور شواہد کے پیش کیا جائے۔ (توضیح مرام)

سوال نمبر ۱۵:- کن سے سب کچھ بنایا گیا۔ تو آسمان و زمین کو چھ دن اور تین دنمیں کیوں بنایا؟

ف دیکھو صفحہ ۹۲۔

الجواب - کُنْ کے معنی ہو جا - فیکون کے معنے ہو جاتا ہی - اسکا مطلب یہ ہے - کہ جسطرح اللہ تعالے کسی چیز کے وجود کو چاہتا ہی - اسیطرح وہ چیز ظہور میں آجاتی ہی - مثلاً بقول دیانند کے جیسا کہ اوسنی ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہی " ابتدائے سرشٹی میں بہت ساری آدمیونکا وجود یک دم چاہا - تو ان کا وجود یکدم ہو گیا - اور ۲۴ برس یا چوالیس کے بلکہ اٹھتالیس برس کے جوان پیدا کردیئے لاکن اب ہماری زمانہ میں اوسمیں سال کے لئے تجویز کیا کہ بی اے ہوکر کچھ دن مدرسی کرکر اور مسلمانوں کا مال کھاکر برہمچریہ بنے مجھے ٹھیک عمر تو معلوم نہیں - مگر بیس تیس کے درمیان یہ وجود نصیب ہوا ان حوالہ جات کی تصریح حوا و آدم کی پیدائش میں دینگے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۵ و ۵۲ پس سوال کا جواب تو ہو چکا - اصل بات یہ ہی - کہ کُن کا تعلق بعد الموت ہوا کرتا ہی - تمام قرآن کریم میں مرنے کے بعد پھر جی اُٹھنے پر کُن فرمایا ہے - قرآن کریم میں ہے -

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَیَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ فَیَكُوْنُ (پ انعام)	اور عظیم الشان امر یہ ہی کہ وہ اللہ جسنے پیدا کیا - آسمانوں - بلندیوں اور زمین کو حکمت کیساتھ اور جب کہیگا کُن تو پھر ہونیوالی چیزیں ہو پڑینگی -
وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ - بَلٰى وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝	اور پکی قسمیں کھا چکے ہیں کہ اللہ زندہ نہ کریگا مُردوں کو ہاں ایسا نہیں بلکہ زندہ کرنا وعدہ سچ ہے ولاکن اکثر لوگ بے خبر ہیں -
لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِیْنَ	تو کہ کھولدی انکے لئے وہ جسمیں اختلاف مچاتے ہیں اور منکر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے -
اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۱۴ نحل	بے ریب ہماری بات کسی چیز کے پیدا کرنیمیں یوں ہے کہ جب کریں اسکا ارادہ تو کہتی ہیں کہ ہو پس ہوجاتی ہے
مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ (پ ۲۳ یٰسٓ)	کہو کہل ہڈیوں کو کون زندہ کریگا -
اس کے بعد ہی - اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۲۳ یٰسٓ)	اور آخر کہا ہے - اسکی بات ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے کسی شے کا تو فرماتا ہی کہ ہو پس ہو پڑتی ہی -
وَهُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۲۴ ۱۲	وہی زندہ کرتا اور مارتا ہی پس جب جاری کرتا ہی - حکم تو کہتا ہی ہو جا - پس ہو جاتا ہی -

اور آپ کے یہاں تو پیدائش کا طریق ایسا لکھا ہی - جسکی دلیل ہی مفقود ہی - دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۹

پرکرتی سے اکاش اکاش کے بعد وایو وایو کے بعد اگنی۔ اگنی کے بعد جل۔ جل کے بعد پرتھوی پرتھوی سے نباتات۔ نباتات سے انّاج۔ انّاج سے نطفہ۔ نطفہ سے انسان۔

کیوں دھرم پال یہاں بھی کچھ ستتہ ایام کا پتہ لگ سکتا ہے کہ نہیں۔ اور ہر ایک کمال چھ مراتب طے کرنے کے بعد کامل ہوا کرتا ہے۔ اور آجکل تو پرائمری۔ مڈل۔ انٹرنس۔ ایف اے بی اے۔ ایم اے۔ یہ بھی چھ مراتب ہی رکھے گئی ہیں۔ اور یوم کے معنے وقت کے بھی ہیں۔

سوال نمبر ۱۶ "خدا کی روح عورت کے رحم میں جا سکتی ہے"

الجواب - او بیچارا جب خود تمہارا خدا ہر جگہ ہے تو کیا عورت کے رحم میں نہیں اور کیا اسکی روح وہاں سے الگ ہے۔ سُن تمہارے دیانند گرو نے ستیارتھ میں لکھا ہے پرمیشر کا نام ہے **کھم**۔ اور یہ پرمیشور کا نام اسلئے ہے کہ مثل خلا محیط ہے۔ پھر کیا رحم میں خلا نہیں۔ **وشنو**۔ ہر جگہ محیط ہونے کے باعث وہ وشنو ہے۔

بلا رکاوٹ محیط ہونے کے باعث برہم ہے۔ نیز اگر پرمیشور اندر بھی ہے اور باہر بھی تو بہ نسبت دیانند کے ہاتھی اور وہیل مچھلی میں زیادہ ہوگا۔ تو یہ چیزیں دیانند سے اچھی ہوئیں۔

اور اصل بات یہ ہے۔

ہر ایک عمدہ چیز اور پاک شئے کو الٰہی شے کہا جاتا ہے۔ اسی واسطے تم لوگ ویدوں کو الٰہی کتب الٰہی علم اور اُن کے جاننے والوں کو الٰہی علما کہتے ہو۔ اور مسلمان الٰہی کلام کو بھی روح کہتے ہیں نَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا (پ۱۷ انبیاء) کے معنے ہوئے۔ کہ حضرت مریم میں.... الٰہی کلام کو پہنچا دیا۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ السّلام کی نسبت ہی وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (پ۲۳ ص) آیا ہے۔ جسکا ترجمہ ہے اور جب میں اپنا کلام اُس میں پہنچا دوں۔ یا پھونک دوں۔ اسکی تفصیل آدم کے قصہ میں آئی ہے۔

دوسرا طریق۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو اور اُنکی والدہ ماجدہ کو یہود لوگ بُری کہتے ہیں اور کہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی تردید میں فرمایا ہے۔ کہ حضرت مسیح تو ہماری جانب سے اور ہماری طرف سے ایک پاک روح تھی جو ہماری حکم سے پیدا ہوئی۔ اور انکی والدہ بھی صدیقہ تھیں۔ پاک روحیں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت پانیکی زیادہ تر مستحق ہیں۔

اس بات کا ثبوت کہ قرآن میں روح کلام الٰہی کو کہتے ہیں یہ ہے۔ ۱ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا (پ۲۵ شوریٰ) يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا (پ۱۴ نحل)

سوال نمبر ۱۷ "(۱) خدا زمین و آسمان پر کرسی نشین ہے گویا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ (۲) عرش پر ہے (۳) اسکو آٹھ فرشتوں نے اُٹھایا ہوا ہے (۴) جبرائیل خدا سے نازل ہوتا ہے (۵) جیسے آسمان پر اُڑ گئے (۶) محمد عربی براق پر سوار ہو کر آسمانوں کی سیر اور خدا سے باتوں کے لئے گئے (۷) شیطان چھپ کر آسمانوں کی باتیں سنتے ہیں۔ (۸) فرشتے ستاری توڑ کر شیاطین کو مارتے ہیں"

الجواب۔ یہ ایک سوال ہے جس میں آٹھ سوال ہیں اور بعض سوال ایسے ہیں کہ انپر تفصیل چاہیئے۔ مگر یہ رسالہ جسقدر گنجایش دیگا اسکے مناسب حال لکھتے ہیں۔

پہلا سوال محض غلط فہمی اور علوم الٰہیہ حقہ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ تمام آسمانی مذاہب اسپر متفق ہیں۔ ہاں تارک اسلام کو علوم اسلامی سے نابینائی کی وجہ سے کرسی سے ٹھوکر لگی۔ اور منہ کے بل جہالت کے گڑھے میں گرا ہے۔ سنو! ہماری مکرم کتاب صحیح بخاری میں جسے ہم کتاب اللہ کے بعد اصح الکتب مانتے ہیں لکھا ہے۔

کرسیہ علمہ۔ یعنی کرسی کے معنی علم کے ہیں پس معنے وَسِعَ کُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (پ بقرہ) کے یہ ہوئے کہ اللہ تعالےٰ کا علم تمام بلندیوں اور زمین کو وسیع و محیط ہو رہا ہے۔ اب بتاؤ اس مسئلہ میں جو مذاہب اللہ تعالےٰ کے ماننے والے ہیں اور صفات الٰہیہ کے منکر نہیں ان میں کس کو کلام اور بحث ہے۔

سوال دوم پر الزامی جواب کو اور سوال سوم کے الزامی کے بعد حقیقی جواب کو ملاحظہ کرو تمہاری بجروید اکتیسویں ادھیائے میں لکھا ہے۔ دیکھو نمبر ۱ "اے منش سب پرانیوں کی ہزاروں آنکھیں ہزاروں پاؤں جس سروتر یا پک جگ دیشور میں ہیں وہ پُرش ہے وہ تمام بھوگوں میں سب طرف سے بیاپت یہ پانچ استھول پانچ سوکھشم یہ دس بھوت جس کے انگ ہیں اور وہ سب جگت کو اولنگھ کر ٹھیرا ہے۔ علامہ خمسہ عوامی

اور منتر نمبر ۳۔ اس ایشور کی سب زمین وغیرہ چراچر جگت ایک جزو ہیں اس جگت بنانیوالے کے تین حصہ ناش رہت مہما اپنے سنور سروپ میں ہے۔

اور کہا ہے نمبر ۴ تین حصوں والا پرمیشور سب سے اوتم سنسار سے الگ مکت سروپ نکلتا ہے۔ اس پرش کا ایک حصہ سے ایک جگت میں پھر ہر پیدائش اور پرلے کا چکر کہا تا ہے۔

نمبر ۵ میں ہے "اس براٹ سنسار کے اوپر سروار پورن برہم رہتا ہے اسکے بعد ہی وہ پہلی سی

ظاہر پرش۔ جگت سی علیحدہ رہتا ہی" غرض سترہ منتر تک یہی مضمون مکرر کیا گیا ہے۔
پہلے منتر میں یہ لفظ کہ وہ سب جگت کو اولنگھ کر ٹہیرا ہی۔ مصنف انسان کیلئے قابلِ غور ہی اسکا ترجمہ یہ ہی کہ وہ خدا پرمیشر سب جگت کو پہانڈ کر ٹہرا ہی۔ اور تیسرے منتر کا مطلب ہے کہ خدا پرمیشور کے چار حصہ ہیں ایک حصّہ مخلوق میں اور تین حصّہ بالاتر ہیں۔ اور نمبر ۴ کا مطلب ہے۔ کہ پرمیشور سنسار سے الگ ہی اور اسکے تین حصّہ خلق سے بالا ہیں۔ اور نمبر ۵ میں ہی اوپر پورن برہم رہتا ہی۔
اور دیوتہ۔ امرت نالستو ناس ترتیئے دہام لوگ مذہیر تم) کا مطلب اور عرش پر ہے کا مطلب اگر ایک نہ ہو تو ہم ذمہ وار ہیں۔

سوال سوم۔ اگر قرآن کریم نے آٹھ کا ذکر کیا ہی۔ تو وہاں فرشتوں کا تذکرہ نہیں۔ مگر آپ کے ہاں صاف مسلم ہے کہ آٹھ دیوتا اسکے تخت سلطنت کو اُٹھا رہے ہیں۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴ میں ہے کہ یاگولکیہ جی نے شاکلیہ کو فرمایا ہی۔ آٹھ دسویہ ہیں۔ پہر انکی تفصیل کرتے کہا ہے کہ ان سب کو دسو اسلئے کہتے ہیں۔ کہ ان میں یہ گنج کائنات محفوظ اور قائم ہے۔ یاگولکیہ کے معتقد والسانی بات کو ماننا اور خدائے پاک کی بات کو نہ ماننا کیسی بے انصافی ہے اور حقیقی بات سناتے ہیں۔

سُنو! مسلمانو نکا یہ عقیدہ نہیں ہی۔ کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے۔ جسپر خدا بیٹھا ہوا ہے تمام قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھو اوسمیں ہرگز نہیں پاؤگے کہ عرش کوئی چیز محدود اور مخلوق ہی۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہی کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اُسکا میں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ میں ہی زمین و آسمان اور روحوں اور انکی تمام قوتوں کا خالق ہوں۔ میں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے سہارے قائم ہی ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہی وہ میری ہی پیدائش ہے۔ مگر کہیں نہیں فرمایا۔ کہ عرش بہی کوئی جسمانی چیز ہے۔ جسکا میں پیدا کرنیوالا ہوں۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سے نکالدے کہ عرش بھی کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو میں اس کو قبل اسکے جو قادیان سے باہر جائے ایک ہزار روپیہ انعام دونگا۔ میں اُس خدا کی قسم کہاتا ہوں۔ جسکی جھوٹی قسم کہانا لعنتی کا کام ہی کہ میں قرآن شریف کی وہ آیت دکہاتے ہی ہزار روپیہ حوالہ کردونگا۔ ورنہ میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا۔ جو خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد تو محض اس بات پر ہی کہ عرش کوئی علیحدہ چیز ہی جسپر

خدا بیٹھا ہوا ہے اور جب یہ امر ثابت نہ ہو سکا۔ تو کچھ اعتراض نہ رہا۔ خدا صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی ہے۔ اور کسی چیز پر نہیں۔ بلکہ اپنے وجود سے آپ قائم ہے اور ہر ایک چیز کو اُٹھائے ہوئے ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے۔ جہاں تین ہوں تو چوتھا انکا خدا ہے۔ جہاں پانچ ہوں تو چھٹا انکے ساتھ خدا ہے۔ اور کوئی جگہ نہیں جہاں خدا نہیں۔

اور فرماتا ہے۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پ بقرہ | جسطرف تم مُنہ کرو اسی طرف خدا کا مُنہ پاؤ گے۔ وہ تم سے تمہاری رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہی ہے جو پہلے ہے اور وہی ہے جو آخر ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے اور وہ نہاں در نہاں ہے۔

اور پھر فرماتا ہے۔ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ پ ۲ بقرہ) یعنے جب میرے بندے میری باری میں پوچھیں کہ وہ کہاں ہے پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہوں کہ مجھسے زیادہ کوئی نزدیک نہیں۔ جو شخص مجھپر ایمان لاکر مجھے پکارتا ہے تو میں اسکا جواب دیتا ہوں ہر ایک چیز کی کل میرے ہاتھ میں ہے۔ اور میرا علم سب پر محیط ہے۔ میں ہی ہوں جو زمین و آسمان کو اُٹھا رہا ہوں۔ میں ہی ہوں جو تمہیں خشکی تری میں اُٹھا رہا ہوں۔

یہ تمام آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ بچہ بچہ مسلمانوں کا انکو جانتا اور پڑھتا ہے۔ جسکا جی چاہے وہ ہم سے آکر ابھی پوچھ لے۔ پھر ان آیات کو ظاہر نہ کرنا اور ایک استعارہ کو لیکر اسپر اعتراض کر دینا۔ کیا یہی دیانت آریہ سماج کی ہے۔ ایسا دنیا میں کون مسلمان ہے جو خدا کو محدود جانتا ہے یا اسکے وسیع اور غیر محدود علم سے منکر ہے اب یاد رکھو کہ قرآن شریف میں یہ تو کہیں نہیں کہ خدا کو کوئی فرشتہ اُٹھا رہا ہے بلکہ جابجا یہ لکھا ہے۔ کہ خدا ہر ایک کو اُٹھا رہا ہے ہاں بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو دراصل کوئی جسمانی اور مخلوق چیز نہیں فرشتے اُٹھا رہے ہیں۔

دانشمند اس جگہ سے سمجھ سکتا تھا۔ کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہیں تو فرشتے کس چیز کو اُٹھاتے ہیں۔ ضرور یہ کوئی استعارہ ہوگا۔ مگر آریہ صاحبوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کیونکہ انسان خود غرض اور تعصب کے وقت اندھا ہو جاتا ہے۔

اب اصل حقیقت سنو کہ قرآن شریف میں لفظ عرش کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزوں میں داخل نہیں کیا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مظہر چار ہیں۔ جو وید کے رُو سے چار دیوتے کہلاتے ہیں۔ مگر قرآنی اصطلاح کے رو سے انکا نام فرشتے ہی ہے اور وہ یہ ہیں۔ اکاش جسکا نام

ہے ایک علامت اور اسکے علاوہ بھی

اندر بھی ہے۔ سورج دیوتا جسکو عربی میں شمس کہتے ہیں۔ چاند جسکو عربی میں قمر کہتے ہیں۔ دھرتی جسکو عربی میں ارض کہتے ہیں۔ یہ چاروں دیوتا جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بیان کر چکے ہیں خدا کی چار صفتوں کو اسکے جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہیں جنکو دوسرے لفظوں میں عرش کہا جاتا ہے اُٹھا رہی ہیں یعنے عالم پر یہ ظاہر کر رہی ہیں تصریح کی حاجت نہیں اس بیان کو ہم مفصل لکھہ آئے ہیں۔ اور قرآن شریف میں تین قسم کے فرشتے لکھے ہیں (۱) ذرات اجسام ارضی اور روحوں کی قوتیں (۲) اکاش۔ سورج چاند۔ زمین کی قوتیں جو کام کر رہی ہیں (۳) اُن سب پر اعلےٰ طاقتیں جو جبرئیل۔ میکائیل وغیرہ ئیل وغیرہ نام رکھتے ہیں جنکو وید میں جم لکھا ہے مگر اس جگہ فرشتوں سے یہ چار دیوتے مراد ہیں۔ یعنے اکاش اور سورج وغیرہ جو خدا تعالےٰ کی چار صفتوں کو اُٹھا رہی ہیں یہ وہی چار صفتیں ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں عرش کہا گیا ہے۔ اس فلسفہ کا وید کو بھی اقرار ہے۔ مگر یہ لوگ خود ویدوان ہیں جو اپنے گھر کے مسئلہ سے ہی انکار کر رہے ہیں۔

اخیر میں سنو۔ بھوتگ۔ انترکش۔ برہم لوگ جسکا ذکر منو ۲۳۲-۲ میں ہے اسکے اوپر کسکی حکومت ہے۔

سوال چہارم۔ جبرائیل ملک ہے۔ دیوتا ہے۔

ملایک اور دیوتا کے متعلق تمہاری گرو دیانند کا یہ مذہب تھا۔ کہ وہ مظاہر قدرت ہیں۔ دیکھو وید بھومکا صفحہ ۴۳۔ اسکے علاوہ (خدا کے) اور جسقدر دیوتا بتائے گئے ہیں یا آگے بیان کئے جائینگے وہ سب اسی ایک آتما کے پرمیشور پرتی انگ (مظاہر اجزاء قدرت) ہیں۔ کیونکہ وہ اسکے ایک ایک انگ (قدرت کی جزو) کو ظاہر کرتے ہیں۔ انتہی ان دیوتا کا قیام (رتھ۔ رمن) ٹھیرنے کی جگہ آتما یعنے پرمیشور ہے۔ جبرائیل کے اصلی معنی جادُرائیل ہیں یعنے خدا کا قریب جس طرح تمہاری یہاں آگ قاصد ہے۔ اور ہوم کے ذریعہ تم لوگ (دیب) کستوری۔ گھی۔ شہد۔ اور خوشبودار چیزیں وغیرہ اگنی دیوتا کے ذریعہ اور دیوتاؤں کو پہنچاتے ہو۔ اور اُن سے نفع حاصل کرتے ہو یا حصول منافع کا خیال کرتے ہو۔ اسکے بالمقابل انبیاء رسل اور انکے اتباع اولیاء اللہ (یوگی جن) اپنی مختلف عبادات و ذکر الٰہی توجہات اور مراقبوں سے سچ علوم حاصل کرتے ہیں۔ اور جناب الٰہی ان مظاہر قدرت کو انبیاء و رسل و اولیاء کیلئے مفید بناتا ہے۔ ان میں سے یہ جبرائیل ہے۔

تمہاری ہوم اور سب سے مخلوق دیوتا اگر پرسن ہو سکتے ہیں یا نافع بن سکتے ہیں۔ تو ذکر الٰہی اور عبادت سے خالق دیوتا پرسن ہو کر مکالمہ کا شرف بخشتا ہے۔ اور جبرائیل آدی دیوتا وسائط ہوتے ہیں۔

سوال نمبر ۵ - عیسےٰ آسمان پر اُڑ گئے۔ **جواب** - عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں اُڑے قرآن کریم اس کی تکذیب کرتا ہے۔ قرآن ایک کلی قاعدہ ہر ایک ذی حیات کے لئے باندھتا ہے۔ اور اس قاعدہ کلیہ سے کسی کو مستثنےٰ نہیں کرتا۔ اسکے خلاف اعتقاد رکھنے والا قرآن کریم میں بتائی ہوئی خدا کی سنت کا کذب اور بے ایمان ہے وہ آیت یہ ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَاۗءً وَّاَمْوَاتًا (پ ۲۹ مرسلات) ہم نے زمین کو مردوں اور زندوں دونوں کو اپنی طرف جذب کرنے والی بنایا۔ اسکی کشش ثقل کسی کو اپنے اندر اور اپنے اوپر لینے اور رکھنے کے سوا چھوڑتی ہی نہیں۔

پھر خدا تعالےٰ نے اسی اپنی سنت کو حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک نمونہ سے اور بھی صاف کر دیا جب کفار مکہ نے آپ سے سوال کیا۔ کہ تو آسمان پر چڑھ جا تو خود خدا تعالےٰ نے اپنے نبی کو ارشاد کیا کہ یوں جواب دو۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (پ ۱۵ بنی اسرائیل) تو کہہ میرا رب ایسے ناجائز سوالوں کے جواب اور ایسی لغو حرکات سے پاک ہے۔ کہ اپنی سنت کو توڑے یہ اسکی مصلحت کے برخلاف ہے۔ میں تو بشر رسول ہوں۔ اور بشر رسول کا آسمان پر بجسم عنصری جانا سنن الٰہیہ کے خلاف ہے۔

سوال پنجم - ہمارے نبی کریم براق پر سوار ہوئے اور خدا سے بات چیت کی اور آسمانوں کی سیر کو گئے۔ اسپر ہنسی اور تمسخر کیا ہے۔

الجواب - یہ سب امور حق ہیں انکی معانی کے لئے اس علم کی لغت کو دیکھو جسکو علم الرؤیا کہتے ہیں **علم الرؤیا** کی معتبر کتاب تعطیر الانام میں لکھا ہے۔ جو کوئی دیکھے کہ براق پر سوار ہوا وہ مراتب عالیہ پر پہونچیگا۔ اور اسکو سفر میں عزت ملے گی۔ اور جہاں گیا وہاں باعزت واپس ہوگا۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوا کہ آپ مکہ سے نکلے۔ اور پھر کس شان کے ساتھ جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں بامراد اور منصور مکہ میں داخل ہوئے۔

پھر اسی میں لکھا ہے جو دیکھے کہ وہ پہلے آسمان پر گیا۔ اسکی عمر بہت بڑی نہ ہوگی۔ اور جو دوسرے پر جاوے وہ عالم اور حکیم ہو اور جو تیسرے پر جاوے اس کی عزت و اقبال زیادہ ہو اور جو چوتھے پر جاوے وہ بادشاہوں کی نظروں میں معزز ہو۔ اور جو پانچویں پر جاوے۔ اوس کو جزع و فزع اور مشکلات پیش آویں۔ اور جو چھٹے پر پہونچے اوسکو سعادت و جاہ حاصل ہو۔ اور جو جناب الٰہی کا درشن کرے اوسکا انجام بخیر ہو۔ یہ ساری باتیں جو عزت اور جاہ اور علو اور انجام بخیر اور کامیابی کی متعلق

ہیں۔ وہ سب ہمارے نبی کریم کے حق میں احسن وجہ سے پوری ہوئیں۔ یہ سیر آسمان ایک مکاشفہ ہے۔ اسکی تاویل وتعبیر اسی علم کی کتابوں میں دیکھنی چاہیئے۔ افسوس تم پر تمنے خواہ مخواہ اعتراض کا ٹہکہ لیکر ثابت کر دیا ہے۔ کہ کسی سچے علم سے تمہیں کوئی مناسبت نہیں اور التزام کر لیا ہے کہ ہر ایک حق اور حقیقت کا انکار کر دیا جاوے کونسی قوم ہے جو علم مکاشفہ سے انکار کر سکتی ہے اور اس مکاشفہ کا تو انکار ہو بھی نہیں سکتا کیوں کہ واقعات نفس الامریہ نے اسکی تصدیق کر دی ہے۔

پھر یاد رکھو کہ معراج فقط ایک خواب ہی نہیں۔ بلکہ حقیقی معراج تو حضور کی فطرت میں موجود تہا فِدَاہُ اَبِیْ وَ اُمِّی صلے اللہ علیہ وسلم اور یہ معراج اس حقیقت کا اظہار تہا۔ اور اسکے اظہار تہا اور واقعات نے اسپر مہر لگا دی۔

فائدہ۔ معراج میں ایک لطیف جسم ہوتا ہے۔ جو اس جسم کثیف سے الطف اور قوی میں قوی تر ہوتا ہے ہم نے کسی سوال کے جواب میں دکھایا ہے کہ نفس انسانی (روح) کے ساتھ جسم لطیف اور قوی قائم رہتے ہیں اور ثُمَّ استیقظ کا لفظ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ میں ہے اس ہماری بات کی تصدیق کرتا ہے۔

سوال نمبر ۱۸ "اللہ تعالےٰ نے شوق کرایا کہ آدم کو فرشتوں سے سجدہ کرایا"

الجواب۔ اول تو اللہ تعالےٰ احکام شرعیہ کا مکلف نہیں ہو سکتا کیا یک پویت کرتا ہے کیا برہمچریہ ہے کیا سنیاسی ہے کیا دواہ یا نیوگ کرتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔

دوم۔ سجدہ کے معنے تو فرمانبرداری کے ہیں۔ خود قرآن میں ہے۔

وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ (پ۱۳ رع) اور اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہیں۔ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (پ۱۴ نحل) اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور زید الخیل قصیدہ میں ہے۔ ؎

بجمع تضل البلق فی حجراتہ ۔ ترى الاکم فیہا سجدا للحوافر

پھر کیا پیچے لوگوں کی خصوصاً ان لوگوں کی فرمانبرداری جو اللہ کیطرف سے خلیفہ۔ بادشاہ حکام رسول۔ ہو کر آتے ہیں شرک ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

الٰہی خلفاء کی اطاعت وانقیاد۔ وفرمان برداری سیاست وتمدن کا اعلےٰ اور ضروری مسئلہ ہے۔ بلکہ انکی فرمانبرداری۔ خود الٰہی فرمانبرداری ہے قرآن میں ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (پ۵ نساء) اور فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ

مِنکُمْ (پ۵ نساء) کیا تمنے نہیں سنا یا ستیارتھ میں نہیں پڑھا۔ جہاں لکھا ہی کہ عورتوں کی ہمیشہ پوجا کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی معنی پوجا کے کئے جاسکتے ہیں۔ تو سجدہ کے کیوں نہیں کئے جاتے۔ آج ایسا اعتراض کرنا اور ایسے شخص کے مُنہ سے ایسا اعتراض نکلنا جو انگریزی پڑھا ہے کسقدر شرم کی بات ہے انگریزی زبان میں ورشپ کا لفظ کسقدر وسیع اور روزمرہ کی بول چال میں آتا ہی۔ حتیٰ کہ ججوں کو ہز ورشپ کہا جاتا ہے اسکے معنے سوائے اسکے اور کیا ہیں۔ کہ وہ قابل اطاعت شخص ہیں قرآن میں آیا ہے۔ کہ درخت اور چارپائے اور آسمان زمین کی ساری چیزیں خدا کو سجدہ کرتی ہیں اور امرؤ القیس کے شعر میں ہے۔ کہ تمام جنگل اُن گھوڑوں کے سُموں کو سجدہ کرتے تھے اب صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ سجدہ عرفی نہیں۔ جو زمین پر گر کر پیشانی کو زمین سے ٹکرا کرتے ہیں۔

لِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (پ۱۴ نحل) اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہی۔ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ (پ۱۳ رعد) اور اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہی۔ جو آسمانوں میں ہی۔ اور جو زمین میں ہی۔ تو کیا آسمان و آسمان کی چیزیں اور زمین کی زمین پر گرتی ہیں۔

تمہارے آریہ مسافر کے جواب میں اور تنقیہ والے کے دفاع میں ہمنے ایک مضمون لکھا تھا۔ جب وہ مرگیا تو ہمنے اس مباحثہ سے اعراض کیا اور یہ مضمون پڑا رہا۔ اب جو تمنے نئی چھیڑ کی تو اس مضمون کو مختصراً لکھ دیتے ہیں۔ آریہ مسافر اور تنقیہ والے کا اعتراض حسب ذیل ہے

"جس زمانہ میں کہ آنحضرت محمد صاحب ہوئے تھے۔ اُسوقت بُت پرستی بہت پھیلی ہوئی تھی۔ الی ان قال"

"مگر چونکہ انکی سرشت میں بُت پرستی بھری ہوئی تھی۔ احکامات مندرجہ میں بُت پرستی کے ظاہر و صادر ہوئے"

پہلا حکم۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔ یہ آدم پرستی ہوئی"

دوسرا حکم۔ وَعَهِدْنَا اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ (پ۱ بقرہ) یہ کعبہ پرستی ہوئی"

تیسرا حکم۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَهْلِهٖٓ اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْکُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْکُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّکُمْ تَصْطَلُوْنَ۔ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْ بُوْرِکَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یٰمُوْسٰٓی اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

(پ۱۹ نمل) یہاں آگ کو خدا جانا۔

۱- یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پ۵- نساء)

۲- وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا- (پ۴- نساء)

۳- وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (پ۱۰ توبہ)

۴- یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَکُمْ لِیُرْضُوْکُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ (پ۱۰ توبہ)

۵- اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ (پ۱۰- توبہ) یہ سب رسول پرستی

یہ خلاصہ تنقیہ دماغ کے صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ کا ہے۔

الجواب- قرآن مجید اور اہل القرآن جسقدر شرک و بت پرستی کے مخالف ہیں اتنا تو درکنار اسکے قریب قریب بھی کوئی مذہب دنیا میں بت پرستی کا مخالف نہیں۔ سوچو کس کتاب میں یہ کلمہ لکھا ہے۔ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ (پ۲۴ لحم السجدہ) (ترجمہ) سورج اور چاند کو سجدہ مت کرو۔

کیا وید میں ایسی باتیں ہیں کہ وایو (آگ۔ جل۔ سورج۔ چاند۔ زمین کی پرستش نہ کرو اگر ان مادیات کی پرستش کی مخالفت ہوتی۔ تو جل پرست وغیرہ کہاں سے پیدا ہوتے اور کس کتاب میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ (پ۵ نساء)	اللہ معاف نہیں کرتا کہ اس سے شرک کیا جائے اور اسکے نیچے درجے جسے چاہے معاف کرتا ہے۔

وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (پ۵- نساء) اور جس نے اللہ سے شرک کیا۔ وہ سخت بہک گیا۔

اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (پ۷ مائدہ) یہ سچی بات ہے کہ جو اللہ سے شرک کرے۔ اللہ جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا (پ۵ نساء) اور جس نے اللہ سے شرک کیا اس نے بڑی بدی کی بات تراشی۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (پ۲۶ احقاف) اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہے۔ جو اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتا ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا (پ۱۵ بنی اسرائیل) اور تو اللہ کے ساتھ اور معبود مت ٹھہرا ورنہ تو ذلیل اور راندہ ہو کر جہنم میں گرایا جائیگا۔

وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا (پ۲۹۔ الجن) اور جب اللہ کا بندہ اسکی عبادت کے لئے اٹھا قریب تھا۔ کہ اسپر ٹوٹ پڑتے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ءٰاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ (پ۱۹ کہہ حمد اللہ کے لئے اور سلام اسکے برگزیدہ بندوں پر بتاؤ اللہ خیر و برکت ہے یا وہ جنہیں شریک ٹھہراتے ہیں۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ (پ۲۰ النمل) کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے بادل سے پانی اتارا۔ پھر ہمنے اس سے خوشنما باغ اگائے۔ تمہاری قدرت میں نہ تھا۔ کہ تم درختوں کو اگاتے۔ بتاؤ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ مشرک ہیں۔

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ (ترجمہ) کسنے زمین کو تمام چیزوں کے لئے قرارگاہ بنایا اور اس میں دریا رواں کئے اور اسکے لئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان روک بنائی۔ بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے اصل بات یہ ہے کہ یہ نادان لوگ ہیں۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۔ کون ہے جو بیچارہ کی آواز سنتا ہے۔ جب وہ اُسے پکارتا ہے اور اس کے دکھ کو دور کرتا ہے۔ اور تمہیں زمین پر دوسروں کے جانشین بناتا ہے۔ بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے تم نصیحت کو بہت ہی کم قبول کرتے ہو۔

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ کون ہے جو بر و بحر کی تاریکیوں میں تمہیں راہ دکھاتا ہے اور کون ہے جو اپنی رحمت (باراں) کے آگے آگے خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ بلند اور پاک ہے اللہ ان کی تمام شرک

کی باتوں اور شریکوں سے۔

اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَمَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۔ (پ ۲۰ ۔ النمل) کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے بتاؤ کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ کہہ کوئی دلیل تو لاؤ اگر سچے ہو۔ کہہ آسمانوں اور زمین میں جو ہیں۔ وہ غیب کو نہیں جانتے سوا اللہ کے انہیں کوئی پتا نہیں۔ کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

یہ نمونہ ہے ان کلمات طیبات کا جن میں شرک کا استیصال کیا گیا ہے اور قرآن میں یہ بھی دعوے کیا گیا ہے۔ کہ اس میں اختلاف اور تناقض نہیں۔ پھر کسقدر افسوس کی بات ہے کہ ایسی صریح اور پُرشوکت تعلیم کے خلاف یہ الزام لگایا جائے کہ اس میں شرک کی تعلیم ہے اگر آریہ میں غیرت ہے تو ہم انہیں بلاتے ہیں کہ ایسی پاک تعلیم شرک کے خلاف وید سے نکالکر دکھائیں۔ **کاش وید میں** کوئی صاف فقرہ ایسا ایک ہی ہوتا۔ تو اتنی مخلوق ناپاک بت پرستی میں گرفتار نہ ہوتی۔ یہ وید کی بقول دیانند کے استعارہ آمیز تعلیم کا نتیجہ ہے کہ کل ہندوستان لامعلوم برسوں سے طرح طرح کی مخلوق پرستیوں کی نحوست میں مبتلا ہے۔ قرآن کریم اپنی نسبت دعوے کرتا ہے۔ جیسے فرمایا۔

وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۔ (پ ۵ نساء) اگر قرآن اللہ تعالےٰ کیطرف سے نہ ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔

بلکہ قرآن مجید کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْہِ (پ ۱۴ ۔ النحل) قرآن اسی لئے اُتارا ہے۔ کہ لوگوں کی تمام اختلافی باتوں کا حکم بنکر فیصلہ کرے۔

اس صورت میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں شرک کی تعلیم ہے۔ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا ۔ (پ ۱۵ کہف)

اب اس اعتراض کا جواب سنئے جسکو تنقیہ کے نہایت نافہم مگر تکذیب والے سے کسیقدر مہذب بنے بیان کیا ہے۔ تنقیہ کا مؤلف کہتا ہے۔ کہ قرآن مجید اور حضرت ہادی اسلام نے آدم پرستی۔ کعبہ پرستی۔ آگ پرستی۔ رسول پرستی سکھائی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ میں

تکذیب والے سے تنقیہ والے کو مہذب اس لئے کہا ہے۔ کہ اس نافہم نے تکذیب کے صفحہ ۲۱۰ میں پیر پرستی۔ سخی سرور پرستی۔ شمس پرستی۔ تابوت سکینہ پرستی کو اسلام کیطرف منسوب کیا ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ یا جبرائیل کا وظیفہ کرتے ہیں۔ مؤلف تنقیہ کو تو دلیل کا خیال بھی آیا ہے۔ مگر مکذب نے سب کچھ بے دلیل ہانک دیا۔ بہرحال سنو! پرستش کے معنے عبادت اور پوجا کے ہیں۔ عبادت عربی زبان میں کسکو کہتے ہیں۔ قاموس اللغہ اور اس کی شرح تاج العروس میں لکھا ہے۔ اَلْعِبَادَۃ فعل ما یرضے بہ الرّبّ عبد عبادۃ وعبودۃ وعبودیۃ اطاعۃ اعبدوا ربّکم اطیعوا ربّکم

پھر سوچنا چاہیے علاوہ بریں آدم علیہ السّلام کا قصّہ ایک تاریخی واقعہ کا بیان ہے اس واقعہ کے بیان سے یہ کہاں سے نکلا کہ حضور علیہ السّلام ہمارے نبی کریم نے ملائکہ کو آدم کے سجدہ کا حکم دیا۔ بُت پرستی اور بتوں کو قرآن نے رجس فرمایا۔ جیسے فرمایا فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (پ ۱۷ حج) اور اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (پ بقرہ) کا مطلب یہ ہے۔ کہ مکہ معظمہ کو بُت پرستی اور بُتوں سے پاک کردو۔ یہاں بُت پرستی کا استیصال ہوا یا بُت پرستی ہے؟۔

نیز ملائکہ کا آدم کو سجدہ کرنا اور اہل اسلام کا بیت اللہ کیطرف مُنہ کرکے نماز پڑھنا یا مکہ معظمہ میں اللہ تعالےٰ کو سجدہ کرنا اور پیغمبر صاحب کی بات کو ماننا کیا اپنے نفس وہوا کی فرمانبردار ہے کیا آدم کا حکم ہے کیا کعبہ کا حکم کیا حضرت نبی عرب کا اپنا حکم ہے۔ یا حسب اعتقاد اہل اسلام کے اللہ تعالےٰ کا حکم۔ اگر باعتقاد اہل اسلام اللہ تعالےٰ کا حکم ہے تو اللہ کی عبادت ہوئی۔ نہ آدم اور کعبہ اور رسالت مآب کی۔ ہاں بُت پرست کی بُت پرستی شرک ہوگی۔ کیونکہ اسپر الٰہی فرمان نہیں۔

پھر حضرت سیدنا ابوالبشر آدم خلیفہ تھے۔ الٰہی خلفاء کی فرمانبرداری اور الٰہی رسولوں کی فرمانبرداری اللہ تعالےٰ کی فرمان برداری ہوا کرتی ہے۔ کیا تم کو اتنی بھی خبر نہیں کہ رسول کے معنے ایلچی کے ہیں۔ ایلچی پیام رساں کی اس امر میں فرمانبرداری جس میں وہ پیام بر ہوکر کسی کے حکم کو پہنچاتا ہے۔ حکم بھیجنے والے کی فرمانبرداری ہوا کرتی ہے۔ اسیواسطے صحابہ کرام کو جب حضرت سرور عالم کوئی حکم فرماتے تو بعض وقت وہ پوچھ لیا کرتے۔ کہ اَرَحْیًا اَمْ مَشْوَرَۃً آگ پرستی کا تو قرآن میں کہیں ذکر ہی نہیں اور جس آیت سے استدلال

کیا ہے اس آیت کی تفسیر بتفصیل اپنے تصدیق براہین احمدیہ جلد ۴ کے صفحہ نمبر ۱۵۰-۱۵۵ میں کر دی ہے
علاوہ بریں کعبہ پرستی کے اتہام پر گذارش ہے کہ اہل اسلام کا کعبہ کیطرف منہ کر کے نماز
پڑھنا کعبہ پرستی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ۱

اوّل۔ تو اسلئے کہ استقبال کعبہ کے صرف اتنے معنے ہیں کہ کہ کعبہ کیطرف منہ ہو
اور بت پرستی کا حاصل یہ ہے کہ بُت معبود ہوں۔

دوم۔ نماز میں کعبہ کیطرف منہ ہونا چاہیئے۔ اس امر کی نیت بھی شرط نہیں کہ کعبہ کیطرف
منہ ہو چہ جائکہ کعبہ کی عبادت کی نیت ہو۔ بلکہ اللہ کی عبادت کی نیت ضرور ہے۔

سوم۔ ابتداء نماز سے نماز کے آخر تک اسلامی نماز میں تعظیم کعبہ کا کوئی لفظ نہیں۔ نماز
اللہ اکبر کے لفظ سے شروع ہوتی ہے۔ اور رحمۃ اللہ کے لفظ پر ختم ہو جاتی ہے اللہ ہی کے نام سے
شروع اور اسی کے نام پر ختم ہوتی ہے۔

چہارم۔ کعبہ کی دیواروں کا نمازی کے مقابل ہونا بالکل شرط نہیں اگر بالفرض کعبہ
کی دیواریں منہدم ہو جاویں جیسے حضرت عبداللہ بن زبیر کے وقت نئے سرے کعبہ کی تعمیر کے
وقت اتفاق ہوا تو بھی نماز ادا کیجاتی ہے۔ اگر کعبہ کی دیوار معبود و مسجود ہوتی تو ضرور تھا کہ اتنے
دنوں نماز موقوف رہتی۔ غور کرو۔ اگر شیو دوارے اور رگھناتھ جی کے مندر کی بُت اُٹھوا کر
کہیں اور جگہ رکھوا دیں۔ تو پھر بُت پرست لوگ تمام بُت پرستی کے فرائض اوسی دوسری جگہ
ادا کرتے ہیں۔ اور پہلی جگہ کو کوئی نہیں پوچھتا۔

پنجم۔ خانہ کعبہ کو اسلام نے بیت اللہ کہتے ہیں اور بالکل ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی کے
مکان کو جاتا ہے۔ تو اسکا مطلب مکان والا ہوا کرتا ہے۔ کسی تخت نشین بادشاہ اور بزرگ
کے آداب و نیاز اسکے تخت کے سامنے تخت کے آداب نہیں ہوا کرتے۔ اور بُت پرست بُتوں کو
خدا نہیں جانتے۔ بلکہ جن کے بُت ہوا کرتے ہیں۔ اُنکا مظہر جانتے ہیں۔

ششم مستحق عبادت اسلام کے نزدیک صرف وہ ہے۔ جو خود موجود کل کے نفع و ضرر کا
مالک و مختار ہو اور اسکا نفع و ضرر کسی سے ممکن نہ ہو۔ وہی جسکا کمال جلال و جمال ذاتی ہو۔
اور تمام اسکے سوا اپنے وجود و بقا میں اسی کے محتاج سب کے کمالات جمال و جلال اسی کے عطا ہیں
اور اسی چیز اللہ تعالےٰ کے ماسوا اہل اسلام کے نزدیک کوئی بھی نہیں۔

سب سے افضل۔ اکمل۔ اتم حضرت سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہے۔

انکی پاک جناب کو بھی سلامی اللہ کا بندہ اللہ کا رسول ہی اعتقاد کرتے ہیں۔ اسلام کا اعتقاد ہے۔ کہ ایک ذرہ کے بنانے کا بھی اختیار انہیں نہیں۔ ایک رتی برابر کسی کے نقصان دینے کی قدرت نہیں۔ آپ خالق کائنات نہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا۔	اور مسجدیں اللہ کیلئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔ اور جب اللہ کا بندہ اسکی عبادت کیلئے اوٹھا تو اس پر ٹوٹ پڑنے لگے۔
قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَا اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا۔ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا۔ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۲۹ الجن	کہہ میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور کسیکو اسکے ساتھ شریک نہیں کرتا۔ کہہ میں تمہارے ضرر اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا۔ کہہ کوئی مجھے خدائی عذاب سے پناہ نہیں دیسکتا اور نہ میری لئے اسکے سوا کوئی پناہ کی جگہ ہے۔ میرا کام تو صرف خدا کے پیغام پہنچا دینا ہے۔

عبادت و اطاعت اور فرمانبرداری کا اصل باعث امید و بیم ہے۔ اسی واسطے بت پرست بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ کہ ان سے انکو نفع کی امید و ضرر کا ڈر ہے اور اہل اسلام کو کعبہ کی نسبت یہ اعتقاد نہیں۔

ہندی بت پرست اور عیسائی قومونکا یہ حال ہے کہ ہندو بت پرست تو پرمیشر کو اکرتا اور نرنکار شنرتا اور سرتا سے پوتر جان کر شیو اور لشنو وغیرہ ہزاروں دیوتا کی پرستش کیا کرتے ہیں۔ جن سے اونکو امید و خوف ہوتا ہے۔ اور عیسائی باری تعالےٰ کو ایسا عادل جو نجات نہ دے سکے۔ یقین کر کے حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کو منجی نجات دینے والا اعتقاد کر کے انکی پرستش کرتے اور عبادت کر کے شرک میں گرفتار ہیں۔

ہفتم۔ علم اگر معلوم کا تابع ہے تو حکم محکوم کا تابع نہیں۔ حکم ہمیشہ حاکم کا تابع ہوا کرتا ہے۔ کیا معنے علم میں عالم کی رضا و اختیار کو دخل نہیں۔ جیسا معلوم ہوتا ہے ویسا ہی سچا علم ہوا کرتا ہے اور حکم میں حاکم کو اختیار ہوتا ہے۔ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہے حکم کر دے۔ محکوم کی مرضی کو اس میں دخل نہیں۔ محکوم کا فرض ہے کہ حاکم کا حکم سنکر اسمیں چون و چرا نہ کرے بلکہ حاکم کی مرضی کا تابع رہے۔

مگر ہاں قابل لحاظ یہ امر ہے کہ اگر وہ حکم ایسے علم و اعتقاد پر مبنی ہو جو خلاف واقعہ ہے۔ تو پھر اس حکم کو بلا تامل اغوا شیطانی سمجھے نہ ارشاد ربانی۔ کیونکہ لاجرم علم معلوم کے تابع ہوا کرتا ہے مثل حکم تابع حاکم نہیں۔ اگر یہ بات ہے۔ تو پھر استقبال کعبہ میں حکم الٰہی کی تعمیل لازم ہے اسلئے کہ اس حکم کا مدار کسی اعتقاد خلاف واقعہ امر پر نہیں بلکہ کسی واقعی اعتقاد کی بھی ضرورت نہیں۔ فقط حکم کی ضرورت ہے۔ البتہ اگر اسلام میں استقبال کعبہ میں کعبہ پرستی ہوتی تو بے ریب مثل بُت پرستی کے یہاں بھی اس اعتقاد کی ضرورت ہوتی کہ کعبہ عبادت کا مستحق ہے مگر اسلام میں استقبال کعبہ کا مطلب اتنا ہے کہ خدا کی عبادت اس طرف کرو۔ کیونکہ اول تو انسان مقید فی الجہتہ ہے۔ اگر اسکو اللہ تعالےٰ کیطرف سے یہ حکم ہوتا کہ جہت سے علیحدہ ہو کر جسمانی عبادت کرے۔ تو انسان پر تکلیف مالایطاق کا بوجھ ڈالا جاتا اسلئے جسم کے لئے چونکہ جہت لازمی تھی اسکے لئے جہت تجویز ہوئی۔ قبلہ نما قاسم العلوم۔ ہاں پورب کو مُنہ کر کے عبادت کرنا سورج پرستی معلوم ہوتی ہے۔ منو ۲ - ۵۷۔ اور ہوم کے وقت آگ کی طرف مُنہ کر کے اہوتی دیتے ہو۔ جو آگ پرستی ہے۔

سوال نمبر ۱۹ "ظالم نہیں۔ تو نوح کی خاطر تمام دنیا کو کیوں غرق کیا"

الجواب - تمام دنیا کو غرق کر دینا قرآن کریم میں ہرگز نہیں۔ اس کی عربی تو اغرقنا الدُّنیا کلّھا ہے اور یہ لفظ قرآن میں ہرگز نہیں۔ مگر بتاؤ۔ جل سے سرشٹی کیونکر ہوتی ہے۔ اور کیوں ہوتی ہے جل پرلے اور اوسکے پیچھے کی پرلے آپ کو معلوم نہ ہوں۔ تو دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۹۰

"جب مہا پرلے ہوتا ہے تب اُسکے بعد اکاش وغیرہ کی ترتیب ہے اور جب اکاش اور وایو کا پرلے نہیں ہوتا۔ اور اگنی وغیرہ کا ہوتا ہے تو اگنی (حرارت) وغیرہ کی ترتیب ہے اور جب وویت اگنی (حرارت برق) کا بھی ناش نہیں ہوتا۔ تب پانی کی ترتیب سے دنیا پیدا ہوتی ہے یہاں دیکھ لو۔ کہ ایک وقت میں تمام دنیا پر جل آتا اور سب کچھ ہلاک ہو جاتا ہے۔ گو ہم ایسی باتوں کے قائل نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ طاعون کی سزا میں پہلے کیڑے مکوڑے۔ پھر چوہے ہلاک ہوتے ہیں۔ سو خالق کو جس طرح پیدا کرنیکا اختیار مارنے کا بھی ہے۔

سوال نمبر ۲۰ "خدا نے خود ولوپر مُہر لگا دی اور کانوں میں پردے ڈال دیئے تو انبیا کا بھیجنا حماقت ہے۔ خدا خود دوزخ میں جاوے"

الجواب

۱۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ (پ۱ الٓمٓ) ہم کا لفظ یہاں تین بار آیا ہے اور یہ ضمیر جمع مذکر غائب کی ہے جسکے معنی ہیں "وہ لوگ" پس معلوم ہوا کہ یہ ذکر ایسے لوگوں کا ہے جنکا پہلے کوئی ذکر آچکا ہے۔ اسلئے ہم کے معنے سمجھنے کے لئے ضرور ہوا۔ کہ ماقبل کو ہم دیکھ لیں۔ توجب ہمنے ماقبل کو دیکھا تو یہ آیت موجود ہے

۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (پ۱ الٓمٓ) اس بیان سے اتنا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے منکر لوگ ہیں جنکے لئے ختم اللہ کا ارشاد ہے عام نہیں۔

پھر قرآن کریم نے صاف صاف بیان فرمایا ہے۔ جہاں ارشاد کیا ہے۔

بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ (پ۶ نساء) یعنے انکے کفر کے سبب اُنکے دلونپر مُہر لگادی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہر کا باعث کفر ہے۔ انسان کفر کو چھوڑے۔ تو مُہر ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح فرمایا۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (پ۲۴ مؤمن)

پس تفصیل دونوں آیتوں کی یہ ہے (پ۱ بقرہ)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا) یاد رکھو کہ کفر کرنا کافر انسان کا اپنا فعل ہے۔ جیسے قرآن کریم نے بتایا۔ اور یہ پہلی بات ہے۔ جو کافر سے سرزد ہوئی ہے اور یہ کفر خداداد روحانی قوتوں طاقتوں سے کام نہ لینے سے شروع ہوا جو دل کی خرابی کا نشان ہے

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ (برابر ہو رہا ہے اُنکے نزدیک خواہ ڈرایا تونے یا نہ ڈرایا تونے) یعنے تیرے ڈرانے کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ یہ دوسرا فعل کافر انسان کا ہے۔ کہ اس نے اپنی عقل و فکر سے اتنا کام بھی نہیں لیا اگر اس میں یہ خوبی نہ تھی کہ ایمان کے لئے خود فکر کرتا سوچتا۔ عقل سے آپ کام لیتا۔ تو کم سے کم رسول کریم کے بیانات کو ہی سُنتا کہ کفر کا نتیجہ کیسا بُرا اور اس کفر کا انجام کیسا بُرا ہے۔

لَا يُؤْمِنُوْنَ (نہیں مانتے یہ تیسرا فعل کافر انسان کا ہے اول تو ضرور تھا کہ قلب سے کام لیتا۔ جو روحانی قوت کا مرکز ہے اگر اس موقعہ کو ضائع کر چکا تھا تو مناسب یہ تھا کہ نبی کریم کی باتیں سُنتا پس کان ہی اسکے لئے ذریعہ ہو جاتے کہ ایماندار بن جاتا۔ اور یہ دوسرا موقع

حصول ایمان کا تھا۔ پھر اگر یہ بھی کھو بیٹھا تو مناسب تھا۔ کہ کچھ ایمانداروں کے چال چلن کو دیکھتا جو ایسے موقع پر اُسی کے شہر میں موجود تھے اور یہ بات اس کافر کو آنکھ سے حاصل ہو سکتی تھی۔ مگر اُس نے یہ تیسرا موقع بھی ضائع کر دیا۔

غور کرو۔ اگر کوئی دانا حاکم کسی کو مختلف عہدے سپرد کرے لاکن وہ عہدہ دار کہیں بھی اپنی طاقت سے کام نہ لے تو کیا حاکم کو مناسب نہیں کہ ایسے نکمے شخص کو عہدہ سے اسوقت تک معزول کر دے۔ جب تک وہ خاص تبدیلی نہ کرے۔

اب اسی ترتیب سے دوسری آیت پر غور کرو۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (پ ۱ الف) مُہر لگا دی اللہ نے انکے دلوں پر۔ اس لئے کہ انہوں نے پہلے دل کا سیاناس خود کیا اور کفر کیا۔

وَعَلٰى سَمْعِهِمْ۔ اور انکے کانوں پر۔ یہ دوسری سزا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے کانوں سے کام نہ لیا۔

وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ۔ یہ تیسری سزا ہے کہ اُنکے آنکھوں پر پٹی ہے کیونکہ اُنہوں نے آنکھ سے بھی کام نہ لیا۔

ظاہری مثال آپ نے قرآن کریم کے فہم میں دل سے اب تک کچھ کام نہ لیا اور یہ بات مجھے تمہارے سوالوں سے ظاہر ہوئی ہے۔ اور نہ یہ کوشش کی کہ پہلے اِن سوالات کے جوابات کسی متکلم سے سُنتے۔ اب میں آپ کے آگے آپ کی آنکھ کے آگے یہ رسالہ رکھتا ہوں۔ دیکھئے آپ روحانی آنکھ سے کام لیتے ہیں یا نہیں اگر توجہ کی اور کفر چھوڑا تو دیکھ لینا مُہر ٹوٹ جائیگی **بات** یہ ہے۔ کہ ایک عام قانون جناب الٰہی نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ جس سے یہ تمام سوال حل ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (پ ۲۸ صفا) جب وہ کج ہوئے خدا نے اُنکے دلوں کو کج کر دیا۔

یہ بات انسانی فطرت کے دیکھنے سے عیان ہوتی ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے کچھ قوتیں عطا فرما کر اِن قوتوں کے دینے کے بعد ان قوتوں کے افعال کے متعلق انسان کو جواب دہ کیا ہے اور انہیں طاقتوں کے متعلق نافرمانی کے باعث انسان عذاب پاتا ہے **مثلاً** ایک ہوادار روشن کمرہ کی کھڑکیاں عمدہ طور پر بند کی جاویں تو اس بند کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ کمرہ کے اندر اندھیرا ہو اور کمرہ کی ہوا رُک جاوے۔ یہ مثل ٹھیک ان اعمال پر صادق آتی ہے۔ جنکا انسان جوابدہ ہے۔ اسی طرح آتشک اور خاص سوزاک اُن لوگوں کو ہوگا۔ جو بدی کے مرتکب ہوئے۔

پس جب کھڑکیاں کھولدی گئیں اور پورا اور صحیح علاج کر لیا گیا۔ تو کمرہ پھر ہوادار روشن اور مریض اچھا ہو جائیگا۔ **مُہریں** اسلام کے روسے ٹوٹ بھی جاتی ہیں۔ اسی واسطے قرآن کریم میں آیا ہے۔ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى (پ بقرہ) مُہریں ہی ٹوٹیں۔ تو نبی کریم سے لیکر کروڑ در کروڑ آجتک مسلمان ہوئے۔ **ماں**۔ تمہارے مذہب کے روسے مُہر کا ٹوٹنا ضرور محال ہے کیونکہ اگر مہروں کا ٹوٹنا محال نہیں تو آپ کم سے کم اپنی گاؤ ماتا کو اسکے بہرشٹ جنم سے چھوڑاتے۔ ہمیں اسے پنڈتانی بنا کر دکھاؤ تو سہی۔ اس بیچاری کا جنم صرف سزا ہی بھوگ رہا ہے۔ کاش اس کی مہر ٹوٹتی تو نہ انگریز اسے مارتے اور نہ ہم پر اتنے مقدمات قائم ہوتے۔

سوال نمبر ۲۱:۔ "خدا کے ہاں سفارش منظور نہیں پھر کہا بعض کی منظور ہے۔ سپارش اور گناہ کا کیا تعلق ہے"؟

"قرآنی خدا مطلق العنان ہے قیدی لائے جاتے ہیں۔ وزیر سپارش کر رہا ہے۔ اور اورنگ زیبی دربار لگا ہے"۔

الجواب۔ میں اپنے فن طبابت میں دیکھتا ہوں۔ کہ میری کوشش کی سپارش۔ میری دی ہوئی دواؤں کی سپارش کہیں منظور ہے اور کہیں نامنظور ہے۔ اسی طرح **سائنس دانوں** کی سپارشیں کہیں منظور ہیں کہیں نامنظور۔ بادشاہوں کے **وزراء اُمراء** سپہ سالاروں کی سپارشیں کہیں منظور ہیں کہیں نامنظور۔ **دعائیں** کہیں کامیاب کر کے شکر کے انعامات کا موجب ہوتی ہیں اور کہیں ناکامی سے صبر کے انعامات دلاتی ہیں۔

پس اس قاعدہ کے مطابق بعضوں کے حق میں لکھا ہے۔ کسی کے لئے سپارش نامنظور ہے۔ اور بعض کے لئے سپارش منظور ہے۔ اسی طرح بعض کی سپارش منظور اور بعض کی نامنظور۔ سپارش اور **گناہ** کا یہ تعلق ہے کہ گناہ اخذ کا موجب ہے۔ اور سپارش کنندہ کی سپارش اسکے نیک اعمال کے باعث الٰہی عفو (کہا) کو حاصل کر کے ایک قسم کے گنہ گار کے لئے **توکہا** کا موجب ہوتی ہے۔ اور سپارش کنندہ کے واسطے باعث اعزاز و امتیاز۔

شفاعت ایک دعا بلکہ دعا سے بڑھکر ایک درجہ کی پرارتھنا ہے۔ پس اسپر انکار کیا۔

سوال نمبر ۲۲:۔ "آدم کی پیدائش۔ اور اس کی رُوح افسانہ ہے"۔

الجواب۔ ناوان انسان! ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔ صفحہ ۲۹۴-۲۹۲ سوال کے جواب میں۔ سوال یہ ہے آغاز دُنیا میں ایک یا کئی انسان پیدا کئے۔ اور جواب یہ دیا ہے۔ کہ کئی

اور **پہر دوسرے** سوال کے جواب میں کہا ہے "ابتدا دنیا میں انسان وغیرہ کی پیدائش بچپن جوانی یا بڑھاپے کی عمر میں ہوئی۔ جواب جوانی کے عمر میں۔

تم کو ایک بابا آدم کی پیدائش سے یہ دکھ پہنچا۔ کہ ترک اسلام کیا اور یہاں تمکو آریہ سماجی بننے کے لئے کئی آدم ماننے پڑے۔ **مَیں نے** قرآن کریم کے مخالفوں اسلام کے مخالفوں کی نسبت یہ تجربہ کیا ہے۔ کہ جو کوئی وہمی طور پر قرآن و اسلام پر اعتراض کرتا ہے۔ اس نادان کو بڑھ چڑھکر اعتراضوں کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ **جو وہمی** طور پر کئے تھے۔

مثلاً مسیحی لوگوں نے اعتراض کیا کہ فلاں جزوی اور فروعی مسئلہ میں قرآن و اسلام بائبل کا خلاف کرتا ہے اسلئے ہم اسے نہیں مان سکتے اسکا نتیجہ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام شریعت کو وہ لوگ لعنت اور پرانی چادر یقین کرکے از سرتا پا چھوڑ بیٹھے۔ اور مثلاً آریہ نے ہماری توحید پر اعتراض کئے۔ تو انکو ماننا پڑا ازلی ہستیاں تین ہیں۔ بلکہ پانچ بلکہ لاکھوں لاکھہ۔

اللہ تعالےٰ ازلی۔ تمام روحیں ازلی غیر مخلوق تمام ذرات عالم روحوں کے صفات۔ افعال اور عادات۔ ذرات کے صفات اور افعال اور عادات۔ بلکہ زمانہ اور اکاش بھی سب کچھ الٰہی مخلوق نہیں۔ **اورنگ زیب** کو اپنے رسالہ میں بہت یاد کیا ہے۔ مگر تمہاری قوم نے جہاں جہاں کچھ طاقت پائی ہے۔ کیا کیا ماتحت مسلمانوں کے ساتھہ بدسلوکیاں کیں اور کر رہے ہیں۔ اسپر اگلا آنے والا جنم یاد کرو۔

سوال نمبر ۲۳ "خدا نے آدم سے اوس کی بی بی پیدا کی"

الجواب۔ دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲۔ جہاں ہزاروں ہزار لاکھوں لاکھہ جوان جناب الٰہی نے پیدا کئے۔ آپ کو کب صاف معلوم ہوا کہ کن بچہ دانوں اور رحموں سے پیدا ہوئے اور وہ لاکھوں لاکھہ نطفے کہاں سے آئے۔ اور بچہ دان کیونکر گم ہو گئے۔ جہاں سے اگنی۔ وایو۔ انگرا دتیہ وغیرہ پیدا ہوئے۔ اب وہاں سے کیوں نہیں ہوتے۔ اب ہم اُن وسائط کو ندکر کہیں یا مؤنث وغیرہ پسلی کا لفظ بھی قرآن کریم میں نہیں۔ ہاں خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (پ۴)۔ نساء کا لفظ ہے۔ مگر اِس مِنْ کے معنے سمجھنے کے لئے قرآن کریم میں جابجا ہدایت نامے موجود ہیں۔ غور کرو!

خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ (پ۲۲)۔ فاطر) خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا۔ (پ۲۵۔ ۱۲ روم)

اور **سُنو**! منو۔ ا۔ ۳۲۔ میں لکھا ہے "پہر بر ہماجی نے اپنے قالب کے دو حصے کئے نصف سے صورت مرد نصف سے صورت عورت پیدا ہوئی ان دونوں کے ملانے سے شخص واحد

کو پیدا کیا۔ اور ۳۳ شلوک میں لکھا ہے۔ کہ وہ خود منوجی کے باپ تھے۔ تماشائیست دیدنی۔

سوال نمبر ۲۴ "آدم کو مع اس کی بی بی کے بہشت میں رکھا۔ مگر ایک درخت سے منع کیا۔ اسکا نام کیوں نہ بتایا۔ پھر بائبل دیکھنی پڑتی ہے"۔

الجواب۔ اللہ تعالےٰ نے تم کو کیسا ہلاک کیا۔ غور کر۔ تو تو بائبل ڈھونڈنے لگا تھا۔ پھر کہاں چلا گیا۔ اور اصل اعتراض سے الگ ہو گیا۔ کیا تم کو پہلے پرمیشر نے ملک تبت میں نہیں رکھا تھا۔ پھر تم کیوں آریہ ورت میں آ گئے۔ ستیارتھ صفحہ ۲۹۶ میں لکھا ہے اس کے پہلے اس ملک کا نام کچھ بھی نہ تھا۔ اور نہ کوئی آریوں سے پہلے اس ملک میں بستے تھے۔ کیونکہ آریہ لوگ ابتدائے عالم میں کچھ عرصہ کے بعد تبت سے سیدھے اسی ملک میں آکر بسے تھے۔ ہمارے سردار رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم سے جن نابکاروں نے مکہ والوں سے چھیڑ کی تھی دیکھو کس طرح خائب خاسر ہو کر دنیا کے پردہ سے نابود ہو گئے۔ اور وہ فتح کا جھنڈا ماتھہ میں لئے کس طرح مکہ میں جا براجے ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ مقدمہ میں زیادہ واضح بیان کرینگے۔

سوال نمبر ۲۵

"آدم کا قصہ مسلسل نہیں۔ حالانکہ بیسیوں دفعہ شروع ہوا"۔

الجواب۔ قرآن کریم تاریخ کی کتاب نہیں جسقدر روحانی تعلیم کے متعلق کسی قصہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف اتنا ہی قرآن کریم میں بیان ہوتا ہے مجھے پہلے خیال تھا۔ کہ گریجوایٹ ہے۔ مگر اب یقین آ گیا کہ تجھے اکائی کی گنتی بھی نہیں آتی۔ تو لکھتا ہے کہ بیسیوں دفعہ آدم کا قصہ شروع ہوا۔ میں تجھے سچ کہتا ہوں تو جھوٹا اور احمق ہے ایک بیس دفعہ بھی نہیں۔ نصف بیس دفعہ نہیں۔ اب قرآن مجید پر پھر نظر کر۔ البتہ یجروید میں ہزاروں بار یگ کا بیان ہے اور سام میں اندر۔ اگنی۔ سوم کی ہزار بار تکرار سے شاعرانہ تعریف ہے۔ رگوید کی اگنی۔ وایو۔ جل کا تکرار بکثرت بے ترتیب پایا جاتا ہے

سوال نمبر ۲۶ "ایک دن نرسنگھا پھونکا جاویگا۔ اور لوگ مرجائینگے۔ سوالات کس جگہ۔ کس طرح آواز پہنچے گی۔ کیونکر مرینگے۔ یہ واقعات کب ہونگے کیا خدا معطل ہو جائیگا"

الجواب یہ سوال ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ پال مرجائیگا۔ تو آپ اسلئے انکار کر دیں کہ کس جگہ۔ کس طرح۔ کیونکر۔ کب اور کیا پھر خدا معطل ہو جائیگا۔ کیا یہ سوال چھاپنے پر آپ کو پیش نہیں آیا۔ دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲

سوال۔ وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (الفجر) وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ (الحاقۃ)

الجواب جَآءَ فعل ہے۔ افعال اور صفات کا طریق کیا ہے۔ یہ ہے کہ فاعل اور موصوف کے لحاظ سے افعال اور صفات کا رنگ اور حالت بدلتی رہتی ہے۔ غور کرو مثلاً بیٹھنا ایک فعل ہے۔ ایک آپکا بیٹھنا ہے۔ اور ایک کسی جانور کا بیٹھنا۔ دیکھو اس بیٹھنے میں ایک جسم خاص کی ضرورت ہے۔ مکان کی ضرورت ہے۔ پھر کہا جاتا ہے۔ کہ یہ بڑا ساہوکار تھا۔ مگر اب بیٹھ گیا ہے۔ دیکھو یہ بیٹھنا اور طرح کا ہے یا کہا جاتا ہے۔ کہ آج کل ہندوانگلستان کے تخت پر ایڈورڈ ہفتم بیٹھا ہے۔ اس بیٹھنے میں ایڈورڈ سوتا ہو۔ چلتا ہو۔ کہیں کھڑا ہو۔ بہرحال بیٹھا ہے۔

اب اس سے بھی لطیف موصوف اور فاعل کا حال سنو۔ تمہارے دل میں اسلام کا بغض بیٹھ گیا ہے۔ تمہارے دل میں آریہ سماج کی محبت بیٹھ گئی ہے کیا **محبت** کوئی جسم ہے؟ نہیں اسی طرح آنا اور حرکت کرنا ایک صفت اور فعل ہے۔ فلانا آدمی آیا۔ یہ آنا ایک طرف ایک مکان کے چھوڑنے کو چاہتا ہے اور دوسری طرف ایک مکان کیطرف آنے کو۔ سرور میرے دل میں آیا۔ علم میرے قلب میں آیا۔ مجھے سکھ ملا۔ اگر بولا جاوے تو یہ لازم نہیں آتا کہ سرور اور علم اور سکھ کوئی جسم ہے اور اس نے کوئی مکان ترک کیا۔ **اور سنو**! تمہارے گرو نے تو اپنی دعاؤں میں الٰہی حرکت کو بھی مانا ہے دیکھو صفحہ نمبر ۴ ستیارتھ پرکاش۔

"اے پرمیشور جس جس مقام سے آپ دنیا کے بنانے اور پالنے کے لئے حرکت کریں اس اس مقام سے ہمارا خوف دور ہو"

سنو! پال اگر پرمیشر حرکت کر سکتا ہے۔ تو ملایکہ (دیو) تو محدود ہوتے ہیں انکا حرکت کرنا کیوں حیرت انگیز ہے۔ اگر حرکت کے کوئی معنی سماج کر سکتی ہے اور روپک النکار میں اسکو لے سکتی ہے تو قرآن کریم میں مسلمان کیوں مجاز نہیں کیا جاتا۔

اللہ تعالےٰ اپنے مظاہر قدرت میں جلوہ گری کرتا ہے۔ وہ حلول واتحاد سے منزہ ورا الورا، مظاہر قدرت میں اپنی قدرتوں۔ طاقتوں بلکہ ذات سے جیسے اسکی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ ذات اور انوپم کی شان ہے آتا ہے۔ اور کہیں سے جاتا ہے کیا جیسے وِدوَان دھارمک کے ہردے میں آتا ہی ویسا ہی دشٹ اناڑی کے ہردے میں بھی ہوتا ہے اور آتا ہی۔ **ہرگز نہیں** بلکہ تمہارے ہاں تو پہاڑ بھی جاتا ہے۔ پہرا تنا کیا مشکل ہے۔ یجروید اکتیسواں ادھیا کے پہلے اشلوک میں لکھا ہے وہ سب

جگت کو النگھ کر ٹھیرا ہے۔ پورا ترجمہ ہمنے سوال نمبر ۱۷ میں لکھا ہے۔
عرش اور آٹھ فرشتوں کے متعلق بھی سوال نمبر ۱۷ میں جواب دیا ہے۔

سوال نمبر ۲۸ } مُردے جاگ اُٹھینگے جو جلادیئے گئے جنکی راکھ اُڑادی گئی۔ جن کو شیر بھی کھاگئے۔ کیوں کر اوٹھینگے؟

الجواب } تو کیا آپ لوگ سزا و جزا کے قایل نہیں۔ اور کیا جب آپ مرجائینگے تو کیا آریہ کا پرمیشر معطل ہوجائیگا۔ یا تمہارے سرسوتی نام ہادی نے جھوٹ بولا ہے۔ جہاں کہا ہے دیکھو جواب نمبر ۲۲۔

"اور کیا مرکر جی اٹھنا غلط ہے۔ اور جنکو آرین جلاتے ہیں وہ پھر نہیں اوٹھینگے اور کیا جب تمکو جلایا گیا۔ تو تم بالکل فنا ہوجاؤگے؟ مجھے معلوم نہیں ہوسکتا۔ کہ تم کس مذہب کے آدمی ہو۔ کیونکہ تمام ایسے مذاہب جو خدا کے قائل ہیں مُردوں کے جی اُٹھنے سے منکر نہیں۔

سوال نمبر ۲۹ } "خدا ترازو لیکر بیٹھے گا۔ خدا کو تکڑی بٹے کی کیا ضرورت پڑی۔ اعمال کوئی مادی چیز ہیں"

الجواب } بٹے کا ذکر تو قرآن مجید میں نہیں۔ اور نہ یہ کہ اعمال مادی ہیں۔ ہاں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ (پ ۱۷۔ انبیاء) اور ہم قیامت کے دن انصاف کی میزانیں رکھینگے۔ تم کیسے نادان ہو کہ میزان کو مادیات میں منحصر سمجھتے ہو۔ میزان کو تم کیوں وسیع نہیں خیال کرتے۔ دیکھو جب تم نے حساب پڑھا تھا اسوقت تم کو جمع کی میزان۔ تفریق کی میزان۔ ضرب کی میزان۔ تقسیم کی میزان علم حساب میں نہیں بتائی گئی۔ اس سے تم اندھے کیوں ہوئے۔ اور کیوں میزان کی حقیقت میں غور نہیں کرتے۔ کہ وہ بہت ہی وسیع ہوسکتی ہے پھر تم نے مذہب اسلام اور آریہ مت پر میزان نہیں لگائی اور ترک اسلام ایک رسالہ نہیں لکھا جس میں ان موازین کا تذکرہ کیا پھر وزن اعمال میں تمہیں بٹوں کا خیال کیوں پیدا ہوا۔
اب فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ (پ ۸ الاعراف) (یعنے جسکی میزانیں بھاری ہونگی) اس کا بیان سُن لو۔ تمہاری ستیارتھ میں لکھا ہے "جب پاپ بڑھ جاتا ہے اور پُن کم تو انسان کا جیو حیوان وغیرہ نیچے درجہ کا جسم پاتا ہے۔ اور جب دھرم زیادہ اور ادھرم کم ہوتا ہے۔ تو دیو یعنی عالمونکا جسم ملتا ہے اور جب پُن پاپ برابر ہوتا ہے تو معمولی انسانی جسم ملتا ہے۔ صـ ۳۳۳
اب یہ بڑھنا اور گھٹنا پرمیشر کو کس طرح معلوم ہوا۔ اور کیا یہ موازنہ نیکی اور بدی کا نہیں اور

کیا پرمیشر نے ان اعمال کے لئے میزانیں قایم نہیں کی ہیں۔ اے نادان تارک اسلام تجھپر افسوس کس نے تجھے سکھایا کہ تو آنیوالے غضب سے ان زبان کی چالاکیوں سے بچ جائیگا؟

سوال نمبر ۳۱ "پہاڑ روئی کی طرح اوڑینگے۔ بھلا ہمالہ بھی اور یورپ امریکہ کے پہاڑ بھی"

ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۷۴۔ آٹھویں سملاس کے ابتدا میں ہے۔

"اے (انگ) انسان! جس سے یہ گوناگون خلقت ظاہر ہوئی ہے۔ جو اس کو قائم رکھتا اور فنا کرتا ہے۔ اور جو اس دنیا کا مالک ہے۔ جس محیط کل میں یہ سب دنیا اتپتی (پیدائش) ستھتی (قیام) پرلے (فنا) پاتی ہے وہ پرمیشور ہے۔ اوسکو توجان اور دوسرے کو صانع کائنات مان پھر کہا ہے۔ جس کے ہاتھ میں اس عالم کی پیدائش قیام اور فنا ہے وہی برہم جاننے کے لائق ہے اور کہا ہے یہ سب سو عالم پیدائش سے پیشتر تاریکی میں چھپا ہوا بشکل رات ناقابل تمیز اور اکاش کی مثل تھا۔ اور کچھ۔ غیر محدود پرمیشر کے مقابل میں محدود اور اس سے محاط تھا۔

پھر سوچو!! اس قادر کے مقابل یہ ہمالہ اور کوہستان یورپ وامریکہ کیا ہستی رکھتا ہے۔ آہ تمہیں اللہ تعالےٰ کی عظمت کا پتہ ہی نہیں اور معلوم نہیں کہ تم کس مذہب میں ہے۔ اور کس میں ہو۔ کیا تمہاری خیالی پرلے اور مہا پرلے میں سب فنا نہونگے؟

سوال نمبر ۳۲ چاند سورج سے جا ملے گا۔

الجواب جس آیت کا حوالہ دیا ہے۔ اس میں تو ہے جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (پ۲۹ قیمۃ) اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ چاند سورج سے جا ملیگا۔ اسکے تو معنے ہیں۔ کہ چاند اور سورج جمع کئے جائینگے۔ اور جو تمنے ترجمہ کیا ہے اسکے خلاف قرآن مجید میں یہ لکھا ہے۔ اور تمہاری تردید کی ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (پ۲۳ یٰسٓ) ترجمہ۔ سورج کو تو طاقت نہیں کہ چاند کو دبوچ لے یا اس سے جا ملے اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے بلکہ یہ سب کے سب اپنے اپنے فلک میں تیرتے ہیں۔

اور فرمایا ہے۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ (پ۲۳ یٰسٓ) اور چاند کے لئے ہمنے منزلیں مقرر کردی ہیں یہانتک کہ آخر کار وہ چاند پورانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔

اور فرمایا ہے۔ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (پ۲۷ رحمٰن) اور سورج اور چاند

اپنے اپنے محوروں پر چکر کھاتے ہیں۔

پس دونوں یوں تو جمع نہیں ہوتے جیسے تم نے غلطی سے وہم کیا ہے۔ بلکہ انکا اجتماع بعض صفات میں ہوتا ہے۔ مثلاً دونوں کا گرہن ایک مہینہ میں ہو جاوے۔ جیسے چاند گرہن کیلئے تین تاریخیں جناب الٰہی نے مقرر کر دی ہیں۔ تیرہ چودہ اور پندرہ قمری مہینہ کی تاریخیں۔

اور سورج گرہن کے لئے بھی سُنن الٰہیہ میں تاریخیں مقرر ہیں ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ستائیس اٹھائیس اور انتیس چاند کی تاریخیں سُنن الٰہیہ میں مقرر ہیں انکے خلاف نہیں ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ اب جمع کی صورتیں تو بہت ہیں ان میں سے جو اس زمانہ میں آیات اللہ کیطرح جو صورت واقع ہوئی ہے وہ یہ صورت ہے کہ ہماری کتب میں لکھا ہوا ہے۔ کہ مہدی کے زمانہ میں چاند گرہن پہلی رمضان میں اور سورج گرہن نصف رمضان میں ہوگا۔ اور یہ مہدی کا نشان ہوگا۔ چنانچہ ۱۳۱۱ھ ہجری میں رمضان شریف کی ۱۳ تیرہ تاریخ کو جو چاند گرہن کے لحاظ سے پہلی تاریخ ہے اور اُسی رمضان کی اٹھائیس تاریخ کو جو سورج گرہن کے لئے درمیانی وقت ہے اور تواریخ سورج گرہن کے لحاظ سے نصف ہے۔ سورج گرہن ہوا۔ اور یہ واقعہ ایشیا یورپ اور افریقہ کے لئے ظہور مہدی کا نشان ہوا۔ اور پھر ۱۳۱۲ھ ہجری میں اسی طرح امریکہ میں گرہن ہوا۔ اور یہ دوسرا آسمانی نشان مہدی کا تھا۔ جو ظہور پذیر ہوا۔ اور وہ مہدی جسکا یہ نشان ظاہر ہوا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ہیں صلوات اللہ علیہ وعلے مطاعہ محمد سید الرسل وخاتم الانبیاء۔

سوال نمبر ۳۳ "ستارے گر پڑینگے۔ گر کر کہاں جائینگے۔ کیا زمین پر اگر ہاں"

الجواب ۔ اگر ہاں کا مقابلہ آپ بھول گئے۔ **سنو!** انتشر کے معنی ہیں جو انتشرت میں آیا ہے۔ تفرق کے ہیں۔ کیا معنے انکا اجتماع اور نظام موجودہ متفرق ہو جائیگا اب اس میں تو قیامت پرلے کا حال ہوا۔ پھر آپ کو کیونکر انکار ہو سکتا ہے ہاں سائنس دان ہو کر۔ اسٹرانمر ہو کر اعتراض کرتے تو بجا تھا۔ میرا یقین کامل ہے کہ مذاہب میں ایک مذہب بھی نہیں۔ جو اسلام پر کوئی اعتراض کرے اور خود اس کے گھر میں اس سے بڑھ چڑھ کر نشانۂ اعتراض چیز موجود نہ ہو۔

سوال نمبر ۳۴ "زمین باتیں کرے گی۔ سورج چاند کیوں نہ کرینگے۔ ستارے کیوں خاموش ہیں"

الجواب - ۱ - اول تو سورج - اور چاند کی خاموشی کا ذکر نہیں جو آپکو اسپر تعجب ہوا۔
۲ - دوم ستارے بھی تمہاری دیانند کے اعتقاد میں زمین ہی ہیں۔ پس انکی خاموشی بھی ثابت نہیں - کیونکہ وہ بھی زمین ہیں یا زمین کی طرح ہیں پس جیسے یہ زمین باتیں کریگی وہ بھی باتیں کرینگے۔
۳ - سوم یہ تالستھ اوپادہی ہے اگر تمکو اس کی سمجھ نہیں تو پڑھو ستیارتھ پرکاش صفحہ نمبر ۲۵۴۔ اہم برہم اسمی کے ارتھ میں لکھا ہے۔ اس موقعہ پر تالستھ اوپادہی (استعارہ ظرف و مظروف کا استعمال ہے۔ جیسے

(مُنچا کری شرنتا) منچ پکارتے ہیں۔ چونکہ منچ جڑ ہیں ان میں پکارنے کی طاقت نہیں اسلئے منچ کے جاگزین آدمی پکارتے ہیں۔ پس اسی طرح اس موقع پر بھی سمجھنا چاہیئے۔

۴ - چہارم - تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا کے ساتھ ہی بیان کرے گی زمین اپنی خبریں اس لئے بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا (زلزال) کہ تیرے رب نے اسکو وحی کے ذریعہ حکم کیا ہے۔
پس ہمہ[1] سامرتھ - سرب[2] شکتیمان - جو دوسرے کا محتاج نہیں - اگر وہ زمین کو فرماوے کہ تو بیان کر تو کیا وجہ ہے کہ پھر بیان نہ کرسکے - تم بھی تو قوئ خداداد سے ہی بولتے ہو - زمین بھی قوئ خداداد سے بول سکتی یا بیان کرسکتی ہے۔

۵ - پنجم - تحدث میں یہ ضرور نہیں کہ ہماری تمہاری طرح پنجابی یا اُردو بولے ہر ایک کا بولنا اس کے مناسب حال ہوا کرتا ہے - پھر الفاظ کی ضرورت بھی نہیں - ایک لسان الحال اور ایک لسان الافعال بھی ہوتی ہے - اب تم خود سمجھ لو کہ زمین کی لسان کس نوع کی ہے جس سے وہ بولیگی اور ظرف و مظروف کے استعارہ پر کیوں تم خود سمجھ نہیں سکتے۔

سوال نمبر ۳۵ - شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ - وَجُلُوْدُهُمْ بِخَاتِمِ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ آدمی کے ہاتھ پاؤں وغیرہ زبان کا کام دینگے۔ یہ ڈھکوسلا ہے - قرآنی بہشت خراب خانہ ہے۔

الجواب - شہادت تحریری بھی ہوتی ہے - اور تقریری بھی - اور تقریر زبان سے اور ایماء و کنایہ سے بھی اسیطرح یاد رکھو کہ کلام بھی دو قسم کا ہوتا ہے - ایسا ہی نطق بھی دو قسم کا ہوتا ہے - ایسے ہی شہادت - تحدیث اور قول کے اقسام بھی ہوتے ہیں - تم اور وید تو پڑھے ہوئے نہیں - مگر سنو! ایک آتشک کا مارا ہوا ہمارے سامنے آتا ہے - تو اسکے ہاتھ اور پاؤں کے نقش و نگار جو آتشک سے پیدا ہوتے ہیں - اور اسکے آنکھ کان کی حالت صاف صاف

[1] القادر [2] الغنی - القادر -

گواہی دیتی ہے کہ یہ آتشک کا مبتلا ہے۔ ایک شخص مجلوق اور جریان کا مبتلا ہماری سامنے آتا ہے اُسکی آنکھ سے ہم پتہ لگا سکتے ہیں اور اسی طرح ہزاروں بیماروں میں یہ امر مشہود ہے۔ پھر کیا علیم وخبیر ذات پاک کے سامنے ہی سمع وبصر گواہی نہیں دیسکتے۔ یہ کیا عجیب بات ہے اس میں ڈھکوسلا کیا ہوا۔ بہشت کے متعلق جو کچھ تمنے کہا ہے اس کا جواب آگے آتا ہے دیکھو نمبر ۳۶۔

سوال نمبر ۳۶ بہشت میں رہو۔ جہاں غم کا نشان نہیں۔ انسان ایک حالت میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ مدامی خوشی وبال جان ہو جائے گی۔ انسان نعمتوں سے تھک جاتا ہے۔

الجواب) اللہ تعالےٰ تمہیں فہم دے۔ اب تمہاری تبدیل مذہب کا باعث معلوم ہوا۔ جب تم ایک حالت پر نہیں رہ سکتے۔ تو تمہارا آریہ سماج دہرم پر استقلال بھی معلوم ہو گیا۔ اگر مدامی خوشی وبال جان ہے تو جو سچدانند[1] ہے۔ پس وہ ہمیشہ کی خوشی چھوڑ کر ضرور کسی نہ کسی دکھہ وانک جسم میں جاتا ہے۔ اسلئے ثابت ہوا کہ وہ ضرور جنم دھاری ہے اور پرانے آریہ ورت والے اوتاروں کے ماننے میں وجہ رکھتے ہیں۔

بنی اسرائیل پر اگر قیاس ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ چالیس برس کی خوشی پر بھی انسان کو رہنا محال ہے کہ کوئی پسند کرے تو اس حساب سے کئی اربوں[2] کی کئی ایک عذاب ہے جو روح پر کسی ظالم کا کام ہوگا۔ تعجب تعجب۔

اصل بات سنو بنی اسرائیل مدت تک مصر میں فرعون کے تحت ذلت میں رہے ہیں اسلئے اُنکے واسطے موسیٰ علیہ السّلام کا منشا تھا۔ کہ یہ قوم کسی طرح فاتح بنے قوم نے رسول اللہ کی نافرمانی کی تو جنگل میں سزا یابوں کی طرح چالیس برس رہنا پڑا۔ اسپر وہ تنگ ہو گئے تو زمیندار بننا چاہا۔ نہ خوشی کے باعث۔ اسپر حضرت حق سبحانہٗ نے فرمایا۔ اھبطوا مصرًا۔

بہشت کے متعلق اور حور اور ولدان قصور اور غلمان کے متعلق بحث

[1] حقیقی ہستی۔ علیم اور ہمہ سرور۔ یہ خدا کے وہ صفات ہیں جنکو آریہ مانتے ہیں ۱۲ منہ

[2] اربوں برس خوشی وآزادی سے رہنا آریہ کی نجات ہے۔ ۱۲

اس بحث پر میں ایک طویل مضمون لکھنا چاہتا تھا۔ مگر اصل رسالہ جسکا جواب دینا ہی چھوٹا ہے۔ اور یہ مضمون بذات خود ایک بڑے رسالہ میں درج ہونے کے قابل ہے اُسکے ایک ایک سوال پر اگر جواب لکھا جائے۔ تو مجلد ضخیم چاہیئے اس لئے ہم اس مضمون کو تین حصوں میں تقسیم کرکے یہاں مختصراً لکھتے ہیں۔

اوّل۔ صرف آریہ کو خطاب کرتے ہیں۔ کہ جان جسکو عام لوگ روح کہتے ہیں۔ اور سنسکرت میں جیو آتما ہے۔ اس کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ ہے اور رہیگا۔ یہ امر ہماری اور آریہ کی مسلمات میں ہے اور یہ بات کہ یہ جان ہم سے پہلے تھی اور اس جسم سے سابق اس کا وجود تھا۔ یہ امر ایسا ہی۔ کہ اسکا یہاں بیان کرنا کچھ ضروری نہیں۔

ہاں جان ہے اور رہیگی کا ثبوت ستیارتھ پرکاش نویں سملاس کے پندرہویں سوال میں لکھا ہے "مکتی میں جیو لے ہو جاتا ہے۔ یا قائم رہتا ہی" اسکا جواب خود دیانند دیتا ہے۔ کہ قائم رہتا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہی۔ کہ وہ جیو ایک لطیف جسم بھی رکھتا ہی۔ اور پھر بھی رکھے گا۔ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۱۴ میں لکھا ہے "جیسی اچار مکت پرش کے لطیف جسم حواس اور پران وغیرہ کا بھی مثل من کے موجود رہنا مانتے ہیں نہ کہ معدوم ہو جانا"

اور صفحہ ۳۱۳ میں سترہ سوال کے جواب میں کہا ہی "کہ جیو میں مقدم تو ایک قسم کی طاقت ہے" "مگر جو بیس قسم کی طاقتیں جیو رکھتا ہی۔ اسوجہ سے مکتی میں بھی آنند کے حصول سے محفوظ ہوتا ہے اگر مکتی میں جیو لے ہو جاتا تو مکتی کے سکھ کو کون بھوگتا اور جو جیو کے فنا ہونے کو مکتی سمجھتے ہیں۔ وہ تو سخت جاہل ہیں" یاد رکھو۔

اور پھر یہ بھی لکھا ہے۔ چھتیس سوال صفحہ ۳۲۱ کہ ایک جیو عالم نیک نہاد صاحب حشمت راجہ کی رانی کے حمل میں جاگزین ہوتا ہے۔ پھر صفحہ ۳۲۲ میں لکھا ہی کہ جو متوسط درجہ کے رجوگنی ہوتے ہیں۔ وہ راجہ وغیرہ کا جنم پاتے ہیں۔ اور یہ باتیں مکت اور نجات سے بھی پیشتر حاصل ہوتی ہیں

اب ان اصول کو مدنظر رکھکر کوئی شخص مسلمانوں کے اُن عقائد پر جو وہ مابعد الموت بیان کرتے ہیں کیا اعتراض کر سکتا ہے۔

ان باتوں سے جو خود پنڈت دیانند نے تسلیم کی ہیں کیسی صفائی سے ثابت ہو جاتا ہی کہ جنت کی نعمتیں سچی اور حق ہیں صاف ظاہر ہے کہ جب ارواح اپنی طاقتوں اور خواہشوں کے

لہ دیکھو صفحہ نمبر ۷۳۔

ساتھ موت کے بعد بھی قائم رہتے ہیں۔ اور اگر وہ طاقتیں نہ ہوں تو بقول دیانند کے مکتی کے آنند سے کیونکر محظوظ ہو سکیں تو ازبس ضروری ہے۔ کہ اُن طاقتوں کے مظاہر بھی موجود ہوں جسقدر حواس روح اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ ضروری ہے کہ ان حواس کو مسرور و محظوظ کرنے کے سامان اور آلات اور جلوہ گاہیں بھی مہیا ہوں۔ کان کے سرور اور آنند کے سامان اگر ضروری ہیں۔ تو آنکھ کے سرور اور آنند کے آلات بھی ازبس ضروری ہیں۔ پھر قوت لامسہ اور قوت ذائقہ اور شامہ کو بھی اپنے مظاہر سے محروم نہیں ہونا چاہیئے۔ اور جب ان طاقتوں کے لئے اسباب سرور کا ہونا ضروری ہے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے جذبات اور قویٰ کے سامان نہ ہوں۔ جنہیں اس عالم میں زندگی کے حظوظ میں اعلےٰ ترین مانا گیا ہے۔ اور موت کے بعد بھی وہ طاقتیں اور جذبات روح میں مرکوز ہو کر اسکے ساتھ ہونگی۔ اب ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔

مسلمانوں کے نزدیک بہشت نام ہے۔ اُسجگہ کا جہاں جیو (نفس) یا روح کو ہر طرح کی راحت اور آرام ملے وہ ایک اعلےٰ سرور کا مقام ہے۔ جس میں انسانی حالت خدا تعالیٰ کے متعلق تو یہ ہوگی۔ جسکا بیان قرآن میں یہ آیا ہے۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پ یونس) اور اُن کی پکار اُس میں یہ ہوگی۔ کہ اے اللہ تو پاک ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر اُنکا قول سلام اور سلامتی ہوگا۔ اور آخری پکار ان کی یہ ہوگی۔ کہ سب حمد اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے۔

اس آیت پر غور کرنے والا غور کرلے کہ کس طرح بہشت میں جناب الٰہی کی تسبیحیں اور تحمیدیں کیجائیں گی۔ اور کس طرح روحانے مزہ اُٹھایا جائے گا۔ اور باہمی بہشت میں وہ تعلقات ہونگے جنکا بیان آیت ذیل میں ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (پ ۱۴ حجر) تحقیق متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہونگے۔ اُنہیں کہا جائے گا۔ کہ ان میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ اور امن میں رہو۔ اور جو کینہ اور کپٹ دنیا میں اُنکے دلوں میں تھا۔ بہشت میں ہم اُنکے دلوں سے نکال ڈالیں گے وہ بھائی بنکر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے۔

اور اسی پر غور کرو کہ جب غیروں کے ساتھ بہشت والونکا یہ سلوک ہوگا۔ جس کا ذکر آیت

بالامیں ہے تو اپنوں کے ساتھ کیا ہوگا۔ مگر مزید تشریح کے لئے ہم دو تین حوالے دیتے ہیں۔ جو سعادت مند کے لئے کافی ہیں۔

فِیہِنَّ خَیْرَاتٌ حِسَانٌ (پ۲۷۔ الرحمن) ان میں اعلےٰ درجہ کی نہایت خوبصورت عورتیں ہونگی۔

عُرُبًا اَتْرَابًا (پ۲۷۔ واقعہ) خاوند سے پیار کرنیوالیاں ہمعمر۔

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ (پ۲۷ الرحمن) جنکی نگاہیں ہر بدی سے کوتاہ ہوتی ہیں۔ صرف خاوندوں تک محدود ہیں۔

جس جنت میں ایک نیک سیرت خدا پرست مخلوق سے کامل سلوک کرنیوالا کہا جاوے اور اس میں کئی قسم کے قویٰ موجود ہوں تو اسے کیا بیوی نہیں ملنی چاہئے۔ ہمارے نزدیک تو تمام فطری قویٰ جو اسوقت انسان کو دیئے گئے ہیں۔ وہ نہایت اعلےٰ مدارج پر وہاں بھی عطا ہوں گے۔ مگر سردست ہم اُن قوتوں کا بیان کرتے ہیں۔ جنکا مکتی کیحالت میں بھی روحوں کے ساتھ موجود ہونا تمہارے ہاں ثابت ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۳ جواب سوال ۱۷۔ مقدم تو ایک قسم کی طاقت ہے۔ مگر زور۔ ہمت۔ کشش۔ تحریک۔ حرکت۔ جوف۔ اتیاز۔ فعل۔ حوصلہ یاد۔ یقین۔ خواہش۔ محبت۔ نفرت۔ ملاپ۔ جدائی۔ ملانا۔ جدا کرنا۔ سننا۔ چھونا۔ دیکھنا چکھنا۔ سونگھنا۔ اور گیان یہ چوبیس قسم کی طاقتیں جیو کہتا ہے۔ اسی وجہ سے مکتی میں بھی آنند کے حصول سے محفوظ ہوتا ہے۔ اب ان قویٰ کو چند بار مطالعہ کرو۔ زور۔ ہمت۔ کشش۔ تحریک۔ حرکت۔ جوف۔ خواہش۔ محبت۔ ملاپ۔ ملانا جدا کرنا۔ ذرہ ان سب کو ملاؤ تو سہی پھر جو دل پہ اعتراض کرو۔ یہ تو مانتا ہوں کہ لفظوں سے سمائی اونے بھی ہوتے ہیں۔ اور اوسطاً اعلےٰ ہی۔ مگر خدائی عبادت میں تو کسی جوف اور ملاپ چھونے ملانے اور جدا کرنے کا کچھ ذکر کم ہی آتا ہے۔ اور اگر کہانے پینے کے تذکروں سے آپ کو ہمارے بہشت سے انکار ہے۔ تو کیا چکھنا سونگھنا کچھ اور ہوتا ہے۔ کہانے اور پینے کی چیزوں میں نہیں ہوتا۔

اور اگر بہشت میں خوبصورت آوازوں کا سننا آپ کے نزدیک معیوب ہے تو روح کو سننا وہاں کیوں لگایا گیا ہے۔ اور ستیارتھ پرکاش میں تو اور ذریعہ بھی لکھا ہے دیکھو صفحہ ۳۳۵ "اور اتنا سننے جسطرح دنیوی سکھ جسم کے سہارے سے ہوتا ہے اسی طرح پرمیشور کے سہارے جیو آتما مکتی کے آنند کو پاتا ہے۔ وہ مکت جیو غیر متناہی محیط کل برہم کے اندر اپنی خوشی کے موافق گھومتا ہے پاک علم سے تمام کائنات کو دیکھتا ہے۔ دوسرے مکتی پائے

ہُوؤں کے ساتھہ ملتا ہے۔ علم پیدائش کو ترتیب وار دیکھتا ہُوا تمام مختلف دنیاؤں میں یعنے جتنی یہ دنیائیں نظر آتی ہیں۔ اور نظر نہیں آتیں ان سب میں گھومتا ہے وہ تمام اشیاء کو جو اس کے قریب ہوتی ہیں۔ بخوبی معلوم کرتا ہے۔

اب کشش اور نجات کے دوسرے اس جنم کے بعد اگر کوئی شخص ان نیک اعمال کو کرتا ہوا مرجائے جن کے بدلے وہ ہندوستان کا راجہ بنے اور اسکی بہت سی بی بیاں جو نیک نہاد اور پاک سرشت ہوں۔ اور ان بیبیوں کے ماورائے کچھ اور بی بیاں بھی جن کے اعمال نیک ہوں۔ اور وہ نیکی کے باعث اپسرہ (حوریں) بنیں اور اُس راجہ ہند کے کچھ عمل ایسے بھی ہوں۔ جنکے باعث ان اپنی بیبیوں اور چند غیر بیبیوں کے باہم تعلقات پیدا ہوں۔ تو ایسی صورت میں آپ کسی وید کے بھاگ منتر سے یا برہمنوں اور سوتروں سے کیا ایسا جنم محال ثابت کرسکتے ہیں۔ انصاف سے غور ہو۔

بہشت اور وہاں بیبیوں کے ہونے اور عمدہ کھانے پینے کا انکار وہ کرے۔ جو موت کے بعد روحوں کے فنا ہونے کا قائل ہو۔ پھر وہ کرے جو روح میں کسی لطیف جسم کے ہونے کا قائل نہیں۔ کیونکہ جب اسکے نزدیک روح کے پاس کوئی آلہ خوشبوئی کے حاصل کرنے کا نہیں۔ تو وہ حوروں کو کیا کریگا۔ کیونکہ روح بلا جسم ایسے کام کچھ نہیں کرسکتی۔

پھر بہشت کی ایسی نعمتوں سے وہ انکار کرے جسکو بی بیوں سے صدمات شدیدہ یا خفیفہ پہونچے ہوں۔ پھر وہ کمزور انسان بہشتی بیبیوں سے انکار کرے۔ جسکو جریان سرعت انزال اور اُس خاص جسم کی خاص خاص کمزوریاں لاحق ہوں۔ پھر اُسنے ہزاروں ہزار روپیہ اشتہاریوں کو دیکر کچھہ کامیابی حاصل نہیں کی۔

پھر وہ جسکو یہ بتلا آیا ہے کہ ہزاروں روپیہ خرچ کرکے شادی کی اور اس سے لوگ ہی متمتع ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بابا یں کچھ بول نہیں سکتا۔ آخر اسکو نیوگ کرانا پڑا۔

پھر وہ جنکو تمام دن کی مزدوری سے اپنا پیٹ بھی بھرنا مشکل ہے وہ بی بی اور بچوں کو کس طرح اور کہاں سے پرورش کرے۔

پھر وہ بڈھا جسکو بچے ملے۔ نہایت گندے شرابی بدنام کنندۂ خاندان ممکن ہے۔ اُسکی فطرت نے اُسکو بتایا ہو۔ کہ یہ صاحبزادے تمہیں اپنی کوٹھیوں سے بھی نکالدینگے۔ اور اُسپر کوئی ایسا وقت آئے گا کہ وہ پکار اُٹھے گا۔ کاش کہ کوئی پہوس کا ہی گھر ملتا

پردہ اپنا ہوتا۔

پہر وہ کاہل وکاسل جنکو نشۂ چنڈو مُدک نے بیکار کردیا۔ اور وہ اور گہروں کی ٹکڑی مانگ کر لایا۔ اور کہا کر سورہا۔

پہر یورپ کے مزدوری پیشہ انکار کریں جنکو سارے دن کی ہلاکت کے بعد بھی رہنے کو عمدہ مکان نہیں ملتا۔

پہر وہ انکار کریں جن کو صبح اُٹھتے ہی اخباروں میں پڑھنا پڑتا ہی کہ فلانا فوجی خدمات کے سبب سے لارڈ بنا فلانا مسٹر ہوکر قومی خدمات سے گورنر بنا فلانا ملکی نفع رسانی کی باعث مارکوئیس بنا فلانا جدید ایجاد کے سبب سے آج ملک میں ممتاز ہی آہ وہ ہمارا ہم مکتب تہا۔ یا ہمارا غریب پڑوسی تہا۔ اور انکی طبیعتیں ان اخباری حوالوں کے ساتھ سُست وکاہل ہی نہیں ہتیں جوش میں اُٹھے سلپ ہلپ کی خوبصورت جلد ہاتھ میں آئی تو وہ اور بہی تازیانہ ہوا۔ ادہر دیکہا کہ بیوی بچے ان ترقیات کے خارج ہیں۔ جب اس چند روزہ زندگی میں بیبیاں ترقیات کی خارج ہیں۔ تو بہشت میں بہی غالباً وہ بہیں خرچ دینگی پہر وہ جنکو شادی کے اخراجات نے پہر بچوں کی شادیوں کے اخراجات نے حیران کردیا ہے ہمارے سامنے اچہے ساہوکاروں نے ہاتھ باندہ کر درخواست کی ہے۔ کہ کوئی اسداد اولاد کی راہ بتاؤ۔ ہم شادیونکا خرچ برداشت نہیں کرسکتے۔

سر تقدم الانکلیز کتاب میں ایک فرانسیسی واویلا مچاتا ہے کہ شادیوں کے اخراجات نے ہماری نسل کو انگریزوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم تعداد اور کمزور کردیا ہے۔

پہر وہ جنہوں نے دوسروں کی بیبیوں سے عیاشی کی اور یقین کرلیا۔ کہ جس طرح ہم دوسرے کے غمگسار کو اپنے کاموں میں لاتے ہیں۔ اسی طرح وہ دوسرے ہماری غمگسارونکو اپنی کام میں لائینگے پہر وہ جنکی فطرتیں بہت ہی پاکیزہ ہیں۔ مگر قومی رواجوں اور بے پردگیوں میں عورتونکو خطرناک آزادیوں میں دیکہتے ہیں۔ تو گہبرا کر بہشتی بیبیوں سے بہی نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر جنکو یقین ہے کہ اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبَاتِ (پ۱۸۔ نور) اور اعتقاد رکہتے ہیں۔ اور انکا اعتقاد واقعی ہے کہ جنت پاکیزگی اور پاکبازوں کی جگہ ہے۔ وہاں کے پڑوسی بہی طیب بیبیاں بہی طیبہ آپ بہی طیب اور ضعف وپیری کا نام نہیں نہ اُن خطرات کا کوئی موقعہ ہے جو صدمات اور امراض سے پیدا ہوتے ہیں اور افکار اور افلاس کاہلی اور سُستی ترقیات کے مشکلات اور حرجوں اور کسی قسم کے انفعالات نفسانیہ کا موقعہ وہاں نہ ہوگا۔

اور وہ لوگ ہی کیونکر انکار کریں۔ جنکا اعتقاد ہے کہ پرمیشر سرب شکتی مان ہے اور وہ اپنے کاموں میں کسی کا محتاج نہیں۔ اگر ان کے دل میں آوے ہی کہ ان بیبیوں کے لئے ہم ریشمی کپڑے سلوائیں گے۔ تو وہ کپڑے کہاں سے آئینگے۔ اور اتنی کلیں کہاں سے آئیں گی ان کا ایسان انہیں بہت جلد مطمئن کر دیتا ہے کہ ہمارا پرمیشر سرب شکتی مان ہے اور پرکرتی کی نہایت عظیم الشان ساگر شکتی اسکے پاس ہے۔ اور اسکا وہ خالق ہے۔ اوسکو کیا فکر ہے۔ اب ہی کسقدر ہاتھیوں وہیل مچھلیوں بجلیوں روشنیوں ایتھروں اور اربوں کیڑوں مکوڑوں کا اور جیون کا سامان کیا اسکے پاس نہیں۔ روح ہے اور رہیگی ہمارے آریہ مخالفوں کو یہ امر مسلم ہے۔ دیکھو حوالجات بالا پھر روحوں کو بقا اور آنند کی خواہش ہی ہے۔ ہم سب یا کم سے کم میں تو اپنے اندر یہ شوق پاتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اسی طرح اوروں میں بھی یہ خواہش ہوگی پرم ایشرست چت آنند کے پاس کچھ کمی نہیں اور ہماری خواہش بقا اور آنند کے علاوہ اس میں دیا کی صفت بھی ہے پھر اس دیا کے ساتھ انتریامی بھی ہے۔ اور بخیل نہیں اور نہ کنجوس پھر جس شخص کی نیک اعمال میں بدیاں حارج بھی نہ ہوں تو اسکو سرگ میں پہونچنے کے لئے اشکلات کیا ہیں۔ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ آریہ کے نزدیک بھی یہ چار صفات روح میں موجود ہیں روح کی طلب موجود روح طلب کنندہ موجود اس روح کے مطالب کے لئے نفع اٹھانے کے لئے قویں موجود۔ پھر پرمیشر جیسا داتا موجود طالب بھگت ہے شریر نہیں۔ پس کیا ہے جو وہ چاہے اور وہ نہو ہم تو یقین کرتے ہیں کہ جہاں شیو ہیں وہاں پارتی بھی ہیں۔

ہمارے نزدیک نہیں مگر روح ابتدا سے غیر متناہی زمانے سے ہے۔ اور یہ تمہارا مسلم اصل ہے۔ اور آئندہ کے لئے بھی غیر متناہی ہے یہ بھی تمہارا ہمارا مسلم مسئلہ ہے۔ اور ہر روزہ ترقی ہمارا مشاہدہ ہے۔ پھر سوچو کہ ترقی کن ہستی کو ترقی پسند ہے یا تنزل۔ اور سوچو کہ بہشت کی نعمتیں قویٰ کی ترقی کے نتائج ہیں۔ یا نہیں۔ اور اسکے نہ مٹنے والے اور ساتھ جانے والے جذبات کے مظاہر ہیں یا نہیں؟ اور ہونگے یا نہیں؟۔

ہم تمہیں ایک بات سناتے ہیں۔ دیانند نے لکھا ہے۔ سرشٹی کی ابتدا سے لیکر ایک ارب چھیانوے کروڑ برس تک آریہ لوگ چکرورتی راجہ رہے ہیں۔ صرف پانچہزار برس سے بدبختی اور شقاوت نے انہیں دبایا ہے اور تم نے کہا ہے کہ لمبا سکھ ہی ایک مصیبت ہے۔ بنی اسرائیل

ل اللہ رب العلمین الحاکمین الخ ۱۲ ۲ ماوہ ۱۲ ۳ سلان ۱۲

ل ہی ۲ علیم ۳ و ۴ - سرور ۵ رحم ۱۲ ۶ علیم بذات الصدور ۱۲

کی پہر تمنے مثال بھی دی ہے۔ وہ بیچارے تو صرف چالیس ہی برس جنگل میں رہے تھے۔ تم دو ارب برس بھی مزہ اُٹھاکر پہر بھی چین نہیں لیتے۔ اور ہنوز مزہ اور آنند سے سیر نہیں ہوئے۔ ہمیں تو تمہارے آریہ ورت میں آنند بہوگتے ہوئے گیارہ سو برس بھی نہیں ہوئے ہیں۔ اور ابھی گویا ہم تھوڑے دنوں سے یہاں مہمان ہوکر آئے اور تم لوگ دو ارب برس سے ہو۔ پہر بھی آریہ ورت کے پہلے سکھ تمہیں یاد آتے ہیں اور انکے حاصل کرنے کی فکر لگی رہتی ہے۔ اور آریہ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ دوسروں کی جگہ جہین کر خود ہر قسم کے سامان کے مالک ہوجائیں۔ اگر میری بات میں شک ہو تو اپنے افسروں مہارشیوں سے پوچھ لو یا اگر وہ علانیہ اعتراف نہ کرسکیں۔ تو اُن کے چال چلن اور برتاؤ سے خود پتا لگاؤ کہ وہ اپنے ماتحت مسلمانوں سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ اور تمہارے وکلا اور جج اور افسر کن پسندیدہ اطوار سے مسلمانوں کے پاس آتے ہیں۔ الانسان علے نفسہ بصیرہ ولو القی معاذیرہ۔

فقرہ نمبر ۲ میں ارادہ تھا۔ کہ برہموں لوگوں سے بہشت کے باری گفتگو کریں کیونکہ وہ صرف روحانی بہشت کے قائل ہیں۔ حالانکہ روح اور جان آدمیوں میں بلاجسم کوئی راحت اور رنج حاصل نہیں کرسکتی۔ اور فقرہ نمبر ۳ میں نیچریوں اور حکما رسے گفتگو کرتے جو برہموں کے قریب قریب ہیں مگر یہ آریہ کے بیجا اعتراضوں کا دماغ ہے۔ اسلئے انسب معلوم ہوا کہ ایک خاص رسالہ بہشت و دوزخ پر لکھا جاوے۔

سوال نمبر ۳۷ "دنیا میں روح کو فنا کرنیوالا سب سے بڑا گناہ یا جہاں پاپ گوشت خوری ہے"

الجواب۔ اس مضمون پر میرے دل نے وچار کرنے اور غور و تامل سے کام لینے کے بعد جو راہ اختیار کی ہے وہ یہ ہے۔ کہ ہماری رحم دلی اور نیکی اور سلوک بہرحال اللہ تعالیٰ کی وسیع رحم اور اس کی نیکی اور اسکے سلوک کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ مگر خدا تعالےٰ نے اپنے قانون میں جسکو ہم دیکھ سکتے ہیں۔ اور اس سے تعلیم حاصل کرسکتے ہیں ذبح کرنے اور جان نکالنے میں کس طرح کا سلوک ہمیں تعلیماً دکھایا ہے۔ اُس میں غور کرنی چاہئے۔ ہم اپنے قریب زمین کے اندر بلی اور چوہے کی حالت کو مطالعہ کرتے ہیں۔ اور بچوں کی ابتدائی تعلیم میں پیارے بچے پڑھتے بھی ہیں۔ بلکہ اسکی اس حالت کو جب وہ اپنے بچہ کو چوہے کا شکار کرنا سکھاتی ہے اُس کا نظارہ کراتے ہیں۔ کہ کس طرح

ش عطا کنندہ ۱۲ ش عابد ۱۲

ایک چوہے کو پکڑ کر اپنے بچہ کے آگے ڈالتی ہے۔ اور وہ اسکے پیٹ کو مسلتا اور پھر وقفہ کے بعد اُسے چھوڑتا ہے۔ اور جب وہ آہستہ آہستہ اُس سے جُدا ہوتا ہے۔ تو پھر کس طرح اپنے بچہ کے آگے لاکر ڈالتی ہے۔ پھر کس طرح قتل کرتی ہے۔

اور بڑا سانپ جنگلی جانوروں اور دوسرے مرغوں کو پکڑ کر کس طرح اپنے پیچوں میں لاکر اُنکی ہڈیاں توڑ کر انہیں لقمہ بناتا ہے۔

پانی کے مگرمچھ اور بڑی مچھلیاں کسطرح اپنے سے چھوٹے جانوروں کو ہلاک کرتے ہیں جنگلوں میں چیتے اور شیر اور کتے اپنے شکاروں کے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے ہیں۔

اور باز اور شکرہ پرند جانوروں سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ اس نظارہ اور اس نظارہ کے متعلق رحیم دیالو کی دیا لتا کو دیکھکر اور اس قانون بنانے والے کی مہربانیوں پر نظر کرکے خدا کے پرستار کے اندر کیا اثر پیدا ہوتا ہے۔ اگر فرض کریں کہ نیچ جنم کی سزائیں ہیں۔ تو اول تو نیچ جنم خود گورکھ دھندا ہے۔

دوم دیالو نے ایسی خطرناک سزا کیوں تجویز کی اور اَور راہ کیوں نہ نکالی۔ آریوں نے جینی الگ ہوکر اسی رحم کا مطالعہ کرکے غلطی میں پڑ گئے۔ اور خدا کے منکر ہوگئے۔ ہمیں ایک بڑے عالم جموں کے پنڈت کا یہ قول اب تک یاد ہے۔ جس نے کہا تھا کہ گوشت خوری و شراب اور خدا کا ماننا لازم ملزوم ہے۔

دوسرا نظارہ وہ ہے۔ جو مجھے خود علم طب[1] میں ہر روز کرنا پڑتا ہے۔ وہ یہ ہے ایک انسان کے کسی زخم میں ہزاروں کیڑے پڑتے ہیں۔ اور انتڑیوں میں صدہا قسم قسم کے۔ اسوقت ہمارا سچا رحم اقتضا کرتا ہے۔ کہ اس شخص کی ہمدردی کیجائے۔ اور میں سچ کہتا ہوں۔ کہ اُن کیڑوں کی جان کا خیال تک بھی ہمیں پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے پاس تو جینی اور آریہ سماج بہت سے ایسے امراض کے مبتلا آئے۔ اور ہمنے خدا کی بنائی ہوئی وہ دوائیں جو ہمیں آیورویدنے سکھائی ہیں استعمال کیں۔

جب ہم نے ایک جان کے بدلے ہزاروں کو قتل کیا۔ تو اس جینی یا آریہ نے بڑی خوشی اور شکر سے بھر کر ہمیں یہی کہا۔ کہ آپ نے بڑی کرپا کی۔ اور آپ تو ہمارے پرمیشر ہوگئے اور آپ کی دیا لتا سے ہمیں امن ملا۔

تیسرا نظارہ اُس وقت ہمارے سامنے آیا۔ جب ہم نے جہازوں کا سفر کیا اور بعض وقت

[1] علم طب ۱۲۔

مچھلی کے سوا کچھ بھی نہ مل سکا اور لاچار گوشت خوری سے کام لینا پڑا ورنہ ہلاکت کا مونہہ دیکھنا پڑتا۔

اور چوتھا نظارہ ہمیں اُن تعلیمات سے حاصل ہوا ہے جنکو ہر ایک عقلمند مذہب نے سیاست اور راج نیتی دہرم کے اندر بیان کیا ہے۔ ایک راجہ اور اُس کی پرجا کے خاطر اور اُنکے فتحمند کرنے کے لئے کسقدر فوجیں اور آگ اور بجلی اور اُس سے بھی بڑھکر دشمن کُش ہتھیار ایجاد کئے گئے اور اُن کی تعریف کی گئی ہے۔ اور خود منوجی اور ستیارتھ کے مصنف اور یورپ کے غریب دل بڑے کے اتباع نے تجویز کئے ہیں۔ اور رات دن ایک عالم سیاسیوں کا اُنکی ایجاد میں مصروف ہے۔ یہ فطری تحریک بھی جو ہر زمانہ اور ہر قوم میں جاری رہی ہے۔ گوشت خوری کی بڑی مؤید ہے۔ اسکے خلاف ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا ہے۔ کہ لَا یُعَذِّبُ بالنار الا ربّ النار۔ اور نہ آگ کے ہتھیار بنانے کی تاکید قرآن کریم نے کی ہے۔ مگر منوجی اور وید نے بقول دیانند کے بڑے زور سے ایسے ہتھیاروں کے بنانے کی تاکید کی ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۳۷۰۔ چنانچہ جیسے کوئی ایک لوہے کا بان یا گولا بنا کر اُس میں ایسی اشیاء رکھے کہ جو آگ کے لگانے سے ہوا میں دھواں پھیلنے اور سورجکی کرن یا ہوا کے مس ہونے سے آگ روشن ہوجائے۔ اسی کا نام **اگنی آستر** (آگ کا ہتھیار) ہے

جب دوسرا اسکا دفعیہ کرنا چاہے تو اُسی پر **وارُن آستر** چھوڑدے یعنے جیسے دشمن نے دشمن کی فوج پر **اگنی آستر** چھوڑکر تباہ کرنا چاہا۔ ویسے ہی اپنی فوج کی حفاظت کے لئے سینا پتی (سردار فوج) **وارُن آستر** سے **اگنی آستر** کا دفعیہ کرے وہ ایسی اشیاء کے ملانے سے ہوتا ہے۔ کہ جنکا دھواں ہوا کے مس ہوتے ہی بادل ہوکر جھٹ برسنے لگ جاوے اور آگ کو بجھا دیوے ایسے ہی **ناگ پھانس** یعنے جو دشمن پر چھوڑنے سے اُسکے اعضاء کو جکڑ کر باندھ لیتا ہے۔ ویسے ہی ایک موہن آستر یعنے ایسی نشیلی[1] چیزیں ڈالنے سے (بنایا جاوے گا) جسکے دھوئیں کے لگنے سے دشمن کی سب فوج سوجائے یعنے بے ہوش ہوجائے اسی طرح **سب شستر آستر** ہتھیار اوزار ہوتے تھے۔ اور ایک تار سے یا شیشے سے یا کسی اور چیز سے بجلی پیدا کرکے دشمنوں کو ہلاک کرتے تھے۔ اسکو بھی **اگنی آستر** نیز **پاشو پاستر** کہتے ہیں۔ توپ اور بندوق یہ نام غیر ملک کی زبان کے ہیں۔ سنسکرت اور آریہ ورت ملک کی

[1] اس میں اقسام شرابوں کے بنانے کی ہدایت پائی جاتی ہے ۱۲ منہ

بہاشہ کے نہیں۔ البتہ جس کو غیر ملک والے توپ کہتے ہیں۔ سنسکرت اور بہاشہ میں اُسکا نام شتگھنی اور جسکو بندوق کہتے ہیں اسکو سنسکرت اور آریہ بہاشہ میں ہشتنڈی کہتے ہیں۔ جو سنسکرت ودیا نہیں پڑہے وے غلطی میں پڑکر کچھ کا کچھ لکھتے اور کچھ کا کچھ بکتے ہیں۔ اسکو دانا لوگ مان نہیں سکتے۔

پانچواں نظارہ موت ایک شدنی اور ضروری بات ہے۔ جو ذی روح کے واسطے لازمی ہے کوئی دوسرا اُسے قتل کرے یا نہ کرے کیونکہ اُسے دیا لو کر پاپونے آخر ضرور مارنا ہی پس اگر جانور دوسرے کے قتل سے نہ مارا جاوی۔ تو بھی اسکو ایک مدت کے بعد قسم قسم کے دکھو میں مبتلا ہوکر آخر مرنا ہوگا۔ اور اسکو جو بیماری میں کیڑے پڑینگے۔ وہ بھی آخر ہلاک ہوجائینگے۔ اور اُسکے تعفن سے بہت سے ذی روحوں اور انسانوں کو شدید تکلیف پہنچیگی۔ پس کیا مناسب نہیں کہ جانورونکو اُن دکھوں سے بچانے کے لئے قتل کیا جائے۔ اور پھر اُنسے کوئی کام بھی لیا جائے قتل کا دکھ بہر حال عام بیماریوں سے بہت ہی تھوڑا ہے کیونکہ وہ آنی ہے اور شدنی۔ مرض الموت کا آخر ایک زمانہ کے بعد اور زمانہ تک آنا ضروری ہے۔ اگر کہا جاوے کہ آدمیوں کے لئے بھی کیوں ایسی موت تجویز نہ ہو۔ تو اول تو یہ ظاہر ہے کہ ایسی اضطراری موت فوجی جوانوں کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ اور عام اس لئے نہیں۔ کہ انسان کے ساتھ بہت سے حقوق متعلق ہوتے ہیں۔ اُنکا ضائع ہونا زیادہ دکھونکا موجب ہے۔

چھٹا نظارہ ویانندی طرز پر یہہ ہے کہ درخت بھی انکے نزدیک وہی روحیں رکھتی ہیں جو انسان رکھتی ہیں دیکھو صفحہ ۳۴۲ ستیارتھ پرکاش جہاں لکھا ہے (جو نہایت درجہ کے تموگنی ہیں وہ غیر متحرک درخت وغیرہ کیڑے مکوڑونکا مچھلی۔ سانپ۔ کچھوا۔ مویشی۔ اور مرگ (جنگلی چوپایہ) کا جنم پاتے ہیں ۳۴۲-۱۲ اس قانون اور اعتقاد کی بنا پر ایک درخت کا کاٹنا اور مویشی اور مرگ کا قتل کرنا برابر ہوجاتا ہے۔

اس اصول کو مدنظر رکھکر آریوں پر فرض ہے کہ ایک درخت کے کاٹنے پر بھی وہی کائیں کائیں کریں جو گائے کے قتل پر حشر برپا کرتے ہیں ورنہ ویانند کے بنائے ہوئے اصول کو وہ جوتیونکے نیچے روندتے ہیں اور درختوں میں بہبوشی کا دعوے بیدلیل ہے۔

سوال نمبر ۳۸ ریشمی کپڑے اتنا سامان کہاں سے آئیگا۔ کون بنیگا۔ ریشم کیڑوں کا فضلہ اور لعاب ہے۔

الجواب ۔ سرب شکتیمان کے خزانہ سے جہاں سے تمام جگ کو ملتا ہے۔ سوج کی تیزی قائم رکھنیکیلئے

---

۱۲ ۔ ایک آن اور زیادہ سے زیادہ تیرہ منٹ۔ اور جسطرح ہم ذبح کرتے ہیں۔ اسطرح ایک سیکنڈ۔ منہ

نباتات کو اُگانے کے لئے اور حیوانات کیلئے کسقدر چیزوں کی ضرورت ہی۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ الٰہی کارخانہ میں سب کے لئے پورا سامان موجود ہے۔ زمین۔ پانی۔ ہوا اور خلا میں جسقدر ذی حیات ہیں۔ سب کے لئے کسقدر کثرت سے سامان مطلوب ہے۔ مگر سرب شکتیماں ہمہ قدرت کے کارخانہ میں سب کچھ موجود ہے ذرہ کمی نہیں۔

سرب شکتیماں اور قادر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ اسکے ارادہ سے سب کچھ ہوتا ہی۔ اور سُنو یہ ریشمی کپڑی وغیرہ نعمتیں تو عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ عرب خشن یعنے کھردری اور سادہ لباس کے عادی تھے۔ خدا تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کی جزا میں انکو بشارت دیگئی کہ عنقریب شام و ایران کے شاہی ریشمی لباس تمکو دیئے جائینگے۔ یہ فتحمندی کا وعدہ ہے۔ آخر ریشمی لباس اُسیکو پہنایا جاتا ہی جسکے مناسب حال ہوتا ہے۔

ہمکو بعض وقت ریشمی لباس۔ ریشمی تھان۔ اور زیور اُمرا نے دئے ہیں مگر کبھی ہمارے یا اُنکے خیالمیں نہیں آیا۔ کہ وہ لباس یا زیور ہم پہننگے وہ جن کے مناسب حال تھا انکو پہنا دیا گیا۔

اور سُنو! یہ قبل از وقت ہمارے سرور کا مشاہدہ ہی اور قبل از وقت نظارہ کو عربی میں رویا کہتے ہیں۔ اور ریشمی لباس کے متعلق علم رویا کا پرمان یہ ہی۔ اسکو غور کرو اور دیکھو کہ ہمارے نبی کریم کے مکاشفات آخر کار کسقدر صحیح اور صادق ثابت ہوئی۔ اور جو باتیں اس جہان میں قبل از وقت بطور دعویٰ کے بتائی جاکر روز روشن کی طرح اپنا ثبوت آشکار کردیں اسنے بڑھکر اور کون شی صدق کی مہر اپنے اوپر رکھہ سکتی ہے اب اُن معانی کو رویا کی کتابوں میں دیکھتے ہیں۔

الثیاب الخضر۔ قوۃ ودین و زیادۃ عبادۃ للاحیاء وللاموات حسن حال عند اللہ تعالیٰ (منتخب الکلام ص۱۱۱)	لباس سبز سے مراد ہی زندوں کیلئے قوت اور دین اور عبادت میں ترقی اور مُردوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوشحالی ہے۔
الدیباج والحریر وجمیع ثیاب الابریسم ھی صالحۃ لغیر الفقہاء فانھا تدل علیٰ انھم یعملون اعمالا یستوجبون بھا الجنۃ ویصیبون مع ذلک ریاسۃ والثیاب الملنسوجۃ بالذھب والفضۃ صلاح فی الدین والدنیا وبلوغ المنی۔	دیباج اور ریشم اور ہر قسم کے ریشمی کپڑی فقہا کے سوا اوروں کے لئے بہت اچھی ہیں انکے معنی یہ ہوتی ہیں کہ وہ لوگ ایسے عمل کرینگے کہ جن سے جنت کے حقدار بنجائینگے اور اسکے علاوہ انہیں ریاست بھی ملیگی۔ اور سونے اور چاندی کے ساتھہ بُنی ہوئی کپڑوں سے مراد ہی بہتری دین میں اور دنیا میں اور مقصد پر پہنچ جانا۔

ومن رای انه یملك حللا من حریر او استبرق او یلبسها علی انه تاج او اکلیل من یاقوت فانه رجل ورع متدین غازٍ وینال مع ذلك ریاسة (منتخب ملا)	جو شخص دیکھے کہ اسکی ملک میں ریشم اور استبرق کے لباس ہیں یا انہیں پہن رکھا ہی یا یاقوت کا تاج سر پر دیکھے ایسا شخص پرہیزگار دیانت دار۔ غازی ہوتا ہی اور علاوہ برآں اسے سلطنت بھی نصیب ہوتی ہی اور دیکھو سوال نمبر ۴۰ کا جواب۔

سوال نمبر ۳۹ - بہشت میں نہریں ہونگی۔ بعض کہتے ہیں کہ دودھ اور شہد کی نہریں۔

الجواب - او بدبخت! اسلامی نہروں سے محروم۔ دیکھ تیرے سام وید نے تجھے اب وید سے بھی متنفر کرانیکی تجویز کی ہے۔

جو کوئی کہ اُس خلاصی یعنی پومن (سوم) بھجن کو جسے خدا رسیدہ لوگوں نے جمع کیا پڑھتا ہے اسکے لئے سرسوتی۔ پانی۔ مکھن دودھ اور مدہ برساتا ہے۔ دیکھو سام وید پرپاٹھک سوم پومن صفحہ ۱۲۱ (پرپاٹھک ۹) سرسوتی)۔ ہاں اُس سات بہنوں والی پیاری نہروں میں نہایت پیاری سرسوتی نے ہماری تعریف حاصل کی ہے۔

وہ رس کی نہر کے ساتھ اپنے تئیں صاف کرکے زرد و سرخ رنگ ہوکر چمکتا ہے اسوقت جبکہ وہ مدح گویوں کیساتھ سات موہنہ رکھنے والا تعریف کرنیوالوں کے ساتھ کل شکلوں کا احاطہ کرتا ہے۔ صفحہ ۱۵ وہ مضبوط پہاڑی ڈنٹھل مستانہ خوشی کیلئے نہروں میں چھوڑا گیا ہے بازکیطرح وہ اپنی جگہ قرار پذیر ہوتا ہی صفحہ ۵۳۔

اے اندر تیری نہر قوت کے ساتھ دیوتاؤں کی ضیافت کیلئے بہتی ہی اے سوم مدہ سی مائل ہمارے برتن میں نشست گاہ اختیار کر صفحہ ۶۴۔

دودھ انکی طرف اس طرح دوڑا ہی جس طرح طغیانیاں کسی چٹان پر دھکیلتی آتی ہیں۔ وہ اندر کے پاس صاف ہوکر آتے ہیں۔ صفحہ ۹۷

نیز اگر نہروں والی بہشت ناپسند تھے تو تمہارے آریہ کو جو تبت میں آباد تھے۔ جب اپنے ملکوں سے اپنے کرموں النسارے (نتائج اعمال) جلاوطنی کا انعام ملا تھا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ افریقہ کے رنگستان میں جاتے انہوں نے انڈیا کو کیوں پسند کیا جس میں دودھ اور شہد اور ہر قسم تعیش اور تنعم کی نہریں بہتی ہیں۔ تم کیسے شریر ہو۔ کہ معظمہ کا تذکرہ ہو۔ تو اُسے رنگستان سمجھتے ہو۔ اور اگر نہروں کا تذکرہ ہو۔ تو اسپر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہو۔ تم اس پر راضی ہو کہ تمہیں نرگ میں بھیجا جاوی۔

حقیقی جواب نہر کے معنی کثرت کے ہیں۔ اور نہر کے معنی ندی کے ہیں۔ اور وہ آیات جن میں نہروں کے علیہ کا تذکرہ ہے۔ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کے حق میں انکی محنتوں۔ مشقتوں اور تکالیف کے بدلہ جو انہوں نے اپنے پاک نبی کی اتباع میں اٹھائیں اللہ تعالیٰ کیطرف سے وعدہ تھا۔ کہ انہیں اسی جنم میں ریگستان عرب کے بدلہ۔ نہروں والے ملک عطا کرونگا۔ چنانچہ جیسے فرمایا تھا۔ ویسا ہی ہوا اور آپکے پیرو اور مخلص اتباع ان بلاد کے مالک ہوگئے جن میں دجلہ۔ فرات۔ جیحوں۔ سیحوں یرموں۔ اور نیل بہتے ہیں۔ اور اسی پیروی کی برکت سے مسلمانوں نے آریہ ورت کو بھی لیلیا۔ جس میں گنگا۔ جمنا۔ اور سرسوتی بہتے ہیں۔

سوچو۔ اور خوب غور کرو۔ کیسے قبل از وقت بتایا ہوا وعدہ پورا ہوا۔ اور مفصل بحث کے مضمون میں آچکا ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔ ان الفاظ کے حقایق کے سمجھنے کیلئے ہمیں کتب تعبیر الرویا کیطرف رجوع کرنا چاہئے۔ چنانچہ نہر کے حقائق کی نسبت ان میں ہم یہ پاتے ہیں۔

النہر یدل علی اقلیم کسیحون وجیحون والفرات والنیل۔	نہر سے مراد یہ ہے کہ ایسی اقلیمیں جنمیں نہریں ہیں جیسے سیحون اور جیحون اور فرات اور نیل اسلام کے قبضہ میں آجائینگی اور آخر وہ آگئیں
والنہر فی المنام عمل صالح او رزق	اور خواب میں نہر کو دیکھنا سے مراد ہوتا ہے۔ عمل صالح اور دائمی رزق
ونہر اللبن دلیل علی الفطرۃ ونہر الخمر	دودھ کی نہر دیکھنے سے مراد ہے فطرۃ صحیحہ اور شراب کی نہر سے مراد ہے
دلیل علی السکر من حب اللہ تعالیٰ والبغض	اللہ تعالیٰ کی محبت کے نشہ سے سرشار ہونا اور اسکی حرام کردہ اشیاء
عن محارمہ ونہر العسل دلیل علی العلم	سے بغض کہنا اور شہد کی نہر سے مراد ہے علم اور قرآن کا حاصل
والقران ص۳۲۶ تعطیر الانام	ہونا۔
نہر الکوثر فی المنام نصرۃ علی الاعداء بقولہ	نہر کوثر کا رویا میں دیکھنا دلیل ہوتا ہے اعداء پر فتح و نصرت کی جیسا کہ خدا تعالیٰ کی کلام انا اعطیناک الکوثر (تعطیر ص۳۲۵)

چنانچہ بیچارگی اور بے سامانی کے زمانہ میں جبکہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں دشمنوں کی تہمتوں سے شکار لاغر کی طرح دکھائی دیتے تھے یہ وحی آپکو عالم الغیب قادر خدا کی طرف سے ہوئی کہ ہم نے تجھکو الکوثر عطا فرمایا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ وہ مظلوم بیکس انسان جسے اپنے بیگانوں نے پاؤں کے نیچے مسلنا چاہا تھا۔ کس طرح اپنے اعداء پر منصور و مظفر ہوا اور اسکے قوی اور متکبر دشمن خاکمیں مل گئے سوچو اور غور کرو۔ کہ یہ غیب کی باتیں کس طرح حرفاً حرفاً پوری ہوئیں اور خدا کے غضب سے ڈرو۔

من رای الملئکۃ یدخلون علیہ ویسلمون جو کوئی دیکھے کہ فرشتے جنت میں اسپر داخل ہوتے اور سلام کرتے ہیں

علیہ فی الجنۃ فانہ یصیر الی امر یصل بہ الی الجنۃ لقولہ تعالے والملئکۃ یدخلون علیہم من کل باب الآیۃ ویختم لہ بالخیر ۱۲ منتخب کلام

وہ ایسا کام کریگا جسکے باعث جنت میں پہنچے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اور فرشتے داخل ہونگے اپنپر ہر ایک دروازہ سے اور ایسے آدمی کا انجام اچھا ہوگا۔

ومن رای غلمانہا یطوفون حولہ نال ملکۃ ونعیمًا لقولہ تعالی ویطوف علیہم ولدان مخلدون (منتخب الکلام جلد اول ص۱۲)

اور جو کوئی جنت کے نوجوانوں کو دیکھے کہ اسکے ارد گرد پھرتے ہیں۔ وہ بادشاہ ہو جائیگا اور نعمتیں حاصل کریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور خدمت کو پھرتے ہونگے ولدان جنکے بالوں میں سفیدی آگئی۔

سوال نمبر ۴۰ ۔ حُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّۃٍ ۚ الدھر یُحَلَّوْنَ فِیْہَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ پ کہف۔ بہلا کوئی شائستگی ہے کہ عورتوں کا گہنا آدمی پہننے لگ جاویں۔ کیا بی اے مولوی بیجڑوں کی طرح کنگن پہن کر پھرینگے پھر ہنسی کی ہے۔

الجواب ۔ حُلُّوْٓا کا ترجمہ زیور دئے گئے۔ یُحَلَّوْنَ کا ترجمہ ہے زیور دیئے جائینگے۔ یہ بھی غریب عرب کو ایک وعدہ تھا۔ اور زبردست پیشگوئی ہے۔ چنانچہ ایک شخص سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجی نامی کو حضرت نبی کریم نے اسکے خالی ہاتھ دیکھکر دان پر بال بہت تھی۔ اور ہاتھ نہایت پتلے تھے) فرمایا۔ کانی بک قد لبست سواری کسری | میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے گئے۔

مدتوں کے بعد جب خدا تعالے کے وعدہ کے دن آئے اور خدا کے برگزیدہ بندوں نے آریوں کے بھائی ایرانیوں کے ملک کو فتح کیا۔ اور فتوحات ایران کا مال سونا۔ یاقوت۔ زبرجد۔ اور لولو بکثرت آیا۔ اور اس میں خاندان شاہی کے زیورات آئے۔ تو حضرت عمرؓ نے خاص کسریٰ شہنشاہ کے کنگن اس عربی مدلجی کو پہنا دیئے۔ اسلئے کہ وہ پیشگوئی پوری ہو۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ اور جو قرآن کریم میں مفصل مذکور ہے۔ دیکھو امام شافعی کی روایت ازالۃ الخفا صفحہ ۱۳۰ جلد ۲

اب ہم اسے رویا کی کتابوں سے حل کرتے ہیں۔

سوار ان کان اسورۃ من فضۃ فھو رجل صالح للسعی فی الخیرات بقولہ تعالی وحلوا اساور من فضۃ فان سورۃ ید السلطان فھو فتح

اگر کسی کو رویا میں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں تو وہ شخص صالح آدمی اور اس قابل ہوتا ہے کہ بڑی بڑی نیکیاں کمائے اسکو یہ تعبیر نکلیں اور یہ معنی مستنبط کئے گئے ہیں خدا تعالیٰ کے قول حلوا اساور من فضۃ سے اگر سلطان کے ہاتھ پر کنگن پہنائے جائیں

---

۱۲ مخلد اسی کو کہتے ہیں جسکے بالوں میں سفیدی آگئی ہو۔ منہ

یفتح علی یدیہ مع ذکر وصوت وانکان لہ اعداء فان اللہ یعینہ (منتخب الکلام جلد ۱)

تو اسکے معنی ہونگے کہ اُسی فتوحات نصیب ہونگی اور اُسکا آوازہ و شہرت دنیا میں مشتہر اور شائع ہوگی اور اگر اسکے دشمن ہونگے تو اللہ تعالیٰ اُنپر اُسی فتحمند کریگا۔

واقعات عالم اور ہماری نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف پر نگاہ کرکے دیکھ لو کہ یہ ساری باتیں کس احسن طریق سے پوری ہوئیں اور بعد الموت اس سے اتم اور اکمل طور پر پوری ہونگی۔

سوال نمبر ۱۴ - حور و نپر اعتراض۔ گوری۔ کنواری۔ ہم عمر۔ نوجوان۔ سیاہ آنکھوں والی دوشیزہ عورتیں۔ مینگی۔ برہمچاری اس قسم کی شلیل باتوں کو مُنہ پر لانا بھی جہاں پاپ سمجھتا ہے۔ قرآن کریم کے کلمہ طیبہ۔ اَبکارًا۔ عُربًا۔ اَترابًا پر اعتراض کیا ہے۔

الجواب کیا الٰہی کتب صرف برہمچریہ کیلئے ہوا کرتی ہیں نادان انسان اگر خاص خاص مذاق کے لئے الٰہی کتابیں ہوں۔ تو دوسرے مذاق والے کیا کریں وہ بیشتر بے مہار رہیں۔ بتا ان کی اصلاح کون کرے نیز چاہیئے کہ نہ تم نے ستیارتھ پرکاش پڑھنا اور نہ منو کا شاستر اور چاہئے کہ تم وید کو بھی نہ پڑھو کیونکہ ۱۰۴۔ اور ۱۰۵ صفحہ ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔

اشونی۔ بھرنی وغیرہ ستاروں کے نام والی۔ تلسی گلابی وغیرہ پودوں کے نام والی۔ گنگا جمنا ندی کے نام والی۔ پاربتی پہاڑ کے نام والی۔ پرندوں کے نام والی۔ اور اس قسم کے نام والی سے نکاح نکرنا نمبر ۹ میں کہا ہے نہ زرد رنگ والی۔ نہ بھوری آنکھ والی وغیرہ

نمبر ۱۱ میں کہا ہے جسکا نام زیبا جیسے بشودھا۔ سکھدا وغیرہ ہنس اور ہتھنی کے برابر جسکی چال ہو جس کے باریک بال۔ سر کے بال اور چھوٹے دانت والی ہو۔ اور جس کے سب اعضاء ملایم ہوں ایسی عورت کے ساتھ بیاہ کرنا۔ اسقدر حوالے غالباً اگر تم شریف الطبع ہو تو کافی ہیں۔ پس بڑا اور جہاں پاپ کیا اُس پاپی نے جسنے ست کے ارتھ میں ایسی شلیل باتو نکا ذکر کیا۔ اور اسکے پڑھنے کو کہا۔

بدبخت! کامل کتاب ضروریات اور حقیقی راحت بخش بات کا بیان نہ کرے تو کیا چنڈالوں کی کتابیں سچائی بیان کریں۔ کامل کتاب وہ نہیں ہو سکتی جس میں صرف برہمچریہ زندگی کا ہی تذکرہ ہو نہ وہ جس میں صرف چند اخلاقی باتوں کا ہی تذکرہ ہو۔ نہ وہ جس میں صرف سوشیل امور کا بیان ہو نہ وہ جس میں صرف سیاست و انتظام کا معاملہ بیان ہو۔ نہ وہ جو صرف امور آخرۃ کے متعلق بحث کرے نہ وہ جس میں صرف عبادات کا ذکر ہو۔ کامل کتاب تو وہ ہے جس میں انسانی اخلاق و عادات۔ معاملات سیاست۔ تمدن۔ امور بعد الموت اور الٰہی تعلیمات کی تعلیم بوجہ اتم بیان ہو۔ یہ بھی ایک معرکۂ اسلام

پر اعتراض کا بعض احمقوں کو ملا ہے۔ مثلاً کسی نے دیکھا کہ عورتوں کے متعلق قرآن شریف میں بحث ہے۔ پولیٹکل بحثیں ہیں۔ تو ایک نامرد نامراد کس مپرس بول اُٹھا کہ ان مباحث کی کتاب الٰہی میں کیا ضرورت ہے صرف بھجن اور توصیف الٰہی کے گیت کافی تھے۔ چند لڑکے انکو یاد کر لیتے۔ اور وہ ڈھولکی پر گاتے اور نگر کیرتن کرتے۔ ایک کنجوس اور غریب مفلس بول اُٹھتا ہے کہ زکوٰۃ اور اعطاء صدقات کا کیوں قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

ہمیشہ کا مفتوح ملک اور جسنے کبھی ذرہ سر اُٹھایا تو مونہہ کے بل گرا۔ شریروں۔ بدمعاشوں سے جنگ کا تذکرہ سُنکر کیا خوشی حاصل کر سکتا ہے۔ جسکو کبھی مکالمات آلہیہ کا شرف حاصل نہیں ہوا وہ برہموسمت کا آدمی یا عام طور کا غافل یا جسکو یقین ہے۔ کہ الٰہی مکالمہ کا شرف دو ارب برس کے قریب ملہان وید کے بعد پھر کسیکو بھی نصیب نہیں۔ وہ انبیاء کی وحی و مکالمہ کو ڈھکوسلا نہ سمجھے تو کیا کرے یا جس قوم کو باہر نکلنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور نہ انکو ضرورتیں پیش آئیں اور وہ نہیں جانتے ہیں کہ بعض جگہ گائے کا دودھ اور جَو کے ستو اور ساگ نہیں ملسکتا۔ گو بیہودہ لاف زنی سے کہتے ہوں کہ ہمارے بزرگ چکرورتی راجہ تھے۔ وہ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتِ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ پ ۶ مائدہ کا ستر کس طرح سمجھے۔ تجربہ کے سوا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آسکتا۔

غرض جامع کتاب کو سب کچھ جو انسان کیلئے ضروری البیان ہے بیان کرنا پڑتا ہے۔ اگر وہ کتاب بیان نہ کرے جو اپنے آپ کو کامل و جامع کہتی ہے۔ تو کون بیان کرے۔ اگر آپ نہ سمجھیں یا نہ چاہیں۔ تو آپ کی خاطر کیوں ضرورتوں کے بیان کو ترک کیا جاوے۔ کیا ساری دنیا برہمچر یہ مذہب رکھتی ہے اللہ تعالےٰ نے دماغ بریں اور اعصاب میں مختلف خواص رکھے ہیں ان خواص کو مدنظر رکھنا کامل کتاب کا کام ہے۔

تشلیل کہنا تمہاری شیریں کلامی کا ثبوت ہے۔ اَبکَارًا۔ عُرُبًا۔ اَتْرَابًا کے معنی کنواریاں اپنے خاوندوں سے محبت کرنیوالیاں۔ قریب العمر۔ کیا نیکوں کو ایسی نہ ملیں تو چڑیلیں ملیں۔

سوال نمبر ۴۲ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ ۚ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنْثُورًا پ ۲۹ الدھر۔ پر اعتراض کیا یہ لڑکے آدمیوں کو ملیں گے۔ یا عورتوں کو۔ پھر آپ ہی جواب دیا ہے۔ کہ تارک اسلام کے نزدیک انصاف ہے کہ عورتوں کو بہت نوجوان یکدم بطور خاوند دیتی کے ملیں۔ کیونکہ جب ایک ایک آدمی کو بہت سی حوریں ملگئیں تو ایک ایک عورت کو بہت نوجوان لڑکے ملنے چاہئیں۔

الجواب۔ آپکا انصاف ایک شریف الطبع انسان پسند نہیں کر سکتا۔ نادان غور کر! ایک عورت

ایک خاوند کے ایک بچہ کو یا اسکے دو تین بچوں کو ایک وقت میں مشکل پیٹ میں رکھہ سکتی ہے۔

ایک مرد آج کسی عورت کے بچہ دان کو اپنے نطفے سے مشغول کردی۔ اور دوسرے دن دوسرے کے تیسرے دن تیسرے کے۔ علیٰ ہذا سال بھر تین سو ساٹھہ بچہ مختلف رحموں میں پرورش کیلئے دیسکتا ہی۔ ہاں مرد قوی بہت عورتوں کے رحم میں بیج ڈال سکتا ہی۔ اسلئے عورتوں کو بہت نوجوانوں کا ملنا بے انصافی ہے اور اسپر دکھہ ہے۔

نیز مرد ایک گونہ عورتوں پر حکمران ہے۔ پس ایک مرد کیلئے بہت عورتیں ہوں تو عورت کو آرام ہے کہ مرد کی حکومت اسکے سر سے کچھہ ہٹ گئی۔ یا ایک عورت کے لئے بہت خاوند ہوں تو کیا عورت کو آرام ملسکتا ہی۔ کیا جسکے اوپر بہت ساری حکمران ہوں وہ آسودہ حال ہو سکتا ہی۔ علاوہ اسکے خاوند کیا آپس میں جنگ نہ کرینگے۔ کیونکہ اگر بہت سارے مرد ایک عورت کے خاوند ہوئے تو ایک وقت ایک چاہتا ہی کہ یہ عورت میرے پاس اور دوسرا چاہے کہ میرے پاس آوے اسلئے اول تو وہ آپسمیں جوت پیزار کرینگے پھر وہ عورت بہرحال مصیبتوں میں مبتلا ہوگی۔ نافہم انسان سوچ اور غور کر۔ مگر تمکو غور کا مادہ کیونکر ملیگا۔ تمہارا مذہب تو ایسے امور کی پروا نہیں کرتا۔ کیونکہ نیوگ میں ایسے امور بہت پیش آتے ہیں۔

سُن بہشتی نعمتوں میں اسلام بیان کرتا ہی۔ کہ بڑی نعمت خدا کی رضامندی ہی۔ دیکھو قرآن کریم۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۚ توبہ	اور اللہ کی خوشنودی تمام نعمتوں سے بڑی ہی وہ اللہ کی پاکیزگی
دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ	بیان کرینگے اور آپس میں سلامتی اور صلح سے رہینگے۔
وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ یونس	اور آخری پکار انکی یہ ہوگی کہ حمد ہی اللہ پروردگار کیلئے۔

پس سچے مسلمان الٰہی رضامندی کے گرویدہ ہوکر اسکی عبادت کرتے ہیں نہ اسبات کیلئے جسکی نسبت تم نے فضول گوئی کی ہے۔ ہاں دنیا کی نعمتیں اور دینوی عیش و آرام اور دولتمندی آریوں کے اعتقاد میں نیکیوں کا پھل ہے اور ظاہر ہے کہ غلمان بعض دولت مند ہندوؤں کے لوازمات میں داخل ہیں۔ پس کیا تعینا یہ الزام آپ لوگوں پر نہیں ہو سکتا؟ بلکہ جب دیانند کے نزدیک یہی دنیا ہی سورگ اور نیکی کے ثمرات لینے کی جگہ ہی۔ گو چند اعمال کے بدلے ارواح چندے شواغل دنیا سے بھی آزادی اور اندر میں رہینگے تو اس صورت میں دیانندی پنتھ کے مطابق غلمان نیکی کے ثمرات نہیں تو اور کیا ہیں! بات یہ ہے۔ کہ سخت عداوت کے سبب تمہیں غلمان کا قصہ سمجھ میں نہیں آیا۔ یا قرآن کریم کو نہ دیکھا ہے اور نہ سمجھا ہے۔ افسوس کہ اس ادعائی تہذیب کے زمانہ میں یہ درشت زبانی! تمام قرآن کریم کا اردو ترجمہ بھی تم دیکھہ لیتے اور تھوڑا سا ماقبل سے پڑھہ لیتے تو بشرط انصاف تم ایسے خلاف تہذیب امر کے مرتکب نہ ہوتے

سنئے قرآن میں ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ (پ ۲۷ طور)

ہم مومنوں کے ساتھ انکی مومن اولاد کو ملا دینگے۔ اور انکے عملوں سے کچھ بھی کم نہ کرینگے ہر شخص کو اپنی اپنی کمائی کا بدلہ ملیگا اور ہم انہیں میوے اور انکے پسند کے گوشت دینگے اور اس میں ایسے پیالے پیئینگے۔ کہ انکا نتیجہ بیہودہ خیالات اور بدکاری نہیں۔ اور انکے ارد گرد موتیوں کے دانہ جیسے بچے پھریں گے۔

باریتعالیٰ فرماتا ہے بہشتیوں کی اولاد ان کے پاس پھرگی۔ وہاں مومن اولاد کی جدائی کا غم نہ دیکھینگے اور انکے لئے نہ ترسیں گے جب لفظ تَاْثِيْمٌ صریح اس کی صفت میں موجود ہے جسکے معنی ہیں گنہ میں ڈالنا۔ پھر آپ کو ایسا ناشایاں خیال کیوں گذرا۔ اس معنی کی تفسیر خود قرآن کریم نے سورہ دہر میں اور لفظوں کے ساتھ کی ہے اور وہاں غلمان کے بدلہ ولدان کا لفظ جو ولد یا ولید کی جمع ہے فرمایا ہے

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا۔ (پ ۲۹ الدھر)

اور ان کے ارد گرد عمر دراز بچے پھرینگے تم انہیں دیکھکر یہی سمجھو کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں اور سورہ واقعہ میں ہے۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ (پ ۲۷ واقعہ)

اور ان کے ارد گرد عمر دراز بچے کودوں اور لوٹوں اور خالص نتھری صاف پانی کو لئے پھرینگے۔

اور اصل بات یہ ہے کہ یہ ایک بشارت ہے۔ جو فتوحات ایران و روم میں اپنے جلال کیساتھ ظاہر ہوئی جوان اور دلیر شاہی خاندان کے شاہزادے اور شہزادیاں مسلمانوں کے خادم ہوئے۔ مخلد دلیر کو بھی کہتے ہیں جسکے بال سفید ہوگئے ہوں۔

اور سن حضرت زکریا فرماتے ہیں۔ رب انی یکون لی غلام اے اللہ مجھکو کب بچہ عطا ہوئے اور ابراہیم علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے۔ وبشرناہ بغلام حلیم ہمنے ابراہیم کو خوشخبری دی ایک عقلمند بچہ کی۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں آیا ہے۔ لقیا غلاما فقتلہ موسےٰ اور خضر کے سامنے ایک جوان آیا اور خضر نے اوسکو قتل کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ میں دیکھو۔ اولاد اور جوانوں کو غلام کہا گیا ہے بلکہ قاموس میں لکھا ہے کہ غلام وہ ہوتا ہے جسکی مونچھیں نکل چکیں۔

نیز مجھے خبر نہیں کہ عورت اور مرد میں جناب الٰہی نے قدرت میں مساوات رکھی ہی نہیں بچہ جننے میں جو تکالیف عورتوں کو ہوتی ہیں اُن میں مردوں کا کتنا حصہ ہے کیا مساوات ہے۔ کیا قویٰ میں مساوات

ہے۔ ہرگز نہیں۔ میں ہمیشہ حیران کہ صرف دعوت میں مساوات کا خیال کس احمق نے نکالا۔

سوال نمبر ۴۳۔ قربانی لغو حرکت ہے۔ جس کا گلا کاٹ دیا جاوے وہ باعث آرام کیونکر ہو سکتا ہے۔

الجواب۔ یہ کلمہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جسکا گلا کاٹ دیا جاوے وہ باعث آرام کیونکر ہو سکتا ہے۔ قربانی کے مضمون کو ہم تین حصوں پر منقسم کرتے ہیں تو کہ سہولت ہو اور آسانی سے جواب سمجھا جاوے۔

حصہ اول

قربانی کا مسئلہ بھی عجیب و غریب مسئلہ ہے۔ تمام دنیا میں بسائط عالم سے لیکر اعلیٰ مرکبات تک کی قربانی ہو رہی ہے۔ اور ایشیا کا مذہبی دارالعلوم مع یورپ و قدیم امریکہ افریقہ اور پولنشیا کے اسکا عامل ہے مگر آجکل کی دنیا انکار کیطرف مایل ہے۔ اوکسیجن ہر متنفس میں انسانی آرام کے لئے قربان ہوتی ہے کاربن درختوں کیلئے قربان ہوتی ہے۔ کروڑوں من لکڑی اور کوئلہ اگنی دیوتا کے لئے اسٹیمروں ریلوں اور ورک شاپوں میں قربان ہوتا ہے۔ تب انسان کے سامان اگنی جی کی پرسنتا پر ہمیں ملتا ہے اور کہنے والے کہے جاتے ہیں قربانی لغو حرکت ہے۔ اور ہمارے نزدیک تو ہر ایک چیز میں روح ہوتی ہے اور آریہ بھی درختوں میں روح مانتے ہیں۔ ستیارتھ میں بحوالہ منوجی لکھا ہے جو نہایت درجہ کے تموگنی ہیں وہ درخت کیڑے مکوڑے کا جنم پاتے ہیں۔ اسلئے درختوں کا کاٹنا اور اپنے کام میں لانا ایسا ہی ہوا جیسا حیوان کا مارنا۔ پس درخت کیوں قربان کئے جاتے ہیں اور انسان کیخاطر ان کی قربانی کیوں جائز ہے۔ عذر کیا جا سکتا ہے۔ کہ انکی روح بیہوشی کی حالت میں ہے۔ پس یہ قربانی اسلئے جائز ہے۔ جیسے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۰۲ میں ہے۔ اپنے مطالب حل کرنیکو خوب عذر ہے۔ بھلا اس دعوی کا ثبوت کیا۔

کند مول وغیرہ چیزوں میں رہنے والے جیون کو سکھ دکھ محسوس نہیں ہوتا دیکھو صفحہ ۵۹۹ تو کیا پھر بیہوش کر کے قربان کر لیں اور اسی طرح بیہوشی کے بعد قربانی کا فتوی آریہ سماج کیا دیگی؟ پھر جب ہم غور کرتے ہیں تو حیوانی قربانی کا سلسلہ بھی وسیع نظر آتا ہے۔ ایک انسان کو ویدان کا مرض ہوتا ہے۔ تو الٰہی کارخانہ میں ہزاروں ہزار ایسی دوائیں ہیں جنکو استعمال کر کے ان جانوروں کی قربانی اس مریض کے لئے کیجاتی ہے۔ اور ہزاروں ہزار جانور اس ایک جان کی خاطر ہلاک کئے جاتے ہیں تب وہ جانور ہلاک ہو کر مریض انسان کو اور حکیم کو راحت بخش ہوتے ہیں صرف تقریریں بنانا قوت رحم کو ضرور جوش دیتا ہے۔ مگر عملی حالت بتاتی ہے۔ کہ انسان اپنی ضرورت و آرام کیلئے کسقدر جانوں کو قربان کرنا لابد سمجھتا ہے۔ اس سے آگے چلکر دیکھیں تو سیاست مدن میں ادنے آدمی اعلے کے

لئے ہمیشہ قربان ہوتا ہے۔ سفر مینا اور دیسی ادنیٰ سپاہی پہلے ماری جاتے ہیں پھر ادنے افیسر اور اسی طرح درجہ بدرجہ اور بادشاہ کی نوبت نہیں آتی۔

ہمنے ویدک احکام دکھلائے ہیں ویدوں میں لکھا ہے کہ جس طرح بجلی بادلوں کو اور آگ بن کے گھاس کو فنا کرتی ہے۔ اسی طرح سپہ سالاروں کو چاہیئے۔ کہ مخالفوں کو ہلاک کردیں دیکھو ہمارا صفحہ ۱۰ رگوید ۶۱۶ بلکہ دیانندی خیال کے مطابق تو جانوروں اور مویشی بلکہ گائیوں اور آدمیوں کو بھی مار کر اپنی فتح و اقبال کی خاطر قربان کرنا جائز ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۱۱

اور نوح کے وقت جل تھل کرنے پر اعتراض کہ بہت جیو اس وقت مارے گئے ہونگے اور یہ ظلم ہے۔ ایسے واقعات بیان کرنیوالی کتاب خدا کی نہیں ہوسکتی۔ کسیوقت مناسب سمجھو تو دشمن کو چاروں طرف محاصرہ کرکے روک رکھو اور اس کے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ۔ خوراک۔ پانی اور ہیزم کو تلف وخراب کردے۔ منو ۷۔ ۱۹۶

دشمن کے تالاب شہر کی فصیل اور کھائی کو توڑ پھوڑ دیوے۔ رات کے وقت انکو خوف دیوے۔ اور فتح پانیکی تجویز کرے منو ۱۹۶ ذرہ ان الفاظ (ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ۔ خوراک۔ پانی ہیزم کا تلف کرنا تالاب توڑدینا) پر غور کرو کیا نرم دل کے مناسب حال قواعد ہیں جیسے پال کا دل ہے۔

آہ دوسرے مذہب کی تردید کیوقت کہنے کو انسان کو نرم دلی کا وعظ یاد آتا ہے۔ مگر اپنے گھر کی ضرورتوں پر کیسے احکام جاری کئے جاتے ہیں۔ اور جب اپنا نفع و نقصان ملحوظ ہو تو کن قوئی سے کام لیا جاتا ہے۔ دھرمپال کا نرم رحیمدل اور جنگوں سے متنفر دیکھئے۔ کیتاویل گھڑتا ہے۔ یا ویدک مت کو ترک کرتا ہے مگر اغراض کے سامنے ایسے لوگ میری کیونکر سنیں گے۔

انسائیکلو پیڈیا برطانیکا کی جلد ۲۱ صفحہ ۱۳۔ اور انسائیکلو پیڈیا بینیکا جلد ۴ صفحہ ۴۱۸۷ تا ۴۲۴۰ میں ہے۔ ایران انڈیا۔ یونان۔ روم۔ عرب۔ افریقہ۔ قدیم امریکہ اور روما میں قربانی کا عام رواج تھا۔ اور قربانیاں رضاء الٰہی۔ کفارہ معاصی۔ ازالہ غضب اصنام کے لئے۔ غریب کی غربت شاعر کی قوت بڑھانے۔ بیمار کی شفا کے واسطے قربانی ہوا کرتی تھیں۔

عبرانیوں میں۔ شکریہ۔ کفارہ اور حمد الٰہی کے لئے لڑکے کے تولد۔ ختنہ۔ شادی پر اور مہمان کے آنے پر۔ فتحمندی۔ زمین کے جوتنے۔ کنوئیں کی بنا۔ بنیاد عمارت۔ باہمی معاہدہ۔ مردہ کی سالانہ رسم شکار کے بعد اور جب کسی کا جانور پہلا بچہ دے تو قربانی ہوا کرتی تھی۔

بابلی لوگ قیدیوں میں ایک انسان کی قربانی اور افریقہ میں حسین آدمی کی قربانی ہوتی

تھی۔ بابلیوں میں ہرن کی قربانی اور عبرانیوں میں بادشاہ اور رعایا کیطرف سے شاہی قربانی چھ بیلے اور ایک دنبہ ضروری تھا۔ سوختنی قربانی بہی اگنی دیوتا کے لئے ہوتی تھی۔ اور اسکو عولی کہتے تھے۔ حضرت سلیمان نے جب ہیکل تیار کی تو قربانیوں کی نوبت لاکہوں تک پہنچی۔

روما میں سور کی۔ یونان میں شراب کی قربانی بہی معمول تھا۔ مکسیکو میں تین منزلہ مندر میں سبز پتھر پر قربانی ہوتی تہی۔ برٹانیکا جلد ۱۶-۲۱۰ ضرور ملاحظہ ہو۔ دعا اور قربانی لازم و ملزوم جلد ۲۴-۳۰۰

ڈاہومی میں بادشاہ کی وفات پر دو ہزار آدمی کی قربانی ہوتی ہے جلد ۱ نمبر ۵۔

انگلستان میں دو رواید سن قوم میں قربانی تہی۔ انڈیا کی تمام اقوام میں جلد ۲۹-۲۸۱ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قربانیاں ہوتی تہیں۔ مینے اپنی آنکہ سے جیپور کے پرانے محلات میں وہ مقام دیکہا ہے۔ جس میں انسانی قربانی ہوتی تھی۔ اور اب امن کے باعث وہاں ہر روز ایک بکری کی قربانی ہوتی ہے۔ مینے جب اس پیچ در پیچ مکان کو دیکہا۔ تو مجہے انگریزی حکومت کی بعض برکتیں یاد آگئیں۔

مہاراج کشمیر کی بہاری میں جسقدر قربانیاں چرند اور پرند کی ہماری سامنے پنڈت لوگوں نے کرائی ہیں انکی تعداد کو میں گن بہی نہیں سکتا۔ اور مذہبی ناٹکوں میں ہمنے بچوں کی قربانی اور اسپر والدین کا منگل گانا ہماری آنکہ کے سامنے کا نظارہ ہے۔ اور وہ ناٹک والے بہی پنڈت دیانند کے ملک کے ہی تھے۔

مسیحی دین میں مسیح نے قربانی کا بہت لحاظ رکہا ہے۔ اور تمام انبیا بنی اسرائیل قربانی کے موید رہے مگر مسیحی مذہب میں آپ کے ہمنام صاحب پال نے انکار کیا۔ پہر بہی ابتدا میں مسیحی لوگ قربانیاں کرتے رہے اور بپتسمے کی اتباع اور نر بلی میں خدا کی اقتدا ہوتی رہی۔ اور سچ پوچہو تو عیسائیوں کی نجات ہی ایک انسانی قربانی یا خودکشی پر موقوف ہے۔ جب دنیا طلبی غالب ہوگئی۔ تو قربانیوں کا روپیہ قربانیوں کے قائم مقام ہوگیا اور اس بہار کے بدلہ اصل قربانی موقوف ہوگئی۔ برائے نام یا حقیقۃ اب بہی مسیح کا لہو اور گوشت عشاء ربانی میں کہایا جاتا ہے۔

پر جیسے آپ نے حق کا خون کرکے ہزاروں ہزار مسلمانوں کا دل دکہایا ہے کیا تمہاری دل اور نرم دل نے اسے جائز کرلیا ہے دل سے پوچہو؟ اگر ستیارتہ کے مصنف کو کوئی حقارت سے یاد کرے۔ تو کس طرح آریہ سماج آگ بگولا ہوتی ہے۔ مگر کیسی بے انصافی ہے کہ اللہ تعالی کی ذات پاک اور قرآن اور بانی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی تحقیر کرتے ہوئے آپ لوگ دل کی نرمی اور شیریں کلامی اختیار نہیں کرسکتے اور کروڑوں مسلمانوں کا اس سے زیادہ دل دکہاتے ہیں جتنا کہ مذبوح

جانور اور اسکی ماں بہن کا دل دکھتا ہو کیا حیوانات کا دل دکھتا ہے۔

برٹانیکا انسائیکلو پیڈیا۔ کی جلد نمبر ا صفحہ نمبرہ ۵ میں لکھا ہے۔ اسحاق کی قربانی کا باب اصلی نہیں اور نہ پرانا ہے۔ اور سچ بھی ہے کیونکہ اسمعیل کے جیتے اسکی جوانی کے قریب زمانہ میں اسحق کا ذبح کرنا کوئی عظیم الشان امر نہیں۔ ایک تیرہ برس کا بچہ موجود ہے۔ اسوقت ایک سالہ کا قربان کرنا ایسا خطرناک نہیں۔ جیسے تیرہ سالہ اکلوتے کا قربان کرنا" پھر اسی کے جلد نمبر ا صفحہ ۵ میں لکھا ہے کہ کنعانیوں میں جو قدیم باشتثنا فلسطین کے تھے ان میں انسانی قربانی کا رواج تھا۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی رؤیا کے مطابق جب بجائے لڑکے کے مینڈھا ذبح فرمایا تو اس طریق سے انسانی قربانی کا ازالہ فرما کر حیوانی قربانی اسکے قائم مقام کر دی۔ **مان پال**! یہ تو بتاؤ کہ تمہاری یہاں اگنی کنڈ میں اگنی دیوتا کیلئے جو کچھ ڈالا جاتا ہے۔ اور اسے تم لوگ ہَب کہتے ہو۔ اور ہب میں کیا ہوتا ہے دیکھو یجروید صفحہ ۴ ہ تیسرا ادھیا منتر نمبر ا کی تفسیر۔ خوشبودار کیسر کستوری وغیرہ۔ میٹھا گوڑ۔ شکر وغیرہ پشٹ گھی دودھ وغیرہ روگ ناشک گورچ وغیرہ چار قسم کا ساکل"۔ اس پر غور کرو۔

جب گھر گھر تمام دنیا میں ہر روز کستوری جلائی گئی تو اس قیمتی چیز کے طمع پر کسقدر کستوری کے ہرن مارے جائیں گے اور شکاری ان کے تباہ کرنے میں کسقدر کوشش کرینگے۔ شہد کے لئے کسقدر مکھیوں کی خانہ ویرانی کرنے پر پڑیگی۔

اب ہم اسلامی قربانی اور اسکے مقابل آریہ ورتی قربانیوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قوموں کے مصلح ہو کر آتے ہیں۔ وہ کل رسومات سابقہ کا استیصال کرنا نہیں چاہتے بلکہ انمیں جو رسم محض غلط اور توہم پر مبنی ہو اسکو تو باطل کر دیتے ہیں۔ اس نکتہ کو یاد رکھکر مضمون آئندہ پر نظر کرو۔

دوسرا مضمون قربانی پر

اسلام نے بعض قربانیوں کو قطعاً حرام اور نیست و نابود کر دیا ہے۔ اول وہ قربانیاں جن میں بت پرستی اور شرک ہو۔ کیونکہ شرک میں مبتلا انسان بحیثیت مشرک ہونے کے حقیقی اسباب کو ترک کر کے اپنی دیوی دیوتا سے امیدوار کامیابی کا ہوتا ہے۔ اسلئے حقیقی کامیابی سے محروم رہتا ہے۔ اور دوسرے ان مشرکوں اور پجاریوں کو اپنی اپنی دکان گرم کرنیکے لئے صدہا جھوٹے قصے بنانے پڑتے ہیں۔ اسلئے توحید کی حامی شریعت نے ایسی تمام قربانیوں کو باطل کر دیا۔ اور محرمات میں ان کو رکھدیا اور فرمایا۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ	حرام کیا گیا تمپر مردار اور خون اور سور کا گوشت

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِاللّٰهِ بِهٖ پ۲ مائدہ

اور وہ چیزیں جن پر اللہ کے سوا کا نام پکارا جاوے

اور ہمارے صوفیا کرام نے تو یہانتک احتیاط اور تاکید کو اختیار فرمایا ہے کہ وہ کہتے ہیں مَا کا لفظ جو مَا اُهِلَّ میں آیا ہے۔ وہ عام اور وسیع ہے۔

پھر حضرت شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہی دیکھو فتوحات مکیہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۲۱ باب ۳۶۹

وَالشِّعْرُ فِيْ غَيْرِاللّٰهِ مَا اُهِلَّ لِغَيْرِاللّٰهِ بِهٖ فَاِنَّهٗ لِلنِّيَّةِ بِهٖ اَثَرٌ فِي الْاَشْيَآءِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (پ۳۰ بینہ)

غیر اللہ کیلئے شعر کہنا مَا اُهِلَّ لِغَيْرِاللّٰهِ سی ہی کیونکہ نیت کا اثر چیزوں میں ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اور نہیں حکم کیے گئے وہ لوگ مگر اس بات کا کہ عبادت و پرستش کریں اللہ کی صرف اسلئے خالص کرنیوالے ہوں اپنے دین کو۔

ہم نے اپنی کتاب میں ایسے شعروں سے پرہیز کیا ہی۔ جو کسی محبوب مجازی کے حق میں یا غیر اللہ کے لئے وہ شعر بولے گئے۔ کیونکہ وہ ما اهل لغیر اللہ ہیں اور وہ حرام ہیں دوم ان تمام سوختنی قربانیوں سے روک دیا گیا ہے۔ جو اشیاء آگ میں تباہ کیجاتی ہیں اور جن کا ذکر صدہا بلکہ ہزارہا بار یجر۔ رگ سام ویدوں میں ہوا ہی۔ تمہاری مشرک بھائیوں نے اسوقت بھی حضرت نبی کریم پر یہی اعتراض کیا جیسے انکا قول خدا تعالےٰ نے نقل کیا اور فرمایا۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ (پ۴ آل عمران) اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (پ۴ آل عمران)

اللہ نے سُنی بات اُنکی جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم دولت مند ہیں۔ اور پھر یہ تمہارا اعتراض نقل کیا اور کہا ہی۔ وہ جنہوں نے کہا کہ ہم رسول کی بات نہیں مانیں گے جب تک ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کہا جاتی۔ (سوختنی قربانی) تو کہہ مجھسے پہلے رسول بینات لیکر اور تمہاری مانگی ہوئی چیز (سوختنی قربانی) کو بھی لیکر آئے پھر تمنے انہیں کیوں قتل کیا اگر تم صادق ہو۔

تیسری وہ تمام قربانیاں موقوف کر دیں۔ جن میں یہ خیال پیدا ہو سکے۔ کہ وہ تراکیب ہمارے گناہوں بدکاریوں نافرمانیوں کا کفارہ ہونگی۔ ایسی ہی قربانیوں نے جو ایک برّے کی ہوئی یا نہ ہوئی تمام عیسائیوں کو دلیر و بے باک کر دیا ہے۔

ایسی ہی قربانیاں بعض جگہ منوجی نے ویدوں سے بیان کی ہیں چونکہ منوجی ایسی معتبر کتاب ہے۔

جسکے ذریعہ سے تمام سنسار تہہ بہر اپڑا ہے ہمیں امید ہے کہ آریہ سماج اسکو تسلیم کریگی والا دکھائیگی - کہ منوجی کے وہ اقوال کس ویدک منتر کے ورد وہ ہیں - منوجی اوصیاتین شلوک نمبر ۶۸ - میں لکھتے ہیں -

گرستھ کے گہر میں چولہا - سِل - بٹہ - جھاڑو - اوکھلی - موسل - پانی کا گھڑا ان سب سے کام لینے میں جیو مرتے ہیں - شلوک نمبر ۶۹

ان پانچوں کے پراشچت کے لئے پانچ مہاں یگیہ کو گرستھ لوگ نیتہ ہی کریں -

شلوک نمبر ۷۰ - پانچ مہایگیہ یہ ہیں - وید کا پڑھنا - برہم یگیہ - پتروں کا ترپن - نرپ یگیہ - ہون کرنا دیو یگیہ - بل دینا - اتتھ کا پوجن - منشہ یگیہ -

شلوک نمبر ۷۱ - جو کوئی سامرتھ کے موافق ان مہایگیہ کو کرتا ہے وہ روزمرہ کی ہنسا (جان کشی) کے پاپ سے چھوٹا رہتا ہے -

قربانی کے مضمون کا آخری تیسرا بقیہ

ہمنے اس مضمون کے پہلے حصہ میں بتایا ہے - کہ قربانیاں کرنا انسانی فطرتوں کا مقتضے ہی اور اسکو واضح کرکے دکھایا ہی - کہ قربانی کرنے میں شامیوں - یافث اور حامیوں کی کوئی خصوصیت نہیں پھر دوسرے حصہ میں یہ بھی بتایا ہے - کہ اسلام نے قربانی میں کیا اصلاح فرمائی ہے اور کن قربانیوں سے روکا ہے اب ہم تیسرے حصہ کو جو اس مضمون کے متعلق ہے بیان کرتے ہیں - اور دکھاتے ہیں کہ اسلام نے کن قربانیوں کو جائز رکھا ہے - سو اول انسانی قربانی کا ذکر کرتے ہیں - مگر قبل اسکے کہ اسکا بیان کریں قربان کے لفظ کی جس سے قربانی کا لفظ نکلا ہی تشریح کرتے ہیں - سنو اس لفظ قربان کی لغت عرب میں کیا معنی ہیں -

قرب الشی قربانًا	خوب ہی نزدیک ہوئی یہ چیز -
القربان بالضم ما قرب الی اللہ	قُربان پیش کے ساتھہ جو اللہ کیطرف نزدیک کرے -
وما تقربت بہ	اور قربان وہ ہی جسکے ذریعہ تو اللہ کے نزدیک ہو -
والقربان جلیس الملک وخاصتہ	قربان بادشاہ کا مجلسی اور اسکا ممتاز
ومنہ الصلوۃ قربان کل تقی	اسی محاورہ پر ہی کہ نماز ہر ایک متقی کیلئے قربان ہی -

اور حدیث میں آیا ہے -

مایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ - فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی میرا بندہ نفلوں کے ذریعہ میری قریب ہوتا ہی یہاں تک کہ میں اسے پیار کرتا ہوں اسکے کان بنجاتا ہوں جس سے وہ سُنتا

یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا (بخاری)	ہو اور آنکھ بنجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہو اور ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہو اور پاؤں جسے چلتا ہے۔

پس قربان کے معنی ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں میں اپنے آپ کو محو کر دینا اور اس ذریعہ سے اپنے آپ کو اُسکے نزدیک کرنا اور اسکے خاصوں میں ہو جانا۔ جب کوئی انسان ایسا ہوتا ہو کہ نہ اوسکو کسی کیساتھ مخلوق میں ذاتی بغض وغضب ہوتا ہو۔ اور نہ کسی کیساتھ مخلوق میں سے ذاتی محبت اور تعلق ہوتا ہو۔ اس کی محبت خلق سے ہوتی ہے مگر للہ و باللہ و فی اللہ ہوتی ہے۔ اور اسکا بغض بھی ہوتا ہے مگر للہ و باللہ و فی اللہ ہوتا ہو وہ فانی باللہ اور باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا صرف اسلئے ہوا کرتا ہو۔ کہ جناب الٰہی نے کُلُوْا کا حکم دیا ہے۔ اور ایسے آدمی کا پینا اسلئے ہوتا ہو کہ اسکو پینے میں الٰہی ارشاد ہے۔ وَاشْرَبُوْا۔ اور اسکا بیبی سے محبت و پیار اسی واسطے ہوتا ہے کہ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْف (پ نسا) کا حکم ہے۔

پس شہوت وغضب طمع وجزع۔ عجز وکسل۔ بے استقلالی وغیرہ رذایل اس میں نہیں رہتے۔ وہ انعامات کے وقت اگر شکر کرتا ہے۔ تو ارشاد الٰہی سے اگر مصائب پر صبر کرتا ہو تو رضا الٰہی کے لئے وہ اپنے اور دوسرے کے معاصی پر اسلئے ناراض ہوتا ہو کہ اس کا مولیٰ ان باتوں پر ناراض ہو۔ وہ مشرکوں بے ایمانوں شریروں پر تلوار اُٹھاتا ہو۔ مگر الٰہی ہتیار بن کر۔ یہی قربانی ہے جسکے باری ارشاد ہو۔

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِھِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ۔ قَالَ لَاَقْتُلَنَّکَ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (پ مائدہ)	جب ان دونوں نے قربانی دی آخر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی رد ہوئی۔ اُس نے کہا میں تجھے مار ڈالونگا اسنے کہا اللہ متقیوں کی قربانی قبول کیا کرتا ہو۔

دوسری انسانی قربانی جسکو اسلام نے جائز رکھا ہے جوانان قوم اور مدبران ملک کی قربانی ہے۔ مگر اسوقت کی بڑے بڑے سیاسی بلاد یورپ وامریکہ ہاں عام بلاد کا ذکر کیوں کریں خود انگلستان نے میری ذرہ سی شخصی زندگی میں جہاں انڈیا۔ کابل۔ پنجاب۔ دہلی کے غدر۔ سوڈان۔ خرطوم۔ ٹرانسفال اور سمالی لینڈ وغیرہ جزائر میں صرف تجارت یا یوں کہو۔ حکومت کیلئے لاکھوں نیز اور ڈیڑ قربانی کئے ہیں۔ تو وہاں ان تراشے گلوں نے اپنے ملک قوم کو تو دنیا کے صراط پر سے کیا گذارا دنیا کی جنت میں پہنچا دیا ہو اور وید کی تعلیم نے تو ہزار ہا منتروں میں اس نرمیدہ انسانی قربانی کی تاکید لکھی ہو میں کہاں تک گن کر دکھاؤں۔ مشتے بطور نمونہ یا دانہ از خروارے لکھتا ہوں۔

اول دیکھو سوال نمبر ۴ کو جہاں معنی مفصل حوالے دئے ہیں ستیارتھ صفحہ ۳۵۵ رگوید بھاش نمبر ۲۶۱ اور

منبر ۷۰۷ و منبر ۶۱۶ اور اسکے علاوہ دیکھو یجروید ادھیائے منتر ۵ حصول راج اور لکشمی کیلئے کیا شغل تجویز کیا ہے اور اسی ادھیائے کے منتر نمبر ۶ و منتر ۲۶ میں جہاں دشمن کے باندھنے اور نہ چھوڑنے کا حکم ہے قابل غور ہے اور منتر ۲۸ میں ہے۔ بغیر لڑائی اور طاقت کے دشمن کبھی نہیں ڈرتے۔ یجروید ادھیائے پانچ منتر ۲۲ میں ہے جیسے میں ڈنٹ سبھاؤ شتروں کے شر کاٹتا ہوں۔ تو بھی کاٹ۔ یجروید ادھیائے نمبر ۶ منتر ۱۰ جیسے میں بداطواروں کی گلوتراشی کرتا ہوں ویسی ہی آپ بھی کیجئے"

اسلام نے اس قربانی کو صرف دفاعی جنگوں میں منحصر اور محدود کر دیا۔ جب مخالف دشمن مسلمانوں کو قتل کریں اور اسلام کا استیصال کرنے لگیں تو اسوقت کیلئے فرمایا۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ۙ پ ۱۷ حج)	اجازت دیگئی اُن لوگوں کو جن سے لڑائی کیگئی اسلئے کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ انہیں دشمن پر غالب کر دینے پر قادر ہے

اور فرمایا ہے۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۔ پ ۲ بقرہ	مقابلہ کرو اعلاء کلمۃ اللہ میں ان سے جو تم سے مقابلہ کرتے ہیں اور حد سے نہ بڑھنا۔ اسکے معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانشین نے یہ کئے ہیں کہ لڑکے عورتیں۔ بڈھے۔ فقیر اور تمام صلح جو نہ ماری جائیں۔
وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ ۔ پ ۲ بقرہ	اور فرمایا مقابلہ کرو یہاں تک کہ فتنہ اور شرارت نہ رہے

اسلام کا خدا تعالےٰ نے دونوں طرح کا غلبہ دکھانا چاہا ہے ایک وقت تھا جب دشمن نے اسلام کے استیصال کیلئے تلوار اُٹھائی۔ مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ تو اسلام نے مسلمانوں کو بغاوت سے روک دیا۔ کہ عذر کرنا اسملک سے نکلجاؤ۔ جہاں تکلیف ہے۔ اسلئے مکہ معظمہ کا ملک چھوڑ دیا گیا جب دشمن کو اسپر صبر نہ آیا اور اس نے تعاقب کیا تو آخر اسلام نے تلوار اُٹھائی اور کامیاب ہو گیا۔

پھر اس وقت چودھویں صدی میں صرف حجج کے اسلحہ سے اسلام سے جنگ شروع ہو گئی اسلام کے باعث کوئی قوم کسی مسلمان پر ہتیاروں سے اب کام نہیں لیتی تو اسلام نے بھی براہین نیرہ اور حجج ساطعہ اور دلایل واضحہ (ترک رشی) سے مقابلہ شروع کیا۔

بُت پرست قومیں اسلام کے مقابلہ سے مار کر بُت پرستی کے دعوے سے باز آ رہی ہیں اور بالکل اس مسئلہ میں صلح جو ہو رہی ہیں۔ کیونکہ انڈیا میں کچھ برہمو ہو گئے ہیں۔ اور کچھ آریہ سماج ادھر یورپ و امریکہ میں یونی ٹیرین۔ فری تھنکروں کا سمندر موج مار رہا ہے اور کیا خوب ہوا حضرت مسیح کی خدائی نیست و نابود ہو رہی ہے۔ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي

الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ (پ حشر) مخالف اسلام کے مقدس مذہب میں آرہی ہے دہرمپال یا اور اسکے چند بھائی اس طرح اسلام سے نکل گئے۔ جس طرح بال مکھن سے الگ ہو جاتا ہے تو کہ مقدس مذہب اسوقت خس و خاشاک سے پاک ہو جاوے۔

ہمارے مولوی تو علے العموم سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اگر اسوقت وہ مہدی آنیوالا ہوتا۔ جسکو خونی جنگ کرنی ہے۔ تو ایجاد اسلحہ اور اتحاد قومی و ملکی اور عصبیت کا جلوہ مسلمانوں میں روز افزوں ہوتا نہ یورپ میں۔ عصبیت کے سوائے جنگ کی وساطت سے دنیوی سلطنت کا ملنا خیالست و محالست وجنوں میرے سامنے ایک طرف سلطنت اودہ و دہلی۔ زنجبار مراکش۔ مسقط۔ مصر اور دوسری طرف یارقند۔ سمرقند۔ خیوا۔ بخارا۔ سرویہ۔ مانٹی نیگرو۔ ہرزیگوینا و جزائر سائپرس۔ کریٹ بلکہ اور حصص مملکت ترک ہی اور عرب کے حصہ ہائے کویت اور عدن و یمن بتدریج کچھ نکلگئے اور باقی نکل رہی ہیں۔ اسیواسطے تو مہدی صادق علیہ السلام نے یہ نظم لکھی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی جہاد کی ممانعت کا فتوی مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتوے فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفے — یعنے مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جب آئیگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا — جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلینگے بچے سانپوں سے بیخوف و بے گزند
یعنے وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — ہو لینگے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سنکے بھی جو لڑائی کو جائے گا — وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے — کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

القصّہ یہ **مسیح** کے آنے کا ہے نشاں
کر دیگا ختم آکے وہ دین کی **لڑائیاں**

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں

اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ **سلطنت** وہ رُعب وہ شوکت نہیں رہی

وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ **عزم** مقبلانہ وہ **ہمّت** نہیں رہی

وہ علم وہ صلاح وہ عفّت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی

وہ درد وہ گداز وہ رقّت نہیں رہی
خلقِ خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی

دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذبِ نصرت نہیں رہی

حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلاوت نہیں رہی

وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی

دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تمکو غیر قوموں پہ **سبقت** نہیں رہی

وہ اُنس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حدّ و نہایت نہیں رہی

سر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں رہی
نورِ خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

سو شکر ہیں گند دل میں طہارت نہیں رہی
نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی

خوانِ تہی پڑا ہی وہ نعمت نہیں رہی
دین بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی

مولی سے اپنے کچھ بھی **محبت** نہیں رہی
دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی

سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہی مودّت نہیں رہی

تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی

اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں یہ بھی کہ وہ **حاجت** نہیں رہی

اب کوئی تمپہ جبر نہیں **غیر قوم** سے
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے

ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
عادت میں اپنی کر لیا **فسق** اور گناہ کو

اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے

اے قوم! تمپہ یار کی اب وہ نظر نہیں
رہتے رہو **دعاؤں** میں اب وہ اثر نہیں

کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
شیطان کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں

تقوے کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے

کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے

اب تم تو خود ہی موردِ خشمِ خدا ہوئے
اس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوئے

اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بنکے محلِ سزا ہوئے

سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہی اب کہاں
وہ صدق اور وہ دین امانت ہے اب کہاں

پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ **ایماں** نہیں رہا
وہ نور مومنانہ وہ **عرفاں** نہیں رہا

پھر اپنے کفر کی خبر **اے قوم لیجئے**
آیت عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ یاد کیجئے

ایسا گمان کہ مہدیٔ خونی بھی آئے گا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا

اے غافلو! یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتان ہیں۔ بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ **تو آ چکا**
یہہ راز تم کو **شمس و قمر بھی بتا چکا**

اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے
تم میں سے کئے سوچنے والے کدھر گئے

تھوڑے نہیں نشان جو دکھلائے گئے تمہیں
کیا پاک راز تھے جو بتلائے گئے تمہیں

پر تم نے اُن سے کچھ بھی اُٹھایا نہ فائدہ
مُنہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے **یہہ مائدہ**

بخلوں سے یار و باز بھی آؤ گے یا نہیں
خود اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کیطرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں

اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں
مخفی جو دل میں ہے وہ سُناؤ گے یا نہیں

آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں
اوسوقت اوسکو مُنہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں

تم میں سے جسکو **دین و دیانت** سے ہو پیار
اب اُسکا فرض ہی کہ وہ دل کرکے استوار

لوگوں کو یہ بتائے کہ **وقت مسیح** ہے
اب جنگ اور جہاد **حرام** اور **قبیح** ہے

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا **خدا**

تیسری قربانی جسکو اسلام نے بعض جانوروں کو اللہ تعالےٰ کی عظمت و کبریائی یاد کرکے ذبح کرنے اور انکا گوشت پکا کر استعمال کرنیکا حکم دیا ہے۔ اس قربانی کے منشا رہبت ہیں۔

اول تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمعیل علیہ السّلام کی اس سچی قربانی کی یادگار رہی جو ان دونوں نے اس فرمانبرداری میں کر دکھائی اور جسکا بیان اس آیت میں ہے۔

اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔

میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو غور کرکے بتا کہ تیری کیا رائے ہے اس نے کہا اے میرے باپ تو وہ بات کر جسکا تجھے حکم دیا جاوے تو مجھے انشاء اللہ صابر پائیگا

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا۔ (پ صافات)

اور جب وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو گئے اور اُسے ماتھے کے بل لٹایا ہم نے اُسے آواز دی کہ اے ابراہیم تو نے خواب کو سچا کر دکھایا۔

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (پ۔ انعام)

اور فرمایا میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے ہاتھ ہے جو پروردگار ہے جہانوں کا اُنکا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا فرمانبردار ہوں۔

دوم۔ مشرکوں، بُت پرستوں کو دکھایا ہے کہ تمہاری دیوی دیوتا کی قربانیاں سب لغو ہیں۔ انکی ذرہ ضرورت نہیں۔ اگر یہ ضروری ہیں۔ تو دیکھو میں جانوروں کو ذبح کرتا ہوں۔ مگر پھر بھی ان دیوی دیوتا کی نذر و نیاز میں نہیں چڑھاتا اور نہ انکے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اور نہ میں اگنی دیوتا میں انکو ڈالتا ہوں مگر میرا ذرا نقصان نہیں ہوتا۔ اگر کوئی خونخوار دیوی اور دیوتا ہے۔ اور میں اسکی مخالفت میں اسکے نام کی قربانی نہیں کرتا۔ تو چاہئے کہ میرا کوئی بال تو بیکا کر کے دکھائے جب نہیں کر سکتا تو معلوم ہوا کہ یہ قربانیاں لغو ہیں۔

پس جیسے ہمارے سب کام الٰہی رضامندی کے لئے ہونے چاہئیں اسی طرح قربانیاں بھی اسی کے نام کی ہونی چاہئیں۔ سجدہ ہو تو اسی کا۔ تعظیم ہو تو اُسی کی۔ ذبح ہو تو اسی کے نام کا وغیرہ وغیرہ۔

سوم۔ چونکہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے اسلئے یہ ظاہری نظارہ کہ ہمنے کس طرح ایک جانور کو جو ہمارے ماتحت ہے ذبح کر دیا ہے۔ جناب الٰہی کی کبریائی کو یاد دلاتا ہے کہ ہم اور ہمارے اطباء اور ہمارے مدبر و محافظ اور دعائیں اور شفاعت کرنیوالوں کی تمام کوششیں اس محدود زندگی کے لئے انکی محنتیں بے سود ہو جائینگی۔ اور بے سود ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح حق سبحانہ و تعالےٰ کیطرف سے جب حقیقی طور پر وفات و موت کا وقت آتا آ گیا جو ہمارے لئے مقدر ہے۔ ہزار ہاتھ پاؤں ہلائیں گے کچھ مفید نہ ہوگا۔ اس قربانی کے اس نظارہ سے انشاء اللہ اُمید ہے کہ آخر انسان اس نتیجہ پر پہنچ جاوے اگر سلیم الفطرت ہے کہ دُنیا روزے چند عاقبت کار باخداوند ہمہ کامل فرمانبرداری حق سبحانہ و تعالیٰ کی چاہیئے۔

چہارم۔ جہانتک نظام کائنات کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ عناصر بسیطہ سے لیکر حیوانات تک بلکہ ادنےٰ انسانوں سے لیکر متوسطین تک اعلےٰ درجہ کے انسان کیلئے نیابت کرتے ہیں اور نظارے جانے دو۔ بیل جی زمین کے پھاڑنے۔ پانی کے دینے۔ بار برداری کیلئے ہر وقت

انسان کی محنتوں کے بدلہ اپنے آپ کو لگائی ہوئی ہیں۔ اور کوئی عقلمند یا رحیم مذہب اس سے مضائقہ نہیں کرتا۔ خودگاؤ تمہاری ماتا جی چرواہے کے قبضہ میں تمام دن کاٹتی ہے اور اسکا بچہ اس سے الگ "بلبلاتا ہے" اور تڑپتا ہے" پرمہانما لوگ اپنے لئے اور اپنی ہتب اور ہون کیلئے کوئی آریہ سماجی رحم نہیں کہتا۔

اسی طرح فوجیں اور اسکے متوسط افسر اعلیٰ انسان کیلئے کٹوائے جاتے ہیں اور مارے جاتے ہیں تو کیا اس سے یہ چوتھی وجہ قربانی کی نہیں نکل سکتی کہ ہم بیماروں کی جان کے بدلہ بھی انکو قربان کریں۔

سوال نمبر ۴۴ - مردار۔ سور۔ اور خون حرام ہے" (۱) مُردار کی تعریف کہ جسکی روح الگ ہوگئی ہو۔ گو ذبح ہو۔ (۲) خون حرام ہے تو گوشت کیوں حلال ہے تمام جسم کی بالیدگی خون سے ہوتی ہے (۳) مادہ کے رحم میں نطفہ مادہ کے خون سے بنتا ہے اور اسی سے پرورش پاتا ہے۔ (۴) سور کیوں حرام ہے"

الجواب۔ (۱) جو تعریف آپ نے مُردار کی ہے وہ غلط ہے اور بالکل غلط ہے اسلام میں مُردار اُس جانور کو کہتے ہیں۔ جو ذبح اور نحر اور شکار کے سوا خود بخود مر گیا ہو۔ مردار سے حلال معصوم خون نہیں نکلتا (۲) خون میں تیس سے زائد قسم کی زہریں ہوتی ہیں۔ خون کھانیوالے لوگوں میں ان زہروں کے استعمال سے بہت سی قوئی تباہ ہو جاتے ہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ مُردار خوار اور خونخوار قوموں کی عقل اور ذہنی قوئی نہایت کثیف اور کودن ہوتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ شدید تغیرات سے احکام بدل جاتے ہیں۔ چنانچہ تمہاری نزدیک بھی یہ امر مسلم ہے۔ کہ ہر ایک جزو حیوان کا خون سے بنتا ہے مگر تم لوگ دودھ کو جو خون سے بنتا ہے پیتے ہو۔ اور ذرہ تامل نہیں کرتے گوشت اگر خون سے بنتا ہے۔ تو دودھ۔ دہی۔ مکھن بالائی بھی خون سے ہی بنتی ہے۔ غور کرو اور نکتہ چینی کے وقت عقل اور انصاف کی حد سے باہر نکلو۔ اور یہ بھی مسلم امر ہے کہ غذا کا اثر غذا خور پر پڑتا ہے۔ اسیواسطے لکھا ہے کہ برہمن۔ کھشتری۔ ویشیوں کو ناپاک یعنی بول و براز وغیرہ کی میل سے پیدا ہوئے۔ ساگ پہل۔ مول وغیرہ نہ کھانا چاہئے۔ اور جو جو چیزیں عقل کھونیوالی ہیں انکا استعمال کبھی نہ کریں دیکھو صفحہ ۳۵۷ و ۳۵۸ ستیارتھ پرکاش۔ (۱) سور نر سے میل کرتا ہے اسواسطے اکثر سور خور ساڈومی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (۲) جماع کا بڑا خواہشمند ہے اسواسطے وہ لوگ زیادہ تر زانی ہوتے ہیں (۳) گندسے اسی محبت ہے اسیواسطے کل حلالہ گندخور جانور اسلام میں حرام ہیں (۴) ہاگ کا لڑا کی جڑ ہے۔ (۵) سور اپنے بچوں اور ساتھ کو بھی کھاتا ہے (۶) بڑا حریص ہے۔

سور میں نقصانات ذیل اور بھی ہیں۔ (۱) ٹی نیا سولیم۔ یعنی کدو دانے۔

(۲) ٹی نیا سپائی رلیس - یہ بھی ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہی جو سور کے گوشت کے ساتھ پیٹ میں چلا جاتا ہے اور انتڑیوں میں انڈے بچے دیکر اسکی نسل پھیل جاتی ہے بچے اور خود کیڑے بھی امعا کی دیواروں میں سوراخ کرکے شریانوں میں گھس جاتے ہیں اور خون کے ساتھ عضلات میں چلے جاتے ہیں اور وہاں بڑے ہوجاتے ہیں اور اپنے اوپر پھپلی بنا لیتے ہیں اس سبب سے عضلات خراب اور کمزور ہوجاتی ہیں اور امعاء میں جریان خون اور جگر میں چربی پیدا ہوجاتی ہی عضلات میں درد اور تکلیف رہتی ہی اور اگرچہ امعاء کے کیڑے جلاب سے دور بھی ہوسکتے ہیں مگر جو عضلات میں پہنچ چکے انکا کچھ علاج نہیں سوائے اسکے کہ خود ہی مرجائیں (۳) ہائی ڈے ٹڈ آف دی لوور - جگر کی رسولی جس میں ٹی نیائی کائی نوکاکس کا کیڑا جگر میں گھر بنا لیتا ہی - اس کیڑے کا اصل تخم بھیڑیا سور میں پایا جاتا ہی اور پھر وہاں سے منتقل ہوکر کتے میں آتا ہی اور کتے میں سے نکلکر اگر انسان میں داخل ہوجائے تو یہ جگری رسولی پیدا کرتا ہی - انتہی -

سوال نمبر ۴۵ - خون حرام ہے - گوشت بھی منجمد خون ہی وہ کیوں حلال ہوا -

الجواب - قرآن مجید میں جس خون کو حرام فرمایا ہی اسکی تفصیل بھی کردی ہی جیسے فرمایا ہی -

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا -	تو کہہ میں اپنی وحی میں کسی کھانیوالے پر کوئی شے حرام نہیں پاتا سوائے اسکے کہ مردار ہو یا گرا ہوا خون ہو -

آیروید کو پڑھو اسمیں بھی تو لکھا ہی کہ خون میں اقسام اقسام کی زہریں ہوتی ہیں جو پیشاب کے ذریعہ خارج ہوتی ہیں منجملہ ان کے کاربانک ایسڈ اور ٹومین تو عام مشہور ہیں جن سے فالج یا استرخا اور تشنج پیدا ہوتے ہیں -

پیشاب کے اجزاء

۱ - یوریا - اسکا اچھی طرح خارج نہ ہونا مرض یوریمیا پیدا کرتا ہے - اور اکثر گردوں کی بیماری میں جب پیشاب خارج نہیں ہوتا یہی بیماری ہلاکت کا باعث ہوتی ہے -

۲ - یورک ایسڈ { ایسڈ سوڈیم یوریٹ / سوڈیم یوریٹ } ان کی زیادتی سے مرض گوٹ پیدا ہوتی ہے - خاصکر ایسڈ سوڈیم یوریٹ سے -

۳ - کری ایٹے نین - اس پر مصنوعی طور سے تجربہ کیا گیا ہی کہ جب یہ دماغ پر لگائی جاوے - تو تشنج شروع ہوجاتا ہے -

۴ - ہپ یورک ایسڈ - (۵) کیلسیم اکسلیٹ -

۶۔ سلفیٹس { ۱۔ ایتھیریل } مثلاً پوٹاسیم فی نل سلفیٹ۔
{ ۲۔ دھاتی } مثلاً پوٹاسیم اور سوڈیم کے۔

۷۔ کلورائڈز } ان میں سے سب سے زیادہ نمک ہوتا ہے۔

۸۔ فاسفیٹس { ۱۔ سوڈیم اور پوٹاسیم کے
{ ۲۔ کیلسیم اور میگنیزیم کے } یہ خاصکر اعصاب کا فضلہ ہوتے ہیں۔

۹۔ رنگ وغیرہ مثلاً (۱) یوروکرم (۲) یوروبائی لین (۳) انڈی کین۔

پوٹاسیم کے جتنے نمک ہیں ان پر تجربہ کیا گیا ہے۔ اگر وہ دماغ کی سطح پر لگائی جائیں تو تشنج پیدا کرتے ہیں۔ اور اگر خون میں زیادہ ہو جاویں یا دوا کے طور پر استعمال کئے جائیں تو دل کو کمزور کرتے اور دماغ کو صدمہ پہنچاتے ہیں۔ اسی واسطے ان دواؤں کو جنمیں پوٹاسیم ہو دماغ اور دل کی بیماری میں نہیں دیتے۔ علاوہ اسکے یہ عام طور پر عضلات کو بھی ضعیف کرتے ہیں۔

زیادہ تر یہی چیزیں پیشاب کے راستہ خارج ہوتی ہیں اور انکا نقصان اسیوقت بہت جلد اور بہت سخت ہوتا ہے جب یہ خون میں رہیں اور پیشاب کے راستہ صاف نہ کر لئے جائیں۔

خون۔ خون میں سے جو فضلات نکلتے ہیں۔ وہ اکثر وہی ہیں جو پیشاب کے راستہ نکلجاتی ہیں البتہ کاربونک ایسڈ گاس پھیپھڑوں کے ذریعہ سے نکلتی ہے۔

چند اور بھی ہیں مثلاً لیوسین۔ ٹائروسین۔ کولیسٹرین اور لیکٹک ایسڈ وغیرہ وغیرہ اور ایمونیا کے نمک یہ آخر سب تغیر پاکر یوریا میں تبدیل ہو کر پیشاب کی راہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے لیکٹک ایسڈ ایک ایسی چیز ہے۔ جو عضلات کا فضلہ ہے اور جب آدمی بہت کام کرتا ہے تو یہ چیز عضلات میں جمع ہو جاتی ہے اور آدمی تھک جاتا ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ تھکان کا باعث یہ چیز ہے جب یہ دور ہو جاوے۔ تو پھر عضلات کام کرنیکے لائق ہو جاتے ہیں۔ اور تکان دور ہو جاتی ہے اور قرآن کریم نے تو اصول **محرمات** کے چار بتائے ہیں۔

اوّل۔ وہ چیزیں جن سے صرف جسمانی قوے پر برا اثر ہوتا ہے۔ جیسے مردار خوار حیوانوں اور انسانوں میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر مردار خوار چوہڑوں۔ بھنگیوں یا نسلیوں اور بعض اگھوریوں کے بدنوں۔ چمڑوں۔ اور زنانگی کرختی کو غور سے دیکھو۔ اور ان سے اترکر باز کی شکل۔ چیل۔ کرگس۔ اور مردار خور سیاہ کوے کو دیکھو کیسے بدشکل۔ دون ہمت سست اور کاہل ہوتے ہیں۔ **دوم**۔ وہ چیزیں جن سے دقیق فطری قوئی پر بد اثر پڑتا ہے جیسے خون کو

کہانیوالی قومیں موٹے موٹے مسایل سے بھی ناواقف ہیں۔ مثال کے طور۔ چوہڑوں۔ بھنگیوں۔ سانسیوں۔ اگھوریوں۔ اور کانگڑہ دیلی اور جموں کے پہاڑوں میں خون کہانیوالے لوگوں کو دیکھو۔ کیا ممکن ہے کہ کوئی باریک مسألہ الٰہیات کا یا سوشیل اور مارل کے دقائق انکو کوئی سمجھا سکے۔ مینے تجربتاً بارہا ان لوگوں کو سمجھانا چاہا ہے مگر حیرت زدہ رہکر کہدیا کرتے ہیں کہ یہ باتیں داناؤں اور پنڈتوں کے سمجھنے کی ہیں۔ **سوم**۔ وہ جن سے اخلاقی قوے تباہ ہوتے ہیں جیسے سور اور شراب۔

چہارم وہ اشیا رحرام ہیں جو روحانی اور اعتقادی قوتوں کو تباہ اور ہلاک کرتی ہیں۔ جیسے خدا کے نام کے سوا بتوں کے نام اور غیر اللہ سے تقرب کیلئے ذبح کئی جانور بلکہ تمام وہ چیزیں جو بت پرست بتوں پر چڑھاتے ہیں۔ گوشت تو مجمد خون نہیں یہ تشریح شاید آپنے من گھڑت تجویز کی ہے جس طرح گوشت خون سے بنتا ہے اسی طرح دودھ۔ دہی۔ مکھن۔ گھی اور بہت ساری چیزیں جن سے تمہاری پرورش ہوتی ہے خون سے بنی ہیں۔ کیوں تم استعمال میں لاتے ہو۔ ہاں بیدوں سے معلوم ہوتا ہے کہ **جل** آگ سے بنا ہے جل تو پتی ہو آگ کیوں نہیں کہتے۔

سوال نمبر ۴۶ بیت اللہ میں خون مت گراؤ۔ کیا خدا کا گھر عرب کے ایک کونے کی چاردیواری میں محدود ہے۔ باقی دنیا شیطان کا گھر ہے کب ہوگا کہ بکسل اور معصوم لیلے اور بکری کے بچہ کی دردناک آواز ہمیں ایسی بیچین اور بیقرار کردیگی۔ جیسے ان کے عزیز بچہ کی بلبلاہٹ ثبوت کیلئے پیش کیا ہے

(۱) وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ پ۲ بقرہ۔

(۲) حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا۔ پ۷ مائدہ۔

(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ۔ پ۶ مائدہ

الجواب قربانیوں میں ہماری نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اتباع تو نر دنبہ (گوسپند) سینگوں والا قربانی فرمایا کرتے تھے۔ اور دودھ والی بکریاں جن کے نیچے بچے ہوں اور دودھ والی گوسپند مادہ قربانیوں میں ذبح نہیں کی جاتی تھیں۔ مگر تم یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کو تم رحیم کریم۔ دیالو۔ کرپالو مانتے ہو یا نہیں؟ پھر یہ بھی مانتے ہو کہ نہیں کہ وہی موت دیتا ہے اگر مانتے ہو تو بتاؤ مخلوقات میں ہزاروں عورتیں بچے والیاں بیمار ہوتی ہیں ہزاروں مرتی ہیں اور اُنکے بچے بلبلاتے ہیں۔ ان کی دردناک آوازیں آپ کو بیچین و بیقرار کرتی ہیں یا نہیں۔ اگر آپ کو بیقرار کرتی ہیں تو خدا کو کہو کہ ایسا انتظام تو نے کیوں کر رکھا ہے۔

نیز تمہاری گائیں اور بکریاں باہر چرنے کو جاتی ہیں اور تم لوگ اپنے دودھ کے طمع سے اُنکے

اونکے بچوں کو مادہ سے الگ کردیتی ہو اور وہ بیقرار بلبلاتے اور چلاتے ہیں مگر تم لوگ ذرا پروا اپنے طمع کیلئے نہیں کرتے اور ہر روز یہی معاملہ درپیش ہے۔ نیز گاؤ ماتا کے خاوند صاحب کو صبح سے اپنے اقسام اقسام کاموں اور ہل میں لگاتے ہو اور دوپہر تک چابک مارتے اور اسپر کیسے کیسے آوازے کستے ہو کہ الامان تم کو رحم نہیں آتا کہ کیتی باڑی چھوڑا دو اور بچوں اور اُنکی ماؤں کو آزاد کرو۔ تمہاری گاؤ ماتا کے خاوند اور مٹھو جن عذابوں میں گرفتار ہیں کیا وہ فوج سے کم ہیں۔

آیات کا مطلب توصاف ہے پہلی آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ عزت والی مسجد کے پاس اُن سے (مکہ والوں سے) جنگ مت کرو۔ جبتک وہ تم سے وہاں جنگ نہ کریں۔ اس آیت کا منشا صرف یہ ہے کہ عبادت گاہ مقام جنگ نہیں اور دوسری آیت کا منشا یہ ہے کہ حالت احرام میں شکار مت کرو۔ احرام کیحالت حج کی عبادت میں داخل ہونیکا نشان ہے اور ظاہر ہے کہ عبادت کے وقت شکار کا وقت نہیں۔ بیت اللہ کو خدا کا گھر کہنے پر اعتراض ہی عجیب ہے۔

اوّل تو اسلئے کہ تمہاری منو کے پہلے ادھیا نمبر ۱۰۔ اشلوک میں ہے۔ سنسکرت میں پانی کو نارا کہتے ہیں۔ وہ پہلے پرماتما کا گھر تھا۔ اس وجہ سے پرماتما کو نارائن کہتے ہیں۔

دوئم۔ اسلئے کہ آپ کے یہاں لکھا ہے۔ ہمیشہ سرشٹی کے پہلے چار آدمیوں کے ہردے پر ایشور کا گیان وید جلوہ گر ہوا تو کیا دوسرے تمہارے بزرگ لوگوں کے ہردوں میں شیطانی گیان تھا۔

سوم بلسبت تو دوسرے تعلق سے پیدا ہوجاتی ہے جیسے تم اب سماجی ہو یا ہم عربی ہیں۔ اسی طرح مکہ معظمہ کی مسجد چونکہ ابوالحنفا رشرک سے پوری بیزار ابراہیم سے بلکہ اس سے بھی پہلے الٰہی عبادت کیلئے بنائی گئی۔ اسواسطے وہ بیت اللہ کہلائی جیسے فرمایا۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ	پہلا گھر جو خدا کی عبادت کیلئے تو مونکے لئے بنایا گیا
بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ پ۴ اٰل عمران ۱۲	وہ مکہ میں ہی مبارک اور ہدایت ہی لوگونکے لئے۔

سوال نمبر ۷ احرام کے دنوں میں شکار نہ کرو۔

الجواب۔ احرام سے عبادت حج شروع ہوتی ہے تو کیا عبادت کیوقت اور اشغال مناسب ہیں۔ تم نہیں جانتے کہ ایک شغل دوسرے شغلوں کا مانع ہوتا ہے۔ تمہاری یہاں سینٹ کیوقت گرہ[1] آشرم کب جائز ہے۔ اور شکار تو بڑے اشغال کا موجب ہے۔

سوال نمبر ۸ ۔(۱) موسیٰ کی لاٹھی کو خدا نے سانپ بنا دیا (۲) ساحروں کی ڈنڈوں کو جو سانپ

---

[1] ترک اشغال دنیا اور شغل عبادت ۱۲ [2] رشتہ داری اور عیال کا تعلق ۱۲۔

بنگئے تھے۔ کہا گئی (۳) وہ ڈنڈے ساحروں کے چالیس گدھوں کا بوجھ تھا۔
(۴) کئی سو من وزن موسیٰ کی لاٹھی سب کو کہا گئی۔ (۵) ڈکار بھی نہ لیا۔ جگالی بھی نہ کی
(۶) لوگ جو ڈر کر بھاگے چالیس ہزار آدمی اس گھمسان میں مرگئے (۷) موسیٰ کو اس کثرت سے لوگوں کے
مرنے پر رحم آیا۔ (۸) اس اپنے سانپ کو جو پکڑا پھر لاٹھی کی لاٹھی (۹) ایک ریفارمر نے اس قصہ پر طعن چڑھنا
چاہا۔ مگر سب بے سود۔

الجواب تمہاری اصل نمبر ۴ میں ہے سُت کو لینا اور دُرُست کو چھوڑنا چاہئے پس کیا اس سوال نمبر ۴
کے نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ میں ذرہ بھی تمنے صداقت۔ راستبازی اور شرم وحیا سے کام لیا ہی اور نمبر ۹
میں جس ریفارمر کا ذکر کیا ہی۔ اُس نے تو بقدر اپنے فہم و فراست کے نیک نیتی سے کام لیا ہی اور یہی ہمارا اُنکی
نسبت اعتقاد اور یقین ہی مگر دیانند نے جس طمع سازی اور روبہ بازی سے کام لیا ہی اور وید کے چہرہ پر
تہ بر تہ برقعے چڑھائے ہیں اُس سے ایک جہان واقف ہی اسکی یہ چالاکی کیا چشم پوشی کے لائق ہی کہ طبع
اول کی ستیارتھ کو جو اُسکے شاگرد اور ایک راجہ کے اہتمام سے تیار ہوا تھا رد کر دیا اور وید بھاش کی متعلق
آخر آریہ مسافر نے یہ پردہ براندازی کی کہ اسکا ناگری ترجمہ اور بھاؤارتھ غلط ہی اور پوپوں کی دست برد
سے محفوظ نہیں رہا۔ غور کرو دیانند نے وید کا بھاش لکھا اس خیال سے کہ پرانے بھاش غلط ہیں۔ مگر
بدقسمتی اور خذلاں کو دیکھئے کہ اول تو اپنا بھاش تمام نہ کر سکا۔ پھر اس میں بھی مرضی کے خلاف پوپوں
کا وار چل گیا۔ دانشمند خداترس اس کارروائی سے صاف سمجھ سکتا ہی کہ خدا تعالیٰ کی مشیت ہمیشہ سے
ویدوں کے ابطال و اعدام کے درپے ہی اُنکی اشاعت اُسکا مقصود کبھی نہیں ہوا۔

اب رہا نمبر ۱ و ۲ و ۸ اسمیں نمبر ۲ کے بیان میں تمنے پرلے حماقت اور جھوٹ سے کام لیا ہی اور بیہودہ
فقرہ بازی کی ہی۔ قرآن کریم میں تو یوں آیا ہے۔

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى۔ پ ۱۶ طٰہٰ	انکی رسیاں اور سونٹے قوت متخیلہ کو چلتے معلوم ہوتے تھے۔ اور ایک فرمایا ہے۔
وَسَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ۔ پ ۹، اعراف	اور ان ہتکنڈے بازوں نے لوگوں کی آنکھوں کو دہوکا دیا اور انہیں ڈرانیکی کوشش کی اور بڑا دہوکا کیا

اب ہر شخص دیکھ سکتا ہی کہ یہ کہاں لکھا ہی کہ ساحروں کے ڈنڈے اور رسّے واقعی سانپ بنگئے تھے۔
خدا کی کتاب صرف یہ کہتی ہے کہ ان کے رسّے اور ڈنڈے اُنکے واہموں اور تخیلوں کو چلتے نظر آئے۔
اور ساحروں نے عام لوگوں کی آنکھوں کو دہوکے میں ڈالا اور ڈرانا چاہا اور بڑا دہوکا کیا یہ نظارہ

قانون قدرت اور سائنس کے نزدیک ایسا واقعی اور صاف ہو کہ بڑی تشریح کی بھی ضرورت نہیں۔

اور نمبر ۲ میں جس لفظ کا ترجمہ تمنے "سانپ بنگئی تھی۔ اور کہا گئی" کیا ہو وہ لفظ ہو فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ پ ۹ اعراف، اس میں تلقف اور یافکون کے معنی پر غور کرنی چاہئے۔

تَلْقَفُ مجرد ہے۔ قاموس اللغۃ میں ہو۔ لقفہ کسمع لقفا و لقفانا محرکۃ تناولہ بسرعۃ اسکا ترجمہ ہوا کسی چیز کو جلدی سے پکڑ لینا۔ یافکون بھی مجرد ہے اسکے معنی قاموس اللغۃ میں لکھے ہیں افک کضرب و علم افکا و افوکا کذب۔ ترجمہ جھوٹ بولا۔ جھوٹی کارروائی کی اور سارے جملہ کا ترجمہ ہے کہ وہ انکی جھوٹی کارروائی کو جلدی سے پکڑ لیتا یعنے انکا تانا بانا اُدھیڑ دیتا ہو۔

اب رہا نمبر ۱ و نمبر ۸ اسکے جواب کے لئے پہلے میں تم کو ملزم کرتا ہوں منو کے ۱۲۔ ۵۰ اور ستیارتھ کے ۲ ۴۴ میں ہو" جو اعلےٰ درجہ کے ستوگنی ہو کر عمدہ ترین کام کرتے ہیں وہ برہما یعنی سب ویدوں کے جاننے والے و شوسرج یعنی علم قانون قدرت کو جان کر قسم قسم کے وہان۔ غبارہ وغیرہ سواریاں بنانیوالے وہارمک اور سب سے اعلےٰ عقل والے ہوتے ہیں اور ادیکت یعنی لطیف ترین مادہ کو شکل میں لانے اور پرکرتی (یعنی علت مادی) پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

پھر تمکو بتاتے ہیں پاتنجل سوتر نمبر ا پاد چہارم میں لکھا ہے۔ اور پاتنجل کو دیانند نے تسلیم کیا ہے۔ یوگی جب ریاضت کرتا ہو تو اسکو اشٹ سدھیان نصیب ہوتی ہیں۔

۱۔ اتما۔ لطیف صورت بنجانا۔	۵۔ پراپتی۔ سورج چاند کو ہاتھ سے چھو لینا۔
۲۔ مہما۔ بڑا جسم بن جانا۔	۶۔ پراکامیہ۔ ناکام نہ ہونا کامیاب ہونا۔
۳۔ گرما۔ وزندار ہو جانا۔	۷۔ ایشتوم۔ الٰہی طاقتیں حاصل کرنا۔
۴۔ لگھیما۔ ہلکا ہو کر اُڑ جانا۔	۸۔ بشتوم۔ ہر ایک شے اپنے قابو میں کر لینا۔

ان اشٹ سدھیوں کو مدنظر رکھ کر تم اپنے اعتراض نمبر ۸ ۴ کے تمام نو نمبروں کو سیدھا کر لو۔ اور شرم کرو یا ویدک دھرم چھوڑ کر سائنس دانوں اور فلاسفران یورپ کا مذہب اختیار کرو مگر یاد رکھو تمہیں ناکامی ہی و شرمندگی ہی ملیگی۔ کیونکہ وہاں بھی پہلے مسمریزم نے ان معجزات کی حقانیت کیطرف توجہ دلائی اور اسکے بعد اسپرچولیزم نے ثابت کر دیا ہو کہ تمام صداقتیں ہیں جن کا ذکر انبیاء و رسل کی پاک کتابوں میں ہے اور جنکے دکھانیوالے انبیاء و رسل کے صادق اتباع ہمیشہ اور اب بھی موجود ہیں۔

ساحروں کے سحر یعنے دھوکے بازوں کے ڈھکوسلے جہاں غیر واقعی طور پر اپنا جلوہ دکھاتی ہیں وہاں بڑے مرتاض یوگی جن اور ان سب سے برتر جناب الٰہی سے مؤید و منصور قوم انبیاء و رسل اور انکی مخلص اتباع کی

حقیقت بہرے آیات و معجزات ہوکے بازوں کے جھوٹ اور افترا کو بناہ کرکے واقعات کا اظہار دنیا پر کردیتے ہیں۔ مگر تم لوگ جو دنیا پرست ہو اور جن کو کھانے پینے۔ پہننے اور دیگر اغراض خسیسہ کے سوا اور کوئی مطلوب و مقصود نہیں اس صداقت تک کیونکر پہنچ سکتے ہو۔

ایک نہایت لطیف اور ضروری نکتہ۔ مینے اس مضمون کو قبل از نماز عشا حضرت امام ہمام خلیفۃ المسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپنے فرمایا۔ ان اعتراضوں کی اصل ہی معجزات اور خوارق کا انکار۔ لوگ اسے ایک مدت میں ان تمام ہزاروں معجزات کو شامل کرتے ہیں جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئی۔ اور یہ لوگ اور انکے دل و دماغ کے نیچری بھی بدقسمتی سے اسی قسم کے اعتراضوں وسوسوں میں مبتلا ہیں۔ اور جہاں کسی معجزہ کا ذکر ہوا سے ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑا دیا۔ اس وقت مناسب ہے کہ ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب بڑی قوت اور تحدی سے دیا جاوی کہ جسقدر معجزات اور خوارق انبیاء علیہم السلام کے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن میں مذکور ہیں ان سب کے صدق اور حقیت کے ثابت کرنے کے لئے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہی۔ جسکا یہ دعوی ہی کہ اسی وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالے کیطرف سے عطا ہوئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تھیں۔ جو عجائبات خدا تعالی نے حضرت ابراہیم اور موسی علیہما السلام کے ہاتھ پر منکروں کو دکھائے وہی عجائبات زندہ اور قادر خدا آج اسکے ہاتھ پر دکھانیکو موجود ہی۔ اور تیار۔ کوئی ہی جو آزمائش کیلئے قدم اٹھائی غلام کے ہاتھ سے آقا کی صداقت کو دیکھے۔

سوال نمبر ۴۹ موسی نے لاٹھی مار کر سمندر کو پھاڑ دیا۔ اور فرعون معہ لشکر کے غرق ہوا۔ اور موسی کی قوم بچ گئی۔

الجواب دیکھو جواب نمبر ۴۸۔ نیز پھر منو کے ۱۲۔۵۰۔ اور ستیارتھ ۴۳ میں جو لکھا ہے وہ جھوٹ ہے۔ جو اعلے درجے کے ستوگنی ہوکر عمدہ ترین کام کرتے ہیں وہ برہما یعنے مست ویدوں کے جاننے وشوسرج یعنی علم قانون قدرت کو جان کر قسم قسم کے وہان عنبارہ وغیرہ سواریاں بنانے والے دھارمک اور سب سے اعلے العقل والے ہوتے ہیں اور آدیکت یعنی لطیف ترین مادہ کو شکل میں لانے اور پرکرتی (یعنی علت مادی) پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

اگر تم یوگا ابھیاس۔ اسپرچولیزم وغیرہ اور اشٹ سدھیاں اور اہل کمال کے علوم مصدقہ آیات و معجزات کو جانتے تو ایسے بیہودہ اعتراض نہ کرتے ایسے اعتراض کرنا اہل مذاہب اور ارباب نقل کا کام نہیں۔ بہرحال اگر تم وہ راہ راست نہیں جانتے تو آپ کو ایک راہ دکھاتا ہوں اصل آیت یہ ہی۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَا اور جب الگ کردیا ہمنے تمہاری لئے دریا کو پھر بچا لیا

اٰلِ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ پ۱ بقرہ	تمہیں اور غرق کر دیا ہمنے فرعونیوں کو۔ اور تم دیکھتے رہے۔

اور سورہ طٰہٰ میں ہے۔

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى پ۱۶ طٰہٰ۔ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ۔ پ۱۹ شعرا	یہ کہ رات کو چل میری بندوں کو پھر چل ان کو لئے ایک خشک راہ جو دریا میں ہے مت ڈر پیچھے کسی کے احاطہ سے اور نہ کسی قسم کا خوف کرنا چل اپنی فرمانبردار جماعت کے ساتھ اس بحر میں پس وہ کھلا تھا اور ہر ایک ٹکڑا تھا جیسے بڑی ریتی کا ٹیلا۔

اضرب بعصاك کے بدلہ سورہ طٰہٰ میں اسر بعبادی اور فاضرب لھم طریقا۔ پس معنی ہوئے لیجا جماعت فرمانبردار کو یا جا ساتھ جماعت اسلام کے بحر میں جو خشک پڑا ہے پھر بچایا تمکو اور غرق کر دیا فرعونیوں کو تمہارے دیکھتے۔

سوال نمبر ۵۰۔ موسیٰ نے ڈنڈا مار بارہ چشمے نکالدیئے۔

الجواب۔ دیکھو جواب نمبر ۴۸ و ۴۹۔ اچھے لوگ مادہ اور پرکرتی پر قابو رکھتے ہیں دیکھو نمبر ۱۲-۵۰ اور ستیارتھ صفحہ ۴۳۴۔ ہپناٹسٹ سدھی اور اسپرچولیزم۔ مسمریزم وغیرہ فنون کے عجائبات سے تو تم آگاہ نہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں معجزات کے منوانیکے لئے دنیا میں بہت سامان رکھے ہیں انکے لئے لوگا[1] ابھاس والوں سے پوچھو۔ اگر شک ہے تو پھر دیکھو ہمارا صفحہ نمبر ۵۳۔ ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ معجزات پر۔ اگر تم ایسی ہی محرومی میں ہو تو تمکو ایک آسان راہ بتاتے ہیں۔ سنو! لکھا ہے۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے پانی طلب کیا اسپر خدا تعالےٰ نے فرمایا۔

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا۔ پ۱ بقرہ	اپنی جماعت کو لیکر پہاڑ پر چلا جا پس بارہ چشمے ایسے جاری ہیں۔

اس آیت میں تین لفظ ہیں ان کے معنے سنو!۔

۱۔ الضرب۔ ایقاع شئ علی شئ منہ ضرب الرقاب ثم ضرب الخیمۃ وضرب الذلۃ	ضرب کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری پر مارنا۔ گردن کا مارنا۔ خیمہ کا لگانا۔ اور ذلت کی مار مارنا۔ اسی سے نکلا ہے۔
۲۔ والضرب فی الارض الذھاب فیہ ومنہ اذا ضربتم فی الارض واضربوا مشارق الارض ومغاربھا۔ ومنہ ضوب یعسوب الدین اسرع الذھاب فی الارض فرارا من	اور ضرب کے معنی ہیں زمین میں جانا اور اسی سے ہے جب تم زمین میں جاؤ اور زمین کی مشرق و مغرب میں جاؤ۔ اور اسی محاورہ سے ہے یعسوب دین چلا یعنی فتنوں سے بھاگ کر جلدی کہیں کو نکل گیا دیکھو یعسوب الدین سے مومن قضی ۴

[1] مجاہدات اور ریاضت کرنیوالے لوگ ۱۲۔

الفتن۔لسان۔تاج۔مجمع البحرین۔ علیہ السلام کا لقب ہے۔)

۳۔ والضرب الاقامۃ حتی ضرب الناس بعطن ای رویت ابلہم حتی برکت واقامت یقال ضرب بنفسہ الارض ای اقام۔ والضرب یقع علی کل فعل وعلی جمیع الاعمال الا قلیلا۔تاج۔لسان۔

اور ضرب کے معنی ہیں اقامت کرنا۔محاورہ ہے لوگوں نے اپنے اونٹ ڈیروں میں آرام کیا کیا معنی اونٹ پانی پیکر بیٹھگئے اور ٹھہرے۔اپنے آپ کو زمین میں ٹھیرایا۔ ضرب کا لفظ ہر فعل پر اور تمام اعمال پر بجز اندک کے اطلاق پاتا ہے

خلاصہ۔ضرب کے معنے ہوئے کسی چیز کا کسی پر ڈالنا۔کہیں جانا۔کہیں اقامت کرنا۔یا کوئی کام کرنا

۲۔ العصا۔جماعۃ الاسلام۔قاموس۔اور صحاح میں ہے۔

شقوا عصا المسلمین ای اجتماعہم وایتلافہم | مسلمان لوگوں کا اتفاق اور باہمی محبت والفت کو توڑ دیا انہوں نے اور لاٹھی کو اسلئے عصا کہتے ہیں کہ اسپر انگلیاں اور ہاتھ جمع ہوتے ہیں۔

۳۔ حجر کے معنی بادیہ۔وادی۔ویلی۔پتھر۔حدیث۔حباسہ ودجال میں ہے۔ یتبعہ۔اہل الحجر۔ای اہل البادیۃ۔پس آیت کا ترجمہ ہوا پس کہا ہمنے لیجا اپنی فرمانبردار جماعت کو یا جا ساتھ اپنی فرمانبردار جماعت کے فلاں بادیہ۔یا وادی میں پس چل رہی تو۔وہاں بارہ چشمے۔بتاؤ اس ترجمہ پر اعتراض کیا ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۱۵۔ پہاڑ بنی اسرائیل کے سر پر کھڑا کر دیا۔

الجواب۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّاذْکُرُوْا مَا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ پ بقرہ

اور جب لیا ہم نے مضبوط وعدہ تمہارا اور اوپر رکھا ہمنے تمپر طور کو۔ لو جو دیا ہمنے تمہیں قوت سے اور عمل کرو جو اس میں ہے۔ تو کہ تم متقی بن جاؤ۔

دوسرے مقام پر رفعنا کے بدلہ آیا ہے۔ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَہُمْ کَاَنَّہٗ ظُلَّۃٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّہٗ وَاقِعٌ بِہِمْ۔ مجاہد جو قرآن کے معانی بیان کرنیمیں عظیم الشان تابعی ہے اُس نے کہا ہے نَتَقْنَا کے معنی زَعْزَعْنَا کے کئے ہیں۔ زعزعنا کے معنی ہوئے ہلا دیا ہمنے۔ اور فرّا نے کہا ہے نتقنا کے معنی رفعنا کے ہیں۔ اور رفعنا کے معنی ہیں اوپر رکھا ہمنے۔ کیا تم نے نہیں سُنا کہ راوی لاہور کے نیچے بہتی ہے اور لاہور راوی کے اوپر آباد ہے۔ ٹیمس لنڈن کے نیچے بہتا ہے۔ پہاڑوں میں ایسے نظارے عام ہیں کہ پہاڑ سر پر ہوتا ہے۔ اور اگر زلزلہ پہاڑ میں آرہا ہو اور پہاڑ آتش فشاں ہو تو اور بھی وہ نظارہ بھیانک ہو جاتا ہے۔

سنو! اگر تمہیں فہم و فراست ہوتی اور تمہاری فطرت سلیم ہوتی تو تمکو تمہارے مذہب کے روسے اور بھی اسکی فہم میں سہولت ہوتی۔ ستیارتھ کے صفحہ ۲۵۴۔ اہم۔ برہم۔ اسمی کے ارتھ میں لکھا ہے کہ یہاں تا تستھ اپادھی ہے کیا معنی۔

یہاں استعار ظرف ومظروف کا ہی۔ پس معنی آیت کے اس صورت میں یوں ہوئے۔ جب بلند کیا تم پر اس چیز کو جو طور میں نازل ہوئی۔ آگے کا فقرہ اس معنی کیطرف راہ نمائی بھی کرتا ہی۔

خُذُوْا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ۔ پ بقرہ لو جو دیا ہمنے تم کو بڑی قوت سے اور عملدرآمد میں لاؤ۔ جو اس میں ہے۔

سوال نمبر ۵۲ ۔ سلیمان سے چیونٹے نے بات کی۔

الجواب ۔ اول دیکھو سوال نمبر ۵۳ کا جواب اور پھر سنو!۔ اگر سلیمان نملہ سے بات نہیں کر سکے۔ اور نہ اس کی بات سُن سکے ہیں تو یقین پڑتا ہی۔ کہ اگنی۔ وایو۔ اوت۔ انگرہ کے ذریعہ وید کا پہنچانا ہی غلط ہی۔ سنو! نملہ کیڑے۔ تو آخر حیوان ہے۔ آگ۔ ہوا۔ اوت۔ سورج۔ انگرہ تو بسائط وعناصر ہیں جب ایک حیوان بات نہیں کر سکتا۔ تو عناصر کیونکر بات کر سکتے ہیں۔ پھر مادری اور کنتی کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے سورج۔ وایو۔ چندرمان سے بیٹے لئے۔ کیونکر صحیح ہوگا۔ عناصر کیونکر جماع کر سکتے تھے۔ اور انکا نطفہ کیونکر رہ سکتا تھا۔ پھر ارجن نے ناگنی (سانپنی) سے شادی کس طرح کی۔ بملاس نمبر ۲ صفحہ ۲۹۸۔ دیانند نے ستیارتھ میں پارتی۔ ناگی۔ تلسی۔ گلابی۔ گیندا۔ گنگا۔ کو کلا سے شادی کر سکی کیوں ممانعت کر دی۔ بتاؤ تو سہی کیا کوئی ان نباتات وحیوان سے شادی کر سکتا ہی؟ اور سنو! تمہارے آریہ ورتی اعتقاد رکھتے تھے۔ کہ زمین بیل کے سہارے قایم ہی۔ مگر آجکل کی نکتہ چینی سے بچنے کیلئے تمہارے مہاشی نے اکھشا کے معنی میں جسکے سنسکرت میں بیل کے معنی بھی ہیں کہدیا کہ یہاں یہ معنی مناسب نہیں کیونکہ یہاں سورج کو زمین کے سیراب کرنیکی وجہ سے سورج کو اکھشا کہا گیا ہی۔

اب ہم اصل حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔ قاموس اللغہ میں برقہ لغت کے نیچے لکھا ہی۔ البرقۃ من میاہ نملۃ یعنے برقہ نملہ قوم کے پانیوں (چشموں) سے ایک چشمہ ہی۔ **طائف** عرب کا ایک مشہور شہر ہے اس کے اور یمن کے درمیان یہ وادی نملہ واقع ہے اس وادی میں سے سونا نکلتا ہے سونے کے باریک ذرّوں کو جو قوم چُنتی اور اکٹھا کرتی ہی۔ اسکو نمل کہتے ہیں کیونکہ چھوٹے چھوٹے ذرات کا جمع کرنا کیڑوں کا کام ہی ہمارے ملک میں بھی تھوڑا تھوڑا طعام جمع کرنیوالوں کو کیرا کہتے ہیں اور ایسی عورتیں اپنے آپکو اور لوگ انکو کیری کہتے ہیں۔ اور کیری کا ٹھیک ترجمہ نملہ ہے۔

گوندل کی بار میں ڈڈ۔ چو ہے۔ اور مالیر کوٹلہ میں مور کٹانے قومیں اب بھی موجود ہیں۔ **اکھشا** کا ترجمہ بیل کی جگہ سورج بنانیوالو! تمہیں سمجھ پیدا ہو۔ بیل کے بدلہ سورج تو بنا لیتے ہو۔ اور دوسری قومونپر اعتراض کرتے ہو۔ کیونکر یہ تاثر جاتے ہو اگرچہ بچہ کی ماں قرآن قومیں موجود ہوں اس سے یادگیری اور تاحق کی آن ناری سے تم کس دمندی اور بہتری کی توقع رکھتے ہو!!!

سوال نمبر ۵۳ - سلیمان جانوروں کی باتیں سنتے تھے جیسے ہُدہُد کی -

الجواب - اس کا جواب سننے کیلئے ہماری سوال نمبر ۵۲ پر نظر کرو اور سنو! کیا تم مانتے ہو کہ نہیں کہ اللہ تعالےٰ جانوروں کی باتیں سُنتا اور سمجھتا ہے اگر سنتا ہے اور سمجھتا ہے کیونکہ وہ کیا نہیں چیز سروپے ہے تو پھر اسکے مقرب اور اس میں کے ہونیوالے پاک بندے ان جانوروں کی باتیں کیوں نہیں سن سکتے -

ہمنے پرتیکش تجربہ کیا ہے - کہ ایک دنیا کے جاہ وحشم والیکے ساتھ جسقدر کسی کا تعلق بڑھتا جاتا ہے اسی قدر جاہ وحشم والیکو طاقتیں اس مقرب پر اپنا عکس (پرتے بمب) ڈالتی اور وہ مقرب بھی صاحب گونہ جاہ وحشم ہوجاتا ہے - تو سرشکتیمان عالم کل - ہمہ طاقت جناب الٰہی کے قرب سے مقرب کو ان طاقتوں سے ذرا اثر نہ ہو - یہہ کیونکر خیال میں آسکتا ہے ہمنے تو جانوروں سے بدتر کلام کرنیوالے پال کی بات کو سمجھ لیا سلیمان جانوروں کی باتیں کیوں نہ سمجھے ہوں **اور سنو** ! اگر ہدہد سے بات نہیں ہوسکتی تو اگنی سی رگوید کو تمہاری بڑوں نے کس طرح اور کیونکر سُنا - کیا آگ بات کرسکتی ہے کہ وید جیسی بانی تمکو سُنا گئی اور آئندہ بھی سُنائیگی -

سُنو اور غور کرو - تمہیں کچھ معلوم ہے کہ انڈیا میں مشہور نیکبخت والدین کے فرمانبردار فرزند راجہ رامچندر جی گذرے ہیں جب انکو بن باس کیوقت لنکا کے شریر راجہ نے دکھہ دیا تو ہنومان جی انکے بیر اور داس نے انکی کیسی خدمت کی ہنومان کو تم خوب جانتے ہو کہ وہ بانر (بندر) تھے اور رات دن رامچندر جی سے باتیں کرتے اور رامچی اس بندر سی باتیں کرتے - اسی بندر کی وجہ سے آریہ ورت کے بندر آجتک مکرم ومعظم ہیں - اگر یہ سچ ہے کہ ہنومان جی بندر تھے اور رامچندر سی انکا مکالمہ ہوتا تھا - تو ہدہد اور سلیمان کے مکالمہ پر تمہیں تعجب کیوں ہے - سُنو جو حقیقت ہنومان کے لفظ کے نیچے ہے - وہی ہدہد کے نیچے ہے کاش تم **سمجھو**

سوال نمبر ۵۴ - ہوا سلیمان کے حکم سے چلتی تھی - کوئی بیلوں اور ریل پیش نہ کری -

الجواب - کیوں پیش نہ کری - تمہیں شرم نہیں آتی - تمہاری دیانند نے لکھا ہے دیکھو ستیارتھ ۴۲۷ جب رامچندر جی ستیاجی کو لیکر ہنومان وغیرہ کے ساتھ لنکا سے چلے اکاش کے راستہ غبارہ پر بیٹھے ایودھیا کو آرہے تھے - تب ستیاجی کو کہا تھا - کہ یہاں آہ - **او ظالم** ! رامچندر لنکا سے ایودھیا کو بیلوں میں آسکیں اور سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں کوئی بیلوں کو پیش نہ کرسکے - کیا یہ عقل وانصاف ہے - **او ظالم** انصاف بابر کرو

اور یہاں قرآن کریم میں تو صاف صاف بتایا گیا ہے کہ بادی جہازوں کے ذریعہ حضرت سلیمان سفر کیا کرتے تھے اور پہنچتے تھے تو بحر قلزم بحیرہ روم اور خلیج فارس تھی - یہاں سیلون - لنکا - ایودھیا کے درمیان خشکی ہی خشکی ہے تم کیا عذر تراش سکتے ہو ؟

قرآن کریم میں حضرت سلیمان کے قصہ میں یہ الفاظ کسقدر وضاحت سے بیان کرتے ہیں کہ آپکا سفر بادی

جہازوں کے ذریعہ ہوتا تھا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ۔ (پ۲۳ ص)	ہمنے ہوا کو اُسکے کام میں لگایا۔ وہ اسکے حالات اور مقاصد کے موافق چلتی تھی۔

اس کا مطلب یہ ہی۔ کہ اسکے جہازوں کے سفر میں باد موافق چلا کرتی تھی اور اسکے سفر کامیابی اور شادکامی کو ہمراہ لئے ہوتی تھی اور جیسا کہ آجکل یورپ کے سٹیمر باوجود قسم قسم کے بچاؤ کی تدابیر کے آئے دن سمندر کی خونخوار موجوں کے لقمہ تر بنتے ہیں حضرت سلیمان کو اسکے خلاف کبھی تباہی پیش نہیں آئی۔

ایسے صاف واقعہ پر اعتراض کرنا اور لنکا سے ایودھیا تک بیلون کے سفر کو تسلیم کرنا کونسی رشید ہے۔ کہ اس قوم کے ظلم عظیم کی داد دے! اپنی مطلب برآری کیوقت دعاوی بیدلیل اور توجیہات رکیکہ اور لنکا اور اایودھیان صنائع بدائع اور استعارات میں پناہ ڈھونڈنی اور دوسرو پر اعتراض اور ظلم کرتے وقت جو منہ میں آئے کہتے چلے جاویں خدا تم کو راہ نمائی کرے۔

سوال نمبر ۵۵۔ شہد کی مکھی کو بھی وحی ہوئی۔

الجواب۔ وکلما القیتہ الی غیرک فھو وحی۔ جو بات کسیکو پہنچائی جاوے وہ وحی ہی۔ قرآن کریم میں یہ لفظ عام ہے حتی کہ زمین کی نسبت بھی فرمایا ہے۔ کہ اُسے وحی ہوتی ہی چنانچہ فرمایا ہے

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا۔ پ۳۰ زلزال)	اُسدن وہ اپنی خبریں بیان کریگی اس لئے کہ تیرے رب نے اُسے وحی کی۔

ہاں انبیا اور رسل کی وحی اور چیز ہے اس وحی کے ذریعہ الٰہی علوم اور سچی حقائق اور پاک تعلیمات کا فیضان جہان کو ہوتا ہی۔ غرض ہر ایک شے کو اسکی استطاعت اور قوی کے موافق خدا تعالیٰ کیطرف سے وحی ہوتی ہے اور یہ بات قانون قدرت کے مشاہدہ سے عیان ہی آفرین ای نکتہ چین تیری عقل و دانش پہ ایسی صاف اور موٹی باتیں اور اپر اعتراض۔ ارتداد کی خلعت آپنے انہی وجوہ سے زیب تن فرمائی ہی!!!

سوال نمبر ۵۶۔ "طیرًا ابابیل۔ کجا ہاتھی اور کجا کرم خورجانور"

الجواب۔ قبل اسکے کہ ہم آپ کو اس سوال کا جواب دیں ضروری سمجھتے ہیں کہ آپکے سوال میں جو الفاظ آئے ہیں انکے معانی بتلائیں۔ پہلا لفظ کید ہی کید کے معنی مفصل ہمنے سوال نمبر ۲ میں لکھدیئے ہیں مگر یہاں یاد رہی کہ کید کے معنی لڑائی کے ہیں۔ دوسرا لفظ تضلیل ہی تضلیل کے معنی باطل کرنے اور ہلاک کے ہیں۔ تیسرا لفظ ابابیل ہی ابابیل جمع ہی ابیل اور ابول کی ابیل اور ابول کے معنی جماعت کے ہیں۔ ابابیل کے معنی ہوئے بہت سی جماعتیں۔ ہماری زبان میں ترجمہ ہوا۔ ڈاروں کی ڈار چنانچہ

لسان العرب میں لکھا ہی۔ قال الزجاج فی قولہ تعالی طیرا ابابیل جماعات من ھٰھنا و جماعات من ھھنا۔ وقیل یتبع بعضھا بعضًا ابیلٌ ابیلٌ۔ ای قطیعا خلف قطیع۔

دوسرا۔ سوال سکے بعد یہ پیش آتا ہی کہ دشمن کی فوج کی ہلاکت کو جانوروں سی کیا تعلق ہی۔ سو اسکے واسطے سام وید فصل نمبر ۳ پر پاٹیک نمبر ۶ کی عبارت دیکھو اس میں لکھا ہی (۱) کوّوں اور مضبوط بازو والوں پرندوں کو انکے تعاقب میں بھیج۔ ہاں تو اس فوج کو گرسوں کی غذا بنا۔ اے اندر ایسا کر۔ کہ کوئی ان میں سے نہ بچے کوئی نیک بھی نہ بچے انکے پیچھے تو تعاقب کرنیوالے پرندوں کو جمع کردی۔

پھر سام وید فصل دوم پر پاٹھیک نمبر ۳ میں یوں ہے:۔ ای روشن اشاس جب تیری وقت رجوع کرتے ہیں تو کل چوپائے اور دریاؤں والے حرکت کرتے ہیں۔ اور تیرے گرد بازو والے پرندی آسمان کی تمام حدود سے اکٹھے ہوجاتے ہیں۔ **عربی** میں بھی ایسے محاورات بکثرت ہیں اور انہی معنوں اور استعارہ میں پرندوں کے الفاظ وہاں مستعمل ہوتے ہیں۔ چنانچہ النابغۃ الذبیانی کا شعر ہے۔ ؎

اذا ما غزا بالجیش حلق فوقھم	جب وہ لشکر لیکر دشمنو پر چڑھتا تو پرندونکی غولونکے
عصائب طیر تھتدی بعصائب	غول دشمنوکی لاشوں کی کہانیکو جمع ہوجاتے ہیں۔

ایک مولویصاحب نے اس موقعہ پر ایک شعر لطیف لکھا ہے وہ ہمارے جواب کیساتھ بڑی مناسبت رکھتا ہے۔ گو مولویصاحب نے اسکے معنی کچھ ہی کئے ہوں مگر وہ ہماری وہ ذکر کردہ دلیل کا ہی مثبت ہی اور وہ شعر یہ ہے

این المفر لمن عاداہ من یدہ	والوحش والطیر اتباع تسائرہ

یہاں طیر سے مراد وہی مردار خور پرندی ہیں۔ اور سباع بھی وہی مردار خور ہیں جو فتحمندی کا نشان ہیں۔ اسی قسم کے انداز بیان میں قرآن کریم میں اللہ تعالی اشارہ کرتا ہی۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہلاک کئے جاوینگے جیسے فرماتا ہی۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔ (پ ۱۴ نحل)	کیا وہ اُن پرندونکی حالات پر غور نہیں کرتے جنہیں ہم نے آسمان کے جو میں قابو کر رکھا ہی ہم ہی نے تو انہیں تھام رکھا ہے (اور ایک وقت آنیوالا ہی کہ انہیں نبی کریم کو دشمنوکی لاشوں پر جھپٹ دینگے مومنوں کیلئے ان باتوں میں نشان ہیں۔

یہاں بھی پہلے ایک شریر قوم کا بیان کیا ہے۔ جو بڑی نکتہ چینی کی عادی اور موذی تھی۔ اور اسلام کو عیب لگاتی تھی اور بہت سے اموال جمع کرکے فتح کے گھمنڈ میں مکہ پر انہوں نے چڑھائی کی۔ یہہ

---

(۱) لطیفہ۔ نیکوں کے لئے بھی بددعا ہے۔

ایک حبشیوں کا بادشاہ تہا جسنے اسی سال مکہ معظمہ پر چڑہائی کی جبکہ حضرت رحمۃ للعالمین نبی کریم پیدا ہوئے جب یہ شخص وادیٔ محصر میں پہنچا اوسنے عمائد مکہ کو کہلا بہیجا کہ کسی معزز آدمی کو بہیجو تب اہل مکہ نے عبدالمطلب نامی ایک شخص کو بہیجا جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے جب عبدالمطلب اس ابرہہ نام بادشاہ کے پاس پہنچے۔ وہ مدارات سے پیش آیا جب عبدالمطلب چلنے لگے اس نے کہا کہ آپ کچھ مانگ لیں انہوں نے کہا کہ میری سو اونٹنیاں تمہارے آدمیوں نے پکڑی ہیں وہ واپس بہیجدو۔ تب اس بادشاہ نے حقارت کی نظر سے عبدالمطلب کو کہا۔ کہ مجھے بڑا تعجب ہے۔ کہ تمہیں اپنی اونٹنیوں کی فکر لگ رہی ہے اور ہم تمہارے اس معبد کو تباہ کرنیکے لئے آئے ہیں عبدالمطلب نے کہا کیا ہمارا مولیٰ جو ذرہ ذرہ کا مالک ہے جب یہ معبد اسی کے نام کا ہے اور اسی کی طرف منسوب ہے۔ وہ اس کی حفاظت نہیں کریگا اگر وہ اپنے معبد کی خود حفاظت نہیں کرنا چاہتا۔ تو ہم کیا کر سکتے ہیں آخر اس بادشاہ کے لشکر میں خطرناک بیماری پڑی۔ اور چیچک کا مرض جو حبشیوں میں عام طور پر پھیل جاتا ہے اُنپر حملہ آور ہوا اور اوپر سے بارش ہوئی اور اس وادی میں سیلاب آیا بہت ساری لشکری ہلاک ہوگئے۔ اور جیسے عام قاعدہ ہے کہ جب کثرت سے مُردے ہوجاتے ہیں اور اُنکو کوئی جلانیوالا اور گاڑنیوالا نہیں رہتا۔ تو اُن کو پرندی کہاتے ہیں۔ اُن موذیوں نکو بہی اسی طرح جانوروں نے کہایا۔ یہ کوئی پہیلی اور معمّا نہیں تاریخی واقعہ ہے پر افسوس تمہاری عقلوں پر !!!

مکہ معظمہ کی حفاظت ہمیشہ ہوتی رہی اور ہوتی رہیگی۔ کوئی تاریخ دنیا میں ایسی نہیں جو یہ بتا سکے۔ کہ اسلام کے مدعیوں یا ابراہیم کے تعظیم کرنیوالوں کے سوا کوئی اور بھی اسکا مالک ہوا ہو۔ یونانی سکندر بگولے کی طرح یونان سے اُٹھکر تمہاری ملک میں پہنچا اور اسی پامال کیا۔ اور رچرڈ ساری یورپ کے ساتہہ اسلام کی بربادی کو اُٹھا اور نپولین مصر تک پہنچگیا۔ مگر عرب کی فتح سے یہ سب ناکام اور نامراد رہے اس میں خدا ترسوں کیلئے بڑی نشان ہیں۔ پہلا بابل میں ہلاک ہوا اور دوسرا ملک شام سے نامراد واپس ہوا اور تیسرا سینٹ ہلینا کے قلعہ میں بے انتہا حسرتوں کو دل میں لیکر مرا۔

تمہارے آریہ ورت کو ہم دیکھتے ہیں اہل اسلام اسکے مالک ہوئے۔ یا اُنکے ساتھی اہل کتاب ہیں تمہاری دوارا اور کاشی وغیرہ کی حکومت دوسروں کے قبضہ میں ہے۔ تمہارا کوئی معبد غیر مفتوح نہیں رہا۔ غیر قوموں کے گھوڑوں کے سُموں نے سدا اونہیں پامال کیا۔ یہ عجائبات اور معجزات ہیں۔

سوال نمبر ۵۷۔ معتقد بنانے کو خاص اونٹنی پیدا کی؟

الجواب۔ قرآن کریم میں تو کہیں نہیں لکہا کہ خاص اونٹنی اسوقت پیدا کردی صرف اتنی بات قرآنمیں ہے هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشان ہے اُسے خدا

فِیْ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (پ ۸ اعراف)	کی زمین میں چرنے چگنے دو اور دُکھ نہ دو ورنہ سخت عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

اسبات کے حل کرنیکے لئے خود تمہاری ملک کی رسوم اور عادات بڑی جانچ ہیں اس ملک میں جہاں جہاں سکھ مالک نمبردار ہیں وہاں کیا ہوتا ہے کون نہیں جانتا ایک بیل اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا جاوے تو انسانی جسم کی اس ایک حیوان کے بدلہ میں کیا گت بنتی ہے تمہاری بازار دنیں بیکار۔ نکمی۔ مال مردم خور بیل پہرتے ہیں بتاؤ کوئی مسلم انکو چھیڑ سکتا ہے اگر اتفاقی بھی چھیڑے تو تم کیسے اسکے گرد ہو تو ہو۔ تم مفتوح۔ دبیل۔ نرم دنونکا تو حال یہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے جو بادشاہونکا بادشاہ۔ حاکمونکا حاکم ہے کہدیا کہ میری رسول صالح کی سچائی کا یہ نشان ہے۔ کہ اگر اس کی خلاف ورزی کروگے اور اُس اونٹنی کو جو اب خصوصیت رکھنے والی اونٹنی ہے ستاؤ گے تو ہلاک ہوگے عرب کے ملکوں میں دشمنوں پر رعب ڈالنے اور اپنی شوکت کے اظہار کیلئے نہ صرف اونٹ چھوڑے جاتے ہیں بلکہ گھوڑے اور دنبے بھی اور قوم کلیب کے جنگوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کتوں کے بچوں کو بھی اسی طرح آزاد کرتے تھے۔

ناقہ صالح کی مثال سیدانی نے امثال میں لکھا ہے کہ حیرہ کے بادشاہ کسریٰ نے اپنی قوت سلطنت اور **رسومات عرب میں۔** کے باعث عربوں میں بڑا رعب جمایا تھا اسکو مضرط الحجر کہتے ہیں اوس نے شدید قحط کے زمانہ میں ایک دُنبہ کو خوب پالا اور پوسا۔ پیر اُسکے گلے میں چھری اور چقماق ڈالدیا اور اُسے جنگل میں چھوڑ دیا اور کہا کون ہے جو اسے ذبح کر سکتا ہے عربوں میں کوئی بھی اس سے تعرض نہیں کر سکتا تھا آخر بنو لیشکر قوم تک پہنچا اور علیا ابن ارقم کی نظر پڑا تب وہ بول اٹھا میں اس دنبہ کو کھاؤنگا۔ تب قوم کے لوگوں نے اُسے روکا اور ملامت کی لیکن علیا اپنے ارادہ پر قائم رہا۔ تب اُنہوں نے اس بات کو اپنے سردار تک پہنچایا۔ اوس نے یہ فقرہ کہا جو اَب کہاوت کے طور پر مشہور ہوا نک لا تعدم الضان ولکن تعدم النفع لوگوں نے ملامت تو بہت کی۔ مگر علیا نہ ٹلا۔ اور دُنبہ کو ذبح کرکے کھا گیا اور بادشاہ کے پاس چلا گیا اور کہا کہ میں نے ایک بدی کی ہے۔ اور بہت بڑی بدی کی ہے۔ لیکن آپکا عفو اس سے بھی بڑھکر ہے۔ اور اپنا سارا ماجرا سنایا تب بادشاہ نے کہا اب میں تجھے قتل کرونگا۔ تب علیا نے وہ مشہور قصیدہ پڑھا جسکا ایک شعر ہم نقل کرتے ہیں۔ ؎

وان ید الجبار لیست بصعقة ولکن سماء تمطر الویل والدیم

سوال نمبر ۵۸۔ بنی اسرائیل کو بجلی سے ہلاک کیا۔

الجواب۔ انتشاری بجلی سے ہلاکت اور نقصان اگر تمنے نہیں سُنا تو کسی سائنسدان سے دریافت کرو۔ اور کچھ ہم بھی بتا دیتے ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ جسوقت جناب موسیٰ علیہ السلام چند منتخب لوگوں کو طور کے قریب لیگئے اس وقت پہاڑ پر آتش افشانی ہو رہی تھی۔ اور بجلیاں اپنی چمک دمک دکھلا رہی

تھیں جناب موسیٰ علیہ السلام نے حسب ارشاد الٰہی قوم کو روک دیا تھا۔ کہ پہاڑ کے اوپر کوئی نہ جاوے اور ہمنے ظاہر کا لفظ اسلئے استعمال کیا ہی۔ کہ بائبل کو قرآن پر پال نے ترجیح دی ہی۔ پس اُس نے بائبل کو پڑھا ہوگا۔ کتاب خروج میں مفصل موجود ہی۔ اور قرآن کریم کے ان کلمات طیبات پر اعتراض کیا ہے۔

۱ - فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ	پکڑ لیا تمکو کڑک نے اور حال یہ ہی کہ تم دیکھتی تھی۔
۲ - ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ	پھر اُٹھایا تمکو تمہاری موت کے بعد تو کہ تم قدردانی کرو۔

صاعقہ صعق سے نکلا ہی۔ صعق کے معنی میں لکھا ہی۔

الصعق ان یغشی علیہ من صوت شدید یسمعہ ودربما مات منہ (مجمع البحار)	صعق یہ ہی کہ بیہوشی پڑجاوے کسی پر کسی سخت آواز سے جسکو اس بیہوش ہونیوالے شخص نے سنا اور کبھی اس سے موت بھی ہوجاتی ہی

قرآن کریم میں آیا ہی۔ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ پ۹ اعراف۔ موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑے پس جب آفاقہ آیا پھر مجمع البحار میں لکھا ہے۔

ینتظر بالمصعوق ثلاثا مالم یخافوا علیہ نتنا وھو المغشی علیہ او من یموت فجاۃ ولا یعجل دفنہ	جسپر صاعقہ گرے اوسکو تین دن تک دفن نہ کیا جاوے جبتک سڑ جانیکا ڈر نہ ہو۔ اور یہ وہ ہی جسپر غشی ہویا اچانک مرجاوے دفن میں جلدبازی نہ کیجاوے۔

مفردات راغب میں لکھا ہی۔ الصّاعقۃ تین قسم کا ہوتا ہی۔

(۱) موت فرمایا ہے۔ صَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ پ۲۴ زمر

(۲) عذاب فرمایا ہے۔ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ پ۲۴ فصلت

(۳) آگ فرمایا ہے۔ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ پ۱۳ رعد۔

اس بیان سے اتنا معلوم ہوگیا۔ کہ صاعقہ۔ بیہوشی۔ موت۔ عذاب اور نار کو کہتے ہیں۔ دوسرا لفظ قابل غور مَوْت کا لفظ ہے موت کے معنی مجمع البحار میں جو لغت قرآن وحدیث کی جامع کتاب ہی یہ ہیں۔

(۱) موت کے معنی سوجانا۔ حدیث میں آیا ہے۔ احیانا بعد ما اماتنا (۲) موت کے معنی سکون کیا معنی حرکت نہ کرنا۔ ماتت الریح ہوا ٹھہر گئی (۳) موت۔ حیوٰۃ کے مقابلہ ہوا کرتی ہی اور حیوٰۃ کے معنی میں آیا ہی۔ قوت نامیہ کا بڑھنا قرآن کریم میں آیا ہی۔ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پ۲۱ حدید زمین کو اللہ تعالےٰ اسکی موت کے بعد زندہ کرتا ہی (۴) قوت حسیہ کے زوال پر موت بولتے ہیں۔ قرآن کریم میں آیا ہی يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (پ۱۶ مریم) کیا معنی بچہ جننے سے پہلے میری قوت حسیہ نہ رہتی کہ درد تکلیف دہ ہوتا۔

(۵) جہل ونادانی کو موت کہتے ہیں۔ قرآن میں یہ معنی آئے ہیں۔ اَفَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ ۔
(۶) حزن (۷) خوف مکدر کو موت کہتے ہیں قرآن میں یہ محاورہ آیا ہے یَاْتِیْہِ الْمَوْتُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ پ ۱۳
ہر طرف سے اسپر خوف اور غم آتے تھے۔ (۸) احوال شاقہ۔ فقر۔ ذلت۔ سوال کرنا۔ بڑھاپا۔ اور معصیت
وغیرہ کو موت کہتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔ اول من مات ابلیس۔ اور آیا ہے۔ اللّٰہُمَّ لَا یموت زندہ سے
جو جزو الگ ہو وہ مُردہ ہے۔ مگر دودھ۔ بال۔ اون مردہ نہیں ہوتے۔ یہ موت کے معنے ہوئی۔ اور اسی طرح
مفردات راغب میں موت کے بہت معنی بتائے ہیں۔

اور تمیر الفظ بعث کا ہے۔ بعث کے معنی بھیجنا۔ قرآن میں ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا پ ۱۴ نحل
اٹھانا۔ قرآن میں ہے۔ ثُمَّ بَعَثْنٰھُمْ (پ ۱۵ کہف) حدیث میں ہے۔ فَبَعَثْنَا الْبَعِیْرَ۔
متوجہ کرنا۔ قرآن میں ہے۔ وَلٰکِنْ کَرِہَ اللّٰہُ انْبِعَاثَھُمْ پ ۱۰ توبہ لیکن خدا نے انہیں متوجہ کرنا نہ چاہا۔
جگا دینا۔ اتانی اٰتیان فبعثانی ای ایقظانی من النوم۔ اُنہوں نے مجھے نیند سے جگایا۔
بھڑک اٹھنا۔ قرآن میں ہے۔ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاھَا۔ جبکہ ان میں کا بڑا بدبخت بھڑک اُٹھا۔
اور بعث بمقابلہ موت کے بھی ہوتا ہے اسلئے جسقدر موت کے معنی ہیں انکے مقابلہ میں بعث ہوگا قرآن
میں ہے۔ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِکُمْ پ ۱ بقرہ

صاعقہ۔ موت اور بعث کے معنی جب معلوم ہوئے اور سمجھے گئے تو معلوم رہے کہ صاعقہ کے دو طریق
ہیں اسکا آنا اور گرنا۔ اسمیں تو نقصان کم پڑتا ہے اور ایک دو تین سے زیادہ آدمی اس میں نہیں مرتے دوسرا
واپس ہونا۔ اور اسکا انتشار کرنا واپسی کیوقت بجلی یا صاعقہ بہت لوگوں کو دکھ دیتی ہے غشی ہوتی۔ ہڈیاں
ٹوٹتی۔ نفاطات نکلتے ہیں۔ اب ہر دو آیہ کریمہ کے معنی بتاتے ہیں۔ مگر اتنا اور یاد رہے کہ یہاں جناب الٰہی
نے اَخَذَتْکُمُ الصَّاعِقَۃُ فرمایا ہے۔ اَھْلَکَکُمُ الصَّاعِقَۃُ نہیں فرمایا۔ پھر اسکے ساتھ بتایا ہے کہ وَاَنْتُمْ
تَنْظُرُوْنَ اسکے کیا معنے کہ جنہیں بجلی یا صاعقہ نے پکڑا وہ دیکھ رہے تھے۔ لہٰذا اس آیت شریفہ اَخَذَتْکُمُ
الصَّاعِقَۃُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ پ ۱ بقرہ کے یہ معنی ہوئے کہ تمکو خاص صاعقہ نے پکڑ لیا اور تم دیکھ
رہے خاص کا ترجمہ ہمنے لفظ اَل سے لیا ہے جو الصاعقہ کے پہلے ہے۔ اور اس صاعقہ سے مراد وہ صاعقہ ہے جو رجعت
کے وقت انتشار کرتی ہے اور دوسری آیہ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے۔ ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِکُمْ
پ ۱ بقرہ۔ پھر اوٹھایا ہمنے تمکو تمہاری موت کے بعد۔ چونکہ موت کے معنی میں دکھ اور تکلیف بھی آیا ہے
اسلئے یہاں تکلیف ہی لیں گے کیونکہ معانی مختلفہ میں حسب قرینہ وامکان معنی لئے جاتے ہیں۔
آریہ سماج کا بانی اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ صفحہ ۲۴ دید بھاش بہومکا کے دیباچہ مترجم میں لکھا ہے۔

۳۸ شپتتھ براہمن میں لفظ سوم کے سولہ معنی لکھے ہیں پھر اسکا نقشہ دیا ہے۔ پس ویدوں میں لفظ سوم کے معنی محل و موقع کے مناسب ان سولہ میں سے کوئی ایک لئے جاوینگے جائے غور ہے کہ ویدوں کی قدیم تفسیروں میں سوم کے معنی ایشور۔ عالم۔ چاند اور نباتات وغیرہ لکھے ہیں۔ اسی طرح ستیارتھ میں ویدونکی پیدائش پر کہا ہے۔ جہاں معنی میں غیر امکان پایا جاتا ہے۔ وہاں لکھشنا ہوتا ہے۔ (لکھشنا کے معنی استعارہ کے ہیں) پر جلد بازی سے کام لینا۔ اور ذرا غور و فکر نہ کرنا۔ کیا شریف عاقبت اندیش خدا ترس اور سعادتمند انسان کا کام ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

خلاصہ جواب یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم صاعقہ میں مبتلا ہوئی۔ اور امید زیست نہ رہی اور ایک قسم کی موت انپر طاری ہوگئی تو جناب موسیٰ کی اس قوم پر الٰہی رحم ہوا اور آخرہ بچگئی۔

سوال نمبر ۵۹ ۔ من و سلوے بنی اسرائیل کیلئے نازل کیا۔

الجواب ۔ سخت محنت کے بغیر جو رزق ملتا ہے۔ اسکو عربی میں مَنّ کہتے ہیں اسلئے لکھا ہے کہ الکمأۃ من المنّ یعنی کھنبی بھی مَن سے ہے۔ اور ترنجبین اور اسی کے معنی میں شیرخشت اور تمام جنگل کی اشیاء ان سب کو من میں داخل کیا گیا ہے۔ ایکدفعہ پنجاب میں قحط پڑا تھا۔ بہت بڈھے ابھی تک اسکو جاننے والے موجود ہیں۔ اس میں مرکن نام ایک بوٹی بہت پیدا ہوئی تھی۔ اسی پر لوگونکا گذارہ تھا۔ اسی واسطے اس سال کو مرکن کا سال کہتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو جنگل کے درمیان مصیبت کے ایام میں جنگلی اشیاء سے سہارا بخشا ہے اور بھوک کے عذاب سے ہلاک نہ ہونے دیا۔

سوال نمبر ۶۰ ۔ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ پ۱ بقرہ پر اعتراض کیا ہے۔ بنی اسرائیل کو دھوپ نے ستایا تو خدا نے اُنپر بادل بھیجدیا۔ اور بطور سائبان کام دینے لگا"

الجواب بات تو صرف یہ ہے۔ کہ بنی اسرائیل چالیس برس اس ملک میں رہے جو ملک فلسطین اور بحیرہ قلزم کے درمیان ہے انسانی ضرورتیں بغیر پانی کے پوری نہیں ہو سکتیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان دنوں ضروری وقتوں پر مینہ برسائے یہ ان پر خاص فضل تھا۔ اور کرم کی نگاہ تھی ورنہ خشک سالیوں میں ہلاک ہو جاتے۔

جب موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں مشکلات پیش آویں۔ تو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معاملات سے وہ مشکل بخوبی حل ہو سکتی ہے۔ موسےٰ علیہ السلام کا قصہ بسط کیساتھ قرآن کریم میں صرف اسی واسطے ہے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا ہے چنانچہ آپ کے لئے ضرورت کے موقع پر اللہ تعالےٰ نے بادل کا سایہ کر دیا۔ جیسے کہ غزوۂ بدر اور احزاب

ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بارش کی سخت ضرورت پیش آئی۔ تو اسوقت خدا تعالےٰ نے بارش کے ذریعہ مومنوں کو ہلاکت سے محفوظ رکھا۔ استسقا کی نماز ایسے ہی وقتوں کیلئے مسنون ہوئی۔ تعجب اور پھر تعجب ہے۔ کہ ایسے واقعات پر جو انسانی زندگیوں میں قانون قدرت کیموافق ہمیشہ واقع ہوتے رہتے ہیں۔ اعتراض کرنا اور پھر یہ دعویٰ کرنا کہ ہم لوگ سچ کو لینے والے ہیں۔ اے عقلمند و غور کرو اور ان تیز ذہن نکتہ چینوں کی خردہ گیری کی داد دو۔

سوال نمبر ۶۱ - گاؤ کا ذبح کرنا بنی اسرائیل میں۔

الجواب - گائے اور پھر وہ ذبح ہو تمہارا دل بہت دُکھا ہوگا۔ مگر جسقدر تند جو اور آریہ مسافر نے پھر تمنے راستبازونکو گالیاں دیکر مومنونکا دل دکھایا اتنا تو نہیں دُکھا ہوگا۔ سُنو! انبیاء بنی اسرائیل شرک اور بُت پرستی کے دشمن تھے۔ بعض نادان فرقوں میں ایک گائے کی پرستش ہوتی تھی۔ اور وہ اُن میں درشنی گائے تھی۔ چنانچہ تَسُرُّ النَّاظِرِیْنَ اور لَا تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِیَةَ فِیْهَا پ بقرہ۔ اس کا صاف پتا لگتا ہے اسکا ذبح کرنا بُت پرستی کی جڑ کاٹنی تھی۔ تم لوگوں نے بھی اپنے زعم میں بُت پرستی کی بیخکنی میں بڑی کوشش کی ہے۔ مگر اس جانور کی عظمت کچھ ایسی دل میں جاگزین ہے کہ باوجود اس قدر دعوی کے جو تم توحید کی نسبت کرتے ہو۔ اس جانور کی تعظیم تمہارے نزدیک بُت پرستی اور دیوتا پرستی سے کم نہیں۔ زبانوں سے کچھ کہو یا نہ کہو بُت پرستوں کے افعال میں اور تمہارے اعمال میں اس لحاظ اور خصوص میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔ عملی طور وہی رویہ ہے۔ جو تمہاں اب ظلم زیادہ کرتے ہو +

سوال نمبر ۶۲ - ٹڈی۔ مینڈک۔ چیچڑی وغیرہ کا عذاب نازل کیا"

الجواب - ایسے عذاب ہمیشہ نازل ہوا کرتے ہیں۔ ہماری عمر میں بارہا ٹڈی دل آیا۔ اور کھیت والوں کے لئے عذاب کا باعث ہوا۔ جب کثرت سے بارشیں ہوتی ہیں۔ اور نشیبی زمین نمناک ہو جاتی ہے وہاں مینڈک علی العموم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب عفونت زیادہ ہو جاتی ہے۔ وہاں قسم قسم کے ہوام۔ حشرات الارض چیچڑیاں بہت پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور یہ سب عذاب ہیں کیونکہ دکھ دائک اور ہیں ان صریح نظاروں کا انکار کرنا کیا عقلمندی ہے۔

سوال نمبر ۶۳ - بچھڑی کی پرستش سامری نے کرائی۔ جبرائیل کے گھوڑی کے سُم کی مٹی سے ایک بچھڑا بنایا۔ (۲) دانت سے بنا ہوا بچھڑا کس طرح بولا۔ بالکل گپ ہے۔

الجواب - جبرائیل کے گھوڑی کا ذکر تمام قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبی رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم

میں ہرگز ہرگز نہیں۔ دہات سے بنی ہوئی کھلونے ہر روز یورپ سے آتے ہیں کیا وہ نہیں بولتے۔ ہنسے چہچہاتی چڑیاں اور اور مصنوعی جانور ایسے دیکھے ہیں کہ بعض عامی انکو اصلی یقین کرتے ہیں تمہاری سرسوتی نے ستیارتھ کے ۴۲۵ و ۴۲۶ صفحہ میں لکھا ہے۔ کالیا کنت کا بت سیوکون کو حقہ پلاتا ہے اور شعر بھی لکھا ہے۔

رنگ ہے کالیا کنت کو جسنے حقہ پلایا سنت کو

جگن ناتھ۔ جوالا مکھی۔ سنگ لاج کے عجائبات اور امرناتھ کے کبوتر و کی بابت جو لکھا ہے اگر تم پڑھتے۔ تو سامری کے کرشمہ پر تعجب نہ کرتے۔ اب ہم آپ کو ان آیات کا پتہ دیتے ہیں جن میں بچھڑے کا ذکر ہے۔

اول۔ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ۔ پ ۹ اعراف)

دوم۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ نَفْسِيْ۔ پ ۱۶ طٰہٰ

پہلی آیت شریفہ کا مطلب اتنا ہے۔ کہ موسیٰ کی قوم نے موسیٰ کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں اپنے زیور سے ایک بچھڑا بنایا۔ جو صرف جسم تھا۔ اس میں روح نہ تھی ہاں اسکی آواز تھی اور ایک جگہ قرآن کریم میں لکھا ہے اور اس مہمل آواز کیحالت بتائی ہے۔ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنْ لَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (پ ۱۶ طٰہٰ) اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ محض بیجان چیز تھی اسمیں نفع رسانی یا ایذا دہی کی کوئی طاقت نہ تھی۔ دوسری آیہ شریفہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو فرمایا اے سامری تیری یہ بڑی بھاری کارروائی کیوں ہوئی۔ بولا کہ میں بصیرت حاصل کر چکا ہوں ساتھ ایسے کام کے کہ اس کام کیساتھ ان لوگوں کو بصیرت نہیں پہ قبض کر لیا تھا میں نے ایک قبضہ اس رسول کے اثر میں سے پھینک دیا اسی اور اسی طرح یہ کام میری جان نے مجھے بھلا کر دکھایا اس مقام پر تسویل کا لفظ قابل غور و تامل ہے۔

التسویل تزیین النفس لما یحرص علیہ و تصویر القبیح منہ بصورۃ الحسن قال اللہ تعالیٰ سولت لکم انفسکم امرا۔ تسویل کے معنی ہیں نفس کا اپنی پسندیدہ چیز کو خوبصورت کر دکھانا چنانچہ اسکی گواہی قرآن شریف کی اس آیہ سے ملتی ہے۔ جو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے بات کی بلکہ تمہاری نفسوں نے بری بات کو خوبصورت کر دکھایا۔ پس اس آیت کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس بت پرستی کے بانی سامری سے دریافت فرمایا کہ تو نے یہ کیا کام کیا۔ تو اس نے بتایا کہ میں ایک بصیرت پر ہوں جس بصیرت سے یہ لوگ نا آشنا ہیں میں نے موسیٰ رسول کے احکام سے کچھ مانا ہوا تھا۔ سو اب میں اس موسوی مذہب کے مانے ہوئے حصہ کو ترک کر بیٹھا ہوں۔

سوال نمبر ۶۴ - ابراہیم کو کہا بیٹا ذبح کر۔ چھری نے کاٹ نہ کی۔ ایک دنبہ بدست جبرائیل بہشت سے

ف۔ کیا پس نہیں دیکھتے کہ وہ لوٹ کر ان کو جواب نہیں دیتا اور ان کے نفع و ضرر کا مالک نہیں۔

بھیجدیا اسمٰعیل کی گردن تانبہ کی بنگئی۔ یا کٹ جاتی تو پھر ملجاتی۔ یہ دنبہ بابل والا تھا جو دوبارہ زندہ ہوا۔

الجواب۔ قرآن کریم میں صرف اسقدر آیا ہی۔ باقی محض جھوٹ اور قرآن کریم پر تمہارا افترا ہی۔

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى۔ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْشَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔

میرے پیاری بیٹے مجھے خواب میں دکھایا گیا ہی کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو سوچ کر بتا تیری کیا رائے ہی اُسنے کہا میرے پیاری باپ تو اپنی مامور یت پر عمل کر مجھو تو انشاء اللہ صابر پائے گا۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔

جب وہ دونوں خدا تعالیٰ کے حکم پر راضی ہوگئے اور ابراہیم نے اُسکو منہ کے بل زمین پر لٹایا ہمنے آواز دی اے ابراہیم تونے اپنی رؤیا کو سچا کر دکھایا ہم محسنوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ۔ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۲۳ صافات)

یہ بڑا بھاری امتحان اور انعام ہوا اور ہمنے اسکے عوض میں ایک بڑی قربانی کو فدیہ دیا اور آئندہ آنیوالی نسلوں میں اسکا ذکر خیر باقی رکھا ابراہیم پر سلامتی۔ ہم اسی طرح محسنوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں وہ ہمارے مومن بندوں سے تھا۔

باقی جو کچھ آپنے لکھا ہی سب کا سب جھوٹ اور افترا اور محض لغو ہی اور قرآن اور احادیث صحیحہ میں اسکا ذرہ ذکر نہیں اور جسقدر قرآن میں ہی اسپر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اس سے اتنا معلوم ہوتا ہی کہ ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا۔ کہ وہ بیٹے کو ذبح کرتے ہیں نہ یہ کہ ذبح کردیا جیسے قرآنی لفظ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ گواہی دیتا ہی اس قابل قدر عرفان سے بہرہ ہوئی ..... واقعہ پر اعتراض تجز سیاہ دل کو باطن حقیقت ناآشنا کے اور کون کرسکتا ہی۔ سنئے۔ ابراہیم علیہ السلام کی عمر اسوقت ننانوے برس کی تھی اور اسمٰعیل اسکے اکلوتے بیٹے کی ۱۳ برس کی اتنے عمر کے باپ کو آئندہ اور اولاد کی امید کہاں اور بیٹے کی امیدیں اور اُمنگیں مرنیکے بعد کہاں۔ باپ کا اپنے خواب کے خیال کو اظہار کرنا اور بیٹے کا یہ کہدینا اِفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سچی الٰہی محبت کا نشان ہی جسکی قدر بدوں زندہ دل کے کون کرسکتا ہی اسبات کو ہم قربانی کے مسئلہ میں کسی قدر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد اصفحہ نمبرہ ۵ میں ہی۔ کنعانیوں میں جو قدیم باشندے فلسطین کے تھے۔ انسانی قربانی کا رواج تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جوان میں مانے ہوئے بزرگ اور ذی رعب تھے۔ باہمہ جاہ وحشمت بیٹے کی قربانی پر اپنیکہ بیٹا بھی راضی ہوچکا تھا۔ مینڈھا ذبح کردیا۔ اور اس

طریق سے انسانی قربانی کے بجائے حیوانی قربانی قایم کردی اور اب تک گویا کروڑوں جانوں کو بچالیا بارک اللہ علیک یا ابراہیم۔

سوال نمبر ۶۵ ابراہیم کیلئے آگ سرد ہوئی۔ پھول کھل پڑی۔ چشمے جاری ہوگئے۔ لیٹمر کرنیمر کو نہیں کیوں سرد نہ ہوئی جیسے لکھا ہو قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علے ابراھیم۔

الجواب۔ پھول کہلے چشمے جاری ہوئی قرآن کریم میں تو نہیں مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہاری یہاں کی متواتر کہانی پہلاد کی کیا بتاتی ہی۔ متواتر کا منکر احمق اور ضدی ہوتا ہی۔ اور اگر اسکے منکر ہو تو منوجی اور بھرگ سنگتا میں کیا لکھا ہی۔ اسی پڑھ دیکھو اسکا ادھیا آٹھ شلوک ۱۱۶۔ اگلے زمانہ میں تبلش رش کے چھوٹے بھائی نے انکو عیب لگایا اور تبلش رش نے اپنی صفائی کے واسطے آگ کو اُٹھایا لیکن تمام دنیا کے عمل نیک و بد جانے والے اگن نے رش کا ایک بال بھی نہ جلایا۔" کیا تم اب اپنی کسی نیکی پر اگنی کو اٹھا سکتے ہو یا اس شلوک کو غلط قرار دیتے ہو یا اسکی کوئی تاویل کرتے ہو یا یہ قول منو کا وید کے کسی شلوک کے خلاف سمجھ کر رد کرتے ہو۔ اصل بات قرآن کریم میں اسقدر ہے۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ پ۱۷ صافات۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ پ۲۰ عنکبوت قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ (پ۱۷ انبیاء)

انہوں نے کہا اسی جلادو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ مگر کچھ کرنا ہی ہمنے کہا اے آگ تو ابراہیم پر سرد اور سلامتی ہوجا۔ انہوں نے ابراہیم سے جنگ کرنی اور خفیہ تدابیر سے انہیں ایذا دینی چاہی مگر ہمنے انہیں زیانکار کیا اور ہمنے ابراہیم اور لوط کو مبارک زمین میں پہنچایا۔ اور دوسری جگہ ہی اس کی قوم کا جواب یہی تھا کہ اسی مار ڈالو یا جلادو سو خدا نے اُسے آگ سے بچالیا اور تیسری جگہ ہی۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ اسکے لئے ایک مکان بناؤ اور اسی آگ میں ڈالو انہوں نے ابراہیم کی نسبت ایذا رسانی کا منصوبہ کیا سو ہمنے انہیں اس منصوبہ میں پست اور ذلیل کیا۔

ان آیتوں سے کس قدر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جو تمنے سمجھا ہی بالکل لغو اور غلط ہی۔ اس قصہ میں یہ چند کلمات قابل بیان ہیں جو مقام غور اور توجہ کے قابل ہیں۔ پہلا کلمہ ہی۔ اَرَادُوا بِهِ كَيْدًا دوسرا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ۔ تیسرا۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ چوتھا۔ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہی کہ ہر یک گذشتہ نبی

کا قصہ ہماری نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے پیرؤں کی صداقت اور حقیقت کے ثبوت کیلئے ہوتا ہی اس لئے ہمیں اور ہر ایک مسلمان کو ضرور ہوا کہ حضرت نبی کریم اور مولٰنا رؤف رحیم کا ماجرا اس بارہ میں دیکھیں۔ اس لحاظ سی جب قرآن کریم کو پڑھتے ہیں تو اپنی نبی رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم الی یوم الدین کے بارہ میں یہ کلمات ہمیں ملتے ہیں۔

(۱) اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ پ۹ انفال۔ اور اَتَمُّ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا (پ۳ طارق) (۲) آپ کے دشمنوں کا ذکر کرنیکے بعد اللہ تعالی فرماتا ہی۔ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ (پ۲۸ مجادلہ) (۳) کلمہ طیبہ ہی۔ جو بخوبی آگ کے مسأل کو حل کرتا ہی۔ کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ (پ۶ مائدہ) (۴) کلمہ ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا پ۲۴ مومن۔

ان مقامات کا مقابلہ دونوں قصوں قصہ حضرت نبی کریم اور قصہ حضرت ابراہیم کے ساتھ کرو۔ وہاں اگر جناب ابراہیم کے مخالفوں نے آگ جلائی اور حرقوا کا فتوی دیا تو یہاں تمام بلاد عرب نے نار الحرب[1] کو جلایا۔ اور صدہا مستعر الحرب اٹھ کھڑی ہوئی اور جس طرح وہاں ابراہیم علیہ السلام کیلئے آگ کو بردا اور سلام بنایا اسی طرح ہمارے ہادی و مقتدا کیلئے خاص اللہ تعالے نے اس آگ کو بجھا دیا اور فرما دیا۔ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ یعنی جب کبھی ہماری نبی کریم کے دشمنوں نے آتش جنگ جلائی اللہ نے اُسے بجھا دیا۔

سُن اے نکتہ چین! ابراہیم کے زمانہ پر ہزاروں برس اور ہماری شفیع پر صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو برس گذرتے ہیں اور تونے اور ایک تیری اس معاملہ میں مؤید و ہمزبان تیز زبان نوجوان **امرت سری** مولوی نے ہمیں اس طرح خطاب کیا ہی:- چاہئے کہ آجکل کسی اہل اسلام کو جو ملہم اور سفیر ہو کر خدا کے ساتھ بیٹے یا موسی کی طرح باتیں کرتا ہو دم بھرتا ہی۔ ایک لمبی چوڑی بھٹی کو آگ سے بھر کر بیچ میں پھینک دیا جاوے اگر آگ گلزار ہو جاوے۔ تو سمجھیں کہ قرآنی معجزے سب سچ ہیں۔ امرت سری مولوی پھر اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔ یہ مرزا صاحب **قادیانی** کیطرف اشارہ ہی۔ مرزا جی کے دوستو کیا کہتے ہو۔ (ترک اسلام)

سُن اے تارک اسلام اور دیکھ ای بزدل نادان **ترک اسلام** ہم خدا تعالی کے فضل سے کامل یقین اور پورے اعتقاد سے دعوی کرتے ہیں اور تمہیں اور تمام جہان کو سناتے ہیں کہ ہمارا مہدی اور عیسے بن مریم اسوقت موجود ہی اور اسکو وحی ہو چکی ہے۔ پھر سُنو اور غور سی سُنو۔ وہ وحی الٰہی جو امام زماں کو ہوئی ہے یہ ہی۔

---

[1] نار الحرب کی آگ [2] آگ جو بھڑکائی

نَظَرْنَا اِلَیْکَ مُعَطِّرًا وَقُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ

اس وحی الٰہی میں ہمارے امام مہدی موعود علیہ السلام حضرت میرزا غلام احمد کو ابراہیم کہا گیا ہے۔ اسکے علاوہ عالم الغیب قادر خدا نے آپ کو یہ بھی وحی کی ہے۔ "آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے"۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا کمثل دُرّ لا یضاع یعنی تیرے جیسا موتی ہرگز ضائع نہیں کیا جاتا۔ غور کرو۔ تمہاری ان فضول گوئیوں کا جواب برسوں پیشتر خدا تعالےٰ دے چکا ہے اور تمہارے اپنے ہاتھوں سے ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری کردی اور خدا کے مُنہ کی باتیں تمہارے مُنہ سے سچی ثابت ہوگئیں۔ مگر کون جانتا ہے کہ تمہاری خوش قسمتی ہے یا بدقسمتی اسلئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا پ۱ بقرہ۔ مگر ازبسکہ تم لوگ کودن ہو۔ اسلئے ضروری ہے کہ بات کو کھولکر بیان کیا جائے۔ سنو! تبش رشی نے تو خود آگ میں ہاتھ ڈالا تھا مگر ابراہیم علیہ السلام خود آگ میں نہیں کودے تھے اور نہ مومنوں مخلصوں استبازوں اور اللہ کے رسولوں کا یہ فعل ہوتا ہے۔ کہ اللہ کو آزمائیں بلکہ انکو حکم ہے۔ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ پ۲ بقرہ یعنی اپنے تئیں خود ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اسی سنت الٰہی کی اتباع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں خود کود کر نہیں گرے تھے۔ بلکہ لوگوں نے کہا۔

حَرِّقُوْہُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِھَتَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ۔ (پ۱۷ انبیا)

اب خدا تعالیٰ کی اسی سنت کے موافق تم اور سارا جہان اور اس سفلی جہان کی ساری طاقتیں اور شوکتیں اور عداوتیں ہمارے امام مہدی اور مسیح کو آگ میں ڈال کر دیکھ لیں۔ یقیناً خدا تعالےٰ اپنی زندہ اور تازہ وعدہ کے موافق اس مہدی کو اسی طرح محفوظ رکھیگا جیسے پہلے زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا۔ یہ ہمارا آقا غلام احمد ہے اسلئے ضرور ہے کہ احمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اتباع کی برکات اور ثمرات اسی حاصل ہوں جیسے خدا تعالےٰ نے اسکے متبوع کو واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ دیا اسی طرح اسے بھی برسوں پیشتر یعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس کا وعدہ دیا۔ یہ خدا کا مسیح اور مہدی یقیناً تمہاری آگ سے بچے گا۔ اور ضرور بچے گا۔ اس نے طاعون جیسی آگ کی خبر دی کہ آنیوالی ہے اور کہا۔ کہ میرے لئے آسمان پر ٹیکا لگ چکا ہے آخر وہی ٹیکا سچا نکلا اور زمینی ٹیکا بیکار ہوگیا۔

عیسائی لوگوں۔ برہموؤں۔ سکھوں اور آریہ سماج نے پر خصوصیت سے لیکھرام کے واقعہ پر کیا آگ نہیں لگائی اور شیعہ۔ سُنی۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ متصوفوں اور انکے شرکا نے کیا کوشش میں کمی کی ہے

اور کیسی کیسی آگیں نہیں جلائیں۔ مگر سب خائب و خاسر ہوئیں۔ اب ظاہری آگ یا اس سے بھی زیادہ آگ کو لگا کر دیکھو۔ پھر تم دیکھو گے یہ تمہاری آگیں بھسم ہوتی ہیں کہ نہیں یہ بھی رسولوں کے رنگ میں ہے تم اعداء الرسل کی طرح اسکا مقابلہ کرو۔ اور دیکھو اس موعود انبیاء اور جانشین خاتم الرسل و خاتم النبیین کیلئے بھی اسی طرح تمہاری آگ برد و سلام ہوتی ہے۔ کہ نہیں یاد رکھو۔ وہ برد و سلام ہوگی اور ضرور ہوگی مگر تم نادانی سے کہتے ہو کہ وہ خود آگ میں جاویں کیا یہ اتباع انبیاء و رسل ہے دیکھو قرآن میں ہے حرقوہ سوتم بھی حرقوہ کا حکم اپنے ذریات اور سواروں اور پیادوں کو کرو۔ اور پس پھر دیکھو ابراہیم کیطرح آگ برد و سلام ہوتی ہے کہ نہیں۔

ہاں بے ریب لے ٹی مر بشپ بادشاہ انگلینڈ ایڈورڈ ششم کا درباری تھا ۱۵ اکتوبر ۱۵۵۵ء کو ملکہ میری کے عہد سلطنت میں پراٹسٹنٹ مذہب پر قایم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب آگ میں جلایا گیا۔

رڈلے بشپ پراٹسٹنٹ مذہب پر قائم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب لیٹمر کے ساتھ آگ میں جلایا گیا۔

کرنمیر آرچ بشپ پراٹسٹنٹ ہونیکی وجہ سے قید کیا گیا تھا اس نے توبہ کی مگر وہ خفیہ تھی باہر آکر پھر پراٹسٹنٹ ہونیکا اقرار کیا اور یہ بھی قرار کیا کہ موت کے ڈر سے مینے اپنا مذہب چھوڑنیکا وعدہ کیا تھا ۱۵۵۶ء میں آگ میں جلایا گیا۔ مگر یہ تو بتاؤ یہ ثالوثی۔ تثلیث خدا کو ماننے والے تین میں ایک۔ ایک میں تین کے معتقد تمام الٰہی شریعت کو جو توریت میں تھیں لعنت کہہ کر اسپر پانی پھیرنے والے کفارہ مسیح پر اعتقاد کرکے بدوں اعمال بہشت کے وارث بننے والے ابراہیم کی طرح کیوں بچائے جاتے۔ کیا خدا تعالیٰ ایسے ناپاک مشرکوں کو پاک موحدوں کی جگہ پر تار اکرتا ہے؟ نادان پال! یہ سب لوگ ابراہیم کے ایمان کے بالکل مخالف اور ضد ہیں جہانتک تاریخ پتہ دیسکتی ہے اللہ تعالےٰ کے مرسل و مامور اپنے اعداء کے سامنے ناکام ہوکر نہیں مرتے اور نہ ہلاک ہوتے اور نہ مارے جاتے ہیں۔ مامورین کیساتھ جدال و قتال ہوتا ہے جسکا ذکر قُلْنَا فَلِمَ تَقْتُلُوْنَهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ (پ ۱ ال عمران) اور فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (پ ۱ بقرہ) میں ہے مگر یہ مقاتلہ و مقابلہ کرنیوالے ناکام و نامراد مرتے ہیں اور مامور لوگ اللہ کے فضل سے مظفر و منصور اور کامیاب ہوکر دنیا سے جاتے ہیں کیا تمنے نہیں سنا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (پ ۶ مائدہ) کی آواز کس نے سنی۔ کیا اس بدانجام نے جو ویدوں کا ترجمہ ہی کامل کر سکا اور جو کیا اس میں بھی نیٹ لوگوں کا تصرف و دخل شامل ہوگیا جسکے باعث وہ ترجمہ بے اعتبار ہے اور تمکو آگاہی نہیں اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (پ ۳۰ نصر) کی وحی کسی کو ہوئی۔ حزب اللہ ہمیشہ غالب ہوتا ہے۔ اور حزب شیطان ہمیشہ خائب و خاسر مرتا ہے۔ یہی

بات تو ہی۔ جسپر ہمارا امام اور ہم خوشیاں مناتے ہیں۔ لیکہرام کو آگ لگی اور جلکر کباب ہوگیا اور اس کا مخالف اب تک عیش و آرام میں ہے اسکے لئے اسکے گہر میں باغ ہی اور چشمے جاری ہیں ؎ خداخود سوزد آں کرم دونی را ۔ کہ ہست از کینہ دار ان محمد۔

سوال نمبر ۶۶۔ موسی ایک خدارسیدہ شخص سے ملنے گئی پتہ یہ کہ جہاں بھونی مچھلی زندہ ہوکر پانی میں چلی جائے۔ وہاں پر ہے۔

الجواب۔ بھونی مچھلی کا پتہ قرآن میں نہیں اور نہ احادیث صحیحہ میں اور نہ ہمارا عقیدہ ہی کہ بھونی مچھلی زندہ ہوجاوی اس قصہ میں تین واقعات کا ذکر ہی جو خود موسی علیہ السلام کے کامونکی قریب قریب ہی قرآن کریم میں ہی۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا پ۱۵ کہف۔ جب وہ ملنے کے موقعہ پر پہنچے مچھلی کو بھول گئے بتاؤ اس میں بھونی ہوئی مچھلی اور اسکی زندگی کا ذکر کہاں ہی کیا تمہارا سفید جھوٹ ثابت نہیں ہوا۔ اس میں تو اتنا ہی ذکر ہی۔ کہ مچھلی انکی یاد سے اُتر گئی اور ندی میں چلی گئی۔ اور یہ اُنکے لئے مقرر نشان تہا کہ جہاں اُن میں مچھلی کو بھول جانے کا واقعہ پیش آئیگا وہاں وہ مردخدا انہیں ملیگا۔ سوایسا ہی ہوا۔ خداتعالہ نے جو غیب سے اونہیں ایک نشان دیا تہا وہ پورا ہوا یہہ ایسے واقعات ہیں جو مردان خدا کی سوانح زندگی میں ملتے ہیں اور یہ ایسے واقعات ہیں کہ اُن سے سالکان منازل الٰہیہ کے قلوب و ایمان تازہ ہوتے ہیں۔

سوال نمبر ۶۷۔ حضرت عیسے مٹی کے کہلونے بناکر اُن میں روح ڈالدیتا تہا"

الجواب۔ قرآن کریم میں نہ تو کہلونے کا کوئی لفظ ہی نہ روح ڈالنے کا قرآن کریم میں صرف دو جگہ ایک ذکر ہی۔ میں مٹی سی پرندہ کیسی ایک چیز بناتا ہوں اور پہر اسمیں پھونک مارتا ہوں پہر وہ خدا کے اذن سے اُڑنے لگتا ہی۔ دوسرا مقام

۱۔ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ پ۳ آل عمران یہ ہی جب تو مٹی سی پرندہ کیسی ایک چیز بناتا میرے اذن سے اور اسمیں پھونک مارتا پہر وہ اُڑنے والا ہوجاتا میرے

۲۔ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ پ مائدہ اذن سے۔

اب بتاؤ یہاں کہلونے اور روح کا کونسا لفظ ہی کیا تمہارا صریح کذب نہیں اور کیا یہ بے ایمانی اور فریب سے لوگوں کو دہوکہ میں ڈالنے کی چال نہیں۔ دوسرے سوال کے جواب میں اسکا حل پڑہو۔

سوال نمبر ۶۸۔ حضرت عیسے مردوں کو زندہ کرتے تہے۔

الجواب۔ جب بیمار بہت ہی خطرناک حالت اور غشی کی شدت میں مبتلا ہوجاتا ہی یہ سکتہ اور صرع

کی نا امید کردینے والے دوروں میں پکڑا جاتا ہی اسوقت راستبازوں کی دعائیں اوسکو زندہ کردیتی ہیں۔
ہمنے ان نظاروں کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہی اور یہی معنی مسیح کے احیا کے ہیں۔

اور سُنو۔ مُردے تین قسم کے ہوتے ہیں اور ان کو تین ہی اشیا زندہ کرتی ہیں۔ **ایک** معمولی مُردے جنکے جسم سے روح کا تعلق الگ ہوجاتا ہی۔ انکی نسبت قرآن کا فرمان یہ ہی۔ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ (پ۱ بقرہ) اور رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ (پ۳ بقرہ) اس سے صاف ثابت ہوا کہ اس قسم کا زندہ کرنا تو صرف اللہ تعالےٰ کا کام ہی۔ اور **دوسرے** انبیاء و رسول اور کاملین کے ہاتھ سے مُردے زندہ ہوتے ہیں انکی نسبت قرآن کریم میں ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ (پ۹ انفال) ایمان والو مان لو اللہ اور اسکے رسول کی بات کو جب وہ تمہیں بلائیں ایسی باتوں کیلئے کہ جس سے تمہیں زندہ کرے۔

تیسرا۔ بہان متیوں کا زندہ کرنا کہ وہ مانا روں میں رسیوں کے سانپ بنادیا کرتے ہیں یہ بات تو ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نہ تھے نہ تھے کہ انکی طرف پہلی قسم کے زندہ کرنیکو منسوب کیا جاسکے اور نہ بہان متیوں کے بھائی تھے کہ انکی طرف لہو اور تماشا کو نسبت دیجائے۔ وہ رسول تھے اور یقیناً خدا کے پیغمبر تھے انکی طرف وہی بات منسوب ہوگی۔ جو منہاج نبوت کے موافق اور انبیاء کی شان اور افعال کے مطابق ہوگی اس راہ کے لئے قرآن کریم امام اور رہبر ہی اس نے اس عظیم الشان رسول کی سنت سے جسے اسنے تمام جہان کے لئے اُسوہ اور رسولوں کا نمونہ بنایا ہی یہ دکھادیا ہی کہ انبیاء علیہم السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا کس رنگ کا ہوا کرتا ہے اسکے خلاف جو شخص حضرت مسیح کیطرف خدا کی مانند احیاء موتی کو منسوب کرے وہ خدا کی کتاب کے انکار کا داغ اپنی پیشانی پر لگاتا ہی۔ ایسا ہی قرآن نے قاعدہ بتایا ہی کہ خدا تعالےٰ کے سوا اور کوئی خالق نہیں چنانچہ فرمایا ہے۔

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ (پ۱۴ نحل) اللہ کے سوا جو لوگ معبود بنائے گئے ہیں انکے معبود نہ ہوسکنے کا نشان یہ ہی کہ وہ کسی شئی کے خالق نہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ یہ تو خدا کی صفات کے بارے میں قول فیصل ہے کہ حقیقی خالق وہی ہے۔ اب لفظ خلق جو وسیع معنی رکھتا ہی۔ اگر مخلوق کا فعل اسے کہا جائے گا۔ تو ضرور ہے کہ مخلوق ضعیف کی شان اور حیثیت کے لائق ہوگا۔ اس سے سمجھ لو کہ ایک ناتوان انسان مسیح کی گھڑت اور خلق کیسی ہوگی۔ وہ مٹی تھی اور مٹی ہی رہتی تھی۔ زندہ حیوان نہ تھی۔

سوال نمبر ۶۹۔ یہود نے نہ عیسےٰ کو مارا۔ اور نہ پھانسی دیا۔ بلکہ وُہ اُڑ گئے اور اُنکی جنس مشابہت کا مارا گیا۔ چالیس پچاس کوس اوپر سانس کس طرح لے سکتے ہیں۔

الجواب۔ یہود نے نہ عیسیٰ کو مارا اور نہ پھانسی دیا۔ بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے مرگئے۔ اُڑ گئے جس لفظ کا ترجمہ ہوسکتا ہے وہ لفظ نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں۔ قرآن شریف کو سُنو وہ کہتا ہے۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ (پ۶۔ مائدہ)	"مسیح ابن مریم رسول تھا۔ اور اس سے پہلے اس جنس کے رسول سب مرگئے۔"

اس آیت میں قد خلت کا لفظ ایسا صاف ہے۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اول نے اِس لفظ سے استدلال فرماکر تمام ان صحابہ کرام کو جن کو وفات میں تامل ہُوا تھا۔ اپنے نبی کی وفات کا قائل کر دیا۔ چنانچہ وہ آیت جسمیں ویسا ہی قد خلت موجود ہے یہ ہے وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ (پ۴ آل عمران) محمد ایک رسول ہے اس سے پہلے رسول مرچکے ہیں کیا کوئی شخص ان دونوں آیتوں میں لفظ قد خلت کو یکساں دیکھکر جسکا ترجمہ یہ ہے "مرچکے" حضرت مسیح اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات میں فرق اور شک کرسکتا ہے۔ قرآن کریم کے نزدیک گذشتہ نبیوں کے حالات سربستہ کے حل کے لئے ہمارے نبی کریم کی زندگی کے واقعات کلید ہیں۔ پھر حضرت مسیح کے حق میں فرمایا ہے۔ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ (پ۳ آل عمران) ہمنے ایک جگہ کُن کے سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ یہ بعد الموت حالت سے تعلق رکھتا ہے۔ دیکھو سوال کُن نمبر ۱۵۔ اور فرمایا۔

إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (پ۳ آل عمران)	"میں تجھے وفات دینے والا اور اپنی طرف اُٹھانیوالا اور کافروں سے پاک کرنیوالا اور تیری پیروؤں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب کرنیوالا ہوں۔"

غور کرو یہ کیسی عظیم الشان اور صادق پیشگوئی ہے کہ مسیح کے اتباع ہمیشہ مسیح کے منکروں پر غالب اور فوق رہینگے۔ اسکی تصدیق کے لئے دیکھ لو کہ ایک طرف مسلمان یہود کے اصلی مرکز سنٹر بیت المقدس پر قابض ہیں۔ یہود اصلی منکر اور مسلمان اصلی پیروان مسیح ہیں۔ دوسری طرف آریہ ورتی عارضی منکروں پر عارضی اتباع نصارےٰ حکمران ہیں۔ اور یونہی ہمیشہ رہیگا ممکن ہے کہ جملہ رافعك الیّ کو نہ سمجھ کر تم ضلالت کے گڑھے میں گرے ہو سو یاد رکھو اسکی تصریح بل رفعه الله نے کردی ہے۔ جو قرآن کریم کی دوسری جگہ میں ہے۔ اسکے معنی ہیں۔ اللہ نے اُسے رفعت اور بلندی بخشی۔ یعنی جسے خدا بلند اور رفع کرنا چاہے اور کردے۔ کوئی دشمن اُسے گرا نہیں سکتا۔ چنانچہ خدا نے یہود کی گندی اور ذلیل منصوبوں سے اُسے بچایا اور رفعت دی

یہی وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو بھی ایک عرصہ سے ہو چکی ہے اور براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اس نمونہ سے جو ہمارے زمانہ کے راستباز سے ظاہر ہے۔ خدا کی واقعی وحی کا پتہ لگ سکتا ہے اسلئے کہ جو وعدہ تطہیر اور رفع اور توفی اور فوق کا حضرت مسیح کو دیا گیا تھا وہی ہمارے آقا حضرت مسیح موعود کو دیا گیا ہے آپکے حالات و واقعات بڑی بہاری چابی ہیں گذشتہ حالات کے قفلوں کے لئے۔ پھر بڑا قابل غور لفظ توفی ہے یہ بھی ایسا صاف اور واضح ہے۔ کہ عام بول چال میں ہر ایک شخص جانتا ہے کہ متوفی مُردہ کو کہتے ہیں۔ پھر اسکے حل کے لئے بڑا عجیب موقعہ وہ ہے جہاں حضرت یوسف کے باپ نے بیٹوں سے کہا۔ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ پ ۱ بقرہ کہ تم نہ مرو مگر مسلمان ہونیکی حالت میں اس ارشاد کی تعمیل میں اس شخص نے جو اسکے بیٹوں میں سب سے افضل و اکرم اور احب تھا۔ جب اپنی کامیابی کے لئے دعا کی تو انہی لفظوں میں کی۔ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا (پ ۱۳ یوسف) اے خدا مجھے مسلم ہونیکی حالت میں وفات دے اس بین دلیل اور صداقت کے بعد اور کیا دلیل چاہتے ہو۔ انکی جنس کا کون مارا گیا تھا۔ وہ دوست تھا۔ یا دشمن اگر وہ دشمن تھا تو چپ کیوں رہا اور کیوں شور اور پکار نہ کی اور دوست بے قصور کیوں پکڑا گیا۔

احمق انسان! اگر مسیح اڑ گیا تھا۔ تو کہتا لو میں اُڑا جاتا ہوں۔ مجھے پکڑو بدلہ میں دوسرے کو پھانسی کیا معنی اور پھر اڑنا کسی کو نظر نہ آیا۔

اور تمہارا کہنا کہ چالیس پچاس کوس اوپر سانس کیونکر۔ جب اصل ہی غلط ہے تو فرع کا کیا ذکر مگر بتائیے تمکو اوپر کے پچاس کوس حالت کا کیوں کر پتہ لگا۔ اور یہ بھی بتا دیجئے کہ جس بیان میں رامچندر جی لنکا سے اجودھیا تک آئے اس میں کس طرح سانس لیتے تھے +

سوال نمبر ۱ ابراہیم علیہ السلام سے چار پرندے ٹکڑے کرا کے زندہ کئے مفسروں نے کوا کبوتر فاختہ۔ مینا کہا ہے۔ اور سر اپنے پاس رکھے۔

الجواب - وہ آیت جس پر دارومدار اعتراض کا ہے وہ یہ ہے۔ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا پ بقرہ اس میں پہلا قابل بحث لفظ فَصُرْهُنَّ اِلَیْکَ ہے سو سنو! صُرْهُنَّ اَمِلْهُنَّ نَحْوَکَ من الصوای المیل پس صُرْهُنَّ کے معنی ہوئے اپنی طرف مائل کر لے۔ مفردات القرآن اور کتب لغت میں ہے۔

حضرت ابراہیم کو ان کے ایک سوال پر اللہ تعالیٰ نے ایک دلیل بتائی ہے۔ کہ کس طرح مُردے زندے ہونگے اسپر فرمایا دیکھ ان جانوروں کو جو جسم اور روح کا مجموعہ ہیں تیری ذراسی پرورش کے سبب سے تیرے بلانیپر

پہاڑیوں سے تیری آواز سُنکر چلے آئینگے۔ تو کیا میں جو ان کا حقیقی مالک اور رب پروردش کنندہ ہوں میرے بُلائے پر بہیمات جیوان کے جمع نہیں سکینگے۔ اس نظارہ اور فعل پر بتاؤ کیا اعتراض ہے۔ پس ترجمہ آیت کریمہ کا یہ ہوا فرمایا۔ پس لے پرندوں سے چار پہر انکو مائل کرلے اپنی طرف یعنی اپنے ساتھ ہلالے پھر رکھ پہاڑی پر ان میں سے ایک ایک کو پس بلا ان کو تیرے پاس آئینگے دوڑتے ہوئے۔

سوال نمبر ۲۷۔ ہفتہ کے دن مچھلی پکڑنے والوں کو خدا نے سور۔ بندر بنا دیا۔

الجواب۔ اس کا جواب ایسا صاف ہے کہ اسکے لئے ان آیات کا لکھنا اور ترجمہ ہی کافی ہے جنمیں یہ واقعہ مذکور ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا ذرا سی غور سے سمجھ لیگا۔ کہ بات کسقدر صاف ہے۔ اور یہ دنیا کی پرستار قوم حقائق کے فہم سے کسقدر دُور اور کورانہ تعصب سے کسقدر قریب ہے۔ ہمارے نزدیک اسکے حل کیلئے اس سے زیادہ بہتر طریق نہیں کہ ان آیات کو یکجا لکھکر دکھایا جاوے۔ جنمیں یہ قصہ ہے۔ خاص غور کیلئے ایک لفظ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ جسکے معنی ہیں۔ کہ انمیں اچھے صالح ہونیوالے بھی ہیں۔ اور دوسرا لفظ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ جسکا ترجمہ ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ یہ باز آجاویں۔ اور تیسرا لفظ اِذَا جَآءُوْكُمْ کہ یہ بندر اور سور شیطان کے بندے تمہارے یہاں بھی آئے۔ اور چوتھا لفظ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ (پ ۶ مائدہ) ہے جسکے معنی ہیں کہ یہ کافر آئے اور کافر ہی نکلے انپر اور ایسے الفاظ پر عقلمند غور کریں جو اس قصہ میں آئے۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ۔ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا (پ ۹ - اعراف)

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ

جب وہ ہماری منع کردی ہوئی باتوں سے باز نہ آئے ہمنے کہا جاؤ ذلیل بندر بنجاؤ اور تیرے رب نے خبر دی ہے کہ ایسا ہوگا۔ کہ میں قیامت تک ایسے لوگوں کو انپر حکمران کرونگا۔ جو انہیں بُری عذاب دینگے بیشک تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے اور غفور رحیم بھی ہے۔

ہمنے انہیں گروہ گروہ بنا کر زمین میں منتشر کردیا بعض ان میں اچھے نکلے اور بعض ان کے خلاف اور ہمنے بھلائی اور بُرائی پہنچا کر انہیں امتحان میں ڈالا تو کہ باز آئیں اور ان کے بعد انکے ایسے جانشین اور کتاب کے وارث ہوئے۔ جو رشوت کے طور پر اس دنیا کا مال لیتے اور کہتے کیا پڑا ہے ہم بخشے جائینگے۔

انہیں کہ اے کتاب والو تم اسلئے ہم سے بیزار ہو کہ ہم ایمان لائے

اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ۔ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (پ ۶ مائدہ)

اللہ پر اور اُس پر جو ہم پر نازل کیا گیا۔ اور اس پر جو پہلے نازل کیا گیا۔ اور تمہاری ناراضی کی جڑ یہ ہے۔ کہ تم حدود آلہیہ کو توڑنیوالے ہو۔ اُن سے کہہ میں تمہیں ان قوموں کی خبر دوں جنہیں خدا کیطرف سے انکی ایسے افعال کا بہت برا بدلہ ملا وہ وہ ہیں جنہیں خدا نے بندر اور سور اور شیطان کی پرستار بنا دیا یہ بہت بُرے پایہ کے لوگ ہیں اور سب سے زیادہ راہِ حق سے دور بھٹکے ہوئے ہیں۔ جب تمہارے پاس آتے ہیں آمنا کہتے ہیں۔ حالانکہ کفر دل میں لیکر آتے ہیں۔ اور کفر کو لیکر نکلتے ہیں اور جو کچھ دل میں مخفی رکھتے ہیں۔ اُسے خدا خوب جانتا ہے بہت سے ان میں سے تم خوب دیکھتے ہو بدکاری اور بغاوت اور حرام خوری میں بڑھ بڑھ کر قدم مارتے ہیں بہت ہی بُرے کام ہیں جو یہ کرتے ہیں۔

ان کے عالموں اور درویشوں کو چاہئے تھا کہ انہیں ناجائز باتوں اور حرام خوری سے روکتے بہت ہی بُری کرتوتیں ہیں۔ جو یہ کرتے ہیں۔

یہ آیتیں بغیر کسی تفسیر اور شرح کرنیکے صاف بتا رہی ہیں کہ بندر اور سور بن جانیکی حقیقت کیا ہے۔ اور بندر اور سور کے ساتھ جو لفظ یعنی شیطان کے پرستار لکھدیا ہے۔ وہ اور بھی حقیقت امر کو واضح کئے دیتا ہے۔ اسمیں مدینہ کے یہود کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب اور مخالف تھے اور اسلام کی بیخکنی کے لئے طرح طرح کی منصوبے اور ناجائز حیلے کرتے تھے۔ ملزم کرنے اور انکے انجام بد کی آئندہ کی خبر دینے کے لئے اللہ تعالےٰ انکے باپ دادوں کا واقعہ سناتا ہے۔ جنہوں نے اپنے وقت کے رسولوں کے مقابل ایسی ہی گستاخیاں اور بے ادبیاں کیں اور آخر سور اور بندروں کی طرح طرح کی ذلتیں اور عذاب اُنہیں پہنچے۔ خدا کی کتاب مدینہ کے یہود کو اطلاع دیتی ہے۔ کہ اس نبی کی مخالفت میں یہی تمہیں ویسی ہی سزائیں نازل ہونگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو اسلام کی تاریخ کے پڑھنے والے پر مخفی نہیں ✦

کیا ان خبیس یہودیوں کے جو افعال و اعمال ان آیتوں میں مذکور ہوئے ہیں۔ اور جن قباحتوں اور شناعتوں سے انکی خدا نے پردہ اُٹھایا ہے۔ وہ بندروں اور سوروں کیسی عادت اور افعال نہیں ہیں ؟

سوال نمبر ۳۷ - چند فٹ لمبی چوڑی کشتی میں روئے زمین کے تمام چرند پرند درند معہ خوراک گپ ہی۔

الجواب - نوح کی کشتی کتنے فیٹ تھی - چند فیٹ تھی - یہ تم نے قرآن پر افترا کیا ہے چند فیٹ لمبی یہ بھی جھوٹ اور افترا ہے - چند فیٹ چوڑی یہ بھی افترا ہے - روئے زمین یہ بھی افترا ہے - تمام چرند - پرند - درند یہ بھی افترا ہے - مع خوراک یہ بھی افترا ہے اتنے افترا اور راستبازوں سے جنگ کرکے کامیابی کی اُمید زیر اعتراض یہ آیت ہے - قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ (پ۱۲ - ھود) اول اسمیں مِنْ کا لفظ ہے جسکا ترجمہ سے اور بعض ہے کُل کا لفظ ہر ایک موقعہ کے لیئے الگ الگ معنی دیتا ہی قرآن کریم کے محاورات دیکھو - ایک عورت یمن کے بادشاہ کی نسبت فرماتی ہے - أُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (پ۱۹ سبا) مجھے کل شے دیگئی اور ذوالقرنین کی نسبت ہے - اٰتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا (پ۱۶ - کھف) ہمنے اُسی کُل قسم کی اسباب دیئے اب کیا اس کُل سے یہ مطلب ہی کہ دنیا کے جزوی و کلی اسباب سے ایک ذرہ بھر باقی نہیں رہا تھا جو اُن کے قبضہ میں نہ آیا ہو - یہ تو قانون قدرت اور عادۃ اللہ اور عادۃ الناس کے خلاف ہی ہر ایک بولی میں یہ لفظ اپنے اپنے رنگ میں آتا ہے جیسے ہماری زبان میں "سب" کا لفظ ہی اور متکلم ذہن میں ایک بات رکھکر بولتا ہے اور مخاطب متکلم کے معہود فی الذہن منشا کے موافق عین موقعہ پر اُسے اُتارتا ہے اس کا صاف مطلب یہ ہی کہ ہر قسم کی ضروری اشیاء میں سے جو تجھے مطلوب اور تیرے کام کی ہیں - کشتی میں اُٹھالے اسمیں کہاں لکھا ہی - کہ تمام چرند - پرند اور درخت اسمیں رکھ لیئے گئے ۔

سوال نمبر ۳۸ عورت مرد کا چہرہ بھی نہ دیکھے تو بچہ جن سکتی ہے جیسے مسیح علیہ السلام کی پیدائش میں دکھایا گیا۔

الجواب (۱) جو اسلام قرآن کے صحیفہ فطرت نے ہمکو سکھایا ہی اسمیں تو کہیں نہیں لکھا کہ تم اسلام لاؤ کہ مسیح بے باپ تھے - (۲) ہمکو نبی کریم نے نہیں فرمایا کہ اسلام میں یہ بھی ہی کہ تم مان لو کہ مسیح بے پدر تھا (۳) ہمارے پیارے صحابہ کرام اور ہمارے ائمہ اربعہ فقہا اور دیگر ائمہ عظام نے ہمیں کہیں ہدایت نہیں کی کہ اسلامی ضروریات سے ہی کہ مان لو مسیح بے باپ تھا (۴) ہمکو ہمارے صوفیاء کرام نے اپنی تعلیمات میں کہیں تاکید نہیں فرمائی - کہ اسلام میں قرب الٰہی کے مدارج و مسالک و اصلاح نفس و حصول اخلاق فاضلہ کے لئے لابد ہی کہ یہ بھی یقین کرو کہ مسیح بے باپ تھا (۵) مسیح علیہ السلام کے ماسوا کسقدر انبیاء و رسل اور اللہ تعالیٰ کے مامور گذرے ہیں کسیکا نسب نامہ قرآن کریم میں لکھا ہی ؟ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ پس سب کے وجود کا علم بھی ضروری نہیں چہ جائیکہ وہ کس طرح پیدا ہوئے -

پھر عیسائیوں کے مذہب میں بلا باپ پیدا ہونا مسیح کی الوہیت کی دلیل ہی نہیں انکے یہاں تو ملک صدق آدم

سب بلاباپ پیدا ہوئی۔ پھر یہ مسئلہ اسلام کا جزو نہیں تو یہ مسئلہ تمکو باعث ترک اسلام کیوں ہوا۔ عالم تحقیقات کے مسائل میں یہ مسئلہ بھی ہے۔ میں خود مدت تک باوجیکہ اسلام میرا ایمان اور میری جان ہے اس بات کو مانتا رہا گو اب میں اسبات کا قائل نہیں رہا۔ مگر آریہ صاحب تمہارے نزدیک تو بے باپ ہونے میں تو تامل نہیں ہوسکتا کیونکہ دیانند نے تو ستیارتھ فقرہ ۴ صفحہ ۳۳۴ میں لکھا ہے "دہرم راج یعنے پرمیشور اس جیو کے پاپ پن کے مطابق جنم دیتا ہے۔ وہ (روح) ہوا۔ اناج۔ پانی۔ خواہ جسم کے مساموں کے ذریعہ سے دوسرے کے جسم میں ایشور کی تحریک سے داخل ہوتا ہے بعد داخل ہونیکے سلسلہ وار منی میں جاکر حمل میں قائم ہوکر جسم اختیار کرکے باہر آتا ہے۔ نیز اگنی۔ وایو۔ اوت اوراتھرہ کا کون باپ تھا۔ یہ تو تمہارے مہارشی اور ویدوں کے مصنف اور تمہارے سلسلہ مذہب کے اصل بانی ہیں۔ کیا سب بلاباپ نہیں دیکھو ستیارتھ سملاس نمبر ۸ فقرہ ۴ وغیرہ میں تبلایا ہے۔ کہ ایشری سرشٹی اور میتھنے سرشٹی اور میتھنے سرشٹی اور اور قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ یہ تو تمہاری اور ہر ایک بدقسمت قوم اور متمدن لوگوں کی عادت ہے کہ غیر ضروری مسائل پر بہت بحثیں کی جاویں اور ان کو مذہبی رنگ دیا جاوے بہرحال شاید تمہیں ہدایت ہوجاوے۔ کچھ اور سنو۔ جب نطفہ فضا، فرج میں جاتا ہے تو اسمیں سے اسپرماٹوزوا الگ حرکت کرتے ہیں تو بہت سارے اس پرمیٹوزوا رحم میں چلے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک اس کرہ میں جو خصیۃ الرحم سے آتا ہے داخل ہوجاتا ہے۔ پھر اس نشوونما میں جو غالباً رحم میں ہوتا ہے یہ کرہ جو مجموعہ دو چیزوں اسپرماٹوزون اور اووم کا ہے منقسم ہونا شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک سے دو۔ دو سے چار۔ چار سے آٹھ۔ آٹھ سے سولہ۔ اس طرح بے شمار کرات بن جاتے ہیں۔ اور ان سے تین دائرہ نما پردے بنتے ہیں جنمیں سے صرف ایک ضلع بچہ بننے کو مخصوص ہوجاتا ہے اور باقی سے جھلیاں وغیرہ بنکر آخر الگ ہوجاتی ہیں۔ **کوئی ہے جو بتاوے**۔ کہ وہ ضلع کس کے اجزاء میں سے نشوونما یافتہ ہے پھر خط و خال عادات و اطوار۔ معتقدات و یقینیات میں یہ نظارہ دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی لڑکا اپنے باپ کے رنگ و روپ۔ اخلاق و عادات پر ہوتا ہے یا باپ کے خاندان پر اور کوئی ماں یا ماں کے خاندان پر خط و خال اخلاق و عادات میں ہوتا ہے بعض کی حالت دونوں میں مشترک۔ **ادھر** قرآن کریم میں پاتے ہیں کہ حضرت زکریا بالکل بوڈھے تھے۔ اور اُن کی بیوی بانجھ تھی گویا ان کی پیدائش عام نظارہ ہائے قدرت سے الگ تھی۔ اور ان کے بعد حضرت مسیح کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ گویا ترقی ان مظاہر قدرت میں بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اور جسکی جو دیں چاہتا ہے۔ بناتا ہے۔

سوال نمبر ۷۵ } قوم لوط کی بستیاں اُلٹ کر پھینک دیں۔ پتھروں کا مینہ برسایا جبرائیل نے پروں سے وہ شہر اُلٹا دیا۔

الجواب پھر کیا الٰہی کاموں میں یہ بڑی بات ہے تمہارے مذہب کی رو سے تمام پرتھوی تباہ ہوجاتی ہے سب کچھ جل بجھتا ہے اور جل بھی تباہ ہوجاتا ہے تو آگ بن جاتا ہے سو وہ بھی تباہ ہوکر ہوا بجھتا ہے پھر وہ بھی تباہ ہوجاتی ہے بلکہ سب کچھ تباہ ہوکر صرف ایشور سامرتھیہ ہی باقی رہ جاتی ہے۔ بدکاروں شریروں کے لئے ایسے نمونے ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ کیا تم نے جاوا۔ پمپائے کی تباہی کی آگہی حاصل نہیں کی اور جاوا۔ سینٹ پیری تو انہیں دنوں کے واقعات ہیں۔

لوط کی قوم شریر۔ حق کی دشمن۔ حقیقت کی حد و تہی۔ گندے اعمال اور خلاف فطرت کاموں میں منہمک تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کردیا۔ ڈیڈ سی (بحر مُردار) کی جھیل انکی تباہی کی زندہ نشانی ہے اور انکی بدعملی کا نمونہ بتانے کو انگریزی زبان میں ساڈومی کا لفظ موجود ہے۔ اس جہان میں ہمیشہ نظارہ ہائے قدرت خدا تعالیٰ کے نبیوں کی تعلیم کی تصدیق کے لئے واقع ہوتے رہتے ہیں شریر اُنکی خلاف ورزی میں تباہ ہوتے ہیں۔ اور راستبازوں کی صداقت پر اپنی بربادی سے مُہر کر جاتے ہیں۔ پتھروں کا مینہ ہی تھا جسنے حال میں سینٹ پیری برباد کیا اور وہ بھی پتھروں کا ہی مینہ ہوتا ہے۔ جسکا ذکر سوال نمبر ۱۸ صفحہ ۱۸۰ کے جواب میں۔ می۔ ٹی۔ ری ارز کے بیان میں لکھا ہے ۔

سوال نمبر ۷۶ ۔ شعیب پیغمبر کی قوم کو چیخ مار کر تباہ کیا۔

الجواب ۔ وہ لفظ جسکا ترجمہ تمنے چیخ کیا ہے وہ صیحہ کا لفظ ہے لغات القرآن میں لکھا ہے۔

الصیحۃ قد تفرغ فعبر بھا عن الفزع	یعنی صیحہ سے مراد آفت اور مصیبت ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے
صاح الزمان لآل برمک صیحۃ خرّوا	کیا مضے زمانہ نے برمکیوں پر ایک بلا ڈالی
الصیحتہ علی الاذقان ۔	اُس بلا کے سبب سے ٹھوڈیونکے بل گر پڑے

اور یہ بھی ظاہر بات ہے کہ جس شخص پر مصائب پڑتے ہیں۔ وہ روتا چیختا چلاتا ہی ہے اب بتاؤ کہ اس واقعہ میں کونسی ناممکن بات ہے کہ شعیب کی قوم عذاب الٰہی سے چیختی چلاتی ہلاک ہوگئی۔

سوال نمبر مٹھی بھر کنکریاں مار کر فوج مخالف اسلام کو بھگا دیا اللہ تعالیٰ کے قول مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (پ انفال) پر اعتراض کیا ہے۔

الجواب ۔ کیسا سچا کلمہ توحید اور راستبازی کا بھرا ہوا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ تیری رمی اللہ تعالیٰ کی رمی ہے کیا ہی سچ ہے کہ دشمن کو تیر مارنا یا اپنی مار کا دشمن کو نشانہ بنانا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اسکے ارادہ سے وابستہ ہے ورنہ اکثر ہاتھ خطا بھی جاتا ہے اب کیسا سیدھا وصاف مطلب آیۃ شریفہ کا ہے۔

مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پ۹۔ انفال) ترجمہ۔ یعنی تو نے دشمنوں پر نہیں پھینکا۔ جو کچھ پھینکا۔ بلکہ خدا نے پھینکا۔ یعنی اللہ نے تجھے مظفر و منصور کیا۔

اور درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے سوا کون اپنی طاقت اور تدبیر سے فتحمند ہو سکتا ہے غور سے سنو جو کچھ حال میں ہو رہا ہے وہ ماضی کا نتیجہ ہے اور جو کچھ مستقبل میں ہوگا۔ وہ حاضر کا ثمرہ ہوگا۔ پرتیکش پرمان ظاہری مثال اسپر یہ ہے۔ کہ آج رمضان کی ۲۲ ۱۳۲۱ھ ہے اور دسمبر ۱۹۰۳ء کی ۱۱ تاریخ کیا اسمیں شک ہو سکتا ہے کہ ۲۲-۲۱ کے بعد ہوئی۔ اور ۲۲ ہجری ۲۲ ہجری کے بعد آئیگا۔ ۱۱-۱۰ کے بعد ہی آسکتی تھی اور ۳ سنہ ۲ سنہ کے بعد ہی ہو سکتا تھا پھر ۲۴ سنہ ۲۲ سنہ اور ۲۳ سنہ کے گندم پر ہی آئیگا۔ اب جن بلاد میں گیہوں بویا گیا ہے ان میں ربیع کا کاٹنا اسکے پک جانیکے بعد ہی ہوگا۔ ہزاروں لاکھوں امور کو اسی پر قیاس کرلو۔ اب تم کو آیات کے متعلق جنکو دوسرے لفظوں میں لوگ معجزات کہتے ہیں۔ ایک لطیف نکتہ سناتے ہیں۔ تم فائدہ اٹھاؤ گے۔ تو تمہارا بھلا ہوگا ورنہ آگوئی سخن شناس اس سے حظ اٹھائیگا۔ بہرحال موجودہ امور گذشتہ امور کے نتائج ہوتے ہیں۔ اور مستقبل حال کا ثمرہ یہ سلسلہ ماضی کیطرف اگرچہ ان لوگوں کے نزدیک جو آلہی ہستی سے بیخبر ہیں لامنتہی ہے۔ مگر خدا کے ماننے والے جانتے ہیں۔ کہ بات یہی سچ ہے۔ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى (پ۲۷ نجم) یعنی سب چیزوں کا منتہے اور انجام تیرے رب کی طرف ہے۔ زمانہ بھی آخر مخلوق ہے کیونکہ زمانہ مقدار فعل کا نام ہے مقدار فعل فعل سے پیدا ہو سکتا ہے اور فعل فاعل سے جناب الٰہی کی ذات پاک چونکہ ازلی ہمہ دان۔ ست اور چت (عالم) ہمہ قدرت اور سامرتھ ہے وہ اپنے ازلی علم سے جانتا تھا۔ کہ فلاں اپنے پیارے بندے کو مجھے فلاں وقت مؤید و مظفر اور منصور کرنا ہے اور فلاں وقت فلاں شریر کو جو اسکے مقابل ہوگا ذلیل اور خوار اور خائب و خاسر کر دینا ہے اسلئے اس نے ابتدا ہی سے ایسے اسباب اور مواد مہیا کر دیئے۔ کہ اسوقت معین اور مقدر میں اس کا مخلص مومن متقی محسن اور برگزیدہ بندہ لامحالہ فتحمند ہو جاتا ہے اور اس کا دشمن شیطان اللہ سے دور فضل سے ناامید ابلیس شریر اور شرارت پیشہ تباہ و ہلاک ہو جاتا ہے۔

اسی سنت کے موافق خدا تعالیٰ اپنے ازلی علم اور ارادہ میں مقرر اور مقدر کر چکا تھا کہ ہمارے ہادی و شفیع خاتم الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم وبارک وسلم الیٰ یوم الدین کو جانشینوں کو بلاد ایران و توران اور شام و مصر وغیرہ پر تسلط بخشیگا اور ہر قسم کے فتوحات کا فتحمند اور منصور و غالب کریگا۔ اس ارادہ کے پورا کرنیکے لئے اس قادر حکیم علیم خدا نے ایک طرف ایسی حالت پیدا کر دی۔ کہ تمام عرب میں نیکیوں کیلئے ہمت و استقلال بخشا اور اسکے ساتھ دعوت کی روح پھونک دی اور دوسری طرف ان تمام بلاد میں جنکا مفتوح ہونا مقدر تھا۔ تباہی کے اسباب یعنی فسق و فجور۔ زنا۔ بدکاری کیسل۔ تفرقہ اور طوائف الملوکی

پھیل گئی - اور تمام باتیں عین نظام کائنات کے مطابق الٰہی ارادہ کے ماتحت اسکے خرستادوں کی پیشگوئیوں کے موافق واقع ہوئیں اور ہوتی ہیں -

اسی سنت کے موافق جن لوگوں کو حضرت نبی کریم کی اتباع اور معیت کا شرف بخشا اور چاہا کہ انہیں دنیا پر حق کو پھیلانے کا آلہ اور ذریعہ بنائے اُن پر یہ فضل کیا کہ ان میں اخلاص وحدت خدا ترسی - شجاعت - عفت صلح خودداری - استقلال اور توجہ الی اللہ کی قوت بڑھتی جاتی تھی - اور ان کے مخالفوں میں نفاق - غرور - کبر - تہور - جبن - فسق - فجور - عضب - عجز - وکسل اور غفلت ترقی پر تھی - اس روحانی لعنت کے قبضہ میں ہو کر اگرچہ وہ لوگ اُن برگزیدوں کے مقابل اپنی ساری طاقتوں اور مال اور جان کو خرچ کرتے مگر نامراد اور ناکام رہ جاتے - اس قصہ کو اب ہم لمبا نہیں کرتے اصل بات سناتے ہیں - عرب میں اُن دنوں میں جنگ کا یہ دستور تھا کہ پہلو مبارزہ ہوا کرتا تھا - یعنی ایک آدمی دوسرے کے مقابل نکلتا - پھر مبارزہ کے بعد تیروں سے جنگ کی ابتدا ہوتی تھی اور قاعدہ ہے کہ اگر ایسی جنگ کیوقت تیز ہوا چل پڑے - تو اس وقت جس لڑنیوالی فوج کی پیٹھ کی طرف سے ہوا آئیگی اسکی آنکھوں کچھ ہرج نہیں پہنچیگا - اور اُن لوگوں کے تیروں کو مدد دیگی - مگر جس فوج کے سامنے ہوا کا دھکا ہوگا - انکی آنکھوں میں پڑیگا - نہ وہ ٹھیک نشانہ لگا سکینگے - اور نہ مقابل کو اچھی طرح دیکھ سکینگے - ایسی باتیں بہت جنگوں میں ہمارے نبی کریم کے عہد سعادت مہد میں پیش آئیں - چنانچہ بدر اور حنین بلکہ جنگ احزاب و خندق میں بھی ایسی ہی واقعات وقوع میں آئے - اسی نعمت کے یاد دلانیکے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (احزاب - وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الرب توبہ) جب ہادی کامل نے (صلی اللہ علیہ وسلم) مخالف کا زور زیادہ دیکھا تو ایک مٹھی کنکروں کی مخالف کی طرف پھینکی اور دوسری طرف اسوقت جناب الٰہی نے اپنی سنن میں وہ وقت رکھا تھا کہ کنکر پھینکنے والی تیز ہوا چل پڑی - اسی طرح عادۃ اللہ ہے - اس طریق سے سلسلہ نظام کائنات یعنی جسمانی سلسلہ بھی قائم رہتا ہے اور روحانی سلسلہ اور الٰہی سلسلہ یعنی انبیاء اولیا اور مومنین کی فتح و نصرت کا سلسلہ بھی قائم ہے - اور روحانی سلسلہ اور الٰہی سلسلہ یعنی انبیاء اولیا مومنین کی فتح و نصرت کا سلسلہ بھی قائم رہتا ہے - اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی نصرت کیوقت ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے - جو انسانی طاقت سے بالاتر ہوتے ہیں اور ہوتے ہیں اسکی سنت اور قانون قدرت کیموافق - چنانچہ میں ایک ذاتی واقعہ سناتا ہوں - جو اسی طرح تہیہ اسباب اور اسی قسم کی خدا کی نصرت کا ثبوت ہے -

مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین نے ایک مقدمہ کیا - جسمیں شیخ خدا بخش جج تھے - میں اس مقدمہ میں گواہ کیا گیا ان دنوں ایک شخص مخدوم پیرزادہ ٹھنڈہ الہ یار علاقہ حیدرآباد سندھ کا رہنے والا علاج کیلئے قادیان میں آیا اور اُس نے مجھے نذر کے طور پر آخر ایک سو روپیہ دیا - اور باینکہ امام الدین نظام الدین نے

اسکی دعوت بھی کی تھی۔ مگر قدرت الٰہیہ نے ان دونوں کو پتہ نہ لگنے دیا۔ کہ اُس مخدوم نے مجھے ایک سو روپیہ دیا ہے۔ گواہی کے وقت جب مجھ پر جرح ہونے لگی۔ تو آریہ وکیل نے مجھ پر سوال کیا۔ کیا آپ کو اس سال کسی نے یکدفعہ ایک سو روپیہ بھی اس پیشہ طبابت میں دیا ہے۔ میں دل میں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کیلئے سجدات شکر ادا کرتا ہوا بول اُٹھا کہ ہاں فلاں مخدوم سندھی نے دیا ہے۔ تب ہمارے مخالف ایسے مبہوت ہوئے کہ آیندہ سوالات جرح سے خاموش ہو گئے۔

منشاء مخالف کا اس سوال جرح سے اتنا ہی تھا۔ کہ میری حیثیت خداداد کو باطل کرے۔ مگر اس داؤ میں خائب و خاسر ہو گیا۔ مَیں نے اس شکریہ میں پچاس روپیہ مخدوم صاحب کو بذریعہ منی آرڈر واپس کر دئے۔ اب سوچو مخدوم کا بیمار ہونا اور سکو میرا پتہ لگنا اور سو روپیہ مجھے دینا اور اُسکے اظہار کا موقعہ ایسے وقت پر ہونا کہ دشمن خاک میں ملجاوے کیا تعجب انگیز ہے۔ اور خدا پرست کے لئے کیسی طرح مقام شکر کا ہے حقیقی فلسفہ اور سائنسدانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ امور اتفاقی طور پر نہیں ہوا کرتے اس طرح کے واقعات جن کو مَیں نے اپنے متعلق بیان کیا ہے۔ ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ خدا پرست ان کے وقوع سے شکر گزار ہوتے اور سجدات شکر کرتے ہیں۔ غافلوں بدمستوں کے سامنے یونہی گذر جاتے ہیں کہ گویا وقوع پذیر ہی نہیں ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فلق بحر (دریا کا پھٹ جانا) انفجار العیون (بارہ چشموں کا پھوٹنا) اور ہمارے ہادیٔ کامل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بلکہ حق کے دشمنوں کا موقع موقع پر کامل شکست و ہزیمت کھانا آپ کا اور آپکے پاک جانشینوں کا بزعم الف اعدا اُن پر ہمیشہ کامیاب مظفر و منصور ہونا اور بت پرستی ملک عرب سے استیصال کر دینا یہ سب آیات بینات اور حجج نیرہ اور سچے معجزات ہیں ان کے وقوع سے اللہ تعالیٰ کی ہمہ دانی اور ازل سے علم کامل اور قدرت کاملہ کا پتہ لگتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

سوال نمبر ۷ فرشتے اہل اسلام کیطرف سے اہل اسلام کی خاطر لڑنے آئے مسلمان اسپین سے نکالے گئے۔ یورپ میں شکست کھائی۔ افریقہ میں خستہ ہوئی ہندوستان کی سلطنت کھو بیٹھے وہاں فرشتے کیوں نہ آئے۔

الجواب۔ اہل اسلام کی خاطر ہمیشہ فرشتے آیا کرتے ہیں۔ اور آیا کرینگے۔ اگر فرشتے اسلام کی خاطر نہ آیا کریں۔ اور نہ آیا کرتے تو جسقدر اسلام کے نابود کرنیکے لئے ہمیشہ دشمنان حق زور لگاتے ہیں۔ اور لگاتے ہیں ابتک اسلام نابود ہو جاتا۔ ہمیشہ اسلام کے مقابلہ میں کافر ذلیل و خوار ہی رہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں تمام عرب و عجم نے کیا کیا زور لگائے۔ مگر کیا اس ایک انسان کا کام تھا۔ کہ کامیاب ہوتا۔ کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حقیقی دیوتا اور اسکے مظاہر قدرت دیوتے اسکے ساتھ تھے جب ہی تو دنیا کو حیران کرنیوالی فتوحات انہیں نصیب

ہوئیں۔ آج بھی ہمارے زمانہ میں ایک حامئ اسلام اور سچا مسلمان موجود ہے۔ اسکے استیصال کے لئے بیرونی دنیا میں تمام عیسائیوں تمہاری نئی بہائیوں سکھوں وغیرہ نے اور اندرونی طور پر شیعہ سجادہ نشین مولویوں وغیرہ نے کیسے کیسے زور لگائے۔ آخر وہ ملائکہ کا ہی لشکر ہے جو سب مخالفوں کے حملوں کا دفاع کرتا اور انکی آرزوؤں کے خلاف ہزاروں ہزار کو اُسکے جھنڈے کے نیچے لا رہا ہے۔

تمہاری عادت جھوٹ بولنے کی بہت ہے۔ یہ تمہارا سفید جھوٹ ہے جو تمنے کہا ہے۔ کہ تم مرزا کی تعلیم کو دیکھکر آریہ ہوئے۔ اپنے ہی دل میں مطالعہ کرو۔ اور بتاؤ کیا یہ سچ ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تمہارا ہمزبان **امرتسری مولوی** بھی یقین کرتا ہے کہ جھوٹ بولنا تمہاری عادت ہے۔ مگر پھر بھی تمہاری تائید میں تمہارا ہم آواز ہو کر ہمیں پکارتا ہے کہ **مرزا کے دوستو جواب دو**۔ اس ہی سے سوچ لو کہ ہماری مخالفت میں کیسے کیسے زور لگائے جاتے ہیں۔ کہاں تمہاری تردید اور تمہارے سیاہ جھوٹ پر اتنا نہیں کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے نیز تمنے مرزا صاحب کی کسی تعلیم پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور نہ تمنے یہ ظاہر کیا ہے کہ مرزا نے فلاں آیت کے یہ معنی کئے ہیں اس لئے ترک اسلام کرکے دہریہ بال بنا **امرتسری ترک** کی اندرونی عداوت کا سرجوش تھا کہ کہیں تو لکھ دیا۔ جو از قومی یکے بیدانشی کرد اور کہیں ابراہیم کی آگ کے سوال پر کہدیا **مرزا ایسو** کہو۔ اس سے **تو قیاس** کرکہ ہمارے مولوی ہمارے مقابلہ میں کیا زور لگا رہے ہیں۔ لیکھرام کے قتل پر جو جو زور تم لوگوں نے لگائے تم سے مخفی نہیں غیروں کے مقدمات میں تمہارے دوست وغیرہ آکودتے اور ناخنوں تک زور لگاتے ہیں۔ اور ایک بال بیکا نہیں کر سکے اور نہ کر سکینگے۔

رب کل شیء خادمک رب فاحفظنا وانصرنا وارحمنا

غرض اب آگ لگا کر دیکھو۔ کیونکہ ابراہیم کی نسبت یہی آخر ہی ہوا تھا۔ یہ نہیں ہوا۔ کہ ابراہیم آپ دیدہ دانستہ آگ میں کودے تھے۔ مخالفوں نے ڈالا۔ اور ابراہیم بچ گئے ؛

سوال نمبر ۷۔ ذوالقرنین نے مغرب میں جاکر دیکھا کہ سورج دلدل میں غروب ہوتا ہے۔

الجواب۔ قرن کے معنی شجاعت و قوت کے ہیں۔ جانوروں کے سینگ کو بھی قرن اسلئے کہتے ہیں۔ کہ وہ سینگ ان کی قوت میں مدد دیتے ہیں۔ میدو فارس کے بادشاہ چونکہ وہ مملکتیں اپنے ماتحت رکھتے تھے اور بلاد کی ماتحتی سے بادشاہوں کو قوت ہوتی ہے۔ اسلئے ان کے بادشاہوں کو خصوصاً ان کے پہلے بادشاہ کو ذوالقرنین کہا ہے دیکھو دانیال باب ۸۔ ۴۔ اور اسکے ساتھ آٹھ باب کی آیت ۲۰ جسمیں تفصیل کی ہے۔ اور اسکندر رومی کو دانیال کی کتاب میں ایک سینگ کا بکرا کہا ہے۔ دیکھو دانیال باب ۸۔ ۶۔ اور آیت ۲۱ جس کا ترجمہ یہ ہے وہ بال والا بکرا یونان کا بادشاہ اور وہ بڑا سینگ جو اسکی آنکھوں کے درمیان ہے۔ سو اس کا پہلا بادشاہ ہے یہ ہی سکندر ہے۔ جس نے تمہارے ملک کو بھی زیروزبر کر دیا تھا اور مکہ معظمہ

اسکی دست برد سے محفوظ رہا۔ گو بدقسمت مسلمانوں کے لئے اِسکے مشیر سلطنت ارسطو کی غلط منطق اور اسکا وہی فلسفہ اب تک نوجوانانِ اسلام کا برباد کن اور موجب جہالت ہو رہا ہے۔ کاش وہ ردّ المنطقیین شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور تحریم المنطق امام سیوطی کو پڑھیں یا کم سے کم غور کریں۔ کہ ان کو ایسی منطق سے دین و دنیا میں کیا مل رہا ہے۔ جسکو پڑھتے ہیں۔ غرض اس مید و فارس کے بادشاہوں سے پہلے اس بادشاہ نے اپنی حفاظت کے لئے بہت سی تدبیریں کی ہم نمبر ۸۰ میں انکا ذکر کرینگے۔ اس نے دور دراز ملکوں کا سفر کیا۔ اور ملک کی دیکھ بھال کی اس کے مغرب کی طرف اس وقت دلدلیں کنارہ ہائے بحیرہ خضر تھیں۔ اس وقت جہاز رانی کا پورا سامان کہاں تھا اور کناروں پر ایسے عمدہ گھاٹ کہاں تھے۔ جسیساب روز بروز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہاں تم لوگوں کا احمقانہ خیال ہے کہ پرانے زمانہ میں ہی سٹیمر تار و ریل وغیرہ فنون تھے۔ اور ان کے موجد آریہ ورتی تھے۔ جس لفظ کا ترجمہ تم نے جاکر دیکھا کیا ہے وہ لفظ وجدھا تغرب ہے اسکے معنی ہیں اس نے سورج کو ایسا معلوم کیا اور اس کی آنکھ سے ایسا معلوم ہوا۔ کہ وہ دلدل میں ڈوبتا ہے۔ اب سوچو یہ لفظ ایسا صاف ہے کہ اسمیں ذرا اعتراض کا موقعہ نہیں اس نظارہ کو ہر شخص ہر روز اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ سورج اُسے اگر جنگل میں ہو تو درختوں میں ڈوبتا نظر آتا ہے اور اگر سمندر میں ہو۔ تو پانی سے نکلتا اور آخر پانی میں ہی ڈوبتا نظر آتا ہے۔ اور اگر سمندر میں ہو تو پانی سے نکلتا۔ اور آخر پانی میں ہی ڈوبتا نظر آتا ہے ایسے بدیہی نظاروں پر اعتراض کرنا سوائے اندھے کے اور کسکا کام ہے۔

ایک قابل قدر لطیفہ اور باریک نکتہ القرن من القوم سیدھم قرن سردار کے معنی میں بھی آتا ہے اور قرن سو برس کو بھی کہتے ہیں۔ یہ امر صاحب قاموس اللغہ نے بھی لکھا ہے یہ معنی بہ نسبت اور معنوں کے جو زمانہ کے متعلق اہل لغت نے کئے ہیں بہت صحیح ہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ نبی کریم نے ایک غلام (جوان یا لڑکے) کو کہا تھا عش قرنا تو ایک قرن زندہ رہ۔ تو وہ ایک سو سال زندہ رہا۔ اور علی رضی اللہ عنہ کو بھی ذوالقرنین کہتے ہیں۔ کیونکہ نبی کریم نے فرمایا ہے۔ ان لك بیتا فی الجنۃ وانك لذو قرنیہا کہ تو دونوں طرف جنت کا بڑا بادشاہ ہوگا۔ ظاہر میں تو یہ بات اس طرح صادق ہوگئی۔ کہ آپ اپنے عہد مبارک میں عراق کے مالک تھے۔ اور دجلہ و فرات و جیحوں و سیحوں آپ کے تحت حکومت تھے اور اب بھی مدعیان اتباع مولی مرتضی علیہ السلام ہی اس ملک کے اکثر حصہ کے مالک و حاکم ہیں۔ اور صحیح مسلم میں اس ملک کو جنت عدن کہا ہے پس ان روایات سے جنکو لغت والوں نے بیان کیا ہے ذوالقرنین کے معنی وسیع ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس امت میں بھی ایک ذوالقرنین گذرا۔

اب ہم اپنے عہد مبارک میں جو دیکھتے ہیں۔ تو اس میں ایک امام ہمام اور مہدی آخر الزمان عیسے

دوران کو پاتے ہیں۔ کہ وہ بلحاظ اس معنے قرن کے جسمیں سو برس قرن کے معنی لئے گئے ہیں ذوالقرنین ہے جیسے ہمارے نقشہ سے ظاہر ہے اور اس قدر دونوں صدیوں کو اس ذوالقرنین نے لیا ہے کہ ایک سعادت مند کو اعتراض کا موقعہ نہیں رہتا۔ بلکہ حیرت اور یقین ہوتا ہے کہ یہ کیسی آیۂ بینہ اور دلیل نیّر اس امام کے لئے ہے اور اس ذوالقرنین نے بھی نہایت مستحکم دیوار دعاؤں اور حجج و دلائل نیرہ کی بلکہ یوں کہیں کہ مسئلہ وفات مسیح اور ابطال الوہیت مسیح کی بنا دی ہے۔ کہ اب ممکن ہی نہیں یاجوج ماجوج ہماری جنت اسلام پر حملہ کر سکے اور کبھی اسمیں داخل ہو سکے فجزاہ اللہ احسن الجزاء عن الاسلام والمسلمین سعدی نے مال وزر کو بھی سد بنایا تھا۔ مگر وہ سد کیا سد تھی۔ جیسے سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎ تراسد یاجوج کفر از زر است۔

سنہ پیدائش حضرت صاحب مسیح موعود و مہدی ۱۸۳۹ء

عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	کس سنہ کی ایک صدی کا اختتام اور دوسری کا آغاز ہوا	عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	کس سنہ کی ایک صدی کا اختتام اور دوسری کا آغاز ہوا
۱	۱۸۴۰ء	۵۶۰۰ سنہ یہود	۴۵	۱۸۸۴ء	۱۶۰۰ سنہ ڈیوکلیشن
۸	۱۸۴۷ء	۲۶۰۰ سنہ رومی	۴۶	۱۸۸۵ء	۳۹۰۰ سنہ ابراہیمی
۹	۱۸۴۸ء	۱۹۰۰ سنہ بکرمی	۴۸	۱۸۸۷ء	۶۶۰۰ سنہ جولین
۱۳	۱۸۵۲ء	۱۹۰۰ سنہ عیسوی انطاکیہ	۴۹	۱۸۸۸	۲۲۰۰ سنہ مقدونی
۱۴	۱۸۵۳ء	۲۶۰۰ سنہ بنونصر	۵۱	۱۸۹۰	۲۰۰۰ سنہ صدونیہ
۱۶	۱۸۵۵ء	۱۹۰۰ سنہ جولین عیسوی	۵۳	۱۸۹۲ء	۵۹۰۰ سنہ منڈین
۲۳	۱۸۶۲ء	۱۹۰۰ سنہ ہسپانی	۵۳	۱۸۹۲ء	۴۷۰۰ سنہ قسطنطنیہ ملکی
۲۷	۱۸۶۶ء	۱۸۰۰ سنہ مکابیز	۵۵	۱۸۹۴ء	۱۳۰۰ سنہ فصلی
۲۹	۱۸۶۸ء	۲۳۰۰ سنہ مثانک سائیکل	۵۶	۱۸۹۵ء	۱۶۰۰ سنہ صعودی
۳۱	۱۸۷۰ء	۱۹۰۰ سنہ اکشن	۵۹	۱۸۹۸ء	۴۷۰۰ سنہ سکندری
۳۴	۱۸۷۳ء	۱۹۰۰ سنہ اکتیسی	۶۱	۱۹۰۰ء	۱۹۰۰ سنہ عیسوی
۳۶	۱۸۷۵ء	۳۰۰۰ سنہ صوریہ	۶۳	۱۹۰۲ء	۷۵۰۰ سنہ یونانی منڈین
۴۰	۱۸۷۹ء	۱۸۰۰ سنہ تباہی یروشلم	۶۹	۱۹۰۸ء	۴۷۰۰ سنہ انطاقیہ مذہبی
۴۳	۱۸۸۲ء	۱۳۰۰ سنہ ہجری علی صاحبہا التحیۃ والسلام	۵۱	۱۸۹۰ء	۱۳۰۰ سنہ فصلی الٰہی

۵۳	۱۸۹۲ء	۱۳۰۰ھ فصلی	۴	۱۸۴۳ء	۱۹۰۰ھ بردستہ
۵۴	۱۸۹۳ء	۱۳۰۰ھ بنگلہ	۶۱	۱۹۰۰ء	۱۹۶۰۸۵۳۰۰۰ھ آریہ ۰

سوال نمبر ۸۰ ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کو آہنی دیوار سے سمندر کے بیچ میں قید کر دیا۔

الجواب۔ آہنی دیوار سے سمندر کے بیچ میں قید کر دیا یہ ایسا سیاہ جھوٹ ہے جیسے تمہارا دل سیاہ اور دماغ سیاہ ہے اور تمہارا یہ نیا چنا ہوا مذہب تاریک ہے جسمیں حق و حقیقت اور روحانی تعلیم کا نام و نشان نہیں ذوالقرنین کی حقیقت تو ہمنے سوال نمبر ۷۹ میں لکھدی ہے اور تمہاری جھوٹ کا جواب یہ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہاں یاجوج و ماجوج اور دیوار کا تذکرہ ضروری ہے۔ سو سنو۔ مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں جہاں اقلیم چہارم کا حال لکھا ہے۔ وہاں لکھا ہے۔ کہ اس اقلیم کا دسواں حصہ جہیل قوقایا تک ہے اور اسی پہاڑ کو جہیل یاجوج ماجوج کہتے ہیں آخر کہا ہے کہ یہ تمام ترکوں کی شاخیں ہیں۔ صفحہ نمبر ۶۔ ابن خلدون۔ پہر اقلیم خامس میں لکھا ہے کہ اس کا نوان جزو ارض یاجوج و ماجوج ہے اور اسی اقلیم کی جزو عاشر میں کہا ہے۔ اور اسکی جزو عاشر میں ارض یاجوج ہے صفحہ ۶۵۔ پہر اقلیم ششم کا بیان کرتے ہوئے صفحہ نمبر ۶۷ میں لکھا ہے اور اسی اقلیم کی دسوین جزو میں بلاد ماجوج ہے۔ پہر اقلیم ہفتم کے بیان میں کہا ہے۔ کہ جبل قوقایا یہاں بھی ہے اور اسکی مشرق میں تمام ارض یاجوج ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یاجوج بڑی بڑی شمالی بلاد میں پھیلی ہوئی قوم ہے **بائبل** کی کتاب حزقیل کے باب ۳۸ میں ہے۔ اور میں ماجوج اور انپر جو جزیروں میں بے پروائی سے سکونت کرتے ہیں۔ ایک آگ بھیجوں گا اور وے جانینگے۔ کہ میں خداوند ہوں" اور اسی باب میں ہے۔ تو جوج کے مقابل جو ماجوج کے سرزمین کا ہے اور روس مسک توبال کا سردار ہے" تمام ہمارے جغرافیوں میں جو عربی میں ہیں۔ اور جرمن۔ فرانس وغیرہ میں طبع ہوئے۔ اور ہیئت کی کتابوں میں جیسے چغمینی اور اسکی شروح ہیں۔ اور تمام بڑی لغت اور طب کے علمی حصہ کی کتابوں میں اس قوم کا ذکر ملتا ہے۔ اور یہاں ہمیں کتابوں کے دکھانے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ یہ یاجوج ماجوج کا لفظ **اج** سے نکلا ہے اور اسی سے **اگ** پنجابی میں اور آگ" اردو میں بولا جاتا ہے۔ اور یہ تمام قومیں جوشیلی آگ کی طرح اور رنگت میں آگ سے تیز ہیں۔

اگنی ہوتر اور آگ میں اعلےٰ اعلےٰ چیزیں۔ مشک۔ دودھ۔ شہد ڈالتے ہیں۔ اور اس وقت تمام یوروپ کو آگ سے خاص تعلق ہے آگ سے ایسے ایسے کام لے رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے سورج کو بڑا عظیم الشان مرکز آگ کا یقین کر کے اسکی پرستش ہوتی ہے بلکہ عیسائی مذہب نے توریت کا عظیم الشان حکم سبت کا توڑ کر **سن ڈے** بزرگ دن مانا ہے۔ نیز اگر دیانند نے راستبازی اور تحقیق سے کہا ہے۔ کہ آریہ ورتی

شمال سے آئے تو کوئی تعجب نہیں کہ یہ لوگ بھی انہیں یاجوج ماجوج کی شاخ ہوں۔ لاکن اگر یہ ایران سے آئے ہیں تو پہر ذوالقرنین کے ملک سے ہیں۔ جو یاجوج ماجوج کا مخالف تہا۔

پہر میں کہتا ہوں اس قوم یاجوج ماجوج کے ثابت کرنیکے لئے ہمیں کہیں دور دراز جانے کی ضرورت نہیں حقیقۃً ضرورت نہیں۔ اسلئے کہ لنڈن میں ان دونوں قوموں کے مورثان اعظم کے **اسٹیچو** (بت) موجود ہیں۔ غور کرو۔ اور سنو۔ اس تحقیق میں بحمداللہ **نورالدین** اول انسان ہے جسنے اردو میں اسکو شایع کیا ہے۔ افسوس ہمارے یہاں آجکل فوٹوگرافر نہیں۔ والا ہم انکی تصویر بڑی خوشی سے شایع کرتے اصل رسالہ میں یاجوج ماجوج کی تصویر بہی دی ہے اس تصویر سے ظاہر ہے۔ کہ دو بڑے بڑے کندہ کئی ہوئی بت **گلڈہال** کی دیوار کے دو زاویوں پر دھرے ہوئے ہیں۔ یہ دنیا بہر کے مشہور و معروف دیو یاجوج ماجوج ہیں۔ ان کا گلڈہال سے ایک ایسا خاص تعلق ہے۔ کہ اسپر کچھ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اگلے زمانہ میں..... لارڈ میئر کی نمائش کے دن انکو بارہا لایا جاتا تہا کہتے ہیں۔ کہ یہ بت اسلئے بنائے گئے تہے کہ زمانہ قدیم کے **یاجوج ماجوج** اور کارپینس [illegible] کی یادگار قائم رہیں جو اس جزیرہ (انگلستان) پر قدیم باشندوں سے جنگ کیا کرتے تہے ایک عرصہ بعد ان دو لڑانیوالوں میں سے ایک کا نام بہول گیا تو دوسرے کے نام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا (تاکہ دونوں کی یادگار قائم رہے) پہر یہ بہی روایتاً یقین کیا گیا ہے کہ ہمارے شہر لنڈن کی بنیاد اسی حملہ آور یاجوج نے ڈالی تہی اور اول ہی اول اس کا نام (Troynovant) یعنی نیا ٹرائے رکہا یہ شہر سن عیسوی سے ایکہزار سال پیشتر انگلستان بڑا مشہور شہر ہوتا تہا دونوں بت جو گلڈہال کے ورانڈے میں رکہے ہیں۔ ہر ایک ۱۴½ فٹ بلند ہے یاجوج جو بائیں پہلو کو ہے۔ اسکے ہاتہ ایک لمبا عصا ہے جسکے ساتہ زنجیر سے ایک گولا (گیند) بندہا ہوا ہے۔ وہ گولا میخوں سے پُر ہے یہ ایک اوزار تہا۔ جسکو تاریخ زمانہ وسطی میں صبح کا تارا بولتے تہے۔ علاوہ ازیں یاجوج کی پشت پر ایک کمان اور ترکش ہے۔ جو تیروں سے پُر ہے۔

دائیں طرف دوسرا بت ماجوج کا ہے۔ جو ڈہال اور برچہی سے مسلح ہے اُس نے ایسا لباس پہنا ہوا ہے جو رومیوں کی مذہبی سوسائٹی کے لوگ پہنا کرتے تہے جنکے زمانہ میں یہ بت بنائے گئے (دیکہو صفحہ ۶۵ و ۶۶-۶۷-۶۸) رسالہ گائیڈ ٹو دی گلڈہال لنڈن۔ ایک کتاب مصنفہ ٹامس بارہم مطبوعہ سنہ ۱۷۸۰ء میں لکہا ہے کہ موجودہ بتوں سے پہلے انکی جگہ دو اور دیو تہے۔ جو وصلی اور ٹہنیوں اور چھڑیوں سے بنے ہوئے تہے۔ اور وہ لارڈ میئر کے دن نمائش کیلئے باہر لائے جاتے تہے۔ لیکن جب بسبب مدید زمانہ کے بوسیدہ ہو گئے تو انکے قائم مقام موجودہ عظیم الشان لہوس بت تراش کر بنائے گئے وہ شخص جس نے ان کو بنایا تہا اوسکا نام

کپتان رچرڈ سانڈرس تھا جسکو اس کاریگری کے عوض میں ستر پونڈ دئے گئے۔

ہمارے مفسروں نے تو فرمایا ہے کہ وہ پہاڑ چاٹتے ہیں۔ اور ان کو پیاز کے برابر کر دیتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ انہوں نے پہاڑ۔ دریا۔ لوگوں کا مال۔ عزت جاہ و سلطنت بلند پروازی۔ ہمت و استقلال سب کچھ کھا کر موٹے کے سانپ کی طرح تم دیکھ لو ڈکار بھی نہیں لیا۔ بلکہ جیسے ہمارے ملک میں پادو عیب ہے ان کے یہاں تو ڈکار عیب ہو گیا ہے اور ان کے کان تو اتنے لمبے ہیں۔ کہ مشرق و مغرب تک کی آواز ہر روز سُنکر سوتے اور اُٹھتے ہی سُنتے ہیں۔

زمانہ سابق میں جبکہ تار پیڈو اور توپ کا عام موقع نہ تھا۔ لوگ دیواروں سے حفاظت کا کام لیتے تھے جنہیں فصیل کہتے تھے۔ چنانچہ لاہور کی فصیل ہمارے سامنے گرائی گئی۔ امرت سر کی خندق و فصیل ہمارے سامنے ضایع کی گئی وغیرہ وغیرہ بلکہ دیانند اور منوجی نے فصیلوں کا اپنی شاستر وں میں ذکر فرمایا ہے جنکا آگے حوالہ آتا ہے غرض اپنے اپنے وقتوں میں حملہ آوروں کی حفاظت کیلئے لوگوں نے ایسی دیواریں بنائی ہیں۔ اسی طرح چین کی دیوار شہرہ عالم ہے **فضل بن یحییٰ** برمکی نے اسلام میں ایک ایسی دیوار بنوائی دیکھو مقدمہ ابن خلدون اقلیم ثالث کا بیان صفحہ ۵۴ میں ہے کہ ترک اور بلاد ختل میں ایک ہی مسلک مشرق میں ہے وہاں فضل نے ایک سد بنوائی۔

تقویم البلدان

سد سبا ۸۱ — ۹۷
سد آرب ۹۶ — ۹۷
سد یاجوج ماجوج ۲۰۶
اور بنام دربند صفحہ ۳۵ اور بنام حصن ذوالقرنین ۹۳

کتاب البلدان میں صفحہ ۲۹۸ و ۳۰۱۔ اور مراصد الاطلاع کے صفحہ ۱۱۱ میں ہے دیکھو مراصد الاطلاع باب الباء والالف طبع فرانس جلد اول اور اسکی تائید آثار باقیہ سے بھی ہوتی ہے صفحہ ۱۴۱۔ کہ باب الابواب ایک شہر ہے۔ بحر طبرستان پر جسکو لوگ بحر خزر کہتے ہیں۔ اور وہ جبل قبق کے بہت دروں میں سے ایک درہ ہے اس درہ میں ایک دیوار کو انوشیروان (یہ نیا انوشیروان نہیں پرانا ہے) نے قوم خزر کے حملوں سے بچنے کے لئے بنوایا تھا۔ کیونکہ خزر قوم فارس پر (یہ وہی فارس ہے جو سید یا کی جزو ہے) ایسے حملے کرتے تھے کہ بہدان اور موصل تک پہنچ جاتے تھے۔ اور مراصد الاطلاع کی جلد نمبر ۲ باب السین والدال کے صفحہ نمبر ۷۱ میں ہے کہ سد یاجوج و ماجوج جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے وہ ترکوں کی آخری حد پر مشرق وغیرہ میں ہے اور اسکی خبر عام شہرت رکھتی ہے سلام ترجمان کی خبر میں اس کا مفصل بیان ہے یہ صاحب مراصد نے اسکی تفصیل کی ہے غرض ایسی دیواریں ہوئی ہیں +

چین کی دیوار بہت مشہور ہے حاجت ذکر نہیں اور اسکو ہم کسی صورت میں سد ذوالقرنین تسلیم نہیں کر سکتے اسلئے کہ قرآن کا طرز ہے کہ اہل کتاب کے جھگڑو نمیں ایسے امور کو بیان کرتا ہی جو غالباً اہل کتاب کی کتابوں میں ہوں۔ اور اہل کتاب کی کتاب دانیال میں ہمیں ذوالقرنین کا حال صاف صاف ملتا ہی کسی چینی بادشاہ کا نام ذوالقرنین کتب سابقہ اور اسلامی روایات و لغت سے ثابت نہیں۔ یورال کی گہاٹیوں میں بھی ایسی دیوارون کا پتہ عرب کے بڑے بڑے جغرافیوں سے ملتا ہے۔

(۱) مراصد یاقوت حموی۔ مطبوعہ فرانس (۲) مسالک الممالک ابو اسحٰق ابراہیم الاصطخری الکرخی مطبوعہ یورپ

(۳) تقویم البلدان سلطان عماد الدین اسمٰعیل پیرس (۴) نزہتہ المشتاق للادریسی۔

(۵) آثار الباقیہ احمد بیرونی مطبوعہ جرمن (۶) مقدمہ ابن خلدون۔ طبع مصر۔

(۷) المسالک والممالک۔ ابن حوقل طبع لنڈن یہ میرے پاس بحمد اللہ ہیں انمیں یہی یاجوج ماجوج کا ذکر ہے۔ کتاب البلدان کے صفحہ ۳۔ ۵۔ ۹۵۔ ۱۰۴۔ ۱۹۳۔ ۱۹۸۔ ۲۰۱۔ اور مسالک الممالک ۶ و ۷۔ بلکہ ستیارتھ صفحہ ۱۹۲ سملاس نمبر ۶ فقرہ ۲۳۵ میں شہر پناہ کے بارہ میں یہی حکم ہے۔ کہ شہر کے چاروں طرف شہر پناہ رکھنا چاہیئے۔

اسی قاعدہ کے موافق اس بادشاہ نے آرمینیہ اور آذربائیجان کے درمیان جیسا بیضاوی وغیرہ مفسروں نے لکھا ہے دیوار بنائی بلکہ اور اور دیواریں بھی ان بادشاہان میدو فارس نے بنائیں اور ایسی دیوار کیونکر تعجب اور انکار کا موجب ہو سکتی ہے جبکہ تمہارا منہ سیاہ کرنے کو سینکڑوں کوس کی لمبی دیوار چین میں اب بھی موجود ہے بلکہ ہمنے ایک دیوار کانٹے دار جھاڑیوں کی سینکڑوں کوس تک ہندوستان میں صرف سانبھر کی حفاظت کے لئے دیکھی ہے۔ اب بتاؤ ایسی صاف اور واقعی بات کیا اعتراض کا محل ہو سکتی ہی۔

سوال نمبر ۸۱ آسمان بغیر ستونوں کے ہیں۔ یہ خلق السموت بغیر عمد ترونہا پر اعتراض کیا ہی اور کلمہ طیبہ فمن یستمع الآن یجد لہ شہاباً رصداً پر اعتراض کیا ہے جیسے کہا ہی چوکی پہرون سے آراستہ پیدا کئے گئے ہیں۔ جب شیطان چپ چاپ بات سننا چاہے تو ان کو ستارے توڑ کر مارتے ہیں۔ یہ آیات ہیں جن پر اعتراض کیا ہے ان آیات کو ہم آگے لکھیں گے۔

الجواب آیت سوال نمبر ۱ کا تو یہ منشا ہے کہ تمام بلندیاں کسی ایسے سہارے سے قائم نہیں جن کو تم دیکھ سکو۔ قرآن کریم میں ہے۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا (پ ۲۱۔ لقمان) ترجمہ۔ پیدا کیا اوس نے تمام آسمانوں کو بغیر کسی ایسے ستونوں کے کہ جو تم دیکھو اون کو۔ پس یہ کیسی صاف حد اقت ہے۔ جس کے خلاف کوئی عقلمند چون و چرا نہیں کر سکتا۔ نادان انسان کیا تو نے ان کروں کے باہر کسی ستون

کو دیکھا ہے جو اعتراض کرتا ہے تمہارے مذہب میں الیشور کو محیط کل مانا ہے۔ جب وہ ان آسمانوں کو محیط ہوا تو کیا وہ ستون تم دیکھ سکتے ہو؟ نہیں ہرگز نہیں **ستون** اس کا نام آتا ہے جسکے معنی محیط کے ہیں پس اس صداقت پر کیا اعتراض ہے پھر اس کا نام پرش ہے جسکے معنی محیط کے ہیں۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۲ دوسرے اور تیسری نمبر کے جواب دینے سے پہلے مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند ایسے صاف اور بدیہی امور کو بیان کردوں جنکے ملحوظ رکھنے سے آیات نمبر ۲۔ اور ۳ کے فہم میں بہت سہولت ہو کیونکہ اس سوال پر آجکل بہت زور دیا جاتا ہے اور عام کالجوں کے لڑکے اور وہاں سے نکل کر بڑے عہدوں پر ممتاز اور ان کے ہم صحبت ایسی باتوں پر بہت تمسخر کرتے ہیں۔ پس چند امور بدیہی کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوا۔

اول۔ مناظر قدرت کو دیکھنے والے مختلف الاستعداد لوگ ہوا کرتے ہیں مثلاً دوسرے کی آنکھوں کو ایک بچہ بھی دیکھتا ہے۔ جو مصنوعی اور اصلی آنکھ میں تمیز نہیں کر سکتا۔ پھر ایک عقلمند بھی دیکھتا ہے گو وہ اصلی اور مصنوعی میں فرق کر لیتا ہے مگر آنکھ کے امراض سے واقف نہیں ہو سکتا اور نہ اسکی خوبیوں اور نقصانوں سے آگاہ ہوتا ہے۔ پھر شاعر دیکھتا ہے۔ جو اسکی حسن و قبح پر سینکڑوں شعر لکھ مارتا ہے پھر طبیب و ڈاکٹر دیکھتا ہے جو اسکی بناوٹ اور امراض پر صدہا ورق لکھ دیتا ہے پھر موجدین دیکھتے ہیں۔ جیسے فوٹوگرافی کے موجد نے دیکھا اور دیکھکر فوٹوگرافی جیسی مفید ایجادیں کیں پھر اسکو وہ بھائی دیکھتے ہیں۔ جنہوں نے عجیب در عجیب ٹیلس کوپ وغیرہ ایجاد کئے۔ پھر ان سے بالاتر صوفی دیکھتا ہے اور اس سے بھی اوپر **انبیاء ورسل** دیکھتے ہیں اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر اللہ کریم دیکھتا ہے۔ غرض اسی طرح پر ہزاروں ہزار نظارہ ہائے قدرت ہیں اور ان کے دیکھنے والے الگ الگ نتیجے نکالتے ہیں۔

اب ہم شہاب ثاقبوں کے متعلق لکھتے ہیں۔ شہاب وہ چیزیں ہیں۔ جنہیں انگریزی میں میٹیرز کہتے ہیں یہ تو بچہ عامی۔ شاعر حکیم سب یکسان دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ شہب گاہے گاہ نظر آتے ہیں۔ اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اب یہ بات کہ کیوں گرتے ہیں۔ اس پر خداداد عقل والے بھی غور کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے کہ کیوں گرتے ہیں اور نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس کا کوئی کام لغو اور بے حکمت نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم میٹیرز کے متعلق عامیوں کے بیفائدہ نظارہ کو چھوڑ کر پہلے حکماء کا نظارہ بیان کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ میٹیرز آسمان میں سے کرہ ہوائی میں داخل ہو کر روشن ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہر روز ۲۰ ملین ہوا میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹے اور عام اور روزانہ ہیں۔ رات کے پچھلے حصہ میں پہلے کی نسبت تین گنے زیادہ ہوتے ہیں۔ میٹیرز کی فوج دورے کے ساتھ آتی ہے۔ یہ دورہ صدی میں تین بار ہوتا ہے عموماً نومبر کے مہینہ میں اور بڑے دورے مفصلہ ذیل ہیں۔

۲۸۶ھ ہجری و ۵۹۹ھ ہجری (مئی ۶۱۰ء) و ۹۰۲ء و ۹۳۱ء و ۱۰۰۲ء و ۱۱۰۱ء و ۱۹ جنوری ۱۱۳۵ء و ۱۳۰۲ء و ۱۳۶۶ء و ۱۰ مارچ ۱۵۲۱ء (حیرت بخش رمی ہوئی) ۱۵۳۳ء و ۱۶۰۲ء و ۱۶۹۸ء و ۱۷۹۹ء و ۱۸۳۲ء و ۱۸۶۶ء و ۱۸۷۲ء۔ بعض میٹیرز سورج کے گرد شکل کانک سکشن (انقطاع خطوطی) میں دورہ کرتے ہیں میٹیرز کایٹ کے گرد بہت ہوتے ہیں وہیں سے آتے ہیں۔ جن دنوں کایٹ نمودار ہوتا ہے ان دنوں میں یہ بھی کثرت سے گرتے ہیں۔ خود کایٹ بھی ایک می ٹی ارز ہے۔

کیمیکل (کیمیاوی) امتحان سے معلوم ہوا ہے کہ مفصلہ ذیل اشیاء می ٹی ارز میں پائے جاتے ہیں۔ اور کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ لوہا۔ ایکومینی ام۔ میگ نے سی ام۔ پوٹاسی ام۔ سی لی کن۔ سوڈیم۔ اکسیجن۔ کیل کی ام۔ نکل آرسی نک۔ کابلٹ۔ فاسفورس۔ کروئیم۔ نائیٹروجن۔ میگنے نیسی۔ سلفر۔ کلورائین۔ کاربن۔ ٹی ٹے نی ام۔ ہائی ڈروجن۔ ٹین۔ تانبا۔

تمام مقامات جن میں میٹیرز جمع کئے گئے ہیں یورپ میں وائنا پیرس۔ لنڈن۔ برلن اور امریکہ میں نیو ہیون ایمہرسٹ۔ لوئسزول۔ یہ پتھر عموماً بڑے نہیں ہوتے عجائب خانہ میں ایک سو پونڈ سے زیادہ وزن کے پتھر کم ہی پائے جاتے ہیں۔ ایسی بارش ان پتھروں کی شاذونادر ہی ہوئی ہوگی۔ جسمیں کل پتھروں کا وزن ہزار پونڈ تک پہنچا ہو۔ مقام بلشک کے نوسو پچاس سالم پتھر پیرس کے عجائب خانہ میں موجود ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کا اوسط وزن ۶۷ گرام ہے یعنی ۲½ اونس سے بھی کم ہے سٹاک ہولم کے عجائب خانہ میں ایک پتھر کا وزن ایک گرین سے بھی کم ہے مقام ایمٹ کی بارش میں ایک پتھر قریباً ۵۰۰ پونڈ کا گرا تھا۔

میٹی ارک آیرن اس قسم کا ایک ٹکڑا ۱۶۳۵ پونڈ وزنی ییل کالج میوزی ام میں موجود ہے قریباً اتنے ہی حجم کا ایک ٹکڑا پیرس کے میوزی ام میں ہے اس کے سیوا بہت چھوٹا ٹکڑا واشنگٹن کے نیشنل میوزیم میں ہے۔ اور ان سے ایک بہت بڑا ٹکڑا برٹش میوزیم میں ہے۔

دوسرا امر یہ ہے۔ کہ ہم اس مذہب کی تحقیق بیان کرتے ہیں جسکو پال نے مذہب اسلام سے اوپر ترجیح دیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اسلام سے وہ مذہب اچھا ہے اسکی آخری تحقیقات کی کتاب مکاشفات کے باب ۱۲ میں ہے

ایک بڑا سرخ اژدہا جسکے سات سر اور دس سینگ اور اس کے سروں پر سات تاج تھے ظاہر ہوا اور اسکی دم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچے اور انہیں زمین پر ڈالا" اور اسی باب میں ہے۔ پھر آسمان پر لڑائی ہوئی میکائیل اور اسکے فرشتے اژدہے سے لڑے اور اژدہا اور اسکے فرشتے لڑے۔ پھر متی ۲۴ باب ۲۹ آیت ستارے گریں گے" اور برج کے متعلق مسیحی کتابوں میں ہے۔ دیکھو ایوب ۳۸ باب ۳۲ آیت کیا تجھ میں قدرت ہے کہ منطق البروج ایک ایک اسکے موسم پر پیش کرے یہ

اور شہابوں کے باری ان میں لکھا ہے دیکھو ایوب ۳۸ باب ۳۶ آیت میں ہے یا کس نے شہابوں کو فہمید عطا کی؟ اس سے اتنا پتہ لگتا ہے کہ شہابوں کو بھی فہمید ہے پر آگے بیان نہیں کیا کہ کیا فہمید ہے اور اس فہمید سے کیا کام لیتے ہیں۔ اور زبور ۱۰۴ میں ہے وہ اپنے فرشتوں کو روحیں بناتا ہے اور اپنے خدمت گذاروں کو آگ کا شعلہ۔

اب تک ہمنے یہ باتیں بیان کی ہیں۔ کہ می ٹی ارز۔ الکائات۔ شہاب ثاقب اور شعلہ ہائے نار آسمان سے گرتے نظر آتے ہیں۔ اور کتب یہود اور مسیحوں نے بھی نہیں بتایا۔ کہ کیوں گرتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ فعل الٰہی ہے۔ اسلئے لغو بھی نہیں بلکہ ضرور ہے کہ عادۃ اللہ کے موافق اسمیں بڑی حکمتیں ہوں۔

اب تیسرا امر جو اس مضمون میں مجھے بیان کرنا ہے یہ ہے کہ الہامی مذاہب قائل ہیں کہ دیوتا۔ ملک اور فرشتے موجود ہیں۔ اور ان کا ماننا ضروری ہے کیونکہ الٰہی کلام میں ان کا ذکر ہے اور شیاطین اور جن بھی ہوتے ہیں اور ان کی مخالفت کرنا ضروری ہے میں بھی الہامی مذہب اسلام کا معتقد ہوں اور اسکی پاک کتاب میں پاتا ہوں

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ — رسول ایمان لایا اسپر جو اُتارا گیا اسکی طرف اسکے رب سے
الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ پ بقرہ — اور مومن بھی سب کے سب ایمان لائے اللہ پر اور اسکی فرشتوں پر

اسلئے میں فلاسفروں سائنسدانوں۔ برہموؤں اور آریہ سماجیوں کے لئے ایک دلیل وجود ملائکہ پر اور انپر ایمان لانیکی ضرورت کی وجہ بیان کرتا ہوں شاید کوئی رشید اور سعادت مند اسپر توجہ کرے۔

سب سے پہلے میرے نزدیک ہزاروں ہزار انبیاء و رسول جو راستبازی میں ضرب المثل تھے۔ اور انکے مخلص اتباع کا اعتقاد اس باری میں کہ ملائکہ اور شیاطین ہیں بہت بڑی دلیل ہے مگر ایک دلیل مجھے بہت پسند آئی ہے۔ جسے میں پیش کرتا ہوں اور دلیری سے پیش کرتا ہوں کیونکہ وہ میری بار بار کی تجارب میں آچکی ہے اور وہ یہ ہے تمام عقلاء میں یہ امر مسلم ہے کہ اس زمین کا کوئی واقعہ بدون کسی سبب کے ظہور پذیر نہیں ہوتا بلکہ صوفیا کرام اور حکمائے عظام الہامات پر متفق ہیں کہ کوئی امر حقیقت میں اتفاقی نہیں ہوا کرتا تمام امور علل اور حکم شی واقعہ ہوتے ہیں اب میں پوچھتا ہوں۔ کہ تنہائی میں میٹھی میٹھی نیکی کا خیال بدون کسی تحریک کے کیوں اٹھتا ہے بلکہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے۔ کہ ارد گرد بدکار۔ بدیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگوں کو دیکھا ہے۔ کہ بدی کے عین ارتکاب و ابتلا میں اونکو نیکی کی تحریک اور رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ **کوئی بتائے** کہ اس تحریک نیک اور رغبت پسندیدہ کا وقوع کیوں ہوا۔ آیا بلا سبب اور اتفاقی طور پر؟ یہ تو باطل ہے کیونکہ تجارب نے اسکو باطل ٹھیرایا ہے پس لامحالہ نیکی کا محرک ضرور ہے اسی نیکی کے محرک کو اسلامی کتب اور شریعت میں ملک کہتے ہیں۔ اور ان کے اس تعلق و تحریک کو **لمۃ الملک** کہا گیا ہے وہ ملک لطیف اور پاک روحیں ہیں۔

جنہیں قلوب انسانی سے تعلق ہوتا ہے۔ اور ہر وقت قلوب کی تحریک میں لگے رہتے ہیں اور انکے مدمقابل اور انکی تحریک کے مخالف شیاطین اور ابلیسوں کی روحیں ہیں۔ جو بدی اور بدکاری کی محرک ہیں ان کے اس تعلق کا نام **لمۃ الشیطان** ہے۔

ایمان بالملائکہ کے معنی اور اس کا فائدہ

شریعت اسلام میں حکم ہے کہ فرشتوں پر ایمان لاؤ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ تم کو نیکی کی تحریک کریں تو معاً اوسیوقت اس نیکی کو کرو تو کہ اس نیکی کے محرک کا تعلق تم سے بڑھے اور وہ زیادہ نیکی کی تحریک دے۔ بلکہ اسکی جماعت کے اور ملائکہ بھی تمہارے اندر نیکی کی تحریکیں کریں اور اگر اس تحریک کو نمانوں گے۔ تو اس ملک نیکی کے محرک کو تم سے نفرت ہو جائیگی۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ملائکہ سے تعلق بڑھاؤ تو کہ نیکی کی تحریک بڑھے اور آخرو تمہارے دوست بن جاویں قرآن کریم میں اس نکتہ کو یوں بیان فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (پ ۲۴ فصلت)	جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہی ہے پھر اس اقرار پر پختہ ہو گئے انپر فرشتے اترتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور خوشی مناؤ اس جنت کی کہ جسکا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ہم دنیا میں اور آخرت میں تمہارے ساتھی ہیں۔
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ وَاَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ (پ ۹ انفال)	(اور فرمایا ہے) اور یقین جانو کہ اللہ انسان اور اسکے دل کے درمیان روک ہو جاتا ہے اور اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے۔

اور ان ملائکہ کے مدمقابل یا فند ظلمت و ہلاکت دوری اور عدم کے فرزند شیاطین اور ارواح خبیثہ ہیں انکے تعلقات سے ان کی جماعت دوست بنتی ہے آخر اللہ تعالیٰ پھر فرشتوں ملائکہ۔ دیوتا۔ اہرمن۔ ارواح خبیثہ اسر شیاطین کے تعلقات سے ان مظاہر قدرت سے تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر آخر کار اچھے لوگوں کو اور اچھے لوگوں سے پیوستگی ہو جاتی ہے اور بروں کو اور بروں سے بلکہ یہ تعلقات اس قدر ترقی پذیر ہوتے ہیں کہ ذرات عالم میں اچھے ذرات کا اچھوں سے تعلق ہوتا ہے اور بری موذی دکھ دائیک ذرات کا بروں سے کیا کوئی شخص **تاریخی مشاہدات** اور تجارب صحیحہ سے ہمیں بتا سکتا ہے کہ آتشک اور خاص سوزاک جذام اور گنہونے اور گندی گندی امراض اور جانگداز نا کامیاں مامورین مرسلوں اور انکے پاک جانشینوں کو لاحق ہوتی رہیں یا ان کے مخالفوں کو قرآن کریم کیسے زور سے دعویٰ فرماتا ہے کہ مقبولان و مقربان الٰہی کے یہ سچے

نشان ہیں اسی واسطے کوئی صحابی حضرت خاتم النبیین بہرہ نہیں ہوا۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ۲۸ - مجادلہ)	یہی لوگ خدا کی جماعت ہیں۔ اور یاد رکھو خدا کی جماعت منظفر و منصور ہے اور فرمایا۔
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ۲۸ منافقون)	اور غلبہ سدا اللہ اور اسکے رسول اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے اور فرمایا۔
اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ۔ (پ۲۴ مومن)	ہم ضرور کامیاب کرتے ہیں اپنے رسولوں اور مومنوں کو دنیا کی زندگی میں اور پیش ہونیوالوں کے پیش ہونے کے دن میں

اس جنگ اور اولیاء اللہ کی کامیابی کے متعلق جسے دیو۔ امر سنگھ رام کہتے ہیں ہم نے اس رسالہ میں بہت جگہ تذکرہ کیا ہے **چوتھا امر** قابل بیان یہ ہے۔ کہ وسایل و وسائط کو تمام دنیا کے مذاہب ضروری تسلیم کرتے ہیں کافر و مومن۔ جاہل و عالم۔ بت پرست و خدا پرست۔ سوفسطائی دہریہ جناب الٰہی کا معتقد غرض سب کے سب وسایل و وسائط تو ضرور مانتے ہیں کون ہے جو بھوک کیوقت کھانا۔ پیاس کے وقت پینا۔ سردی کے وقت کوئی دوائی یا گرمی حاصل کرنیکا ذریعہ اختیار نہیں کرتا۔ مقام مطلوب پر جلدی پہنچنے کیلئے ریل ٹرین یا اسٹیمر کو پسند نہیں کرتا اگر مومن صرف حضرت حق سبحانہ کی مخلصانہ عبادت کرتا اور شرک اور بدعت اور اہوا سے پرہیز کرتا ہے تو غرض اسکی اُسے ذریعہ قرب الٰہی بنانا ہوتا ہے اور بت پرست اگرچہ حماقت سے بت پرست ہے مگر کہتا وہ بھی یہی ہے کہ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (پ۲۳۔ زمر) ہم تو انکو خدا کے قرب کا ذریعہ سمجھ کر پوجتے ہیں۔ اگرچہ یہ انکا کہنا اور اس کا عملدرآمد غلط ہی ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اسباب صحیحہ بھی ہوتے ہیں۔ اور ایسے اسباب بھی ہیں جن کا مہیا کرنا مومن کا کام ہے اور ایسے بھی جن کا مہیا کرنا عام عقلمندوں اور داناؤں کا حصہ ہے۔ اور ایسے بھی ہیں جن کو سبب ماننا باعث شرک ہے۔ اور ایسی بھی ہیں۔ جنکو سبب خیال کرنا جہالت اور وہم اور حماقت ہے۔ **تعجب انگیز بات** ہے کہ بہت سے فلاسفر سائنسدان۔ اور حکما علل مادیہ اور اسباب مادیہ پر بحث کرتے کرتے ہزار ہا نکات عجیبہ اور دنیوی امور میں راحت بخش نتایج پر پہنچ جاتے ہیں۔ مگر ردعانی ثمرات پر ہنسی ٹھٹھی کر جاتے ہیں۔ جنوب شمال کو قطب اور قطب نما کی تحقیق میں اور اسپر مشرق و مغرب کو جہان مارا ہے اور سورج اور چاند کی کرنوں سے اور روشنیوں سے بیشمار رمز لوٹے ہیں۔ لیکن اگر کسیکو انہیں نظاموں سے ہستی باری پر بحث کرتا دیکھ لیں تو اسکے لئے مذہبی جنون اور اسکو مجنون قرار دیتے ہیں کیسا بیظیر نظارہ ہے۔

جس کو ایک اسلام کا حکیم نظم کرتا ہے ؎ اشقیا در کارِ عقبیٰ جبری اند + اولیا در کارِ دنیا جبری اند
علم ہندسہ جس کی بنا پر آج انجنیرنگ اور اسٹرانومی معراج پر پہنچ گئی ہے سوچ لو کیسے فرضی امور سطح مستوی اور نقطہ سے جس کو سیاہی سے بناتے ہیں۔ اور قلم کے خط سے شروع ہوتا ہے۔ خط استوی۔ جدی سرطان افق نصف النہار وغیرہ سب فرضی باتیں ہیں۔ مگر اس فرض سے کیسے حقائق مادیہ تک پہنچگئے ہیں لیکن اگر ان بدنصیبوں کو کہیں کہ مومن بالغیب ہوکر دعاؤں اور نبیوں کی راہ پر چلکر دیکھو تو کیا ملتا ہے۔ تو ہنسکر کہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں وحشی بنانا چاہتے ہیں۔ مینے بارہا ان (مادیون) کو کہا ہے تندرست آنکھ بدون اس خارجی روشنی اور تندرست کان بدون اس روشنی کے اور تندرست کان بدون خارجی ہوا کے اور ہمارا نطفہ بدون ہم سے خارج رحم کے بہت دور کی اشیاء بدون ٹلس کوپ کے باریک اور باریک اشیاء بدون مائکرس کوپ کے دور دراز ملکوں کے دوستوں کی آوازیں بدون فونوگراف کے اور انکی شکلیں بدون فوٹوگرافی کے نہیں دکھائی دیتیں۔

اب جبکہ تم ان وسائط کے قائل ہو اور اضطراراً قائل ہونا پڑتا ہے۔ تو روحانی امور میں کیوں وسائط کے منکر ہو خدا تعالیٰ کی ہستی کو مان کر بھی تم ملک اور شیاطین کے وجود پر کیوں ہنسی کرتے ہو افسوس اس کا معقول جواب آجتک کسی نے نہیں دیا۔ ناظرین جس طرح سچے وسائط ہمارے مشاہدات میں ہیں اسی طرح سچے وسائط مکشوفات میں بھی ہیں۔ جس طرح مشاہدات میں الٰہی ذات وراء الوراء ہے اور ضرور ہے اسیطرح الٰہی ذات روحانیت میں بھی وراء الوراء ہے۔ اگر روحانیات میں بھی بعض وسائط غلط اور وہم ہیں۔ تو مشاہدات ہی اس غلطی اور وہم سے کب خالی ہیں۔

فرشتے آسمان اور آسمانی اجرام اور ان کے ارواح کے لئے بطور جان کے ہیں۔ شیاطین بھی ہلاکت ظلمت اور جناب الٰہی سے دوری اور دکھوں کے پیدا کرنیکے لئے بمترلہ اسٹیم کے اسٹیم انجن کے لئے ہے۔

خلاصہ امور چہارگانہ مذکور (۱) مظاہر قدرت کے دیکھنے والے اعلیٰ ہی ہوتے ہیں اور ادنیٰ بھی ادنیٰ کو اعلیٰ کی رویت۔ رویت کا انکار مناسب نہیں (۲) الکایات۔ مٹی اور شعلہ ایک عظیم الشان کارخانہ ہے اور اسمیں اسقدر مواد ہوتے پس کیا وہ صرف اس لئے گرتے ہیں۔ کہ چند عجائب خانوں میں پڑے رہیں اور خدا کا یہ عظیم الشان فعل لغو ہے؟ نہیں ہرگز نہیں (۳) فرشتے ملک بسر شیاطین۔ اہرمن اسر ہیں۔ اور انکا باہم عداوت کا رشتہ ہے انکی جنگ نور و ظلمت بلکہ عدم و وجود کے جنگ ہے۔

(۴) اگر وسائط غلط اور بُرے ہیں تو وسائل صحیح اور عمدہ بھی ہیں اب ہم آیات کا ترجمہ لکھتے ہیں جنمیں اس جنگ کا تذکرہ ہے اور پوچھتے ہیں انصاف سے بتاؤ۔ کہ آریو کیا تمہارا کام تھا۔ کہ تم انکار کرتے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ (پ ۱۴ حجر ع ۱)

(۲)

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدٍ لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَى وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ۔

(۳) (پ ۲۳ صافات)

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ (پ ۲۹ تبارک)

۴۔ إِنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا (پ ۲۹ جن)

ضرور ہمنے ہی بنائے آسمان میں روشن اجسام اور خوبصورت بنایا انہیں دیکھنے والوں کے لئے اور محفوظ رکھا ہمنے انہیں ہر ایک خدا سے دور یا ہلاک شوندہ تکہ باز یا مردود سے ہاں اگر کوئی چھپکر سننا چاہی تو اسکے پیچھے لگتے ہیں۔ شہاب ثاقب۔ میٹی ارز۔ الکاپات۔

ہم ہی نے خوشنما بنایا اس ورلے آسمان کو کواکب کی زینت سے اور محفوظ کر دیا ہمنے اُسے ہر ایک خدا سے دور یا ہلاک ہونیوالے متکبر ضدی سے ملاءِ اعلیٰ کی باتیں نہیں سُن سکتے اور ہر جانب سے دھکیلے جاتے ہیں دھتکارے جاتے اور ان کے لئے دائمی دُکھ دینے والا عذاب ہے ہاں اگر کوئی جھٹی مارے تو اسکے پیچھے لگتے ہیں شہاب ثاقب۔ میٹی ارز۔ الکاپات۔

ہم ہی نے مزین کیا اس ورلے آسمان کو روشن چراغوں سے اور کر دیا ہمنے انہیں مار شیاطین کیلئے اور تیار کر دیا ہمنے ان کیلئے جلنے کا عذاب۔

تحقیق ہم بیٹھتے تھے بیٹھنے کی جگہوں میں سُننے کے لئے پس اب اگر کوئی بات سُننا چاہی پاتا ہے اپنے لئے شہاب انتظار میں۔

تم ہندیوں اور عام یورپ والوں سے تو طائف کے عرب نمبردار ہی اچھے نکلے اسکی تفصیل یہ ہے کہ نبی کریم کے عہد سنہ ۱۱ سعادت مہد میں مٹی ارز غیر معمولی بکثرت نظر آئے۔ تو عام طور پر لوگوں نے خیال کیا کہ آسمان تباہ ہو چلا۔ اسلئے لگے اپنے مویشیوں کو ذبح کرنے تب اُن کے نمبردار عبد یالیل نے کہا۔ کہ اگر وہ ستارے نظر آتے ہیں جن سے تم لوگ راہ نمائی حاصل کرتے ہو تو جہان خراب نہیں ہوگا۔ یہ ابن ابی کبشہ (ہمارے نبی کریم کی طرف اشارہ کرتا ہے) کے ظہور کا نشان ہے۔

ابن کثیر میں ہے۔ انا لمسنا السماء کے نیچے ہی ابن جریر کہتا ہے اس آیت کے نیچے کہ آسمان کی حفاظت دو باتوں کے وقت ہوتی ہے یا عذاب کیوقت جب ارادہ الٰہی ہو کر زمین پر اچانک عذاب آجاوے۔ یا کسی

مصلح راہ نمائی کے وقت اور یہی معنی ہیں اس آیت شریفہ کے۔

اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا (پ۲۹ جن)	یعنی ستاروں کے گرنیکو دیکھکر وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ آیا زمین والوں کے لئے تباہی کا ارادہ کیا گیا ہے یا اُنکے رب نے انہیں کوئی فائدہ پہنچانا ہے

خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ مصلح کے تولد ظہور اور اسکی فتحمندی پر حزب الرحمٰن اور حزب الشیطان کی جنگ پہلے اوپر ہوتی ہے پھر زمین پر۔ آیہ کریمہ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (پ۳۰ نازعات) اور فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا (پ۲۶ ذاریات) اور آیہ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (پ۳۰ طارق) کے نیچے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے مفصل لکھا ہے کہ فرشتے برج پر اثر ڈالتے ہیں۔ اور ان سے ایک اثر ہوا اور دیگر اشیاء پر پڑتا ہے اور ملائکہ کا اثر شہب میں بھی نفوذ کرتا ہے +

۲۸۔ نومبر ۱۸۸۵ء میں ۲۷۔ اور ۲۸ نومبر کی درمیانی رات میں غیر معمولی کثرت سے شہب گرے تو اسوقت ہمارے امام ہمام علیہ السلام کو اس نظارہ پر یہ وحی بکثرت ہوئی دیکھو ۲۳۸ صفحہ براہین احمدیہ۔

یا احمد بارک اللہ فیک۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی

اور اسکے بعد دُم دار ذوالسنین نظر آیا اور ۱۸۷۲ء کی رمی شہب غیر معمولی تھی۔ والحمد للہ رب العالمین پس یہ اور کُل کواکب زینت سما الدنیا ہیں اور روحانی عجائبات کی علامات ہیں اور نیز ان سے راہ نمائی حاصل ہوتی ہے یہی تین فائدے بخاری صاحب نے اپنی صحیح میں بیان فرمائے ہیں۔ اب اس سوال کا جواب ختم کرتے ہیں۔ مگر قبل اسکے کہ ختم کریں آیات ذیل کا بیان بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ (پ۱۹۔ شعرا) تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ (پ۱۹۔ شعرا)	اللہ سے دور ہلاک ہونیوالی خبیث روحوں کے ذریعہ یہ کلام الٰہی نازل نہیں ہوا اور انکی یہ حال بھی نہیں اور ایسا کلام لانیکے لئے وہ طاقت ہی نہیں رکھتے بے ریب ایسا کلام سُننے سے وہ الگ کئے گئے ہیں کیونکہ تمام شیطانی کاموں کا قرآن مجید میں استیصال ہے پہلا شیطان اُنکے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارتا ہے شیاطین تو ہر ایک کذاب مفتری۔ بہتانی بدکار پر نازل ہوا کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۸۲ رمضان میں رات کو کھایا کرو۔ چرند پرند اور کیڑے رات کو آرام کرتے ہیں۔ مگر روزہ دار کو پیٹ کی پڑی۔ عرب میں تو یہ قانون چل گیا مگر قطب شمالی و جنوبی میں کیا کیا جاویگا۔

الجواب سا انسان چرند پرند نہیں ان پر اور ان کے کامونپر انسان کے کام چلتے ہیں وہ تو دید ہی

نہیں پڑھتے کیا انسان بھی نہ پڑھیں۔ مگر یہ بتاؤ کہ رگوید آدی بھاش بھومکا کے لکھنے والا اتنی عقل بھی نہیں رکھتا تھا جسقدر تمہاری عقل ہے۔ گو وہ گریجوایٹ بی۔ اے نہ تھا کہ وہ ۱۸۷۴ میں لکھتا ہے جو شخص اتی راتر برت کو پیرایہ میں مینیہ یگیہ کا جزو ہے پورا کرکے اشنان کرتا ہے اسے تیرتھ کہتے ہیں سوم یگیہ کے موقعہ پر آدھی رات کے قریب یگیہ سے فارغ ہوکر دودھ وغیرہ پینے کو کہتے ہیں یہ آدھی رات کو دودھ وغیرہ پینا کیسا ہے۔ قطب شمالی پر وہی کیا جاویگا۔ جواب تک کیا جاتا ہے۔ اور قرآن نے ہمکو بتایا کیا تمکو نہیں پڑھایا گیا کہ دو وقت سندھیا کرو تین وقت نہیں سندھیا کے لئے رات اور دن کا باہمی ملنا یہ مقرر وقت ہے اسلئے دن اور رات کے ملاپ میں یعنی طلوع اور غروب آفتاب کے وقت پرمیشور کا دھیان اور اگنی ہوتر ضرور کرنا چاہیئے۔ جو شخص ان دونوں کام صبح و شام کے وقت نہ کرے اوسکو بھلے لوگ سب دوجون کے کاموں سے باہر نکال دیں یعنی اسکو شودر کی مانند سمجھیں۔ سوال تین وقت سندھیا کیوں نہیں کرتے۔ جواب تین وقت میں سندھی اتصال نہیں ہوتی روشنی اور تاریکی کا ملاپ بھی شام اور صبح دو ہی وقت ہوتا ہے بسلاس نمبر ۴ نمبر ۹ صفحہ ۱۲۷۔ پس عبادت کے دو ہی وقت ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اب بتاؤ۔ کہ گرین لینڈ میں یہہ قاعدہ وید کا کس طرح چل چلتا ہے اور کیونکر ایک بار میں لاہور گیا تو وہاں کئی ایک نوجوان میرے پاس آئے اور یہی گرین لینڈ کا سوال پیش کیا۔ اور قریب تھا۔ کہ وہ کہہ دیں کہ صاحب سلام کو اس ملک کی آگہی نہ تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ چور کا ہاتھ کاٹنا قرآنی حکم اور اسلام کا عملدرآمد تھا اور ہاتھ کٹے چور مسلمان بھی ہو جاتے اور ہوتے تھے۔ نمازیں بھی پڑھتے تھے اور قرآن کریم میں وضو اور تیمم کیوقت دونوں ہاتھوں کا دھونا یا مسح کرنا ضروری تھا۔ پر چور ہاتھ کٹے ہاں ہاتھ کا مسألہ کیوں چھوڑ دیا گیا۔ بات یہ ہے۔ کہ عقلمند انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقلمند بنایا ہے۔ کیا مناسب نہیں انسان کہیں عقل سے بھی کام لے جہاں ہاتھ ہی نہیں ان کا دھونا کیسا اور جہاں ماہ رمضان نہیں وہاں رمضان کی روزے کیا معنے اور یہی بہت قسم کے جواب ہیں۔ مگر تمہارے مذاق کے لئے ایک راہ پر ہمیں چلنا ہے اور چونکہ تم مذہبی آدمی کہلاتے ہو تمہیں اسی رنگ کا جواب دینا ضروری معلوم ہوا۔ اگر سائنسدان اس طرح کا اعتراض کرتا تو اسکے مناسب حال اسکے جواب کو حاضر ہیں ہمنے اسلام کو مذاہب الہامیہ سوفسطائیہ دہریہ۔ اور سائنس ان سب کے سامنے کیا ہے اور کرینگے اور کامیاب ہوئے اور ہونگے۔ دیانند نے تو دوپہر اور نصف اللیل کی سندھیا سے انکار کر دیا ہے کہ وہ وقت لیل و نہار کے ملنے کا نہیں تو گرین لینڈ میں بتاؤ۔ سندھیا کیونکر کی جاوے مگر وید سے جواب دینا ہمارے جواب سے جی نہ چرانا انصاف شرط ہے اگر طالب حق کی پیاس ہے۔ کیا روزہ دار مسلمان فاتح نہیں ہوئے اور کیا روزے دار کراڑوں۔ ہندوؤں آریہ سے کمزور ہیں۔ کیا روزہ دار آریہ ورت کے فاتح نہیں ہوئے۔ روزہ داری

کا سر یہ ہے کہ سلیم الفطرت پیاس کے وقت گھر میں دودھ۔ بالائی۔ برف رکھتا ہی کوئی اوسکو روکنے والا نہیں۔ بھوک کیوقت گھر میں انڈے مرغیاں پلاؤ موجود اور کوئی روکنے والا نہیں قوت شہوانیہ موجود گھر میں اپسرا دلربا موجود پھر اسکے نزدیک نہیں جاتا صرف الٰہی حکم کی پابندی سے وہ رُکتا ہے اِس مشق سے وہ حرام کاری حرام خوری سے کس قدر بچیگا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ سادھی کا جنس نفس چند پرند کرتے ہیں اور کارین کا روکنا مفید ہوسکتا ہے؟ پرانایام میں آریہ سانس بند کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۸۳۔ خدا نے زمین و آسمان کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور خدا کو تکان نہ ہوئی۔ ہاتھ سے بنانے کی کیا ضرورت تہی۔ کن سے بنانا وغیرہ وغیرہ۔

الجواب۔ کیا اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارے مشورہ کی بھی ضرورت ہی پرمیشر احکم الحاکمین حضرت رب العٰلمین سرب شکتیمان ہیں۔ القادر الصمد اور الغنی ہیں۔ پھر سرشٹی کو میتھنی کیوں بنایا۔ پھر کیا ضرورت تہی کہ عورتوں سے صحبت ہو ان میں مرد کا نطفہ پڑے اور بشکل لڑکا ایک تنگ سوراخ سے نکلکر محنت و مشقت سے جوان ہو زمیندار اور گاؤ ماتا کے بچے دکھ اُٹھا دیں اور غلہ پیدا ہو۔ زیر اعتراض یہ آیتیں ہیں۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ (پ ۲۷ ذاریات) وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ (پ ۲۶ ق) کس قدر صاف اور صریح بات ہی مگر بدنظرت نکتہ چین ہر ایک حسن کو بدصورتی ہی قرار دیتا ہی۔ اسمیں ایک لفظ یَدْ ہی جس پر صفات الٰہیہ سے جاہل کو اعتراض کا موقعہ مل سکتا ہی اس لفظ اور صفات الٰہیہ کی حقیقت ہم پہلے صفحہ ۴۰ سوال ۲۷ میں بیان کر چکے ہیں ہمنے وہاں بیان کیا ہے کہ صفات اپنے موصوف کی حیثیت اور طرز پر واقع ہوتی ہیں مثلاً چیونٹی کا ہاتھ میرا ہاتھ شیر کا ہاتھ اور مثلاً اس وقت ہند کی حکومت لارڈ کرزن کے ہاتھ میں ہے بیہودہ بکواس کرنا اناپ شناپ کہدینا اور بدون علم و فہم کے اور بدوں اس کے کہ ویدوں کا تمہیں علم ہو ویدوں کی تائید میں گالی دینا جھوٹ بولنا تمہارے ہاتھ میں ہے اور اس کے سوا تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں اور اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں تمام جہان کا تصرف ہی وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ضروری ہے۔ کہ جناب الٰہی کی شان کے مطابق اسکے ہاتھ مانو اور اگر یوں نہیں مانتے تو سنو۔ سام وید فصل دوم حصہ دو کا پرپاٹک نمبر ۶ صفحہ نمبر ۴۷ میں ہے اندر بطور اس دیوتا کے جس کا بازو قوی ہے ہمارے لئے اپنے ہاتھ سے بہت سی پرورش کرنیوالی لوٹ جمع کر بتاؤ اندر کون ہے پھر اس کا داہنا ہاتھ کیا ہی اور اس سے لوٹ کرنا یہ کیسے الفاظ ہیں کیا تمنے پرمیشر کا نام سہنسر ہا ہو نہیں پڑہا اگر نہیں پڑہا تو بجروید کا پرش سکت دیکھو۔ پھر اور سنو یدْ کے معنی قوت کے ہیں۔ قرآن کریم میں حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہی۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ (پ ۲۳ ص) یعنی یاد کرو ہمارے بندے داؤد کو بہت ہاتھوں والا (بڑا طاقت ور) وہ جناب الٰہی کیطرف توجہ کرنیوالا ہے اور یدْ کے معنی نصرت

وغیرہ کے بھی ہیں راغب میں ہے۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ (پ۲۶ فتح) ای نصرتہ ونعمتہ وَقُوَّتِہٖ ید کے معنی ملک وتصرف کے بھی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ (پ۲ بقرہ) ان معنوں میں سے ہر ایک یہاں چسپاں ہوسکتا ہے اور عام انسانی بول چال میں بھی ہاتھ کا لفظ ان سب معنوں پر بولا جاتا ہے بتاؤ تو تمہاری سمجھ میں کوئی معنی بھی ان معنوں سے آتے ہیں یا نہیں۔

سوال نمبر ۸۴۔ زمین پر پہاڑ اسلئے رکھے کہ وہ آدمیوں کے بوجھ سے ہل نہ جاوے۔

الجواب قرآن کریم میں اس مضمون کی آیۃ تو کوئی نہیں البتہ یہ آیۃ ہے وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَاَنْہٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَہْتَدُوْنَ (پ۱۴ نحل) اس آیت میں ان تمید بکم کا لفظ ہے جسکے معنی تمہیں بتاتے ہیں اور دوسری آیۃ اسی مضمون کی یہ ہے وَجَعَلْنَا فِیْہَا رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِہِمْ وَجَعَلْنَا فِیْہَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّہُمْ یَہْتَدُوْنَ (پ۱۷ انبیاء) دونوں تمید کا لفظ ہے جو جہالت کو سبب سوء دشمناں اسلام کی سمجھ میں نہیں آیا سنو۔ لغت عرب میں مادتی یمیدنی اطعمنی (مفردات القرآن للراغب) اور مید کے معنی ہیں ہلنا دیکھو۔ مادیمید میدا ومیدانا تحرک (قاموس اللغۃ) مادھم اصابہم دوار (قاموس) والمائدۃ الدائرۃ من الامراض (قاموس) ان معنوں کے لحاظ سے جادتی یمیدنی کے کئے گئے ہیں اس آیت کے یہ معنی ہوئے۔ کہ بکھیر زمین میں پہاڑ اسلئے کہ کہا نہ دیں تمہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ پہاڑوں کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے کہ ان میں برفیں پگھلیں چشمیں جاری ہوں ندیاں نکلیں پھر ان کے سیل پر اس سطح زمین میں نیک ہوتی ہے پانی مصفے ہوکر کنوؤں میں آتا ہے پھر اس سے کھیت سرسبز ہوتے ہیں یہ بھی ایک سلسلہ علاوہ رحمت کے سلسلے کے ہے جو باران رحمت آلیہ سے ہے جسکا ذکر اس کلمہ طیبہ میں ہے وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ (پ۱ بقرہ) اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے آیۃ کے یہ معنی ہوئے کہ ہمنے زمین پر پہاڑ رکھے۔ کہ چکر کھاتے ہیں ساتھ تمہارے یہ الٰہی طاقت کا ذکر ہے کہ اس نے اتنے بڑے مستحکم مضبوط پہاڑوں کو بھی زمین کیساتھ چکر دی رکھا ہے اور نظام ارضی میں کوئی خلل نہیں آتا اب کوئی انصاف کرے کہ کن معانی پر اعتراض کی جگہ ہے ہمنے تصدیق براہین احمدیہ کی جلد ۲ میں اس مضمون پر بسط سے کلام کیا تھا۔ اس مسودہ سے بھی یہاں مختصراً کچھ نقل کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے مکذب براہین احمدیہ کے اعتراض کا تیسرا حصہ یہ تھا" اہل اسلام کے نزدیک پہاڑ بمنزلہ میخوں کے زمین پر ٹھونکے گئے یہ خام خیالی ہے"۔

الجواب۔ خام خیالی کا دعوٰی کرنا اور ثبوت نہ دینا یہ بھی معترض کی خام خیالی ہے۔ وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْہَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ (پ۲۱ لقمان) اور آیۃ کریمہ وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا (پ۳۰) ایک نہایت سچی فلسفی ہے اور اس سچی فلسفی پر جدیدہ علوم اور حال کے مشاہدات گواہی دیتے ہیں اور انہی مشاہدات

سے بھی ہم گزشتہ دیرینہ حادثات کا علم حاصل کر سکتے ہیں طبقات الارض کی تحقیقات اور مشاہدات سے بھی طرح ثابت ہو سکتا ہے کہ اس زمین کا ثبات و قرار اضطرابات اور زلازل سے خالق السمٰوٰت والارض نے تکوین جبال اور خلق کوہسار سے ہی فرمایا ہے اور زمین کے تپ لرزہ کو اس علیم و قدیر نے تکوین جبال سے تسکین دی ہے چنانچہ علم طبقات الارض میں تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ زمین ابتدا میں ایک آتشین گیس تھا جسکی بالائی سطح پر دھوئیں اور دخان تھا۔ اور اس امر کی تصدیق قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے جہاں فرمایا ہے ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ (پ۲۴ فصلت) پھر وہ آتشین مادہ اوپر سے بتدریج سرد ہو کر ایک سیال چیز بن گیا۔ جسکی طرف قرآن شریف ان لفظوں میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (پ۱۲ ہود) پھر وہ مادہ زیادہ سرد ہو کر اوپر سے سخت اور منجمد ہوتا گیا۔ اب بھی جس قدر اسکے عمق کو غور سے دیکھتے جاویں اس کا بالائی حصہ سرد اور نیچے کا حصہ گرم ہے کوئلوں اور کانوں کے کھودنیوالوں نے اپنی مختلف تحقیقات سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ گو اس نتیجہ میں فلاسفروں کو اختلاف ہے کہ چھتیس میل عمق سے نیچے اب تک ایک ایسا ذوبانی اور ناری مادہ موجود ہے۔ جسکی گرمی تصور سے بالا ہے (اسلام نے بھی دوزخ کو نیچے بتلایا ہے) جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی نہ تھی۔ اسوقت زمین کے اس آتشین سمندر کی موجوں کا کوئی مانع نہ تھا اور اسلئے کہ اس وقت حرارت زیادہ قوی تھی۔ اور حرارت حرکت کا موجب ہوا کرتی ہے۔ زمین کی اندرونی موجوں سے بڑی بڑی مواد نکلے جن سے پہاڑوں کے سلسلے پیدا ہو گئے آخر جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی ہو گئی۔ اور اسکے ثبات و ثقل نے اس آتشی سمندر کی موجوں کو دبا لیا۔ تب وہ زمین حیوانات کی بود و باش کے قابل ہو گئی اسی واسطے قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ اور اسکے بعد فرمایا۔ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ۔ القیٰ کا لفظ جو آیۃ القی فی الارض میں آیا ہے اسکے معنی ہیں۔ بنایا کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں بجائے القی کے جعل کا لفظ آیا ہے جسکے صاف معنی ہیں۔ بنایا اور ان امور کی کیفیت آیۃ ذیل سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا (پ۲۴ فصلت)	اور زمین کے اوپر پہاڑ بنائے اور اسمیں برکت رکھی اور اس پر ہر قسم کی کھانیکی چیزیں پیدا کیں۔

ایک عجیب نکتہ آپ کو سناتے ہیں آپ سے میری مراد وہ سعادتمند ہیں۔ جو اس نکتہ سے فائدہ اٹھا دیں۔ قرآن کریم میں ایک آیۃ ہے اس کا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے یہ تمہارا سوال بھی حل ہو جاوے اور قرآن کی عظمت بھی ظاہر ہو۔ غور کرو اس آیت پر۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ	اور تو پہاڑوں کو دیکھ کر گمان کرتا ہے کہ وہ مضبوط جمی ہوئی اور

مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ (پ۲۰ - (نمل)	وہ بادل کی طرح اُڑ رہے ہیں یہ اللہ کی کاریگری قابلدید ہے۔ جس نے ہر شے کو خوب مضبوط بنایا ہے ۔

غور کرو یہاں ارشاد فرمایا ہے - کہ پہاڑ تمہارے گمان میں ایک جگہ جمی ہوئی نظر آتے ہیں اور وہ بادلوں کی طرح چلے جاتے ہیں - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے ہیں - اور یہ کیسا عجیب نکتہ ہے -

سوال نمبر ۸۵ خدا آسمان اور زمین کو تھام رہا ہے افسوس خدا کی قدرت کتنی کمزور ہے کہ زمین بنا کر اسکو تھامنا پڑا اسیواسطے اوسکو اُونگھ اور نیند نہیں آتی - اتنے بڑے بکھیڑے ڈال کر بھلا خدا کو نیند کہاں نصیب ہو -

الجواب - تھامنا - اور پھر آسمانوں اور زمین کا تھامنا اور احمق انسان کیا کسی کے ضعف کا نشان ہے یا قوت کا مادہ کا - پھر یہ تو بتا کہ کیا یزدان نام اوس کا غلط ہے (اور جیسے یزدان کے اختیار میں تمام جسم اور حواس ہوتے ہیں ویسے ہی پرمیشور کے قابو میں تمام جہان رہتا ہے غلط ہے) اور پھر کیا ہرنیہ گربھ جسکے معنی کسی نے سہارا لکھے ہیں دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۰ اوس نے کوئی حماقت کی ہے اور کیا والو جس کا ترجمہ ساکن جہان کو زندہ اور قائم رکھنا کئے ہیں - کسی مست میخوار کی بڑ ہے ستیارتھ صفحہ ہاں شاید فاکرتا ہے کا لفظ دیکھکر آپ نے ہمپر اعتراض کیا ہے تو پھر کیا برستپتی نام غلط ہے جسکا مصدر پا ہے اور جسکے معنی حفاظت ہیں اور کیا یہ جھوٹ ہے اچھا قیوم لفظ پر آپ کا اعتراض ہے تو پھر کیا کیتو جس کا مصدر کت ہے اسکے معنی قیوم نہیں ؟ پھر کیا وہ پتہ نہیں جسکا مصدر پا بمعنے حفاظت کی ہے ہمارا خدا تو نہ سوتا ہے نہ اُونگھتا ہے پر کیا وید کا خدا سوتا ہے اور اونگھتا ہے کہ تمنے ہمپر اعتراض کیا ہے اگر قدیم ہندیوں کے حوالے تم تسلیم کرنیوالے ہوتے تو لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (پ۳ - بقرہ) کے مقابلہ میں خدا سوتا اور لکھشمی اوسکے پاؤں ملتی دکھلاتے -

سوال نمبر ۸۶ - فرشتوں کے پر ہوتے ہیں -

الجواب - تمہارے ابا گوردجی تو کشف والہام کے قائل نہیں تھے - کہ فرشتوں کو دیکھتے اور ہوتے بھی کیوں کر انکے نزدیک تو قریباً دو ارب برس گذرا ہے کہ جو الہام ہو چکا سو ہو چکا - پھر تو خدا بھی تک خاموش ہے ہے فرشتے سو ان کی آنکھیں ہی نہ تھیں - کہ وہ ان کو دیکھتے تم میں سے جنھوں نے دیکھا انکی بات تو تم پوپ لیلا مانتے ہو خود تم واقف نہیں کہ ہم تمکو وید کی رچیں سناتے نہ تمہارا گورو اس علم تک پہنچا - کہ ہم تم کو الزامی جواب دیکر خوش کرتے دوسروں کا حوالہ دیتے تو آپ تسلیم کس طرح کرتے اس لئے اب ہم وقت ضایع نہیں کرتے اگر آپ ید کہ دھرم چھوڑ کر فلسفہ کا مذہب اختیار کریں اور پھر اعتراض کریں تو اس کا بھی

ہم جواب دینے کو تیار ہیں مگر سعادتمندوں کے لئے مناسب ہے کہ دیکھیں فقرہ نمبر ۵ دیباچہ کا۔

سوال نمبر ۸۰ - خدا دوزخ سے پوچھیگا۔ کہ کیا تو اتنے آدمی اور پتھر کھا کر سیر ہوئی ہے کہ نہیں جہنم بولیگی۔ کیا کچھ اور بھی ہے۔ یعنی اگر کچھ اور باقی ہے تو تبکے مفسر کہتے ہیں۔ خدا اپنے دونوں پاؤں دوزخ میں ڈالدے گا اور جہنم کو سیر کر دیگا۔

الجواب - تمہارے یہاں پرمیشور کا نام سرب بیاپک ہے تو کیا وہ نرک میں نہیں ہے قرآن کریم میں صرف اس قدر ہے۔ یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (پ ۲۶ ق) اور جو تم نے مفسروں کا قول نقل کیا ہے۔ اسمیں یہ ہے جہنم ہل مزید کہتی رہیگی حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهٗ اور کہیں ہے يَضَعُ الْجَبَّارُ قَدَمَهٗ اور کہیں ہے حَتّٰى يَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهٗ پس قبل اسکے کہ تمکو مفصل جواب دیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ الفاظ ذیل کے معنی لغت عرب سے لکھدیں۔

جہنم۔ رب۔ عزت۔ جبار۔ قدم۔ رجل۔

(۱) جہنم۔ دوزخ۔ نرک۔ عذاب کی جگہ۔

(۲) رب کے معنی بڑا پالنہار۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ پر بھی بولا گیا ہے اور دنیا داروں بڑے آدمیوں پر بھی۔ فرعون نے کہا۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (پ ۳۰ نازعات) یوسف علیہ السلام نے ایک قیدی کو جو رہا ہونیوالا تھا۔ فرمایا۔ کہ اذکرنی عند ربك (پ ۱۳ یوسف) یعنی اپنے مالک و امیر کے پاس میرا ذکر کیجو اور اسی رب کی جمع ارباب ہے جسکے متعلق فرمایا۔ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (پ ۱۳ یوسف)

(۳) عزت۔ بڑائی۔ حمائت۔ جاہلوں کی ہٹ۔ قرآن کریم میں شریروں کے متعلق فرمایا اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ (پ ۲ بقرہ) اور فرمایا ہے کہ جب شریر کو عذاب اور دکھ دیا گیا تو کہا جائیگا۔ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (پ ۲۵ دخان) پس رب العزت کے یہ معنی بھی ہوئے۔ متکبر۔ ضدی۔ ہٹ والا

(۴) جبار کے معنی مصلح کے بھی ہیں۔ اور ظالم کے بھی مصلح کو تو عذاب ہو نہیں سکتا۔ اور ظالم کے حق میں آیا ہے۔ خاب کل جبار عنید مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۶ میں ہے ہب ہب دوزخ میں ایک وادی ہے اس میں جبار لوگ داخل ہونگے۔

(۵) قدم جس شخص کو کہیں بھیجا جاوے اُسے قدم کہتے ہیں۔ قاموس اللغۃ میں ہے۔ قدمہ الذین قدمہم من الاشرار فھم قدم اللہ للنار۔ کما ان الخیار قدم اللہ للجنۃ ووضع القدم مثل للردع والقمع۔ احادیث میں ہے۔ دماء الجاھلیۃ موضوعۃ تحت قدمی۔ ترجمہ قدم اس کا وہ بد لوگ ہیں۔ جن کو وہ حسب انکے اعمال کے آگ میں بھیجے گا۔ جیسے کہ برگزیدہ لوگ بہشت کیلئے قدم اللہ

ہیں۔ یعنی وہ جنہیں حسب انکے اعمال کے اللہ تعالیٰ بہشت میں بھیجیگا۔ اور قدم رکھنے کے اصل معنی ہیں۔ روک دینا اور بیحکمی کر دینا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جاہلیت کے خون میرے قدم کے نیچے رکھے گئے ہیں۔ یعنی میں ان کے انتقاموں سے قدم کو منع کرتا ہوں اور اُن کو مسلتا ہوں۔

(۴) رجل کے معنی قدم۔ جماعت عربی زبان میں آتا ہے رجل من جراد یعنی ٹڈیوں کا ٹڈی دل جماعت اب کس قدر صاف معنی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو فرمائیگا۔ کیا تو بھر چکی وہ عرض کریگی کیا کچھ اور بھی ہے تب اللہ تعالیٰ شریروں اور ظالموں اور ان کی جماعت کو جو جہنم کے لائق ہیں سبکو جہنم میں ڈال دیگا

خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ نرکی اور جہنمی نرک اور جہنم میں داخل کئے جاوینگے۔ اور یہی انصاف و عدل ہے۔ اب بتاؤ اس پر اعتراض کیا ہوا۔

سوال نمبر ۸۸ دوزخ کو آدمیوں جنوں۔ پتھروں سے بھریگا۔ معلوم نہیں جن کون ہیں پتھروں نے کیا گناہ کیا ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا سامان اسکے ساتھ رکھتا ہے۔

الجواب۔ کیا شریر آدمی تمہاری ہاں نرک میں نہیں جائینگے۔ جن بھی ایک اگنی سے پیدا ہوئی ہوئی مخلوق ہے کیا اگنی کی مخلوق آگ میں نہیں رہتی۔ ہماری ناظرین کو تعجب ہوا ہوگا۔ کہ کیا اگنی سے بھی کوئی مخلوق پیدا ہوئی ہے ہم انہیں بتاتے ہیں۔ کہ آریہ میں اگنی سے پیدا ہوئی ہوئی بھی ایک مخلوق ہے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۷۷ میں لکھا ہے کہ اسی شویت تو پانی سے اسکی علت آگ کو جان۔ معلوم ہوا کہ آریہ کے نزدیک پانی آگ سے بنتا ہے۔ جن اس لفظ کے معنی لغت عرب میں دیکھو۔ قاموس میں لکھا ہے جن الناس بالکسر وجناہم بالفتح معظم یعنی انسانوں میں جن بڑے آدمی کو کہتے ہیں اور جن ایک مخلوق بھی ہے جن میں نیک و بد ہوتے ہیں یاد رکھو بڑے شریر تو ضرور دوزخ میں جائینگے۔ آدمی ہوں یا کوئی اور خبیث روح وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (پ البقرہ) کے معنی یہ ہیں۔ کہ انسانوں اور پتھروں میں جو تعلق پیدا ہوا ہے کہ انسانوں نے پتھروں کی پرستش شروع کر دی ہے یہی تعلق دوزخ کی اشتعال کا باعث اور اس کا ہیزم ہے۔

آپ کے سوال کا آخری حصہ تو بڑا سچا ہے۔ کہ خدا ہر ایک چیز کا سامان اسکے ساتھ ہی رکھتا ہے اسی واسطے اس روشنی کے زمانہ میں چاپہ کی کلیں نکالکر قرآن کریم کی کثرت کر دی ہے کیا ہی اچھا ہوا کہ تمہاری بیوہ صلاح پردہ چلنی والا ایہ

سوال نمبر ۸۹۔ خدا کو خوب قرضہ دو وہ دگنا واپس کریگا۔ خدا سود حرام کرے خود گنو سود پر قرضہ لے۔ دوکان داروں کو مات کیا ہے پھر حسب عادت بکواس کی ہے۔

الجواب۔ بہکے ہوئے پاگل نجھو کہیں بھی آدمیت شرافت۔ انسانیت سوکام لینیکا موقعہ ہاتھ لگتا ہے یا نہیں ضرور تو لیلے بکریوں کے بچوں پر ترس کہاتا ہے اور انسانوں کو جھوٹ بولکر دکھ دینے سے خوف

نہیں کرتا۔ کیا تو اس بدزبانی سے کامیاب ہوگا۔ سُن قرض بھی عربی لفظ ہے۔ پنجابی نہیں قرض کے معنی القرض ویکسر ما اسلفت من صلة واحسان۔ وما تعطیه لتقضیه لتقتضاه واقرضه اعطاه قرضا۔ وقطع له قطعة یجازی علیها۔ قاموس اللغہ پہلے معنی کے لحاظ سے ایسے فعل کا نام قرض ہے جسکا بدلہ ہم نے پانا ہے یہ قرضہ دو قسم کا ہوا کرتا ہے۔ ایک بُرا دوسرا ایک بھلا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (پ ۸ انعام) یعنی کون ہے جو صرف اللہ کے واسطے اچھے اعمال کرے پس اللہ تعالیٰ اسکو اسکا بڑھا کر اجر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (پ ۲ بقرہ) جیسے ترک اسلام لکھکر تو نے ہمکو مقروض کیا تو ہمنے خدا کی فضل سے الزامی جوابوں سے اور پھر تحقیقی جوابوں سے مع تمہاری اصل سوالوں کے وہ قرضہ مع شے زائد ادا کر دیا اللہ تعالیٰ اس دینے والیکو اسکے اجر میں بہت بڑھا کر دے آمین یا درکھو اللہ تعالیٰ ہر ایک نیکی کا بدلہ بڑھ چڑھ کر دیتا ہے۔ دوسری ایک آیت اسکی تصریح کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ (پ بقرہ) ترجمہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنیوالوں کی مثال اس دانہ کی ہے جس سات بالیاں نکالیں۔ ہر بالی میں سو دانے۔ اور اللہ جسکیلئے چاہتا ہے اس سے بھی بڑھ چڑھ کر دیتا ہے اگر آریہ کے وکیل کو قرآن پر ذرا بھی غور کرنیکی طاقت ہوتی تو ایسی ہرزہ درائی نہ کرتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں صاف موجود ہے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا (پ ۴ آل عمران) یعنی کافر ہیں جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے۔ اور ہم غنی ہیں۔ کیا معنی ہم انکی بات کو محفوظ رکھینگے اور فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ (پ ۲۲۔ فاطر) اے لوگو تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی ہے اگر آریہ کے وکیل کو قرآنی سمجھ نہیں تو کاش دنیا کے معاملات پر ہی نظر ہوتی قرآنی صداقتیں تو ہر جگہ اور ہر وقت نمایاں ہیں کیا جو شخص پرامیسری نوٹ لیتا۔ یا سیونگ بنک میں ایک غریب سوداگر اپنا روپیہ رکھتا ہے انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ گورنمنٹ غریب ہے ہرگز نہیں۔ رہی یہ بات کہ خدا کے سپرد کیا ہوا مال بڑھتا ہے یا نہیں اس امر کی صداقت تمام جہان کو کہیتوں کے نظارہ سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ ایک ایک دانہ سے کتنا غلہ حاصل ہو جاتا ہے یہی مطلب ہے اس آیت کا جسمیں لکھا ہے:۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (پ بقرہ) اس کا ترجمہ ہوا کون ہے جو اللہ کے حضور اعلیٰ نیکی کرے (یا اسکی رضا کے لئے مال کو دے) بڑھا کر دیگا۔ اسکے لئے اللہ تعالیٰ اور اللہ لیتا ہے۔ اور بڑھاتا ہے اور اسی کی طرف تم جاؤگے اور بدلہ پاؤگے۔ (قرضہ کا الزامی جواب دیکھو سنوا دھیائے نمبر ۶۔ ۹۴)

بے فکر ہو کر اس وہم کو کرتا ہوا بدہ پورو ک ویدانت شاستر کو سُن کر تینوں رن یعنی قرض کو ادا کر کے

سنیاس دھارن کرے"۔

سوال نمبر ۹۰۔ خدا چاہتا تو سب کو ایک دین پر کر دیتا۔ سوالات۔ ایسا کیوں نہیں کیا۔ مذاہب کا خون بہتا دیکھنا اسے خوش ہے شیر بھیڑیا کا جنگ رومیوں کی طرح دیکھتا ہے۔ ٹیلی میگس ایلی میگس آکر خون بہائے۔

الجواب۔ پھر اعتراض کیا ہوا۔ کیا تمام مخلوق الٰہی ایک ہی دین پر ہے اور قرآن نے واقعہ کے خلاف کہا ہے خدا ہے تو یہی مانتا ہے سرب شکتیمان ہے۔ تو مانتا ہے۔ تمام خلقت اُسکے قابو میں ہے تو مانتا ہے سب کے اندر ہے یہ آریہ سماج کا عقیدہ ہے کیا تم نہیں مانتے اور نہیں جانتے۔ کہ وہ سرب بیاپک ہے اور سب کا پران (اعضا) ہے اس صورت میں ضروری تھا کہ کل دُنیا تمہارے اس عقیدہ اور اصطلاح کیموافق بھی ایک ہی دین پر ہوتی مگر نظارہ دکھا رہا ہے کہ واقعہ اس طرح نہیں اور یہ قانون قدرت ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس نے نہیں چاہا کہ سب ایک مذہب پر ہوں ایسا کیوں نہیں چاہا۔ اس کا جواب صاف یہ ہے کہ اسکی اچھیا۔ خون بہتا دیکھنا اسے خوش ہے دیکھتا ہے اور بجبر نہیں روکتا اور برابر دیکھتا ہے۔ واقعات عالم اس کی تصدیق کے عادل گواہ موجود ہیں۔ ٹیلی میگس ایلی میگس تھیٹر میں آیا۔ تو کیا کشت وخون بند ہو گیا ابتک فرانس میں ڈوئیل ہوتا ہے تمام یورپ اور امریکہ بڑھ چڑھ کر آئے دن خونخوار تیز سے تیز ہتیار بنا رہے ہیں۔ ٹرنسفال اور انگلستان کے ڈیرا ورنیئر ہزاروں نہیں لاکھوں ہلاک ہوئے اور سیری نہیں ہوئی۔ اور نہ کوئی ٹیلی میگس ایلی میگس وحشی روک سکا۔ بلکہ دیانند نے بھی تمکو اُکسایا ہے۔ جہاں کہا ہے کہ سیواجی اور گورو گوبند جی ایک ایک نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا سلطنت کی کوشش کرو۔

پہر شدھ کے بنانے اور سمجھانیکی تحریک کی ہے ہمارے شہر کے ایک مشہور وکیل نے مجھے کہا تھا کہ اسپین سے بھی تو آخر اہل ملک نے مسلمانوں کو نکال دیا تھا۔ اگر آریہ مسلمانوں کو انڈیا سے نکال دیں۔ تو کوئی تعجب کی بات ہے ایک نظیر موجود ہے چنانچہ دفتروں میں جہاں جہاں ان نازلی غلاموں کا بس چل رہا ہے اپنی پست فطرتی اور کینہ کشی اور تنگ ظرفی کا اظہار برابر کرتے اور خدا کی مخلوق کو دُکھ دے رہے ہیں اور پھر یہ خدا سے مہجور لوگ یہ کارروائی کر رہے ہیں ادھر خدا کے فرشتے یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچ رہے ہیں اس لئے کہ خدا کے مُنہ کی باتیں سچی ثابت ہوں جو فرمائی ہیں کہ

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (پ ال عمران) +

سوال نمبر ۹۱۔ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔

الجواب۔ دیکھو سوال نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ کے جواب۔

سوال نمبر ۹۲ - خدا شرک کے سوا باقی تمام گناہ معاف کر دیتا ہے - افسوس ہے کہ کرم تھیوری کو چھوڑ کر توبہ - عفو اور شفاعت کے مسئلے گھڑے گئے -

الجواب - بی - اے گریجوایٹ بننے کا دعویٰ ! ہیڈ ماسٹری کا فخر - برہمچریہ بننے کا شوق آریہ سماج سریشٹ قوم میں بیٹھنے کا شوق اور تکرار اور بکواس اور بیہودہ بار بار اعتراض کرنے اور دل دکھانیکی عادت کیا توبہ - عفو اور شفاعت پر سوال نمبر ۶ و ۷ و ۲۱ میں تم اعتراض نہیں کر چکے - کرم کے تھیوری کو تو خود تھیوری کہتا ہے سائنس نہیں کہتا کیا تھیوری اور واقعات ایک چیز ہیں -

سُن شرک ایسی بُری بلا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے بنانیوالے نے بھی اسے بدکاریوں کا جامع قرار دیا ہے - دیکھو سملاس نمبر ۱۱ فقرہ نمبر ۵۰ صفحہ ۱۹۴ -

(۱) بت پرستی اوہرم ہے - کفر بے ایمانی ہے -

(۲) کروڑوں روپیہ مندروں پر خرچ کر کے (لوگ) مُفلس ہوتے ہیں - اور اسمیں کاہلی ہوتی ہے -

(۳) عورتوں مردوں کا مندروں میں میل ہونے سے زنا کاری - لڑائی - بکھیڑا اور بیماریاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں (۴) اسی کو دھرم ارتھ کام اور مکتی کا ذریعہ مان کر سُست ہو کر انسانی جامہ رائیگاں کھوتے ہیں (۵) مختلف قسم کی متضاد - اشکال - نام اور حالات والے بُتوں کے پوجاریوں کا ایک عقیدہ نہیں رہتا اور متضاد عقیدے رکھ کر اور باہمی نفاق بڑھا کر ملک کی بربادی کرتے ہیں -

(۶) اسی کے بھروسے دشمن کی شکست اور اپنی فتح مان بیٹھے رہتے ہیں - انکے ہار ہو کر سلطنت - آزادی اور دولت کا آرام ان کے دشمنوں کے قبضہ میں ہو جاتا ہے - اور آپ محتاج بغیر بھٹیارے کے ٹٹو اور کمہار کے گدھے کی مانند دشمنوں کے بس ہو کر کئی طرح کی تکلیف پاتے ہیں -

(۷) جب کوئی کسی کو کہے کہ ہم تیری نشستگاہ یا نام پر پتھر دھریں - تو جیسے وہ اسپر خفا ہو کر مرتا یا گالی دیتا ہے - ویسے ہی جو پرمیشور کی عبادت کی جگہ دل اور نام پر پتھر وغیرہ بت دھرتے ہیں ان بُری عقل والوں کی تباہی پرمیشور کیوں نہ کرے -

(۸) وہم میں پڑ کر مندر بہ مندر ملک بملک پھرتے پھرتے تکلیف پاتے - دھرم - دنیا - اور عاقبت برباد کرتے - چور وغیرہ سے عذاب پاتے (اور ٹھگوں سے لٹتے رہتے ہیں)

(۹) بدچلن پوجاریوں (مجاوروں) کو دولت دیتے ہیں - وے اس دولت کو بیسوا - زناکاری شراب گوشت کے کھانے - لڑائی بکھیڑوں میں خرچ کرتے ہیں - جس سے دینے والیکے آرام کی جڑ کٹ کر تکلیف ہوتی ہے -

(۱۰) ماں باپ وغیرہ قابل تعظیم لوگوں کی بے عزتی کر پتھر وغیرہ بتوں کی عزت کر کے مُحسن کش ہو جاتے ہیں۔
(۱۱) ان بتوں کو کوئی توڑ ڈالتا یا چرا لے جاتا ہے تب ہائے ہائے کر کے روتے رہتے ہیں۔
(۱۲) پوجاری غیر عورتوں کی صحبت اور پوجارن غیر مردوں کی صحبت سے اکثر معیوب ہو کر عورت مرد کی محبت کی راحت کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں۔
(۱۳) سوامی (آقا) سیوک (نوکر) کی آگیا کی فرمانبرداری پوری طرح نہ ہونے سے باہم مخالفت ہو کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔
(۱۴) غیر مدرک کا دھیان کرنے والے کی روح بھی کُند ہو جاتی ہے کیوں کہ دھیان کی گئی چیز کی چھاپ کا خاصہ انتہ کرن کے ذریعے روح ضرور آتا ہے۔
(۱۵) پرمیشور نے خوشبودار پھول وغیرہ اشیا ہوا پانی کی بدبو دور کرنے اور صحت کیلئے بنائے ہیں ان کو پجاری جی توڑ کر یہ نہ جانتے ہوئے کہ ان پھولوں کی کتنے دن تک خوشبو آکاش میں پھیل کر ہوا پانی کی صفائی کرتی اور پوری خوشبو کے وقت تک انہیں رہتی اسکی بربادی درمیان میں ہی کر دیتے ہیں۔ پھول وغیرہ کیچڑ کیساتھ مل سڑ کر الٹی بدبو پیدا کر دیتے ہیں۔ کیا پرمیشور نے پتھر پر چڑھانے کیلئے پھول وغیرہ خوشبودار اشیا بنائی ہیں۔
(۱۶) پتھر پر چڑھے ہوئے پھول۔ صندل اور چاول وغیرہ سب پانی اور مٹی کے ساتھ ملنے سے موری یا حوض میں آکر سڑ جاتے ہیں اس سے اتنی بدبو آکاش میں پھیلتی ہے۔ کہ جتنی انسان کے براز کی اور ہزاروں جاندار اس میں پڑتے اسی میں مرتے سڑتے ہیں۔

ایسے ایسے کئی بت پرستی کرنے سے عیب واقع ہوتے ہیں۔ اس لئے پتھر وغیرہ کی بت پرستی شریف لوگوں کے لئے قطعی طور پر ممنوع ہے۔ اور جنہوں نے پتھر کی پرستش کی ہے۔ کرتے ہیں۔ اور کرینگے وے مذکورہ بالا عیبوں سے نہ بچے نہ بچتے ہیں۔ اور نہ بچینگے۔

اب تم ہی بتاؤ کہ جس بت پرستی میں اس قدر عیوب ہوں۔ جو خود تمہارے گرو نے تسلیم کئے ہیں اور اسی لعنتی شے کو قرآن کریم میں شرک کہا گیا ہے کیا اس شرک کا گناہ سب گناہوں سے بڑا نہیں اور جب بڑا ہے تو قابل عفو کیونکر ہوا اور مسلمانوں کو بہادر شفاعت پر جو انسانی فطرت کے موافق سچے اور ہیں ہم لکھ چکے ہیں۔

سوال نمبر ۹۳ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان خدا پردہ ڈالتا ہے۔

الجواب دیکھو جواب سوال نمبر ۲۰

سوال نمبر ۹۴ مشرک اور کافر ناپاک ہیں ان سے دوستی مت لگاؤ۔

الجواب (۱) مشرک کی بحث تو سوال نمبر ۹۲ میں ہم کر چکے ہیں (۲) کافر کی بحث اب سُن لو۔ منو ادھیا

نمبر ۲ شلوک نمبر ۱۱۔ جو شخص وید کے احکام کو بذریعہ علم منطق سمجھ کر وید شاستر کی توہین کرتا ہے وہ ناستک یعنی کافر ہے اسکو سادھو لوگ اپنی منڈلی سے باہر کر دیں۔ کافر کا لفظ بعینہٖ مطبوع نول کشور میں ہے۔ پھر ستیارتھ پرکاش سمللاس نمبر ۱ صفحہ ۲۵۲ فقرہ نمبر ۶ میں ہے کہ ناستک شہوت پرست۔ دغاباز۔ دروغ گو۔ خودغرض فریبی۔ حیلہ باز وغیرہ بُرے آدمیوں کی صحبت نہ کرے۔ آپت (اہل کمال) یعنی جو سچ بولنے والے دھرماتما اور دوسروں کی بہبودی جن کو عزیز ہے ہمیشہ انکی صحبت کرنیکا نام ستسنگ ہے آچار (پاکیزہ چلن) ہے۔

ستیارتھ سمللاس نمبر ۶ ستیارتھ صفحہ ۲۱۱۔ فقرہ ۵۳ منو ۷۔ ۱۹۵ و ۱۹۶۔ دشمن کو چاروں طرف محاصرہ کر کے رکھے اور اسکے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک۔ پانی اور ہیزم کو تلف و خراب کر دیوے دشمن کے تالاب۔ شہر کی فصیل اور کھائی کو توڑ پھوڑ دیوے رات کیوقت ان کو خوف دیوے اور فتح پانیکی تجاویز کرے اور ادانان کیا ناپاک اور بے ایمان اور منکر سے پاک اور ایماندار اور حق کے ماننے والی دلی تعلق پیدا کر سکتے ہیں۔ چیت رامیون۔ اگھوریون۔ ناستکوں کا اب تجھے تعلق ہو سکتا ہے۔ اور کیا سعید دشمنی بُرے بھلے۔ دیوا سر من سنگرام (جنگ) چاہیئے۔ یا ہم پریم لے سچائی سے دانستہ دشمنی کرنیوالے فلاح سے کوسوں بھاگنے والے کبھی تو غور سے کام لے کیا یہ تیرا اعتراض کچھ بھی رستی اپنے اندر رکھتے ہیں اور اظہار حق کے لئے ایک اور آیت جو تمہارے اعتراض کی بیخکنی کر دے تجھ کو سناتا ہوں۔ لَا[1] يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (پ ۲۸ ممتحنہ)

سوال نمبر ۹۵۔ کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ یہ تعلیم امن و چین کا کس قدر خون کرنیوالی ہے

الجواب۔ مگر ایسی جیسے خطرناک وید کی تعلیم ہے۔ کیونکہ ستیارتھ ۱۸۱ میں لکھا ہے۔ **ایشور** ہدایت فرماتا ہے کہ اے فرمان روا لوگو! تمہارے اسلحہ (ہتیار) **آتشین** وغیرہ از قسم شستر توپ۔ تفنگ تیر و تلوار وغیرہ شستر مخالفوں کو مغلوب کرتے اور ان کو روکنے کے لئے قابل تعریف اور با استحکام ہوں تمہاری فوج مستوجب توصیف ہو تاکہ تم لوگ ہمیشہ فتحیاب ہوتے رہو۔ سفیر کا خاص کام ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۹۲ میں لکھا ہے۔ اور بداندیشوں کے جتھوں کو توڑ پھوڑ دے۔ سفیر کا عمل ایسا ہونا چاہیئے۔ جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جاوے منو ۷۔ ۶۸۔ ستیارتھ ۲۱۱۔ منو ۷۔ ۱۹۵۔

کسی وقت مناسب سمجھے تو دشمن کو چار و نطرف سے محاصرہ کر کے اور اسکے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک پانی اور ہیزم کو تلف و خراب کر دے منو ۷۔ ۱۹۱۔ ستیارتھ ۲۲۴۔ بداعمال آدمیوں کے مارنے میں قاتل کو

[1] ترجمہ۔ نہیں روکتا تمہیں اللہ ان لوگوں سے جنہوں نے تم سے دینی لڑائی نہیں کی اور نہیں گھروں سے نہیں نکالا تم کو اس سے نیکی کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ کرو۔

پاپ نہیں ہوتا خواہ علانیہ مارے خواہ غیر علانیہ۔ کیونکہ غضب والیکو غضب سے مارنا گویا غضب سے غضب کی لڑائی ہے منو ۸۔ ۳۵۱۔ جرائم میں سخت سزا دینا دراصل سختی نہیں ستیارتھ ۱۲۰ جو اسکو سخت سزا جانتے ہیں وہ سیاست ملکی کے اصول کو نہیں سمجھتے اور ایسے حوالے بیسیوں نہیں صدہا نہیں ہزاروں ہیں۔

جس آیت پر تمنے نافہمی سے اعتراض کیا ہے اسکے پہلے ہے۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (پ۲۲۔ احزاب) یعنی مومن مردوں اور عورتوں کو بیجا ناحق دکھ دینے والے بہتان اور بھاری گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے۔ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (پ۲۲ احزاب) یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بری خبریں اڑانیوالے اب بھی باز نہ آئیں۔ تو ہم تجھے ان پر غلبہ دینگے پھر یہ لوگ تیری پڑوس میں نہیں رہنے پائینگے ہر طرف سے دھکے دئے جائینگے جہاں کہیں پائے جائینگے۔ پکڑے جائینگے اور قتل کئے جائینگے۔

اب تم نے سمجھا کہ یہ قتل کے احکام ان بدمعاشوں کے متعلق ہیں۔ جنہوں نے مومن ایماندار مردوں کی اور مومنہ ایماندار عورتوں کو بے وجہ دکھ دینا اپنا پیشہ بنا رکھا تھا۔ اور پھر باوجیکہ ان کو سمجھایا گیا جب بھی فساد اور بغاوت پر تلے رہے۔ اگر تمکو ذرا بھی عقل ہوتی۔ تو تم سیاست ملکی کے احکام کی قدر کرتے۔ مگر کیا کوئی تو بدمعاش ہے یا نیچ ہے جو احکام سیاست کو برا مانتا ہے تمنے جو رسالہ لکھا ہے کیا یہ امن وچین کا خون کرنیوالا نہیں ایک دفعہ ایک آریہ نے مجھ سے کہا۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ (پ۲ بقرہ) بڑا خطرناک حکم ہے میں نے کہا۔ کہ آپ عربی جانتے ہیں یہاں هُمْ سے کون لوگ مراد ہیں۔ اگر آپ کو معلوم نہیں تو ذرا اس حکم کے پہلے دیکھو کیا لکھا ہے وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (پ۲ بقرہ) اور خدا کی راہ میں انہیں سے لڑو جو تم سے لڑیں اور حد سے مت بڑھو۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اس جواب پر وہ معترض مبہوت رہ گیا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے اپنے کلام کو ایسے طور پر اور ایسے اسلوب پر رکھا ہے کہ کسی نکتہ چین کا ہاتھ اس پر پڑ نہیں سکتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس موقعہ پر عیب گیر اعتراض کی انگلی رکھتا ہے اسی جگہ معانی اور اسرار اور حکمتوں کا خزانہ ہوتا ہے یہ نکتہ چینیاں بیجا اور لغو ثابت ہو جانے کے بعد آخر ایک وقت میں ہزارہا سعید الفطرتوں کو ہدایت کی طرف کھینچ لائینگے۔ ہم مسلمان ان خردہ گیروں کو اسلام کے خادم یقین کرتے ہیں۔ اور خوب سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کے لئے راہ صاف کر رہے ہیں۔

قومی۔مذہبی۔ملکی اور جوشیلے نوجوانوں میں جب بڑی بڑی اختلاف ہوتے ہیں۔اور یہ سمندر عام جوش مارتا ہے تو آخر اس اختلاف کا ثمرہ وحدت ہی ہوتا ہے سکھوں۔مرہٹہ نے اگر طوائف الملوکی پیدا کردی جیسے کہ تمہارے سماج کے آدہ گرو نے لکھا ہے تو دیکھ لو آخر انڈیا میں کیسی وحدت والی سلطنت اللہ تعالیٰ نے پیدا کردی یقیناً مجھے خوشبو آرہی ہے کہ صرف باتوں کا مذہب مذہب نہیں ہوسکتا۔آخر حق غالب آتا ہے اور حقیقی علم کے ساتھ حقیقی عمل ہی نافع و بابرکت ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۹۶۔لوٹ کا مال خدا کا اور اسکے رسول کا حق ہے خدا کو مال کا پانچواں حصہ ملنا چاہیئے۔بھلا محمود کا کیا قصور۔

الجواب۔تمکو نہ اللہ تعالیٰ نے سلطنت دی نہ اس کا کچھ حصہ عطا کیا۔لیکھرامی آریہ کا ملک ہو تو تمہارے ارادوں کا پتہ لگے تو عجیب دماغ کے ہو تمہیں نفع پہنچے یا نہ پہنچے مگر شاید کیسکو تو فائدہ پہنچے ہی گا۔اس لئے چند باتیں لکھتے ہیں۔سنو۔تمہارے ہاں لکھا ہے اور راجا بھی اس دولت میں سے جو بنے ملکر فتح کی ہو سولہواں حصہ فوج کے سپاہیوں کو دیوے۔دیکھو تمہارے ہاں کی تقسیم جور اور حیف پر مبنی ہے اسمیں یہ ہے کہ سولھواں حصہ فوج کو دیا جائے اور پندرہ حصے راجا لیوے۔مگر قرآن کریم یوں تقسیم فرماتا ہے۔کہ چار حصہ فوج لے اور پانچواں حصہ الٰہی کاموں اور رسول کے مصارف میں صرف ہو۔ہے کوئی رشید جو انصاف اور امتیاز کی نگاہ سے ان دونوں قانون کو دیکھے۔

سام وید باب ۸ فصل ۲۔پرپاٹھک ۹:۔اے وہ اندر کہ تیری دولت تجھ ہی میں ہے اس آدمی پر کون متنفس حملہ کریگا۔فیصلہ کے دن اے گھاون توی دل تیرے عقیدے کے طفیل سے لوٹ کا مال جیتے ہیں اور محمود کو کون عقلمند انڈین حملوں میں قصوروار ٹھیرا سکتا ہے۔

سوال نمبر ۹۷ دین اسلام خدا کی طرف سے نہیں۔کیونکہ اسمیں سب برائیاں خدا کے ذمے لگائی گئی ہیں۔گمراہ کنندہ ہے شیطان منجانب اللہ ہے عورتوں نہ اتفاق نہ سلوک ہے۔

الجواب۔اسلام کے معنی ہیں۔فرمانبرداری اور اطاعت الاسلام کے معنی ہیں خاص طاعت انقیاد حکم حاکم پر کاربند ہونا اور اسکی منع کردہ باتوں سے رُک جانا اور حاکم پر کوئی اعتراض نہ کرنا (اقرب) یہ لفظ سِلم سے نکلا ہے۔جس کے معنی صلح و آشتی کے ہیں۔اس کا مادہ السلام اور السلامۃ بھی کہا گیا ہے جسکے معنی ہیں ہر قسم کے الزاموں سے بری ہونا۔عافیت کی زندگی بسر کرنا۔باہمی صلح سے رہنا جنگ نہ کرنا عمدہ عزت و پیار کے الفاظ سے ایک دوسرے کیساتھ پیش آنا۔جناب الٰہی کے حضور خشوع و انکسار سے رہنا نبی کریم جو کچھ لائے ہیں۔سب کا کاربند ہونا (لسان) کامل خلاص عبادت میں اختیار کرنا (مجمع البحرین) خلاصہ معانی

فرمانبرداری صلح سلامت روی پاک و بے عیب زندگی بسر کرنا۔ بغاوت سے بچنا۔ عبادت میں شرک سے بچنا۔ کامل انسان اور صاحب خلق عظیم کا اتباع کرنا **ترک اسلام** کے معنی ہوئے شریر۔ سرکش۔ جنگجو۔ عیبدار۔ باغی اور مشرک ہونا۔ کامل اور خلق عظیم والے کی مخالفت کرنا ہیں کہ از کہ بریدی و یا کہ پیوستی۔ ہمارے ہادی نے فرمایا ہے۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ یعنی مسلم وہ ہے کہ جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلم بچے رہیں اب کیا اسمیں کوئی شک ہے کہ تو اور تیرا مہاں گورو یقیناً تارک اسلام ہو۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ دیانند نے ستیارتھ پرکاش کا خاتمہ ترک اسلام پر کیا۔ کوئی کتاب مسلمانوں کی طرف سے آریہ کے مقابلہ پر ستیارتھ سے پہلے نہیں لکھی گئی۔ بت پرستوں کے بالمقابل کتابیں تصنیف ہوئیں انکے اسباب ہم علیحدہ بتا سکتے ہیں اور وہ خود آریہ سماج کے مدمقابل ہیں۔ ستیارتھ والے نے خود انکی مخالفت بہت کی ہے دیانندیوں کا مقابلہ اسلامیوں کیطرف سے ابتداءً نہیں ہوا۔ دیانند نے اسلام کی کتاب کو اسلام کے رسول کو اسلام کے خدا کو دل کھول کر گالیاں دیں۔ جیسے ستیارتھ کے چودہ سملاس سے ظاہر ہے۔ اور اسی پر اپنا اور اپنی کتاب کے کمالات کا خاتمہ کیا ہے

بعض احمق اور نادان لوگوں نے مجھے کہا۔ کہ ہندو مذہب کا مقابلہ ابتداءً اسلام نے کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ ہندو ہیں۔ اس مقابلہ میں ہیگ والنگ کی پرستش پر اعتراض تھا۔ کیا آپ اسکے پوجاری ہیں اس پر وہ حیران سے رہ گئے۔ ایک اور تھے۔ جنہوں نے کہا کہ **مرزا غلام احمد** صاحب نے آریہ کو گالیاں دلائیں۔ میں نے کہا آپنے ستیارتھ پرکاش کا آخر پڑھا ہے۔ اسمیں کیا لکھا ہے اسپر وہ صاحب کھسیانے ہو کر بولے۔ کہ نہیں میں نے کہا۔ کہ جب اسقدر اپنے مذہب پر حملوں سے ناواقف ہیں تو آپ شرم کریں۔ انسان پیدائش میں تعلیمیافتہ نہیں ہوا کرتا۔ قرآن میں ہے وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا (پ ۱۴۔ نحل)

اور سچ بھی ہے۔ کیونکہ ابتداء انسان اس طرح ہوئی ہے۔ عناصر کی ترکیب سے نباتات ہوئی نباتات اور عناصر کی ترکیب سے حیوانات اور دونوں قسم نباتات و حیوانات کے استعمال اور عناصر سے انسانی خون ہوا اس سے نطفہ بنا اور اس سے انسان بنتا ہے دیکھو کس طرح تدریجی ترقی پر انسان آتا ہے کہاں کانپر جنم۔ آخر آدمی پیدا ہوتا ہے کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ سونا۔ جاگنا۔ ہنسنا۔ رونا۔ محبت اور غضب یہی اسکے ابتدائی کام ہوتے ہیں جب بڑھا عام حیوانات سے ترقی کرنے لگا۔ کھانے میں پینے میں و پہننے میں سونے جاگنے ہنسنے رونے محبت اور غضب میں اس نے اصلاح شروع کی اور ان کو اعتدال پر لانے لگا۔ بدیوں پر اور ان کے ارتکاب پر اندر ہی اندر بلکہ عملاً بھی اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور اگر ایسے لوگ اسکے اردگرد ہوں جنہوں نے اپنے اس مرتبہ میں اپنی فطرت و وجدان نور معرفت اور نور ایمان کو قتل کر دیا ہے تو ان کی حالت مستثنیٰ ہے کہا نہیں اصلاح یہ ہے کہ کتا گلا گتے کی طرح بلکہ سوار خود فی الطبع لوگوں کی طرح خون و سور نہیں کھاتا۔ پینے میں اصلاح یہ ہے کہ

بدمزہ - زہردار - مضر - مسکر اور مفتر کو استعمال نہیں کرتا - غرض کلوا واشربوا میں ولا تسرفوا کا کاربند بنجاتا ہے اور اپنی عام چال میں واقصد فی مشیک کا عامل بنجاتا ہے لباس پہننے میں ننگا رہنا خلاف انسانیت یقین کرتا ہے شہوانی قوی کیلئے تخصیص سے کام لیتا ہے پھر اس طرح ترقی کرتا ہوا علوم جسمانیہ وروحانیہ میں اپنی اور اپنے بنی نوع کی بہتری چاہتا ہے اور الٰہی رضامندی اور اسکی محبت کے لئے تڑپتا ہے مگر بعض لوگ رہبر خشک اور من مانی رہبر نکالتے یا اختراعی راہوں پر چلتے ہیں - جیسے اکثر زاہد خشک اور میشلیٹوں کے گرویدہ اور اکثر ممبران انجمن ہا رسعید الفطرۃ اسلامی راہ یعنی خدا کی بتائی ہوئی راہ کو اختیار کرتے ہیں - وہ جانتے ہیں کہ ہر ایک طبعی حالت کو اخلاقی رنگ میں الٰہی احکام کے ذریعہ لانا اصل شائستگی اور حقیقی مذہب ہے - صرف طبعی حالت پر رہنا کوئی عمدہ صفت نہیں مثلاً نرم دلی دل کی غریبی اور جھگڑے کو پسند نہ کرنا اور مقابلہ سے گریز ایسی صفات ہیں کہ بہت حیوانات ان سے موصوف ہیں کتوں کی صلح کاری باہمہ دھتکاریاں ہے حاجت بیان نہیں - جوؤں تک کا مارنا بلکہ ہوم کو ترک کر دینا کاسمیں شہد ڈالنا پڑتا ہے - اور اس میں مکھیوں کی خانہ بربادی ہے - ہوم میں مشک ڈالنا پڑتا ہے - اسکی گرانی کے باعث شکاری لوگ ہرنوں کا استیصال کر دینگے موتیوں اور ریشم کو استعمال میں نہ لانا اس خوف سے کہ ہزاروں سیپ کے کیڑے اور ریشم کے کیڑے تباہ ہونگے بلکہ گھی بھی ترک کر دینا اس خیال سے کہ اس میں بچھڑوں کی حق تلفی ہے یہ سب باتیں خوبی کی باتیں نہیں انکے خلاف اسلام کیا ہے - وہ ہے تمام ترقیات میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہونا - قرآن مجید میں لکھا ہے - بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پ ۱ بقرہ) قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (پ ۸ - انعام) پس اسلام یہ چیز ہے جسکو تمنے ترک کیا - اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ ہم دیباچہ میں لکھینگے انشاء اللہ تعالیٰ - باقی حصہ اعتراضات کا جواب دیکھو سوال نمبر ۱۳ - اور سوال ۱۴ - اور آخر دیباچہ میں -

سوال نمبر ۹۸ - عورتیں تمہاری کھیتی ہیں آدمیوں کے برابر ان کے حقوق نہیں -

الجواب - ان تراکیب سے آپ کو عمدہ اور اعلیٰ قوم کی بی بی نہیں ملسکتی - افسوس تجھ پر اور تیرے اعوان اور انصار پر دیانند تیری دیانند نے کیا کہا ہے اور کس طرح عورت کو کھیت سے تشبیہ دی ہے - نابکار یہ قرآنی معجزہ ہے کہ جس کا تمنے انکار کیا وہی بات تمہارے گھر میں ہم دکھا دیں اگرچہ ہماری باتیں اس سے اعلیٰ ہوتی ہیں دیانند کا قول ہے - جو کوئی اس بیش قیمت چیز کو بیگانی عورت - رنڈی یا بڑی عمر دونکی صحبت میں کھوتے ہیں وہی بڑی بیعقل ہوتی ہیں کیونکہ کسان یا مالی جاہل ہو کر بھی اپنے **کھیت** یا باغیچے کے سوا اور کہیں بیج نہیں بوتے - جبکہ معمولی بیج اور جاہل کا ایسا دستور ہے تو جو شخص سب سے اعلیٰ انسانی جسم کے درخت کے بیج کو بُرے کھیت میں کھوتا ہے وہ بھاری بیوقوف کہلاتا ہے کیونکہ اس کا پھل سب کو نہیں ملتا (۱۵۶ - ستیارتھ) اور اسی واسطے نیوگ کا بچہ دوسرے

ف کھیت ف کھیت

کا ہوتا ہے۔ گو دیانند پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ نیوگی کو بھی اس میں سے حصہ ملسکتا ہے اس سے نیوگ والے بھی بیوقوف نادان ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے سے ادنے میں بھی ویرج دان کرتے ہیں۔ منواد ھیائے ۹ شلوک ۴۸ تا ۵۱ صفحہ ۳۲۵-۴۸۔ جس طرح گئو۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ لونڈی۔ بھینس۔ بکری۔ بھیڑ۔ انہوں میں بچہ پیدا کرنیوالیکا مالک بچہ کو نہیں پاتا۔ اسی طرح دوسر کی عورت میں تخم ڈالنے والا اولاد کو نہیں پاتا۔ ۴۹۔ دوسرے کے کھیت میں تخم ڈالنے والا اس تخم کے ثمر کو کبھی نہیں پاتا۔ ۵۰ دوسر کی گئو میں دوسر کا بیل بچھڑا پیدا کرے۔ تو گئو کا مالک ان بچھڑوں کو پاتا ہے۔ اور بیل کا نطفہ بیفائدہ جاتا ہے ۵۱ اسی طرح دوسرے کے کھیت میں بیج بونے والا کھیت والیکا مطلب کرتا ہے آپ پھل کو نہیں پاتا ہے۔

منواد ھیائے دس کے شلوک ۷۰ میں بحث کی ہے۔ کہ اولاد میں اثر ماں کا ہوتا ہے۔ یا باپ کا اور ۷۱ میں کہا ہے اس زمین میں جو بیج پڑتا ہے۔ وہ برباد جاتا ہے اور کھیت اچھا ہے مگر اوسمیں بیج نہیں تو وہ صرف چبوترہ ہے دیکھو کھیت سے تشبیہ کیسی دی ہے۔

عورتوں کو کھیت کہنے کی غرض کیا ہے اول یہ کہ عورت سے خلاف وضع فطرۃ عمل نہ کیا جاوے دوم اس سے بکثرت جماع نہ کیا جاوے۔ سوم اسکی اور اسکے حمل کی ہمیشہ حفاظت ہو۔ چہارم جن کے بچے گر جاتے یا مر جاتے وہ اس تشبیہ سے یہ فائدہ اٹھائیں کہ ایک سال صحبت ترک کر دیں جس طرح زمین اس ترک سے مضبوط ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ عورت قابل حمل رکھنے کے ہو جاویگی۔ پنجم اپنے کھیت میں دوسرے کا بیج پڑنے نہ دے اس لئے کہ اس سے فساد ہوگا۔ اور عورتوں کے حقوق کے متعلق سنو کیا تمہارے قانون میں عورت و مرد کے حقوق مساوی ہیں۔ دیکھو منواد ھیائے ۵ شلوک ۱۴۷ و ۱۴۸ صفحہ ۱۸۵-۱۴۷ عورت نابالغ ہو یا جوان یا بڈھی ہو۔ گھر میں کوئی کام خود مختاری سے نہ کرے (دیکھو اپنے گھر کی مساوات کو) ۱۴۸:۔ عورت لڑکپن میں اپنے باپ کے اختیار میں رہے اور جوانی میں اپنے شوہر کے اختیار میں اور بعد وفات شوہر کے اپنے بیٹوں کے اختیار میں رہے خود مختار ہو کر کبھی نہ رہے۔

منواد ھیائے ۹ شلوک ۳ صفحہ ۳۲۷۔ لڑکپن میں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورتوں کی حفاظت کرے۔ کیونکہ عورتیں خود مختار ہونیکے لائق نہیں ہیں۔

منو ۹۔ ادھیائے شلوک ۱۵ و ۱۸ صفحہ ۳۲۹۔ عورت تدبیر نیک سے محفوظ بھی ہو۔ تاہم اپنی بداطواری و تلون طبعی و بیوفائی و عادات بد ان باتوں کو شوہر کو رنجیدہ کرتی ہے۔ اور قدرت نے کیا مرد و عورت میں مساوات رکھی ہے۔ بچہ کے پیٹ میں رکھنے جننے پرورش کرنے میں کیا عورت مرد مساوی ہیں ہرگز نہیں۔

سوال نمبر ۹۹ } اگر کوئی عورت بدکاری کرے۔ تو اس کو پیٹو اور گھر میں قید رکھو۔ کہ مر جاوے

بدکار مرد کو عورت جوتے کیوں نہ لگائے۔ عورت غلاموں کی طرح ملکیت تصور کیگئی ہے۔

الجواب وَاللّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْکُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِکُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا۔ وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْکُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (پ نساء) اس کا مطلب توصاف تھا۔ کہ شریر عورت کو بے وجہ سزا نہ دی جائے۔ بلکہ اسکی شرارت پر چار گواہ گواہی دیں کہ یہ عورت شریر ہے۔ تو اس کو قید کردو جب تک خدا تعالیٰ کوئی راہ نہ نکالے۔ اور اگر میاں بی بی دونوں شرارت کا ارتکاب کریں۔ تو دونوں کو سزا دو اور اگر شرارت کرنے سے باز آجاویں اور سنوار کرلیں تو ان سے اعراض کرلو۔ اگر یہ حکم خاوند کا تجویز کریں جیسے تم کہتے ہو تو پھر خاوند کیا خود اپنے آپ کو سزا دیگا۔

احمقوں کے اکثر کام حماقت کے ہی ہوتے ہیں۔ تو سنو یہ احکام سلطنت کے متعلق ہیں۔ جنکو سزاؤں کا اختیار ہوتا ہے۔ اور وہی امر فامسکوہن کے مخاطب ہیں اسکے معنی ہیں بند کرو۔ اب ہم تمہیں تمہارے گھر سے پتہ دیں جس بات پر تم نے اعتراض کیا وہ بعینہ لفظ بہ لفظ تمہارے گھر میں موجود ہے۔ منو ادھیا ۹ شلوک نمبر ۸۲ ص ۳۴۲

جس عورت کے اوپر دوسرا واہ شوہر نے کیا اور وہ عورت غصہ ہوکر گھر سے نکلی جاتی ہو تو اس کو روک کر گھر میں رکھنا خواہ خاندان کی روڑہ ترک کرنا چاہیئے۔ اور منو ۹۔ ۷:۔ میں ہے عورت کی حفاظت کرنے سے اپنے خاندان واولاد واتحاد دھرم وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ پس جو اعتراض تمنے کیا ہے بعینہ وہ تمہاری منوشاستر پر آتا ہے۔ رات دن عورتوں کو شوہر وغیرہ کے وسیلہ سے بے اختیار کرنا مناسب ہے جو عورت بشیوں میں لگی ہے اسکو اختیار میں رکھنا چاہیئے۔ منو ادھیا ۹۔ ۲:۔

عورتوں کو مشورہ سے الگ رکھے۔ منو ۷۔ ۱۴۹۔

سوال نمبر ۱۰۰ طلاق پر اعتراض عورت بدصورت ہو لڑکیاں پیدا کرے خراب ہو تو مرد طلاق دے اور اگر مرد بدصورت ہو لڑکیاں پیدا کرے خراب ہو۔ تو عورت طلاق نہ دے۔

الجواب۔ عورت کو پسند کرکے بیاہ کرنا شرع اسلام کا حکم ہے اور پھر ایک ایسا حکم ہے کہ تمہاری کسی کتاب میں نہیں اور نہ دنیا کی کسی کتاب اور قانون نے ایسی سفارش مردوں کو کی ہے۔ جیسی قرآن کریم نے عورتوں کی بہتری کے لئے فرمائی ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا کَثِیْرًا (پ نسا) ترجمہ اور تم عورتوں سے اچھی طرح برتاؤ کرو پس اگر تمہیں بری لگے۔ اور اللہ اسمیں خیر کثیر رکھدے۔ پھر فرمایا ہے فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ (پ نسا) انہیں نصیحت کرو اور انکی چارپائی الگ کردو۔ اور سزا دو اور اگر اسپر بھی باز نہ آئے

تو عورت کے رشتہ دار اور مرد کے رشتہ دار دونوں کو بلا کر کے صلح کرادیں۔ جیسے فرمایا۔ فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا (پ۔ نسا) یعنی حتی المقدور سمجھاؤ۔ کبھی سرزنش سے کبھی الگ سونے سے اگر اس طرح بھی نہ سمجھیں تو جیسے مذکور ہوا) پھر مرد اور عورت کے رشتہ داروں سے حکم بلاؤ۔ اس تدبیر کے موافق اگر عورت اور مرد کا ارادہ اصلاح کا ہوگا تو اللہ ان میں موافقت پیدا کردیگا۔ اور یہ تمہارا اعتراض کہ "عورت طلاق نہ دے" کورانہ تعصب یا جہالت سے پیدا ہوا ہے اسلام نے عورت کو صاف اجازت دی ہے وہ بھی واقعات ضروری کے پیش آنے پر مرد سے طلاق لے سکتی ہے۔ اسے اسلام کی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں۔ باایں ہمہ خدا تعالیٰ کی کتاب فرماتی ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (پ۲ بقرہ) اور عورتوں کے حقوق کی رعایت مردوں کے ذمہ ویسی ہے۔ جیسی کہ عورتوں پر مردوں کے حقوق کی۔ ہمنے تمام دنیا کے قوانین اور آسمانی کتابوں میں وہ آزادی اور حقوق عورتوں کے نہیں دیکھے۔ جو قرآن کریم میں بیان کئے ہیں اور ہندوؤں کے قوانین تو سن ہی چکے ہو۔ اب فیصلہ کرو کہ قدرتی اور سچی مساوات کہاں ہیں۔

سوال نمبر ۱۰۱ مرد ایک وقت میں دو دو تین تین چار چار کرے اور عورتیں ایک ہی وقت میں دو دو تین تین چار چار خاوند کیوں نہ کریں۔

الجواب۔ غالباً عقلمند بی بی کے کی مراد ایک وقت سے ایک دو منٹ تو نہیں ہوگی ہم فرض کرتے ہیں۔ کہ شلاً ایک مہینہ ایک برس یا تین برس مراد ہوگی۔ مگر تم ہی بتاؤ کہ ایک عورت ایک وقت ایک مرد کا بچہ تو پیٹ میں رکھ سکتی ہے تو کیا بہت سارے مردوں کا بیرج (منی) نطفہ بھی اسی پیٹ میں رکھ کر بچہ دے سکتی ہے۔ اگر تم بلا واسطہ اس مشکل کو حل نہ کرسکو تو آریہ سماج کی لائق استریوں سے یہ مسئلہ دریافت کرلو۔ اب رہی یہ بات کہ مرد ایک وقت میں کسقدر عورتوں میں بیج ڈال سکتا ہے۔ تو یہ بڑی بدیہی اور مشاہدہ کی بات ہے زمانہ میں یہ نظارہ نظر آرہا ہے عورتوں کا مکان مردوں کی کثرت کا مقتضی نہیں۔ قدرت نے ایسا نہیں بنایا۔ اس واسطے "کیوں نہ کریں" کا جواب ہے کہ نہ کریں۔ کیونکہ قانونِ الٰہی اجازت نہیں دیتا۔ اور قانونِ قدرت کی عدم اجازت سے منہ پھیر کر اسکی نہی پر اقدام کرنیوالا آتشک اور ایسی طرح طرح کی لعنتوں میں گرفتار ہوتا ہے۔

تعدادِ ازواج بے وجہ جائز نہیں اصل سبب تعدادِ ازواج کا بدکاریوں سے بچنا ہے جو لوگ بحثوں میں تعدادِ ازواج کے مخالف ہیں۔ وہ اندرونی خواہشات اور افعال کا مطالعہ کریں صرف کمزور حلق کے حادی۔ مخنث طبع۔ عدیم الفرصت لوگ اس فکر سے مستثنیٰ ہیں جس قوم نے زبان سے تعدادِ ازواج کا انکار کیا ہے وہ عملی طور پر ناجائز اور ناپاک تعددِ ازواج یعنی زناکاری میں گرفتار ہوئے ہیں۔ انکی خواہشوں کی وسعت اور دست اندازی

بنے ایک عورت پر قناعت نہ کرکے ثابت کردیا ہے کہ فطرت میں تعدد اور تنوع کی آرزو ضرور ہے خدا تعالیٰ کے قانون کا یہ مقتضا ہونا چاہیئے۔ کہ وہ انسان کی وسیع خواہشوں اور اندرونی میلانوں پر مطلع اور حاوی ہو کر ایسی ترتیب اور طرز پر واقع ہو کہ مختلف جذبات والی طبائع کو بھی تقویٰ اور طہارت کے دائرہ میں محدود رکھے ستیارتھ کے صفحہ ۱۲۰ میں لکھا ہے "جب مہینہ بھر میں حیض نہ آنے سے حمل کے ٹھیرنے کا یقین ہو جاوے۔ تب سے ایک برس تک عورت مرد ہمبستر کبھی نہ ہوں"

انصاف کے لئے میں تمام آریہ سماج اور ناظرین کتاب کی حضور میں اپیل کرتا ہوں کہ یہ عملدرآمد عام خلقت کا ہے اور جنکی بیبیاں حمل کے بعد حمل میں رہتی ہیں وہ دو تین سال صرف دو تین بار جماع کرکے تندرست قوی المزاج مجردہ کر متقی بنے رہ سکتے ہیں؟

اور صفحہ ۱۵۷ میں لکھا ہے اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنیکے عرصہ میں مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جاوے۔ تو کسی سے نیوگ کرکے اسکے لئے اولاد پیدا کردی کیا یہ دیانند کے احکام تقویٰ اور راستی کی ہدایتیں ہیں بدقسمت مصلح ناپاک تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہے۔ مگر خدا کے پاک نبیوں کے پاک فعل کی پیروی سے روکتا ہے۔ اب تعدد ازدواج کے ثبوت اپنے ہاں سے سن لو۔

منو ۷۔ ۲۲۱۔ صفحہ ۲۴۸ میں ہے کھانا کھا کر عورتوں کے ساتھ محل میں بہار کرے۔ اس کے بعد بوقتِ موقع پھر امور سلطنت کو دیکھے۔ پھر

منو ۹۔ ۱۲۴۔ صفحہ ۲۴۹ میں ہے:۔ بڑی عورت میں پہلے لڑکا پیدا ہوا ہو۔ تو پندرہ گئو اور ایک بیل لیوے۔ اسکے بعد چھوٹی عورت میں جو لڑکے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ اپنی والدہ کی شادی کے سلسلہ سے بزرگی کو پاکر یقیناً باقی ماندہ گئوؤں کا حصہ لیویں۔ پھر

منو ۹۔ ۱۸۳۔ صفحہ ۲۶۰ میں ہے ایک آدمی کی چار پانچ زوجہ ہوں ان سب میں ایک پتروان ہو۔ تو اسکے ہونے سے سب زوجہ پتروان کہلاتی ہیں۔ سب اس بات کو منو جی نے کہا ہے۔

پھر منو ۱۱۔ ۵۔ ۴۱۷ میں ہے:۔ پہلے عورت موجود ہو اور بھکشا سے دولت فراہم کرکے اس روپیہ سے دوسری شادی کرے۔ تو اوسکو صرف جماع کا لطف ملتا ہے اور اولاد اوسی کی ہے۔ جس نے دولت دی اسی قدر حوالے طالب حق اور خدا ترس کے لئے کافی ہیں۔ ان کے بعد پھر اسلام پر اعتراض کرنا ایسے شخص کا کام ہے۔ جسے حق اور حقیقت سے دراصل کوئی تعلق نہیں۔

سوال نمبر ۱۰۲۔ عورتیں پردہ کریں۔ مرد کیوں نہ کریں۔

الجواب۔ اول تو مرد و عورت میں مساوات کہاں کہ مساوی حقوق دیئے جاویں۔

دوم عورت کے لئے جو حمل بچہ جننے۔ دودھ پلانے کی تکلیف ہوتی ہیں۔ اسمیں مرد کو کس طرح عورت کے ساتھ مساوات کا حصّہ ہے۔

سیوم عورت کے لئے یہ تکالیف باسباب بہتر جنم خیال کی جاویں۔ تو بقیہ عدم مساوات کا عذر وسیع کیوں نہ کیا جاوے۔

چہارم یہ آیت جسکا حوالہ سوال میں دیا گیا ہے یہ ہے۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (پ۲۲۔ احزاب) اور اسکے ماقبل یوں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا۔ (پ۲۲۔ احزاب) **ترجمہ** اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ کہ بڑی چادریں اوڑھ لیا کریں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ پہچانی جائینگی۔ اور ستائی نہ جائینگی اور اللہ غفور رحیم ہے اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو خواہ مخواہ بغیر انکے اکتساب کے ایذا دیتے ہیں وہ بہتان اور بڑی بدکاری کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اسکے بعد یہ آیت ہے لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا (پ۲۲ احزاب) یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بُری خبریں اُڑانیوالے باز نہیں آئینگی۔ تو ہم تجھے اُن کی سزا دہی پر آمادہ کرینگے پھر یہ مدینہ میں تیری قرب وجوار میں رہنے نہیں پائینگے۔ ان آیات کا مطلب اور قصہ یہ ہے کہ مدینہ کے بعض بدمعاش مسلمان عورتوں کو چھیڑتے تھے۔ اور عورتوں کو دُکھ دیکر اُن کے متعلق لوگوں کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ چونکہ بظاہر مومن ہونیکے مدعی تھے۔ اس لئے جب پکڑے جاتے تو عذر کر دیتے کہ اسکو ہمنے پہچانا نہیں اسیواسطے یہ نشان لگایا گیا۔ غور کرو یہ کلمہ قرآن کریم کا اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ اور ماقبل کی آیت کس قدر صفائی سے بتاتی ہے۔ کہ بڑی چادر ایک نشان تھا۔ اور ان سے واضح ہوتا ہے کہ ایک شرارت کی بندش اسلام نے کی ہے اس لئے اس نشان کے بعد فرمایا کہ اب بھی اگر شریر شرارت سے باز نہ آئی۔ تو ہم ان کو خوفناک سزا دینگے۔ افسوس ایسے نشانوں اور سچی باتوں پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ سنو اس قسم کے نشان کیسے ہر جگہ موجود ہیں غور کرو منوادھیاء کے شلوک ۲۱۵۔ ماں بہن لڑکی ان سب کے ساتھ اکیلے مکان میں نہ رہے کیونکہ اندری بہت بلوان ہیں۔ پنڈتوں کو بھی بُری راہ پر کھینچ لاتی ہیں۔ اور ۲۱۴ میں ہے۔ کام کرودھ بہت پنڈت ہو یا مورکھ ہو اسکو بُری راہ میں لیجانے کے واسطے استری لوگ سامرتھ رکھتی ہیں۔ ستیارتھ کے تیسرے سملاس فقرہ ۴۲ صفحہ ۴۲:۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی پاٹھ شالا ایک دوسرے سے دو کوس دور ہونی چاہیئے۔ جو معلمہ یا معلم

یا نوکر چاکر ہوں لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں اور مردانہ مدرسہ میں مرد ہوں۔ زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ پاٹھ شالا میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پاوے۔ مطلب یہ کہ جبتک وہ برہمچاری یا برہمچارنی رہیں۔ تب تک عورت و مرد کے باہمی دیدار۔ مس۔ اکیلا رہنے بات چیت کرنے شہوتی کھانے باہم کھیلنے شہوت کا خیال۔ اور شہوتی صحبت ان آٹھ قسم کی زناکاری سے الگ رہیں۔

سوچو اگر پردہ کی رسم جو اسلام نے قائم کی ہے نہ رہے تو ان آٹھ قسم کے زنا میں۔ دیدار اور شہوت کے خیال کا کیا حال ہوگا۔ **اوتارک اسلام** نوجوان سوچ کر تو ہی کچھ اس کا جواب دے۔

سوال نمبر ۱۰۳ لے پالک بیٹی کی بیوی حلال ہے اس طرح تو لوگ لے پالک بنا کر اور جائداد کا طمع دیکر جوڑ توڑ سے عورت اوڑا لینگے۔ بغیر نکاح و گواہ تصرف میں لانیکے لئے آیت قرآن پیش ہوگی۔

الجواب۔ لے پالک بنا کر۔ پال۔ لے پالک بنانا شرع اسلام میں جائز نہیں۔ تو آپ کا اعتراض کیونکر چسپاں ہوگا۔ لے پالک بیٹا حقیقۃً بیٹا ہی نہیں اور اس کو بیٹا کہنا سچ نہیں۔ اسی واسطے قرآن نے جو حقیقت کا کاشف ہے اس کو بیٹا کہنا جائز قرار نہیں دیا۔ کیونکہ بیٹا باپ کی جز ہوتا ہے۔ اور لے پالک غیر اور غیر کی نسل سے ہے مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے کہ حقیقی علوم کا معلم نیوگ کو کیونکر جائز کر سکتا ہے کیونکہ نیوگی بیٹا نیوگ کنندہ کا نطفہ اور اس کا جزو ہوتا ہے۔ نیوگ کنندہ اولاد کا لالچ دے کر لذت و مزہ بھی اٹھالے اور پھر اپنے بیرج کی اولاد کو دوسری کے مال و دولت کا مالک بھی بنالے اور آہستہ آہستہ جوڑ توڑ کر کے آخر عورت بھی اڑا لے اور اپنا ہی بیٹا جائداد کا مالک کر دے اور پھر عذر کر دے کہ یہ وید کا ارشاد ہے آہ کوئی سمجھنے والا ہو۔

پھر اسلام میں لے پالک کی بیوی کیونکر جائز ہوگی جبکہ لے پالک بنانا ہی جائز نہیں۔ پھر کسی دوسرے کی بی بی بدوں طلاق کے اور اسکی عدت گذرنے سے پہلے جائز نہیں۔ پھر بدوں نکاح اور گواہوں بلکہ بلا رضامندی ان والیوں کے جو عورت کے مہتمم ہوں۔ ہماری مذہب میں کسی عورت کا بیاہنا جائز نہیں ہاں نیوگ میں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ سو وہ ہمارے یہاں ممنوع اور آپکے یہاں ضروری ہے۔ سوچو اور غور کرو کہ اس جبیث الزام کا نشانہ وید کا مذہب ہے۔ یا کوئی اور۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس کا کلام قرآن کریم ہر قسم کے ناپاک الزاموں سے پاک اور اسکے غیر ہر طرح کی نجاستوں میں آلودہ ہیں کوئی رشید ہے جو غور کرے۔

سوال نمبر ۱۰۴۔ غریبی سے مت ڈرو۔ نکاح کرلو۔ خدا تم کو غنی کر دیگا۔" اس پر ہنسی کی ہے اور تمسخر سے کام لیا ہے۔

الجواب ۔منو میں تو یہ لکھا ہے ۔کہ عورت کی حفاظت کرنے سے اپنے خاندان اولاد ۔آتما دھرم وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہے ۔منوادھیا ۹ ۔ ۷ ۔اور اسی منو کے ادھیا ۹ ۔شلوک ۳۰ میں ہے ۱۔
پُت نام ہے دوزخ کا اور اتر بمعنی محافظ کے ہیں چونکہ بیٹا باپ کو دوزخ سے بچاتا ہے اس سبب سے پتر کہاتا ہے ۔اس بات کو شری برہسپتی جی نے کہا ہے ۔
اور یہ تو ظاہر ہے ۔کہ غریبی بھی تمہارے یہاں ایک نرک ہے ۔ذرہ سوچو پتر تمہارا آریہ مسافر اور اسکے اوپر مہارشی دونو بلاپتر مرگئے ۔غور و تامل کرو ۔
مخلوق میں حیوانات کو پھر خاص انسانوں میں ہم دیکھتے ہیں ۔کہ لوگ مختلف القویٰ یعنی الگ الگ قوے کے پیدا ہوتے ہیں بعض کے قویٰ شہوانیہ قوی اور بعض کے بہت ضعیف ہوا کرتے ہیں ۔جس آیۃ کریمہ کا تمنے حوالہ دیا ہے ۔وہ آیۃ کریمہ یہ ہے ۔ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (پ ۱۸ ۔ ن ۴) یعنی اپنی میں سے بیوہ عورتوں اور قابل اور لائق لونڈوں اور لونڈیوں کا نکاح کردو ۔اگر وہ مفلس ہوں اور اس خوف سے نکاح نہ کریں تو اپنے فضل سے انہیں غنی کردیگا ۔اس آیت کریمہ کے پہلے بدکاریوں سے بچنے کا وعظ ہے اور تاکید ہے کہ بدوں اجازت صاحب خانہ کسی کے گھر مت جاؤ ۔اپنی نگاہیں نیچے رکھو ۔پھر یہ حکم دیا ہے کہ بے بیاہے مردوں اور عورتوں اور اپنے اچھے غلاموں داسوں اور لونڈیوں کا باذن ان کے والیوں کے بیاہ کردو ۔دیکھ کیسا پاک اصل ہے اور پاک حکم ہے ۔کہ اپنے لڑکوں لڑکیوں کا بیاہ تو کرتے ہو ۔داسوں اور داسیوں کے بیاہ بھی کردو ۔نیز شرع اسلام میں غلاموں اور لونڈے کیلئے گھر میں آنے جانیکی اجازت ہے اور اُن سے پردہ نہیں ۔اب اگر ان کی شادی نہ کی جاوے ۔تو آخر گھروں میں بدکاریوں کے مرتکب ہونگے ۔پس ضرور ہوا ۔کہ انکی شادیاں کردی جاویں کیونکہ آخر وہ بھی ہمارے ہی بچے بچیاں ہیں ۔اور بتایا ہے کہ وہ قابل شادی ہوں ۔اور شادی کی صلاحیت ان میں ہو تو انکی شادی کرو ۔علی العموم شادی شدہ انسان کاہل و سست نہیں رہ سکتا ۔نیز تعلقات کے باعث اسکے اخلاق میں بہت اصلاح ہوجاتی ہے ۔اور بی بی ۔بچوں ۔بیبیوں کے کنبہ اور تمام وسیع متعلقوں سے اسے بہت کچھ اخلاق سے کام لینا پڑیگا ۔
آخر تو بھی انسان ہے ۔سوچ تو سہی غلام اور لونڈیاں اور بے بیاہے مرد و عورت جن کو شہوت کے اسباب و بتیاریں دیئے گئے ہیں ۔غریبی کے باعث اگر بیاہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اور اسکے پیدا کردہ اعضا شہوت کے متعلق کیا یقین کریں ۔کہ ہم غریبوں کو یہ سامان حکیم خدا نے نعوذ باللہ نادانی اور ناعاقبت اندیشی سے دیا ہے ۔

سوال نمبر ۱۰۵ ماموں۔ چچا کی لڑکیاں بیاہ کرنا معیوب ہے۔ کیونکہ بھائی بہن کا بیاں بی بی بنانا معیوب ہے۔

الجواب۔ تم لوگوں کے فضول لغو اور دعوی ہی ہوتے ہیں۔ اس پر دلیل کیا کہ وہ معیوب ہے اور بھائی بہن کا بیاہ ہے۔ کیا وید میں ممنوع ہے کیا نیچر نے عقل نے کانشنس نے تجربہ نے اور بالآخر مشاہدہ نے اس تعلق کو منع کیا ہے۔

ہمارے ضلع شاہ پور پڑالے تحصیل خوشاب اور اسکے اردگرد بہت گاؤں ہیں اروڑا قوم ہندو نے تمہارے اس غلط خیال اور اسلامی تعلیم کی حقیقت کو سمجھ کر چچا اور ماموں جیسے قریب رشتوں میں شادیاں شروع کر دی ہیں۔ جیسے یورپ کی قوموں نے آخر مسئلہ طلاق کو اور مارمن قوم نے یورپ و امریکہ میں کثرت ازدواج کو قبول کر ہی لیا۔

سوال نمبر ۱۰۶ مسلمانوں کے لئے چار اور نبی کریم کے لئے زیادہ۔ قانون کو متقن خود توڑتا ہے۔

الجواب۔ تم نے سورۂ احزاب کا حوالہ دیا ہے۔ میں نے سورۂ احزاب کو پڑھا ہے۔ وہاں ہرگز نہیں لکھا کہ نبی کریم عام مسلمانوں سے زیادہ کے ساتھ شادی کر لیں۔

دوم اگر ایسا حکم سوائے سورۂ احزاب کے قرآن کے باہر بھی ہوتب بھی موجب اعتراض نہیں اول تو اس لئے کہ تم اعتراض پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ تمہارے ہاں نیوگ کے احکام میں لکھا ہے۔ (۱۰) ستیارتھ کہ برہمن اپنی بی بی سے دو بیٹے اور دوسرے کی بیویوں سے دو دو بیٹے اُن کے لئے پھر برہمن اپنی بی بی کے علاوہ برہمنی سے۔ کھتر انی سے۔ ویشنی سے نیوگ کرے۔ مگر کھتری برہمنی سے نہیں۔ بلکہ کھتر انی اور ویشنی سے اور ویشن صرف ویشنی سے نیوگ کر سکتا ہے۔

دیکھو برہمنوں نے جنھوں نے ویدوں کی شرح لکھی ہے اپنے حقوق کو کیسا مستثنےٰ کیا ہے۔ بلکہ یوں کہیں کہ وید نے ہی مستثنےٰ کیا ہو۔ اگر کہو کہ انکے علم و ہنر و فضل نے یہ امتیاز ان کو بخشا ہے۔ تو مسلمان اپنے رسول کو بہت بڑا عظیم الشان اور بینظیر انسان مانتے ہیں۔ پھر وہ کیوں ممتاز نہ مانے جائیں۔

سوال نمبر ۱۰۷۔ اے رسول ہم تم کو خبریں غیب کی سناتے ہیں۔ حالانکہ یہ قصہ ہائے بائبل میں موجود ہیں۔ ان میں غیب اور وحی کی کیا ضرورت تھی۔

الجواب (دیکھو سورۃ ہود) عقلمند انسان۔ بال یہ آیۃ شریفہ جس پر تیرا اعتراض ہے اسکے

پہلے یہ ذکر ہے۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پرستش مت کرو بے ریب میں تمہارے لئے ہوں ڈرانیوالا اور بشارت دینیوالا اور یہ کہ عفو مانگو اپنے رب سے اور حفاظت طلب کرو پھر اسی کیطرف متوجہ ہو جاؤ۔ مخالفت پر بتاتا ہوں کہ تم پر بڑی مخالفت کا وبال آئیگا۔ اور ناکام رہو گے اور موافقت پر تمہیں بشارت اور خوشخبری سناتا ہوں۔ پھر اس وعظ امید بیم کے بعد فرماتا ہے۔

(۲) وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ كَبِیْرٍ یعنی اگر تم منہ پھیرو گے تو بے ریب میں ڈرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے۔ پھر حضرت نبی کریم کے مخالفوں کی شرارتوں کا ذکر کیا ہے جو آپکے مقابلہ میں کرتے رہے پھر عظمت الٰہیہ کا بیان ہے پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے۔ تو منکر مہلت پر بھی ہنسی کرتے ہیں۔ پھر عام انسانی حالت کا تذکرہ کیا۔ پھر بتایا ہے کہ علی العموم انسانی محنت اگر دنیا کے لئے ہو تو انسان کو دنیا میں فائدہ ہوتا ہے مگر تیرے مقابلہ میں ان کی محنتیں بیکار ہیں۔

پھر فرمایا۔ جو شخص ہو کھلے عظیم الشان نشان پر اپنے رب کی طرف سے اور اسکے ساتھ ہو ایک عظیم الشان گواہ رب کی طرف سے اور پہلے سے کتاب موسیٰ بھی ایک بڑا امام اور رحمت ہو وہ تو ایمان لاتے ہیں۔ پھر اشارہ فرمایا ہے کہ جب عرب کی اقوام و احزاب چڑھائی کرینگے۔ تو اس کا خمیازہ دیکھینگے اس قصہ کی تفصیل سورۂ احزاب میں کی ہے۔ پھر کلمہ طیبہ اُولٰٓئِكَ لَمْ یَكُوْنُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ (پ ۱۲ ہود) میں بتایا کہ مخالف منکر تم کو اس زمین عرب میں عاجز کر نیوالے نہ ہوئے۔ پھر مومنین کو بشارت دی ہے کہ یہ جنت والے ہیں بواسطے صحابہ کرام اس جنت کے بھی وارث ہوئے جسکا وعدہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ اور اس جنت عدن کے بھی وارث ہوئے جسکو توریت اور مسلم کی حدیث میں جنت عدن فرمایا اور جسکے بھی جسکا فرعون فخر کرتا ہے۔ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ (پ ۲۵ زخرف) بلکہ اس سے بھی زمین کی بھی جسکو دیانند سوامی نے کہا ہے اسی کو یقین ہو گیا ہے کہ بعد الموت روضہ یا باغ جنت کے بھی مالک ہونگے اور بعد الحشر اس کامل الجملہ کے وارث ضرور ہونگے جنکی یہ آرام گاہیں مثل ہیں۔ پھر بتایا ہے کہ ان صداقتوں سے تم بیخبر ہو ہماری تمہاری مثل حق سے اندھا اور حق کے بینا۔ اور بہرا اور حق کو شنوا کی مثل ہے پھر نوح علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے۔ کیونکہ نوح رسول اللہ تھے۔ اور ان کے مخالف حق کے دشمن رسول کے مخالف تھے اور قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (پ ۱۳ یوسف) اس عبرت کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جس طرح نوح رسول اللہ کامیاب ہوئے اور ان کے منکر مخالف ناکام رہے۔ مخالفوں کا بیڑا آخر غرق ہوا۔ اسی طرح میرے مخالفو! تمہارا حال ہوگا۔ پھر آخر میں قصہ حضرت نوح پر فرمایا ہے [illegible]

الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ۔
(پ ۱۲ - ہود) یہ باتیں جو ہم تجھ سے کہتے ہیں غیب کی خبروں کو جو وحی کی ہم انکی تیری طرف تو نہیں جانتا تھا ان باتوں کو (کہ تیرا اور تیری اتباع کا انجام کیا ہوگا) اور نہ اس سے پہلے تیری قوم جانتی تھی کہ ان کا انجام کیا ہوگا) ہاں صبر اور انتظار سے دیکھ بے ریب آخر میدان متقی کیلئے ہے۔

سوال نمبر ۱۰۸ - انبیاء کے جتنے ناموں کا ذکر ہے۔ باقی کیوں نہیں۔

الجواب - انبیاء و رسل اس قدر گذرے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ اور فرماتا ہے۔ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ (پ مومن) خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ کہ ہم نے تمام دنیا کے شہروں میں راستباز بھیجے ہیں۔ پھر اس مشترک اور یکساں راستی کا ذکر کیا ہے جو تمام راستبازوں میں مسلم تھی۔ اور جسکو ان سب نے دنیا کو تبلیغ کیا۔ اور نمونہ کے طور پر ایک مخاطب قوم کے مسلم راستبازوں کا ذکر کیا اور ان کا نمونہ بتا کر یہ پیشگوئی اور پیشوکت پیشگوئی کی کہ میری تعلیم بھی وہی تعلیم ہے۔ جو کل راستباز دیتے آئے ہیں۔ اور میں اسی طرح کامیاب ہونگا۔ جس طرح وہ سب راستباز کامیاب ہوئے جنکی کامیابی تمہارے نزدیک بھی مسلم ہے۔

اور ان معترض کا منہ نہیں سوجھتا۔ کہ خدا کی کتاب بے فائدہ اسماشماری کر کے ہزاروں جلدیں ان بیشمار نبیوں اور مصلحوں کے اسماء کی تدوین میں جمع کر دیتی تو مخلوق کو اس سے کیا سبق دیتی قرآن کریم کا یہ نویں اور بلند دعوے کافی ہے کہ کل راستبازوں کی ایک ہی تعلیم تھی۔ اور میری وہی تعلیم ہے۔ اور میں ضرور کامیاب ہو جاؤنگا۔ اور ایسا ہی ہوا کہ خدا تعالیٰ کا وہ آخری فیلم الشان نبی ہر قسم کی کامیابی کا تاج پہنکر دنیا سے رخصت ہوا۔

سوال نمبر ۱۰۹ - ویدوں کا ذکر کیوں قرآن میں نہیں۔

الجواب - قرآن تذکرۃ للکتب کی کتاب نہیں وہ علم الٰہی کی کتاب ہے کتنے رسائل یہود و نصاریٰ کے پاس ہیں کسی کا ذکر نہیں صحف ابراہیم کا ذکر ہے اور وہ اب تک موجود نہیں یہ امر منوز فیصلہ طلب ہے کہ وید کوئی خاص متحقق متعین شے بھی ہے۔ اس اختلاف پر بحث کرنیکا یہ محل نہیں۔ مگر یہ امر مسلم ہے۔ کہ وید علم صحیح کا نام ہے اس لئے کہ وید کے معنی ہیں۔ وہ چیز جسکے ذریعہ ہم سوچتے اور سمجھتے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے تمام وہ ذرائع جن سے سچے علوم حاصل ہوتے ہیں۔ وید ہیں۔ سو قرآن کریم کے وہ تمام ذرائع صحیحہ واقعیہ بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً فرمایا۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ خود تمہارا معلم ہوگا۔ یہاں تقویٰ کو ذریعہ علم بتایا ہے تقویٰ کیا ہے عقاید صحیحہ راستبازی کے اقوال یا یوں کہیں ایمان بالغیب۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے دعا اور مخلوق کی بہتری کے لئے اپنے خداداد

قوتیں۔ اور زبان و اعضا سے اور اعمال سے کوشش کرنا۔ پہلے معنی رکوع ۱۰ پارہ ۱۰ اور دوسرے معنے سورۂ بقرہ پارہ اول کے پہلے رکوع میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور ہم نے اپنی کتاب میں بہت جگہ ذکر کیا ہے۔

دعا۔ یہاں کوشش بھی ذرائع علم صحیح ہیں۔ جن کی ہدایت اس آیت میں ہے۔

(۲) قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (پ ۱۶ طٰہٰ) اے میرے رب مجھے علم میں ترقی بخش۔

(۳) اور فرمایا ہے۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (پ ۲۶ محمد) کیوں قرآن کو غور سے نہیں پڑھتے۔

(۴) اور فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (پ ۲۰ عنکبوت) جو لوگ ہمارے لئے کوشش کرتے ہیں۔ ہماری راہوں کے پانے میں ہم ان کو اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں۔

(۵ و ۶) اور ذکر الٰہی اور تفکر بھی علم صحیح کا باعث ہو۔ چنانچہ فرمایا اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۴ آل عمران) یعنی نشان ہیں دانشمندوں کے لئے جو یاد رکھتے ہیں۔ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے لیٹے اور تفکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں۔ دیانند نے بھی لکھا ہے کہ رشی لوگوں کو مراقبوں۔ سمادھوں وغیرہ سے یہ سچے علوم حاصل ہوتے ہیں۔ غرض وہ تمام سچے علوم قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ جو انسان کی فلاح دنیوی و اُخروی کے لئے ضروری ہیں۔ اور حقیقی وید کے یہی معنی ہیں۔ اب بتاؤ ویدوں کا ذکر قرآن میں موجود ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۱۱۰ قسمت کماؤ پر خود گھوڑوں۔ ہماؤں وغیرہ کی قسمیں کھائی ہیں۔ ہمالہ۔ ایلپس۔ بندھیاچل۔ اڑو وغیرہ۔ بھینس ہاتھی۔ گنگا۔ جمنا وغیرہ کی قسمیں کیوں نہ کھائیں۔ دماغ میں نہ تھیں۔

الجواب۔ سنو! قسموں کا جواب تو مفصل سوال نمبر ۱۴ کے جواب میں موجود ہے پر تمہاری عادت ہے کہ تکرار اور بے وجہ تکرار کرتے ہو اور یہ تمہاری بے ایمانی ہے کہ تم نے تکرار کا عیب قرآن پر بے وجہ لگایا ہے۔ ذرا ان تم کو ہمالہ۔ بندھیاچل۔ اڑو۔ بھینس ہاتھی۔ گنگا۔ جمنا یاد آئیں۔ اور کشمیری۔ کابلی۔ چینی روسی وغیرہ کو اپنے اپنے ملک کے نظارہائے قدرت یاد آئینگے۔ تو کیا قرآن شریف تمام نظارہائے قدرت کی تفصیل کرتا پھر ان پر حوادث جدیدہ کی تفصیل کرتا جو روز نئے نئے واقع ہوتے ہیں۔ مگر یہ تو بتاؤ۔ کہ تمہارے منوجی اور اگ دلک جی نے قسموں میں کیوں خصوصیت کی ہے منوادھیا ۸ ۸۸ گئو۔ بیج اور سونا کی قسم دیکر دیشیہ سے پوچھے۔ دیکھو خصوصیت ہے یا نہیں اور قرآن کریم میں تو بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ (پ ۲۹ معارج) موجود ہیں۔ زیادہ کیوں نہ دکھائیں۔ بات یہ ہے مناظرات قدرت کو دعاوی کے ثبوت میں دلائل تک پیش کیا

جاتا ہے۔ جہانتک مخاطب کی سمجھ پہنچ سکتی ہے فہم سے بالا تر بات کرنا حکیم کا کام نہیں۔ انبیا اور رسل پر اللہ جلشانہ جیسا علیم وحکیم کیوں ایسی لغو حرکت کرتا۔

سوال نمبر ۱۱۱ ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا پر اعتراض کیا ہے کہ پڑھے لکھے عالم فاضل ان پڑھ کی بات کو کیوں مانیں۔ سورج کا دلدل میں غروب ہونا۔ عیسیٰ بلا باپ پیدا ہوگیا۔ لاٹھی کا سانپ بنگیا۔ یہ باتیں معقول پسند آدمی کی کتاب میں نہیں ہوسکتیں۔

الجواب آیت کے صحیح معنی ہم بتاتے ہیں مگر ان کے معنی کو بیان کرنے سے پہلے میں پوچھتا ہوں کہ سورج کا دلدل میں ڈوبنا کتنی بار بیان کر چکے ہو تم لوگوں کو تکرار مضامین کلام مجید پر اعتراض ہے اور ذرا سے رسالہ میں یہ تکرار۔ دیکھو سوال نمبر ۱۰۶ پھر عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر سوال دیکھو سوال نمبر ۱۶۔ ۴ پھر لاٹھی کے سانپ پر اعتراض دیکھو سوال نمبر ۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔

(۱) بھلا یہ تو بتاؤ کہ قرآن کریم میں کہاں لکھا ہے کہ سورج دلدل میں غروب ہوتا ہے۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ ہاں قرآن میں ہرگز ہرگز نہیں لکھا بلکہ وہاں لکھا ہے۔ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ یہاں لفظ وجدہا جسکے معنی ہیں سمجھا اس نے، سورج کو کہے ہیں۔

پھر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کون کہتا ہے۔ کہ ان پڑھ تھے۔ ہمارے جس قرآن مجید پر تمکو اعتراض ہے۔ اسمیں تو لکھا ہے۔ اور ہمارے ہادی کو خطاب ہے۔ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پ۵۔ نسا) اور فرمایا عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى (پ۲۷ نجم) اور فرمایا۔ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (پ۱۶ طٰہٰ) اور فرمایا۔ وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (پ۳۰ اقرء) پس آپ کا معلم وہ علیم وخبیر ہے۔ جس کا دوسرا نام رب العالمین ہے۔ وہ ہر ایک کو اس طرح اب بھی سکھانے کو تیار ہے۔ جس طرح اس نے پہلے سکھایا جیسے فرمایا۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَیُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ (پ۳ بقرہ)

ہاں تم بتاؤ کہ اگنی۔ اوت۔ انگرہ۔ وایو جو تمہارے اصل معلم وبانی دین خیال کئے گئے ہیں کیا پڑھے لکھے تھے۔ ان کے کسی اوستاد کا نام بتاؤ۔ مگر آپنے نورالدین کی شاگردی تو کرنا نہیں۔ کیا پال وہ پڑھے لکھے تھے۔ اگر ہاں کہو تو ثبوت دو ویدسے۔ اور اگر کہو کہ نہیں تو دست برداری کرو اعتراض سے۔ بات یہ ہے کہ اول تو رشی بے باپ تھے۔ دوم تمہارے اعتقاد کے موافق یہ خلاف قانون قدرت ہے کہ خدا ان سے بولا ہو سوم بہرحال ان پڑھ تھے۔ میولر شیون نے جب یہ کلام ان سے سنا تو وہ خود عملاً کچھ نہیں بتا سکے بلکہ ان رشیوں کو بھی صرف اپنے فکر وخیالات سے خود بخود برہموں کی طرح ہی ویدک معانی سمجھنے پڑے بخلاف ہادی اسلام کے کہ اپنے قرآن کریم کا اول عملی نمونہ بن کر دکھایا۔ آپنے عمل کر کے دکھایا۔ عمل ودرآمد کرا کر

دیکھا۔ تو تو بی۔ اے۔ اور نعوذ باللہ اسلامی اسکول کا ہیڈ ماسٹر رہا تھا۔ کیا سچ مچ مہابھارت پڑھ کر بھی تو کیا پڑھا ہوا تھا۔ اور کیا لکھا تھا۔ آریہ ورت کی تمام تفاسیر وید تو غلط ہیں۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۵۳۲۔ اور رگوید بھومکا صفحہ ۲۰۰۔ اور آریہ ورت کا عملدرآمد قبل از آریہ سماج از سرتاپا غلط تھا۔ آریہ ورت کے مصلح شنکراچاریہ بھی تمہارے نزدیک غلطی پر تھے۔ کیونکہ شنکراچاریہ ویدانتی تھے۔ مگر ایسا دعوی اسلام اپنے ہادی کی نسبت نہیں کر سکتا۔ دیکھو عملدرآمد میں تعامل اسلام کیسا صحیح ہے۔

اب قسمت پہلی تفسیریں تو حسب تحقیق دیانند غلط تھیں اور دیانند کی تفسیر حسب تحقیق آریہ سماجیہ و تصدیق منشی رام وغیرہ غلط ہیں۔ دیکھو ترجمہ رگوید بھاشی بھومکا منشی رام کا ابتدا منشی رام کا ترجمہ صفحہ ۷۱۵ و ۷۱۶ اب آیت کے معنی سنو۔ اُمَّ الْقُرٰی کیطرف نسبت کرکے نہیں اُمی بولتے ہیں۔ تمنے مکہ کو اکمروا کی گردان کرکے دیکھا ہی کہ تم عربی جانتی ہو۔ پس کیا یہ سچ نہیں پس اُمی کے معنی ہوئے ام القریٰ کا رہنے والا اور ام القریٰ مکہ کا نام ہی۔ پس ان پڑھ کے معنے خواہ مخواہ لے لئے موقع مناسب آگا پیچھا دیکھ کر معنے کرنا چاہیئے تھا۔ اور سچ یہ ہی کہ جہاں کوئی ہادی بھیجا جاتا ہے اسی بستی کو اس ہادی کے زمانہ میں اور بستیوں کا اُم جسکے معنی اصل کے ہیں کہا جاتا ہے ثبوت یَبْعَثُ فِیْ اُمِّهَا رَسُوْلًا (پ ۲۰ قصص) قرآن میں ہے پھر اس لحاظ سے بھی مکہ معظمہ کو ام اور ام القریٰ کہا گیا اور ہر امور کی بستی ام ہوا کرتی ہی۔

سوال نمبر ۱۱۲ بلسان عربی مبین پر اعتراض کیا ہی اگر عرب عذر کر سکتے تھے کہ ہم عجمی نہیں جانتے تو عرب کے ماورا اور بلاد کے لوگ عذر کر سکتے ہیں۔ کہ ہم عربی نہیں جانتے۔ پھر کتاب الٰہی اسی زبان میں آنی چاہیئے۔ جو کسی قوم و ملک سے خصوصیت نہ رکھے۔ اور سب السنہ کی جڑ ہو۔

الجواب عرب لوگ تو عذر کر سکتے تھے۔ اور ان کا حق تھا۔ اور انہوں نے عذر کیا۔ تم لوگ عذر نہیں کر سکتے اور نہ تمنے اب تک عذر کیا۔ اور نہ تمہارا حق ہی کہ عذر کرو۔ میری بات معما پہیلی نہیں تم کو ذرا تفصیل سے سناتا ہوں۔ سنو اور پھر دیدۂ بصیرت سے دیکھو۔ مذہبی طور پر اگر دیکھا جاوے۔ تو تمام بلاد مذہبی تقسیم سے دو حصوں پر منقسم ہیں۔ اول مشرقی بلاد۔ مشرق سے میری مراد اسوقت ایران سے لیکر جاپان تک ہی دوم بلاد مغرب۔ مغرب سے مراد میری بلاد شام سے لیکر یورپ و امریکہ تک ہے کون منکر ہی انکار کر سکتا ہی۔ کہ ایران۔ جاپان کہاں لیتے ہیں۔ کہ ہندوستان مرکز ہے ایک مذہب کا ہسکو ہندوستان یا ایران نے مانا اور انہیں کا اثر چین و جاپان تک پہنچا۔ کیونکہ بدھ جی آرین تھے۔ اور گیا اس کا مرکز ہے تو اور امریکہ و یورپ کس مذہب کے تابع ہی اور مسیح علیہ السلام تو یروشلم کے باشندے تھے اور عبرانی تھے۔ پس ایرانی و آرین یا عبرانی انبیاء و اولیاء اصحاب کی ہی مذہب کی حکومت ان تمام بلاد میں ہی پس

جو لوگ عبرانیوں کے ماتحت حکومت رہ چکے ہیں۔ وہ کیونکر عذر کر سکتے ہیں۔ کہ اپنی بولی کے سوا دوسری زبان کی کتاب کے ہم ماتحت نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح جو لوگ وید کی زبان جو کسی ملک کی زبان نہیں یا ایرانی زبان کے ماتحت رہ چکے وہ کیونکر حذر کر سکتے ہیں۔ کہ ہم اپنی زبان کے ماوراء کسی زبان کی کتاب کے ماتحت نہیں ہو سکتے۔ ہاں عرب عذر کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے مرکز نے غیر زبان کو نہیں مانا اور مرکز عرب پر دونوں کی سلطنت قطعاً نہیں ہوئی اور دونوں کا کوئی اثر مرکز عرب پر نہیں پڑا۔ عوذکر دار سیا کی کتاب کے ابتداء میں مانا گیا ہے۔ کہ عرب پر کوئی اثر تعلیم عبرانیوں کا نہ تھا۔ اور تم تو مانتے ہی ہو کہ اَن پڑھوں میں اَن پڑھ ہمارے رسول تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم پس ان کو یا انکی قوم کو تمہاری ویدوں نے کیا نفع دیا اگر نفع دیتا تو اَن پڑھ کیوں رہتے اور کیا امید ویدوں سے ہو سکتی تھی۔ دیانند نے خود لکھا ہے کہ اور بلاد میں جو لوگ آباد ہوئے وہ برہمن تھے۔ بلکہ وغیرہ تھے پس ثابت ہوا کہ عرب عذر کر سکتے ہیں نہ غیر عرب۔

سوال نمبر ۱۳۱ لاتبدیل لکلمات اللہ پر اعتراض کیا ہے اگر کلمات سے مراد قانون قدرت ہے تو قرآن میں خلاف قانون قدرت کیوں۔ پھر گالی دی ہے۔ اور اگر آیات ہیں تو نسخ کیوں محقق کہتے ہیں احکام قرآن سے دکھا سکتا ہے۔ جو پہلے جائز کئے اور پھر ممنوع۔ شراب پہلے حرام نہیں کیا۔ پھر حرام کیا۔ اسی طرح بیت المقدس قبلہ تھا۔ پھر نہ رہا۔

الجواب جس کو تم لوگ قانون قدرت کہتے ہو اسکے خلاف بھی قرآن کریم میں ایک کلمہ نہیں مگر یاد رہے۔ کہ قانون قدرت میں تصوریاں خیالی فلسفہ بیش کرنا۔ سائنس کے خلاف کچھ دکھاؤ اور نسخ یعنی ابطال حکم بھی قرآن کریم میں قطعاً نہیں کیا یعنی قرآن کریم میں کوئی ایسا حکم موجود نہیں۔ جس پر کسی زمانہ میں تو ہم کو عملدرآمد کرنا ضرور تھا۔ اور اب اس پر عملدرآمد کسی طرح جائز نہ ہو بلکہ قطعاً ممنوع ہو مثلاً بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم جس آیت میں ہو وہ آیت قرآن کریم میں تو قطعاً موجود نہیں اسی طرح ایسی آیت بھی کوئی نہیں۔ اور قطعاً قرآن کریم میں نہیں کہ جس میں لکھا ہو۔ شراب حلال ہے تم پیا کرو ہاں یہ بات ہے کہ شراب پہلے ہی حرام کیوں نہ کیا۔ دیر کے بعد کیوں حرام کیا۔ مگر اسمیں نسخ کس حکم موجود فی القرآن کا ہوا۔ نزول ارشادات آخر تدریج ہوا کرتا ہے۔ کیا وید کی تمام احکام بلا کسی ترتیب کے یکدم رشیوں نے سمجھے تھے۔ نہیں اور ہرگز نہیں آپ تو کہتے ہیں کہ محقق کتنے احکام نکال سکتا ہے کہ پہلے جائز کئے۔ پھر ممنوع ہاں مجھے تو کوئی آیت ایسی معلوم نہیں جس کو یہ پایا جائے کہ فلاں حکم جائز یا ضرور ہے پھر بعینہٖ اسی حکم کو کہا گیا ہو کہ یہ حکم ممنوع ہے۔ نہیں۔ نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ ہمکو ہمارے قرآن نے کہیں نہیں کہا۔ کہ فلاں حکم جو فلاں آیت میں ہے۔ اب قطعاً منسوخ ہو گیا۔ ہمارے ہادی نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ کہ فلاں حکم قرآنی اب منسوخ ہے آپ کے پاک جانشینوں ابوبکرؓ و عمرؓ نے جنکی نسبت الٰہی حکم ہے۔ اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ ۱۱ توبہ) اور ان کے اتباع کو باعث اپنی خوشنودی کا فرمایا ہے۔ انہوں نے بھی نہیں فرمایا۔ کہ فلاں حکم قرآنی اب منسوخ ہے اسپر بالکل عمل درست نہیں۔ نسخ کے معنی اگر ابطال حکم کے ہیں۔ کہ قرآن میں ایک حکم موجود ہو اور وہ منسوخ کیا گیا ہو تو ایسا حکم بھی مجھے ہرگز معلوم نہیں اگر کسی کو اسکے خلاف دعویٰ ہو تو ثبوت دے۔ قرآن کریم حسب ارشاد الٰہی اکمال کے لئے آیا ہے جیسے اوسنے فرمایا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (پ ۶ مائدہ) پس وہ حقایق ثابتہ کے ابطال کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ اثبات حقائق کی خاتم الکتب ہے۔

ترک اسلام کے صفحہ ۶۲ کے سوال ۱۱۳ کا ایک طرف سے جواب۔ حکم

کہیں بوجہ غلطی اور نا سمجھی حاکم کے بدلا جاتا ہے اور کبھی بوجہ تبدل مصلحت بدلا جاتا ہے طبیب کہیں تشخیص میں غلطی کرتا ہے۔ اور اس وجہ سے اپنی غلطی پر اطلاع پاکر پہلے نسخہ کو بدلدیتا ہے۔ اور کبھی بوجہ تبدل حالات مریض یا اسلئے کہ پہلی دوائی کا وقت گذر گیا۔ اس پہلی دوائی کو بدل دیتا ہے۔ مثلاً اثنا علاج بخار میں اگر سرسام ہوجاوے۔ تو بوجہ تبدل احوال مریض نسخہ بدلا جاتا ہے۔ اسی طرح پہل کے جو مقوی نسخہ لکھا جاتا ہے۔ تو یہ تبدیل بوجہ اختتام پہلی دوائی کے وقت کے ہوتی ہے۔ مگر ہر چہ باد باد۔ ان ہر دو صورتوں میں تغییر و تبدیل اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ طبیب نے اپنی غلطی پر اطلاع پائی۔ اسی طرح ہو چو۔ خدا کے احکام تبدل و تغیر بھی اسی دوسری قسم کا ہوا کرتا ہے۔ پہلی قسم کا نہیں ہوتا۔ مگر حضرت معترض کو ان دقیق امور تک کی خبر ہی نہ ہو تو وہ کیا کریں۔ معذور ہیں۔ (انتصار الاسلام صفحہ ۱۳۵) للمولوی محمد قاسم

والجواب الثانی۔ اگر حکم خداوندی میں تغییر و تبدیل خلاف عقل ہے۔ تو ارادہ خداوندی میں

بھی تغییر و تبدیل خلاف عقل ہی ہوگا۔ حکم کے تبدیل میں اگر یہ خرابی ہے کہ خدا کی طرف غلط فہمی کا الزام آئیگا۔ تو ارادہ کی تغییر و تبدیل میں بھی یہی خرابی ہے کیونکہ ارادہ بھی مثل حکم کے فہم پر موقوف ہے یعنی جس طرح حکم جب دیتے ہیں۔ جب پہلے اپنے دل میں کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ ایسے سمجھ والے ارادہ بھی جب ہی کرتے ہیں۔ جب اس مراد میں کوئی فائدہ خیال کر لیتے ہیں۔ مگر یہ ہے تو پھر پیدا کرنیکے بعد معدوم کر دینا اور جلانیکے بعد مارنا اور عطائے صحت کے بعد مریض کر دینا۔ اور راحت کے بعد تکلیف میں ڈال دینا۔ علیٰ ہذا القیاس اس کا الٹا بھی خدا سے ممکن نہ ہو سکے کیونکہ یہ سب بارادۂ خدا ہوتے ہیں سو ایک ارادہ کے بعد دوسرا ارادہ مخالف اگر خدا کرے۔ تو یوں کہو پہلے بے سوچے سمجھے خدا نے ارادہ کر لیا تھا

(انتصارالاسلام) قاسم العلوم - ۱۲

اور سنو۔ قرآن مجید اور فرقان حمید میں اختلاف نہیں اول اس لئے کہ اختلاف کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ سُنیوں کا قرآن اور ہو شیعوں کا اور روافض کا اور ہو۔ خوارج کا اور۔ ظاہری لوگوں کا اور قرآن ہو۔ اور اہل تصوف کا اور متقلدوں کا اور۔ غیر متقلدوں کا اور۔ جیسے سناتن اور تمہارا باہم اختلاف ہی۔ کہ وہ برہمنوں اور اپنشدوں کو بھی ویدہی یقین کرتے ہیں۔ اور آریہ سماج صرف منتر بھاگ اور سنگھتا کو۔ قرآن کریم کی محافظت کا ٹھیکیدار خود اللہ رب العالمین ہی فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (پ۱۴ حجر) اور فرماتا ہے۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ (پ۲۹۔ قیامۃ) اور فرمایا۔ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (پ۲۴ فصلت) جیسے میں نے بارہا بیان کیا ہی۔ کہ ایک سلسلہ جسمانی امور کا ہوتا ہے۔ اور دوسرا سلسلہ روحانی امور کا۔ پس اسکے ظاہری سلسلہ کو دیکھو۔ پانچ وقت کے فرض اور آٹھ وقت کے نوافل ہیں۔ قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ کم سے کم چالیس رکعتوں میں اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ بلکہ اسّی رکعتوں میں اور حفاظ و علماء اور اہل دل ہر رکعت میں مختلف سورتیں پڑھتے ہیں۔ یہی تعامل اہل اسلام کا اب تک تیرہ سو سال سے ہی اور اسمیں اصل کتاب کے محفوظ رہنے کا بڑا سِرّ ہے۔ میں ان نادان۔ ناعاقبت اندیش اور کلام الٰہی کے مزہ سے ناواقف لوگوں کو کسی شمار میں نہیں لاسکتا۔ جو تیرہ سو برس کے حقیقی تعامل کے خلاف ترجمہ قرآن کے نماز میں مجوز ہیں گو وہ کئی رنگوں میں رسائل شایع کریں۔ یا کسی سلطانی دورہ کا قرب رکھتے ہوں نماز میں قرآن کریم پڑھنے کا ارشاد ہی۔ اور قرآن بلسان عربی ہے اور قرآن قرآناً عربیاً ہے اور ترجمہ ہمیشہ مترجم کا خیال ہوتا ہے۔ اور مترجم حسب استعداد و علم و فہم و اطلاع و وسعت علم ترجمہ الگ الگ کرتے ہیں۔ دنیا میں کوئی کتاب دیکھو اس کا ترجمہ ایک مذہب و ملک کے چند لوگ کریں سب مختلف ہی ہوگا۔

دوم ضروری ہے۔ کہ مسلمان لوگ قرآن کریم کا تدارس اور دَور کریں اور یہ دَور باہم ملکر پڑھنا قرآن کی حفاظت کا بڑا باعث ہی۔

سوم مریضوں کے سامنے حتی کہ خطرناک حالت میں بھی قرآن کا پڑھنا مسلمانوں میں معمول ہے۔ اور اسے ختم کہتے ہیں۔ اور یٰسین اور تبارک تو عام ملوانے بھی جانتے ہیں۔ یہ عملدرآمد بھی حفظ کا مؤید ہے۔ اور خوب مؤید ہے۔

چہارم ہر سال رمضان شریف میں قرآن کریم بکثرت پڑھا جاتا ہے تم کو تو خبر نہیں کیونکہ تم تو مسلمانوں کی گود میں نہیں پلے اور بعض ناعاقبت اندیشوں نے اسکو ترک کر دیا۔

پنجم حفاظ کے مجموعوں میں قرآن کریم دعوٰی سے یاد سنایا جاتا ہے۔ اور اس سے خوب حفاظت ہوتی ہے۔

ششم۔ ہر روز ہم لوگ خطوط تصانیف اور ہر روزہ بات چیت میں بہت بہت آیات پڑھتے ہیں۔ اور اس قدر پڑھی جاتی ہیں۔ کہ غالباً کل قرآن پڑھا جاتا ہے۔

ہفتم۔ مسلمان اور مخالفان اسلام بھی قرآن پر تفسیریں لکھتے ہیں۔ اور لکھتے آئے۔

ہشتم۔ باہمہ سخت عداوت و مخالفت۔ متکلمان شیعہ و سنی۔ خوارج۔ روافض وغیرہ فرق اسلام ایک ہی قرآن کو پیش کرتے ہیں۔

نہم۔ اسلامی سلطنتیں۔ انجمنیں اور جماعتیں گو اب سب کمزور ہیں۔ پھر باوجود افلاس کے فضول خرچ سست۔ باہم نفاق میں مبتلا مگر پھر بھی ہزاروں ہزار حافظ عورتیں اور مرد اس وقت بھی موجود ہیں۔ اب جب یہ حال ہے تو قوت و شوکت جاہ و جلال کیوقت قرآن کریم کا کیا چرچا ہوگا۔ پھر غور کرو۔ نبی کریم کے وقت جب مذہب اسلام میں نئے نئے جوشیلے داخل ہوئے۔ باایں کہ ان کی قوت حفظ ضرب المثل تھی۔ ان کو تئیس برس میں بتدریج قرآن کریم سنایا گیا۔

دہم۔ ہر ملک و ہر ایک قوم میں بڑوں اور چھوٹوں کا امتیاز ہوتا ہے۔ اور قرآن کی یہ قدر و منزلت اسلام نے کی تھی۔ کہ کہا۔ یوم القوم اقرءھم لکتاب اللہ قوم کا امام وہی ہو۔ جو سب سے بہتر کتاب اللہ کو پڑھ سکتا ہو۔ مطلب یہ کہ تمام محلوں اور جمعہ۔ وعیدین وغیرہ ایام میں پیش نماز سب لوگوں سے آگے وہ کھڑا ہو جو کوئی قرآن کریم زیادہ جانتا ہو۔ پس اب غور کرو۔ اس حکم سے قرآن کریم کی طرف عوام اور خواص کیسے جھکے ہونگے اسی واسطے ہماری تواریخوں میں ہے کہ ایک یمامہ کی لڑائی میں ستر قاری شہید ہو گئے تھے۔ ادنٰی درجہ اور قوم کے لوگ اسی واسطے پڑھتے تھے کہ آگے بڑھیں اور اعلٰی لوگ اس لئے کہ پیچھے نہ رہیں۔

دہم۔ قرآن کریم نزول کے وقت معاً لکھوایا جاتا ہے۔ اسی واسطے فرمایا۔ وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ (پ طور) اور ذٰلِكَ الْكِتٰبُ وغیرہ اور لکھا محفوظ رہتا ہے۔

یازدہم۔ یہی قرآن۔ تفاسیر۔ حدیث۔ فقہ و اصول وغیرہ اسلامیہ علوم کی جڑ تھا۔ بلکہ مباحثات میں بھی اول دلیل تھا۔ پھر یہ کیونکر ضایع ہو سکتا۔

دوازدہم۔ وعظوں میں اسی کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ اور مقدمات میں بھی اسی سے اولاً مقدم طور پر استدلال کیا جاتا تھا۔ اور کیا جاتا ہے۔ عبادات خلوت کی ہوں یا جلوت کی سب میں قرآن کریم مقدم تھا اور ہے اور ان میں پڑھا جاتا تھا۔ اور پڑھا جاتا ہے۔

سیزدہم۔ جس قدر لوگ اور قومیں مسلمان ہوتی تھیں ان کے مذہبی رسوم اور مقدمات کے لیے ماہران قرآن کو ان قوموں کے پاس روانہ کیا جاتا تھا۔ اور ان کا امین بنایا جاتا تھا۔

چہاردہم اسکے لکھنے والے بعض قطعی قرآن کے معزز بنائی گئے تھے۔ جیسے فرمایا۔ فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ کِرَامٍ بَرَرَةٍ (پ عبس)

پانزدہم۔ ثابت ہوتا ہی کہ زمانہ پاک میں اسکے نسخے موجود تھے۔ اسی واسطے فرمایا لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (پ واقعہ) کیسا مشہور قصہ ہی کہ جب حضرت عمرؓ ایمان لائے تو اسوقت آپ نے اپنی بہن کے پاس سے بیسویں سورۃ کی نقل لینی چاہی۔

ان تمام وجوہ کو جو قرآن کریم کی عصمت اور حفاظت کے ہمنے بیان کئے پڑھ کر اور ان میں غور کرنیکے بعد کون ایسا صاحبدل ہے جو قرآن کریم کی لانظیر عظمت میں شک کرسکتا اور معاً اس نتیجہ صحیحہ پر پہنچنے سے رُک سکتا ہے کہ دنیا میں قدیم سے ابتک کوئی ایسی کتاب نہیں۔ جسے اکرام اور حفاظت کا شرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہو۔

سوال نمبر ۱۱۴۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پر اعتراض کیا ہے کہ شکسپیر کے ناٹک۔ مکالے کے مضامین اور لڑکوں کی اونٹ پٹانگ۔ کوّے۔ چیل۔ بندر۔ چڑیوں کی بولیاں بے نظیری میں قرآن کی طرح خدا کا کلام ہوں۔

الجواب۔ اوّل۔ سنو جی شکسپیئر۔ مکالے۔ لڑکے۔ کوے۔ چیلوں۔ بندروں۔ چڑیوں نے کبھی دعویٰ اور تحدی نہیں کی۔ اور قرآن کریم کی بنظیری کا ایک انسان دعوے کرتا ہے اور بار بار کرتا ہے۔

دوم غور کرو **فصاحت بلاغت**۔ پیشگوئیاں اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ کامیابی وغیرہ کا نام نہیں لیا کہ قرآن کریم کی مثل فلان فلان بات میں تم پیش کرکے دکھاؤ۔ بلکہ عام دعوی بنظیری کا کیا ہے مخالفان اسلام کو موقع تھا۔ کہ کوئی کلام پیش کردیتے۔ گو وہ کاگ بھاش ہی ہوتا ..... اور کہدیتے کہ قرآن نے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (پ بقرہ) عام کہا ہی اور تخصیص کی نہیں۔ قران بھی ایک کلام ہے۔ اور جو ہم پیش کرتے ہیں وہ بھی کلام ہی۔ قران عربی ہے تو کیا آخر کلام ہے اور ہمارا پیش کردہ کلام گو مہمل یا کاگ بھاش ہی۔ مگر آخر کلام ہے۔ مگر کسی نے ایسا نہ کیا۔ اور نہ کرسکے یہی تو اعجاز ہے آپ کے بھائی امرتسری مولوی یہاں بھی نہیں چوکے۔ ہمیں تعریض و تمسخر اور طنز سے کہتے ہیں۔ کہ مرزا اپنی کلام کی بنظیری کا مدعی ہے۔ مگر محدود کیوں کرتا ہے۔ کہ فلاں مدت تک کوئی میرا جیسا کلام بنا کر پیش کرے۔ میں کہتا ہوں۔

اجی مولوی جی۔ مرزا زمانی تحدید بھی کرتا ہے۔ بلکہ کہتا ہے۔ ایسا بینظیر کلام فصیح و بلیغ عربی میں پیش کرو پس دونوں قیود سے قرآن کیطرح توسیع نہیں کرتا۔ آپ اِس نکتہ پر نہیں پہنچے۔ مجھ خادم سے سُنئے۔ مرزا حقیقتاً واقعی طور پر محمد و احمد نہیں بلکہ **غلام احمدؐ** ہے ؎ پنجہ در پنجہ خدا دارم من چہ پروائے مصطفےٰ دارم۔ کو کفر اور بے ادبی یقین کرتا اور اسکے خلاف یوں کہتا ہے ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ✤ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آقا کی برابری پسند نہیں کرتا۔ اور اسکو بے ادبی جانتا ہے۔ اور تم نے تو مخالفت اور تصنیف کا ٹھیکہ لیا ہُوا ہے۔ تم نے بھی کبھی عربی میں مقابلہ کرکے ہم کو نہ دکھایا۔

دیانند جیسے مہارشی نے بڑی تحقیق و تدقیق سے ملا پھیجی کا اکبر کے سمے بانقطہ کے قرآن رچا ہُوا بتایا ہے حضرت فیضی رحمۃ اللہ نے محمد جلال الدین اکبر رحمۃ اللہ کے زمانہ میں قرآن کریم کی خدمت کے لئے بلا نقط الفاظ میں ایک تفسیر قرآن کی لکھی تھی۔ جسکے ساطعہ نمبر ۵ میں لکھتا ہے۔

العلوم کلها صلاع الا علم کلام الله وکل علم سواه عَطِّلهُ واَهْمِلهُ

تمام سر دردی ہیں۔ سوائے علم کلام اللہ کے۔ اس کے سوا سب کو چھوڑ دے اور بیکار کردے

وکلام الله لا عد لمحامده ولا حد لمکارمه ولا حصر لرسومه

اور کلام اللہ کے محامد کا شمار نہیں اور نہ اسکے مکارم کی حد ہے اسکی بیان کردہ باتوں کا حصر نہیں

ولا حصاء لعلومه وهو امام اهل الاسلام ومدار اصل المرام

اور اسکے علوم کی گنتی نہیں۔ وہ اہل اسلام کا امام ہے۔ اور اصل مطلبوں کا دار و مدار ہے پھر آخر اسی ساطعہ میں لکھا ہے

وما عَلِمَ علومَ کلام الله کلها احد الا الله ورسوله واولوا العلم

کلام الٰہی کے سب علوم کو کسی نے نہ جانا۔ مگر اللہ تعالےٰ اور اُسکے رسول اور اولوالعلم نے۔

فرحمك الله بخدمتك القران وتسويد وجه زعيم الاسرية وادم سلطانك الذی عظمك واکرمك وجعلك من المقربين ✤

یہ دیانندی تحقیق کا ثمرہ ہُوا۔ رہی یہ بات کہ قرآن کریم کی مثل جو طلب کی گئی وہ کس امر میں مثل مطلوب تھی۔ اس پر علماء نے طبع آزمائیاں کی ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے مذاق پر بینظیری کو قائم کیا ہے۔

۱۔ کسی نے کہا ہے قرآن کریم اپنی بینظیر تاثیر میں بمثل ہے۔ یہ بات بے ریب قابل قدر ہے کیونکہ قرآن کی ہی تاثیر تھی کہ عرب جن پر کبھی کسی کتاب کا اثر نہ ہُوا۔ اس کتاب سے مؤثر ہوئے وید کے مدعیو حالانکہ صرف دعوئی بلا دلیل کوئی چیز ہی نہیں کیا آریہ ورت میں ویدک وحدۃ مدسہی دکھا سکتے ہو۔

کیا جینی دید کے قائل دکھا سکتے ہو کیا بدھ و جینی وید کے قائل ہیں۔ تاثیر کا پتہ مرکز کو دیکھنے سے لگتا ہے کیا کاشی جی ہری دوار پریاگ راج میں ویدک دھرم کا مرکز ہے۔

۲۔ کسی نے کہا ہے قرآن کریم تمام انسانی جماعت کے مشترکہ ضروریات کا جامع ہے۔ علوم الٰہیہ اخلاق معاشرت۔ تمدن اور سیاست کے اصول مسائل کا جامع ہے پھر انسانی عقل کو استنباط و استخراج مسایل کے لئے بیکار نہیں کرتا۔ حوادث جدیدہ کے واسطے استنباط مسائل کی اجازت دیتا ہے۔

۳۔ کسی نے کہا ہے تمام کتب الٰہیہ دعاوی ہیں۔ مگر دلائل سے ساکت ہیں۔ بخلاف اسکے قرآن کریم الٰہیات میں دعاوی کے دلائل بھی بیان کرتا ہے۔ اور اسی لئے مجھے امام غزالیؒ کا یہ قول ہمیشہ ناپسند ہے۔ جو انہوں نے فرمایا ہے۔ تحقیقات میں میرا مذہب برہان ہے اور سمعیات میں قرآن۔ مگر میرا ایمان ہے۔ کہ سمعیات کو عقلی بنا دینا اور تحقیقات کو برہان و وجدان اور سُنن الٰہیہ سے ثابت کر دینا قرآن کا کام ہے موضوع کتاب سے بات باہر نکل جاتی ہے ورنہ میں بیان کرتا کہ کس طرح میں نے سوفسطائیوں۔ دہریوں۔ برہمنوں عیسائیوں۔ آریہ۔ سکھ۔ شیعہ۔ خوارج۔ زمانہ کے عوام متصوفین۔ جہلا اور جامد مقلدین سے قرآن سے مباحثہ کئے ہیں۔ اور ہر ایک پر حجت پوری کی ہے۔

۴۔ کسی نے کہا ہے قرآن کریم واقعات کو قبل از وقوع بیان کرنے میں بینظیر ہے اسنے اتباع قران کی کامیابی اور منکرین کی ناکامی کو پکار پکار کر بیان کیا ہے۔ اور آخر دیکھ لو۔ بلاد عرب۔ عراق عرب۔ عراق عجم۔ خراسان اور ہند و شام۔ روم۔ مصر و بربر اور بلاد مغرب گواہی دیتے ہیں۔ کہ اسکے یہ دعاوی سچ ہیں مثلاً یہ خبر کہ مکہ معظمہ معظم و مکرم رہیگا۔ اور معہ مدینہ طیبہ کے فتن دجال سے مصئون و مامون رہیگا اب دیکھ لو فتن دجال سے تمام بلاد سوائے مکہ و مدینہ کے پامال ہو گئے ہیں۔

(۵) کسی نے کہا عرب کے قلوب نے معارضہ سے اعراض کیا۔

(۶) کسی نے کہا قرآن کریم تمام کتب سماویہ کی اصل تعلیم کا جامع ہے اس کا دعویٰ ہے فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

(۷) کسی نے کہا قرآن کریم فصاحت و بلاغت میں بینظیر ہے۔ یہ وجاہ سوقت کے لحاظ سے جب مکہ معظمہ میں بینظیری کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ قوی ہے کیونکہ اس وقت تاثیرات و جامعیت وغیرہ کے بیان کا کامل وجود نہ تھا۔ جیسے پیچھے ظاہر ہوا۔ کیونکہ یہ دعویٰ مختلف سورتوں میں کیا گیا ہے۔ بقرہ۔ یونس۔ ہود۔ بنی اسرائیل میں ہومر۔ ملٹن۔ شکسپیر۔ سکالے۔ کالیداس۔ بالمیک۔ وارث نے کب دعویٰ کیا کہ ہمارا کلام بینظیر ہے۔ کہ انسانی کلام نہیں۔ بلکہ الٰہی کلام ہے پس بات یہی صحیح ہے کہ مثل کی کوئی قید نہیں کی مطلق مثل قران کریم طلب کیگئی تھی۔ اور مخالف نہ لا سکے۔

سوال نمبر ۱۱۵ - لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا پر اعتراض کیا ہے چھ دن میں آسمان و زمین بنائے - ماں باپ سے انسانی نطفہ کی پیدائش - پھر آدم و مسیح کی پیدائش - سونٹے کا سانپ - پتھر سے اونٹنی - خدا مکار - فریبی - ان باتوں پر اعتراض کیا ہے -

الجواب - چھ دن کا جواب دیکھو سوال نمبر ۱۵ میں اور ستیارتھ ۲۹۰ میں انسانی پیدائش کو دو طرح بتایا ہے - ایک کو ایشری سرشٹی کہا ہے - الٰہی پیدائش اور اسکو بلا نطفہ مانا ہے اور دوسری میتھنی سرشٹی کیا معنی جماع سے بال بچہ کا پیدا ہونا - جب کئی قسم کی پیدائش دیانند کے نزدیک مسلّم ہے تو پیدائش آدم اور پیدائش مسیح پر اعتراض ہی کیا رہا - آدم بلا ماں باپ اور مسیح بلا باپ پیدا ہوئے - اقسام سرشٹی میں یہ بھی ایک سرشٹی ہے - دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲ و ۲۳ - اور پتھر سے اونٹنی کا پیدا ہونا میں نے قرآن و حدیث آثار صحابہ اور اقوال ائمہ اربعہ میں ہرگز نہیں دیکھا - سانپ کا سوٹا دیکھو جواب نمبر ۴۸ اور ستیارتھ پر کاش صفحہ ۳۴۳ - اعلیٰ ستوگنیوں کا حال کہ وہ آویکت (لطیف ترین مادہ کو) کو شکل میں لانے اور پرکرتی (علہ مادہ) پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں - پس معجزات کے ماننے میں تم لوگ کیونکر انکار کر سکتے ہو -

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (پ ۵ نساء) کے معنی ہیں اگر قرآن جناب الٰہی کی طرف سے نہ ہوتا - تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا - بات یہ ہے کہ لمبے چوڑے دعوئی کرنیوالے کئی قسم کے ہوتے ہیں اوّل پاگل - اور ظاہر ہے - کہ ان کے تمام دعاوی صرف مہمل اور نقش بر آب ہوتے ہیں - انکی دشمنی اور دوستی کچھ بھی قابل اعتماد نہیں ہوتی قرآن کریم نے نبی کریم کو اس اتہام سے یوں بری کیا - مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ (پ ۲۹ - ن) اس کا خلاصہ یہ ہے - کہ اپنے رب کے فضل سے تو مجنون نہیں کیونکہ تو اعلیٰ اخلاق پر ہے اور مجنوں کے اخلاق و فضائل اعلیٰ کیا ادنیٰ درجہ پر بھی نہیں ہوتے - پھر مجنوں تمام دن اور رات میں کوئی کام کرے اسکے کام پر کچھ نتائج و ثمرات صحیحہ واقعیہ مرتب نہیں ہوا کرتے - اور جو تو نے کام کئے ہیں ان کے نتائج تو بھی دیکھ لیگا - اور تیرے مخالف بھی دیکھ لینگے - کہ مجنوں کون ہے -

اب غور کرو کہ جابجا قرآن کریم میں دعوئی کیا گیا کہ ہم (اللہ تعالیٰ) رسولوں اور انکے ساتھ والوں کی نصرت و تائید کرتے ہیں - اور یہ گروہ ہمیشہ مظفر و منصور ہوتا ہے - غور کرو - جب رسول آئے وہ آخر ہمیشہ منصور اور انکے مخالف ذلیل اور خوار ہوئے جیسے فرمایا - اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (پ ۲۴ مومن) بے ریب ہم (اللہ تعالیٰ اور اسکے ملائکہ) نصرت دیتے ہیں اپنے مرسلوں کو اور ان کو جو ایمان

ئائے (مانا ان رسولوں کو) اسی دنیا زندگی میں اور فرمایا فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (پ منافقون) اور اللہ ہی کے لئے عزت ہے اور اسکے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے اور فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ بقرہ) وہی ہدایت پر ہیں اور وہی مظفر و منصور اور بامراد ہیں۔ دیکھ! فرمایا سر مو تفاوت اسمیں نہ ہوا۔ نبی کریم اور آپکے جان نثار صحابہ کرام تمام مخالفوں کے سامنے مظفر منصور بامراد رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات نہ ہوتی۔ تو اسکے خلاف ہوتا اور یہ بات مجنون کی بڑ بن جاتی۔ مخالفوں کے حق میں فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (پ مجادلہ) یہ مخالف شیطانی گروہ ہی خبردار رہو۔ بے ریب شیطانی گروہ ناکام رہیگا۔ اور فرمایا۔ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ (پ انفال) تیرے مخالف مال و دولت خرچ کرینگے۔ پھر ان پر افسوس ہوگا۔ اور مغلوب ہونگے (اب ہمارے مخالف بھی اموال خرچ کرتے ہیں۔ دیکھیں کہ کس قدر وہ خرچ مفید ہوتا ہے) پھر بار بار بتایا کہ منکروں پر عذاب عظیم ہوگا۔ پھر دیکھ تمام عرب و عراق..... عجم شام و روم و مصر و بربر کے مخالفوں پر کیسے کیسے عذاب آئے۔ عرب ریگستان کے باشندے خشن پوش کھجور پر زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے لئے کہا گیا۔

بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (پ بقرہ)

پھر دیکھا اب تک ہم لوگ۔ قریش اس جنت کے مالک ہیں۔ وہ بصیرت تو تم کو نہیں کہ اتباع نبی کریم کو حقیقی جنتوں کے بھی وارث ہوئی دیکھے۔ مگر ظاہری جنت کی وراثت سے تم بے خبر نہیں ہو سکتے جناب الٰہی نے آپکے مخالف منافقوں کے لئے خبر دی اور فرمایا۔ وهموا بما لم ينالوا انہوں نے بڑی بڑی ارادے کئے مگر کامیاب نہ ہوئے۔ پھر دیکھا کوئی کامیاب ہوا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اگر قرآن کریم اللہ القادر اور العالم کی طرف سے نہوتا تو اسکی کوئی تعلیم تو سنن الٰہیہ ثابتہ کے خلاف ہوتی کیونکہ تم مانتے ہو کہ اَن پڑھوں میں اَن پڑھ رسول تھے۔ عرب میں کوئی کتاب۔ مدرسہ۔ یونیورسٹی قرآن کے لئے نہ تھی۔ وہاں اگر یہ کتاب تصنیف ہوئی تھی۔ تو تیرہ سو برس کی تحقیقات یورپ نے کوئی امر قرآن کریم کا خلاف سائنس ثابت کر دیا ہوتا مگر میں چیلنج کرتا ہوں۔ کہ ایسا نہیں ہو سکا۔

پھر قرآن کریم کی تعلیم

مشترکہ تعلیم انبیاء و رسل کے خلاف نہیں۔ اٹکل پچو باتیں کرنیوالے کی باتیں اکثر غلط نکلتی ہیں۔ پس اگر قرآن کریم اللہ کیطرف سے نہ ہوتا تو اسکی اکثر باتیں غلط نکلتیں۔

(یہ سوال کسی باعث سے اپنے موقع سے ٹل گیا ہے فہرست میں اصلاح کردی ہے)

سوال نمبر ۷ ایک شخص کو قیامت کا یقین دلانیکے لئے ماردیا۔ سو سال بعد زندہ کیا گدھے کی ہڈیاں بوسیدہ ہیں۔ پھر گدھا زندہ اور اس کا کھانا بھی سو سال تک نہ سڑا۔ خواب ہوگا۔

الجواب ۔ تم نے پہلا جھوٹ اس سوال میں یہ بولا ہے کہ قیامت کا یقین دلانے کو ایسا کیا گیا حالانکہ یہ بات قرآن مجید میں نہیں۔ دوسرا جھوٹ تم نے بولا ہے کہ گدھے کی ہڈیاں بوسیدہ ہیں۔ تیسرا جھوٹ تمہارا یہ ہے۔ پھر گدھا زندہ کیا گیا۔ اڑھائی تین سطر میں تین۔ یہ ہوا تمہارا ست کا لینا اور است کا ترک کرنا۔ میں نے جو جھوٹ ثابت کئے ہیں۔ اگر شریف ہو۔ تو ایک کو قرآن واحادیث صحیحہ سے یا عقل سے ثابت کرکے دکھاؤ۔ اگر عام کتب سے دکھاؤ۔ تو ہم ویدکی تفاسیر سے وہ کچھ عجائبات تمکو ثابت کرکے دکھائیں گے۔ جو کم سے کم غیرت مند کے لئے شرم کا موجب ہوں۔

اوزہریلے سانپو! تم کو کیوں اور کس وجہ سے یقین ہوا۔ کہ تم ان بہانوں سے آنیوالے غضب الٰہی سے بچ جاؤ گے۔ اللہ تعالےٰ کے راستبازوں سے اور راستبازی سے عداوت کرنا اور ابطال حق کے لئے یہ شوخی اور حیلہ بازی اللہ تعالےٰ جانے تمہیں کہاں پہنچائے گی۔ مانا کہ کسی باعث گورنمنٹ تم کو اعلےٰ عہدہ نہ دیتی۔ مگر ان شرارتوں سے تمکو حقیقی کامیابی کا کیوں یقین ہوا۔ ہم تمہارے آریہ سماج میں جانے سے ناراض نہیں۔ کیونکہ ہمارے لئے تمہارا ارتداد بھی خوشی کا باعث ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ایسے ارتداد اور مرتدوں کے بدلہ ہم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (پ۶۔ مائدہ) **سنو!** قصہ تو بہت ہی صاف تھا۔ جسپر اعتراض ہے۔

۱۔ ایک شخص کی نسبت قرآن مجید میں ہے۔ کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے سو برس ماردیا اللہ تعالیٰ سچا اور اس کا کہنا سچ ہے۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (پ۵۔ نسا)

۲۔ وہ شخص کہتا ہے۔ کہ میں ٹھیرا ایک دن یا اُس کا کچھ حصہ ممکن تھا۔ کہ اس شخص کا کہا بمقابلہ فرمان الٰہی غلط مانا جاتا۔ مگر حضرت حق نے اسکے قول کی بھی تصدیق کردی۔ جبکہ فرمایا دیکھ تیرے کھانے اور پینے پر برس نہیں گذرے اور نہ سڑا نہ بسا۔ اور گدھے کو دیکھ موجود ہے اور ظاہر ہے کہ سو برس کھانے پینے اور گدھے پر تو نہیں گذرا۔ والا وہ رہتے ہی نہ۔ پس دونوں باتیں سچ ہوئیں۔

۳۔ سو برس گذرا اور یوم بالبعض یوم بھی۔ سو ایسا واقعہ عالم رویا میں ممکن ہے۔ نہ اس کے سوا۔ اور اسکی نظیر قرآن کریم میں موجود ہے۔ سورہ یوسف میں ہے کہ ایک بادشاہ نے سات برس کا قحط اور سات برس کا سما اسی ایک یوم اور بعض یوم میں دیکھا۔ اور اکثر لوگ طول مدت کو رویا میں چھوٹے سے وقت میں دیکھتے ہیں۔

۴۔ ہڈیوں پر گوشت کا چڑھنا اول تو عام نظارہ قدرت ہے۔ جسکا ذکر قرآن فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا (پ۱۸۔ مومنون) کے کلمات میں فرماتا ہے۔

۵۔ اس واقعہ کا مختصر بیان کتاب حزقیل میں موجود ہے۔ اور حزقیل کی کتاب آجکل میسر ہے کیوں کہ بائبل کی جزو قرار دی گئی ہے۔ دیکھو حزقیل ۳۷ باب ایک آیت سے ۱۴ تک۔

خداوند کا ہاتھ مجھ پر تھا۔ اور اس نے مجھے خداوند کی روح میں اُٹھا لیا۔ اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے بھرپور تھی۔ مجھے اُتار دیا۔ اور مجھے ان کے آس پاس چوگرد پھرایا۔ اور دیکھ دے وادی کے میدان میں بہت تھیں اور دیکھ دے نہایت سوکھی تھیں اور اُس نے مجھے کہا۔ کہ اے آدمزاد کیا یہ ہڈیاں جی سکتی ہیں۔ مَیں نے جواب میں کہا۔ کہ اے خداوند یہوداہ تو ہی جانتا ہے۔ پھر اس نے مجھے کہا۔ کہ تو ان ہڈیوں کے اوپر نبوت کر اسی نبوت سے وہ (آیت ہوئی) اور ان سے کہہ کہ اے سوکھی ہڈیو تم خداوند کا کلام سنو۔ خداوند یہوداہ ان ہڈیوں کو یوں فرماتا ہے۔ کہ دیکھو تمہارے اندر مَیں روح داخل کرونگا۔ اور تم جیوگے۔ اور تم پر نسیں بٹھلاؤنگا۔ اور گوشت چڑھاؤنگا۔ اور تمہیں چمڑے سے مڑھونگا اور تم میں روح ڈالونگا۔ اور تم جیوگے اور جانوگے۔ کہ مَیں خداوند ہُوں۔ سو مَیں نے حکم کے بموجب نبوت کی۔ اور جب میں نبوت کرتا تھا۔ تو ایک شور ہوا۔ اور دیکھ ایک جنبش اور ہڈیاں آپس میں مل گئیں۔ ہر ایک ہڈی اپنی ہڈی سے اور جو مَیں نے نگاہ کی۔ تو دیکھ نسیں اور گوشت اِن پر چڑھ آئے اور چمڑے کی ان پر پوشش ہوگئی۔ پر ان میں مدح نہ تھی۔ تب اُس نے مجھے کہا۔ کہ نبوت کر تو ہوا سے نبوت کر۔ اے آدمزاد اور ہوا سے کہہ کہ خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے۔ کہ اے سانس تو چاروں ہواؤں میں سے آ۔ اور ان مقتولوں پر پھونک کہ وے جئیں۔ سو مَیں نے حکم کے بموجب نبوت کی اور اس میں روح آئی۔ اور وے جی اُٹھے۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے۔ ایک نہایت بڑا لشکر۔ تب اُسنے مجھے کہا۔ کہ اے آدمزاد یہ ہڈیاں۔ ساری اسرائیل ہیں۔ دیکھ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں۔ اور ہماری امید جاتی رہی۔ ہم تو بالکل فنا ہوگئے۔ اس لئے تو نبوت کر اور ان سے کہو کہ خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے میری لوگ میں تمہاری قبروں کو کھولونگا۔ اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالونگا۔ اور

اسرائیل کی سرزمین میں لاؤنگا - آہ اب غور کرو - کہ یہاں اسرائیلی لوگوں کی تباہی اور پھر ان کی آبادی کی پیشگوئی ہے کہ یہ لوگ کامل تکلیف بدحالی کے بعد اپنے ملک میں آباد ہو جائینگے - یہاں قرآن میں بھی سورہ بقرہ میں صحابہ کو جو تکالیف مکہ میں پہنچیں اور وطن سے بے وطن ہو کر کہیں حبش میں اور کہیں مدینہ طیبہ میں حیران ہوتے تھے - ان کو تسلی دی جاتی ہے - کسی کا زندہ و آباد کرنا - کسی کو ہلاک کرنا اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے - اسے تھوڑے فاصلہ پر پہلے فرمایا جالوت کو - طالوت نے ہلاک کر دیا حالانکہ وہ غریب اور بنی اسرائیل کی نظر میں ذلیل تھا - اور پھر داؤد علیہ السلام نے کس طرح ایک اور جالوت کو تباہ کیا - حالانکہ حضرت داؤد اس وقت تک بچے اور بہت غریب تھے اور جالوت بڑا زبردست اور چالاک تھا - قتل کا دقوعہ تو لابد ہے - مگر تم تسلی رکھو - تمہارا ہی رب القادر جو زندہ کرتا ہے اور وہی تمہیں طیبہ زندگی عطا کریگا - جس طرح اُسنے بنی اسرائیل کو زندہ کیا جب بابلیوں نے انہیں خاک میں ملایا تھا - ان کا بیت المقدس آخر ۷۰ برس کے عرصہ میں آباد ہو ہی گیا -

سوال نمبر ۱۱۶ - قرآن ہدایت کے لئے ہے مگر اس میں معمولی بچھارتوں کا کیا مطلب - حروف مقطع کا اصل کسی کی سمجھ میں نہیں آیا - اصحاب بھی زور لگا چکے - پھر قصہ اصحاب الفیل کا ذکر کیا ہے - اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ - کوثر کا ترجمہ کیا ہے - تیری بزرگی کی قسم کہ وہ شخص ابتر ہے اور قرآنی خدا اور شیطان کے جھگڑے - آدم و حوا کے فسانے - گمنامی بہشت - ڈراوے دوزخ - توبہ و استغفار - شفاعت حشر و نشر - حساب و کتاب - معراج - پلڑا - فرشتہ - جن - گوشت خوری - حیوانی قربانی - پتھروں کے چومنے مکان کے اردگرد گھومنے - دن کو بھوکا رکھنے - رات کو خلاف قاعدہ کھانے - عبادت میں مانگ ماتھے ٹانکنے - اٹھنے - بیٹھنے - عورتوں پر جبر - مالا یعنی باتوں کو نہ ماننے والے مگر اعلیٰ زندگی رکھنے والوں کو دفع کرنے - ان سے نفرت - لڑنے - بھڑنے - لوٹنے - گھسوٹنے - قید کرنے - قتل کرنے - خدا کے ساتھ دوسرے کو شریک کرنیکی باتیں قرآن میں ہیں -

نیوگ زنا کا بچگان ہے - عورت کو بجائے کھیتی اور غلام کہنے کے اردہ انگنی اور اولاد کے لئے بتایا گیا ہے - مگر عورت کو اسلام نے گائے بکری سمجھا ہے - جب چاہا رکھ لی - اور جب چاہا نکالدی بال برہم چاریہ دیانند تھے -

الجواب - منصف ناظرین ذرا سوال کو دیکھیں کہنے کو تو ایک سوال ہے اور لکھنے کو چھتیس بلکہ چالیس سوال ہیں - ان میں جتنی گندی باتیں ہیں - اور جتنی اچھی ہیں - سب ہی وید کے دھرم میں موجود ہیں - مگر اتنی بات ہے کہ اسلام ان میں سے سچی اور صحیح باتوں کا قایل ہے - اور تمام گندی اور قابل نفرت باتوں

سے پاک ہے۔ علاوہ بریں قرآن کریم تمام خوبیوں سے موصوف ہے اور ہماری گواہی تو سچ ہے۔ کیونکہ ہمنے اسلام کے اندرونی اور بیرونی حالات سے پوری آگہی کے بعد لکھا ہے اور تمہاری گواہی غلط ہے۔ کیونکہ تم قرآن و وید دونوں میں سے بیخبر ہو۔ قرآن مجید سے بیخبری کا ثبوت تمہارا رسالہ ترک اسلام ہے اور ویدوں میں سے بیخبری یہ ہے۔ کہ تم جس روز یہ لیکچر دیتے ہو۔ اس روز تم آریہ سماجی ہوئے۔ کئے آمدی و کئے پیرشدی۔

بہرحال سُنیئے۔ ہمنے مقطعات کا جواب کچھ تو پہلے ہی سوال کے جواب میں صفحہ نمبر ۳ میں دیا ہے مگر شاید کسی سلیم الفطرت کو فائدہ ہو اسلئے تفصیل کیساتھ جواب لکھتے ہیں۔ ہمارا جواب الزامی بھی ہوگا اور نقلی بھی۔ مگر آخر عقلی بھی۔ والحمدللہ رب العالمین۔ پھر الزامی جواب کی تین قسمیں ہونگی۔ ایک خود تمہارے ساتھ خاص ہوگا۔ اور دوسرا تم سے علاوہ مناظر قدرت میں دکھائینگے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو اسلام کی کس قدر خاطر منظور ہے کہ جو سوال مخالفوں نے اسلام پر کیا ہے۔ خود اس اعتراض کے ہدف ہیں اور محض ہٹ دھرمی سے اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ (پ۹۔ انفال) اور تیسرا جواب خود وید سے اور آریہ کی مسلم کتب سے دینگے۔

ہمارا نقلی جواب بھی تین ہی حصوں پر منقسم ہوگا۔ اول اقوال صحابہ کرام سے دوم تابعین صحابہ کے کلمات صحیحہ سے اور علماء سے اور دکھائینگے۔ کہ ہمارے ائمہ میں اختلاف و تضاد ان کے معانی میں تھا بلکہ عربی علوم میں یہ عام رواج ہے۔ پھر ساتواں جواب عقلی ہوگا۔ کیونکہ سات کا عدد کامل عدد ہے۔ اسی واسطے سات طبقات پر زمین۔ بحار اور آسمانوں کا قیام ہے دیکھو بھومکار گوید کا ترجمہ صفحہ ۸۱

اول اگر مقطعات کا استعمال معمہ و چیستان اور پہیلی ہے اور اس لئے تمکو اس سے تنفر ہے تو الف اے اور پھر می۔ اے کیوں ہُوئے۔ اور اس پر تمہارا فخر کیوں ہے تمنے بی۔ اے ہونے سے دکھایا ہے کہ تمنے دھوکا نہیں کھایا اور بی۔ اے وغیرہ تو مقطعات ہیں۔ مطلب تم نے خوب سمجھ لیا۔ کہ بی اے اگر معما نہیں تو الف کیوں معما ہے[1]۔ دوم تمہارا منہ کالا کرنے کو اس وقت تمام دنیا کے مہذب بلاد اور تعلیمیافتہ قوموں کی دوکانوں۔ مکانوں۔ چیزوں۔ ناموں۔ عہدوں۔ ڈگریوں۔ اور اعلیٰ عزت و عظمت کے خطابوں میں انہی معمے و پہیلی و مقطعات کا استعمال ہو رہا ہے۔ لوگوں نے ہی عام طور پر اسکو قبول نہیں کیا بلکہ گورنمنٹ نے اپنے محکموں۔ ریلوں۔ سٹیشنوں کو بھی یہی ٹیکا لگایا ہے۔ فارن آفس کی تمام تحریروں کا انہیں پر مدار ہے۔ جو حکومت کی اصل کُل ہے۔ ڈی۔ اے۔ وی۔ دیانندی کالج اسی پہیلی سے زینت یافتہ ہے یونانی (۱) انطس۔ اگست۔ اپلوس۔ برس۔ سال۔ ایئیکو۔ پُرانے وغیرہ پندرہ کلمات کے اختصار پر مبنی

[1] بی۔ اے کو بھی کوئی کوئی سمجھتا ہے۔ اور الف کو بھی کوئی کوئی ۱۲ منہ

کرتے تھے (ل) لوئیس۔ لوکس۔ جگہ کے معنی میں (م) مجسٹریٹ۔ مانومنٹ۔ یعنی یادگار پر بولتے ہیں۔

سوم تمہارے کیا تم تو غالباً دہریہ ہو بلکہ آریہ کے وید کے سرپر اور اسکے اندر اور تمہاری سندیا دوہی کے سرپر اور اسکے اندر تمہارے منوشاستر کے ادھیا ۲ شلوک ۷۵۔ تمہاری گایتری کے سرپر تمہارے لکچر کے ابتدا میں تمہاری عام لکچروں کے ابتدا میں تمہاری دیا کھیانوں کتابوں کے سرپر۔ قرانی صداقت کے لئے اوم کا لفظ جو آ۔ اُ۔م کے مقطعات سے بنا ہے زور سے گواہی دیتا ہے کہ خبردار قرآن کریم پر ایسا اعتراض مت کرنا۔ میرا لحاظ تو کرنا مگر اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (پ انبیا) تم اسکے شنوا نہ ہوئے۔ تمہاری ستیارتھ کا پہلا صفحہ اسی مقطعات کی تشریح میں سیاہ کیا گیا۔ مگر حیف کہ تم شنوا اور بینا نہ ہوئے۔ تمہاری منوجی ادھیا ۲ کے شلوک ۷۶ میں بول اُٹھے۔ کہ (ا) کار (اُ) کار (م) مکار ان تین الگ الگ اکھروں کو اور بھو۔ بھواہ۔ سواہ ان کو بھی برہماجی نے بیدوں سے نکالا۔ مگر تمنے بجائے اسکے کہ اس سے سبق لیتے اُلٹا اس میں شرارت سے کام لیا اور جن کو ملیچھ کہتے تھے۔ اُن کی اتباع کی۔ یہ ہیں آپکی آیات اور معجزات اور یہ ہیں ثبوت تمہاری شرارت اور بے ایمانی کے۔

لطیفہ۔ اوم کے تیسرے حرف کا نام مکار کے بدلہ میں آریہ نے اپنی سندھیا وندہی میں ما کا لفظ رکھا ہے۔ حالانکہ ان کی زبان میں ما کا لفظ نہیں اور ستیارتھ پرکاش کے ترجمہ پرتی ندہی میں (م) رکھا ہے۔ جو اسلامی طرز کا لفظ ہے یہ ہے۔ روزانہ ندہی اصلاح جسکو تم ہر روز کرتے ہو۔ دوسرا لطیفہ اوم کا پہلا لفظ اصل میں الف ہے اور آخری لفظ میم ہے پس اوم کا سارا لفظ اپنے ابتدا اور انتہا سے قرآن کے مقطع الٓمٓ کے الف پہلے حرف اور میم آخری کا حرف شاہد ہے۔ اس شہادت پر بھی تم معترض ہی رہے۔ افسوس۔

نقلی جواب

صحابہ کرام نے فرمایا ہے دیکھ یہ وہی اصحاب الرسول ہیں۔ جنکی نسبت تو نے بکواس کی ہے کہ اصحاب الرسول بھی زور لگا بیٹھے مگر۔ ..... ابن جریر۔ معالم التنزیل۔ ابن کثیر تفسیر کبیر۔ درمنثور وغیرہ میں لکھا ہے علی المرتضیٰ ابن مسعود اور ناس من اکثر اصحاب النبی اور ابن عباس کے نزدیک یہ تمام حروف جو سورتوں کے ابتدا میں آئے ہیں اسماء الٰہیہ کے پہلے اجزا رہیں۔ ابن جریر نے بہت بسط سے اس بحث کو بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ قرآن کریم کھلی عربی میں ہے پس ممکن نہیں کہ اسمیں ایسے الفاظ ہوں جو ہدایت

عامہ کے لئے نہ ہوں۔ پھر صحابہ و تابعین کی روایات کا بسط کیا ہے۔ آخر کہا ہے کہ ان مقطعات کو صحابہ کرام نے اسماء الٰہیہ کا جزو مانا ہے اور بعض نے ان پر اسماء الٰہیہ کا اطلاق کیا ہے اور بعض نے کہا ہے۔ کہ ان سے قسم لیگئی ہے ان کو اسماء السور۔ اسماء القرآن۔ مفتاح القرآن بھی کہتے ہیں۔ آخر مجاہد کی روایت لی ہے۔ کہ یہ بامعنی الفاظ ہیں۔ اور الربیع بن انس تابعی کا قول نقل کیا ہے۔ کہ ان کے بہت معنی لینے چاہئے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ اسماء و افعال کے اجزاء ہیں۔

بالآخر الربیع بن انس کی روایت پر کھا ہے کہ یہ سب معانی صحیح ہیں اور ان میں تطبیق دی ہے۔ میں کہتا ہوں بات کیسی آسان ہے کیونکہ ان حروف کا اسماء الٰہیہ کی جزو ہونا تو قول حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ہے اور ابن مسعود اور بہت صحابہ اور ابن عباس کا رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ پس یہ معنی اصل ہوئے اور جن لوگوں نے کہا کہ یہ اسماء الٰہیہ ہیں انہوں نے اصل بات بیان کر دی کیونکہ آخر ان اسماء سے اسماء الٰہیہ ہی لئے گئے۔ اور چونکہ اسماء الٰہیہ کے ساتھ قسم بھی ہوتی ہے۔ اسلئے یہ تیسرا قول بھی پہلا قول ہی ہوا پھر چونکہ سورتوں کے نام ان کے ابتدائی کلمات سے ہی لئے جاتے ہیں۔ اسی واسطے فاتحۃ الکتاب کو الحمد للہ رب العالمین اور سورۂ اخلاص کو قل ہو اللہ احد کہتے ہیں۔ اور اسی لئے یہ حروف مفاتح السور اور اسماء السور ہوئے اور چونکہ ہر ایک سورۃ کو قرآن کہتے ہیں۔ جیسے آیا ہے۔ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا اور فرمایا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اس سے بعض نے ان کو اسماء القرآن بھی کہا ہے پس مجاہد کا قول کہ یہ حروف موضوع ہیں معانی کے لئے اور ربیع بن انس کا یہ قول کہ انکے بہت معانی ہیں۔ درست و صحیح ہے اور یہ تمام اقوال پہلے قول کے مؤید ہیں اور انہیں معنوں کے قریب بلکہ عین ہے وہ قول جو ابن جریر میں ہے۔ کہ الٓمّٓ کے معنی انا اللہ اعلم ہیں۔ پس جو معانی صحابہ کرام نے کئے ہیں۔ وہ بالکل صحیح ہوئے اول تو اسلئے کسی نے ان صحابہ کرام پر اعتراض نہیں کیا۔ نہ صحابہ نے اور نہ تابعین نے نہ پچھلے علماء نے۔ اور اگر کسی نے انکے علاوہ کہا ہے۔ تو اس کا کہنا صحیح ہے۔ جیسا ہمنے دکھایا ہے ابن جریر نے ان کل معانی بلکہ ان کے سوا اور معانی لیکر سب کو جمع کرنے کو بہت پسند کیا ہے اور اپنے طور پر انکو جمع کر کے بھی دکھایا ہے ابن جریر کی یہ عبارت بڑی قابل قدر ہے جو آخر مقطعات پر لکھی ہے:۔ انه عزذكره اراد بلفظه الدلالة بكل حرف منه على معان كثيرة لا معنى واحد كما قال الربيع بن انس وان كان الربيع قد اقتصر على معان ثلثة دون ما زاد عليها - والصواب في ذلك عندي ان كل حرف منه بحوى ما قاله الربيع وما قاله سائر المفسرين واستثنى شيئا - ربیع کے تین معنی یہ ہیں۔ اول الٓمّٓ میں الف سے اللہ۔ لام سے لطیف اور میم سے مجید قدوم

الف سے اللہ تعالیٰ کے آلاء و انعامات اور لام سے اس کا لطف اور میم سے اس کا مجد۔ پھر الف سے ایک لام سے تیس میم سے چالیس عدد۔ ابن جریر کا منشا یہ ہے کہ اگر کوئی اور معانی بھی لے لے (جیسے کہا گیا ہے۔ کہ الف سے قصہ آدم۔ اور لام سے حالات بنی اسرائیل اور میم سے قصہ ابراہیم مراد ہے) جب بھی درست ہے۔ زمخشری اور بیضاوی نے علوم قرأت و صرف کے بڑے بڑے ابواب کا پتہ ان سے لگایا ہے اور شاہ ولی اللہ نے غیب غیر متعین کو متعین اس عالم میں مانا ہے اور مبرد اور دیگر محققین۔ فراء و قطرب و شیخ الاسلام الامام العلامۃ ابو العباس ابن تیمیہ اور الشیخ الحافظ المجتہد ابو الحجاج المزی اور زمخشری کا قول ہے۔ کہ یہ منکروں کو ملزم کرنے کے لئے بھی بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً مخالفوں کو تحدی سے کہا گیا۔ کہ الف حرف ہے جو گلے سے نکلتا ہے۔ اور لام درمیانی مخارج سے اور میم آخری مخرج ہونٹھ سے ہے پس جبکہ ان معمولی لفظوں سے قرآن کریم بنا ہوا ہے۔ تو تم اسکی مثل کیوں نہیں بنا سکتے۔

ف معجزہ

اب ہم تینوں الزامی اور تینوں نقلی جواب سے فارغ ہو کر عقلی جواب دیتے ہیں۔ ناظرین! کیا معجزہ قرآنی نہیں۔ کہ مقطعات قرآن کریم پر مخالفان اسلام کا اعتراض ہو۔ اور تمام دنیا کے مخالفان اسلام اسلامیوں سے بڑھ چڑھ کر ان حروف مقطعہ کے استعمال میں مبتلا دکھائے جائیں۔ اور ہمنے تو صحابہ کرام کے اقوال سے انکے معانی کو ثابت کیا ہے۔ مگر معترض لوگ۔ ا۔ ل۔ م کے معنی ملہمان ویدکے صحابہ سے بتائیں تو سہی۔ دوارب برس کی تصنیف کتاب کونسی ہے جسمیں یہ معانی لکھے ہوئے ہیں۔ جو سندھیا وید ہی بلکہ ستیارتھ کے پہلے ہی صفحہ میں لکھے ہیں۔ اور پھر جب اسلام کی کتب میں یہ معانی موجود ہیں تو ان پر اعتراض کیوں ہے اور اس طرح اختصار سے کلام کرنا تو عربی علوم میں عام مروج ہے۔ بلکہ اسکے علاوہ کئی طریق سے اختصار کیا جاتا ہے۔ مثلاً بَسْمَلَ۔ حَمْدَلَ۔ حَوْقَلَ۔ رَجَّعَ۔ هَلَّلَ۔ اور مثلاً خود قرآن کریم کے آیات کے نشان برط مطلق اور ج جائز۔ ص صلی کا اختصار ہے اور قرآنوں کے اوپر ع رکوع کا چنانچہ ع اس طرح کے نشانوں میں اوپر کا نشان پارہ کا یا سورۃ کا اور اوپر والا اگر پارہ کا نشان ہے تو نیچے والا سورۃ کا۔ اور اگر اوپر والا سورۃ کا ہے تو نیچے والا پارہ کا۔ درمیانی ہندسہ آیات رکوع کا نشان ہے۔

علم قرایت میں فی بشوق کے مقطعات سات منازل قرایت کا نشان ہے۔

علم حدیث میں نا۔ انا۔ ح۔ ت۔ ن۔ د۔ ق۔ م۔ خ۔ حدثنا۔ اخبرنا۔ حول السند۔ ترمذی نسائی۔ ابو داؤد۔ متفق علیہ مسلم و بخاری کے نشان ہوا کرتے ہیں۔

علم فقہ میں صدہا علامات ہوتی ہیں۔ ان کا ایک فقرہ ہی مسئلہ البئر وجط کنوئیں کے پانی میں ایک خاص ہمرس اختلاف پر لکھا ہے کہ اس وقت پانی نجس ہوا ہے یا بر حال رہتا ہے یا طاہر و پاک رہتا ہے۔

علم صرف میں س سمع یسمع کا نشان ک کرم ن نصر ض ضرب کاف فتح یفتح کا۔
نحو میں ط عطف کا نشان حد تعلق کا۔ مف مفعول کا وغیرہ۔
لغت میں ق بلدۃ کا ج جمع کا۔ کا فہ کسرہ عین ماضی فتح عین مضارع کا نشان ہے۔
طب میں مکد من کل واحد کا نشان ہے جسکے معنی ہیں ہر ایک سے۔

عقلی جواب قبل اسکے کہ عقلی جواب بیان ہو ہمیں ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ عقلا کی بعض اصطلاحات بیان کی جاویں اور اسوقت ہم صرف ویدک مقتدوں اور اسلامی فلسفوں کے اصطلاحات پر اکتفا کرتے ہیں۔ علۃ فاعلیہ یا فاعل کام کرنیوالے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت اس کا نام نمت کارن ہے۔ علۃ مادیہ۔ مادہ جس سے کوئی چیز بنتی ہے۔ اس کو اپادان کہتے ہیں۔ علۃ صوریہ صورت شکل اور آلات وغیرہ کو ساد ہارن کارن کہتے ہیں۔ علۃ غائیہ اصل مقصود کو پریوجن کہتے ہیں۔
مثلاً اس کتاب کا مصنف متکلم فاعل ہے۔ اور اس کا نمت کارن مصنف کے علوم وغیرہ اپادان کارن ہے۔ اور اسکے آلات واسباب مثلاً قلم وسیاہی کاغذ وغیرہ ساد ہارن کارن ہیں۔ اس کا اصل مقصود یعنی نافہموں کے سامنے صداقتوں کا اظہار اس کا پریوجن ہے۔

دلائل کی چند اور اصطلاحیں ۱۔ آپتی اقوال یا اچھے لوگوں کی بات سے سند لینا سمعی دلیل ہے اور اسکو سنسکرت میں شبد کہتے ہیں۔
۲۔ تشبیہ کو اپمان کہتے ہیں۔ علۃ سے معلول کو سمجھنا انم کہلاتا ہے اور معلول سے علت کو سمجھنا اتھ ہے۔
۳۔ اور استقراء سے پتہ لگانا تمثیل ہے اور ان سب کو انومان کہتے ہیں۔
۴۔ مشاہدات سے استدلال سنسکرت میں پرتیکش ہے۔ حواس ظاہرہ سے استدلال ہو یا حواس باطنہ سے۔

دلائل میں پہلی دلیل یعنی شبد ہے اس سے ہمنے استدلال نقلی دلائل میں کیا ہے۔

دوسری دلیل ایمان یا تشبیہ ہے اس دلیل سے ہم نے یوں کام لیا ہے کہ جس طرح مقطعات تمہارے مقدس ویدمیں ہیں۔ اسی طرح ہماری مقدس کتاب میں ہیں۔ جس طرح وہاں اسماء آہیہ لئے گئے ہیں اسی طرح یہاں لے گئے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ اسلامیوں کے پاس ایک قاعدہ ہے۔ اور تمہارے یہاں دھینگا دھانگی ہے کہ آسے یہ لو اور اُسے یہ اور م سے یہ مراد لو۔

تیسری دلیل انومان سے ہم نے یوں کام لیا ہے کہ ہمنے استقرار کیا ہے کہ ہندو۔ سناتن۔ آریہ۔ یورپ۔ امریکہ کے لوگ مقطعات کو اجزاء کلمات تجویز کرتے ہیں۔ تو ہمنے اسی استقراء سے مقطعات

قرآنیہ کو اجزاء کلمات طیبات لیا ہے۔

اب چوتھی دلیل پر تبکیش یوں ہے۔ کہ کلمہ طیبہ۔ الٓمٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ چار جملے ہیں۔ چوتھا جملہ مطلب وغائت کو ادا کرتا ہے۔ اور تیسرا جملہ سروپ کو دوسرا جملہ مادہ کتاب کو تو ان مشاہدات ثلثہ سے یہ پتہ لگا کہ پہلا جملہ اس کتاب کے متکلم و مصنف کا پتہ دیتا ہے۔

جواب سوال نمبر ۱۱۶ کا بقیہ کچھ تو صفحات ذیل میں ہے

نمبر شمار	جواب	صفحہ
۱	مقطعات پر	۲۴۳ و ۲۴۸
۲	اصحاب الفیل و ابابیل	۱۶۰ و ۱۶۲
۳	ہوالابتر	۵ و ۶ دیباچہ
۴	شیطان کا جھگڑا	۸۱ و ۸۵
۵	آدم و حوا	۱۱۰ و ۱۱۱
۶	بہشت	۱۳۴
۷	توبہ	۷۱
۸	استغفار	۷۱
۹	شفاعت	۱۱۰ - ۱۱۱
۱۰	حشر و قیامت	۱۱۵
۱۱	ترازو باٹ	۱۱۴
۱۲	فرشتہ	۱۱۳
۱۳	گوشت خوری	۱۴۶ - ۱۵۹
۱۴	قربانی	

نمبر شمار	جواب	صفحہ
۱۵	پتھر چونا	۳۸ دیباچہ
۱۶	روزہ	۲۰۲ و ۲۰۳
۱۷	رات کو کھانا	〃 〃
۱۸	جبر عورتوں پر	۴۳ - ۴۹ دیباچہ
۱۹	کافر کہنا	۳۵
۲۰	کافر سے نفرت	〃 〃
۲۱	لڑائی	۴۰ - ۴۴ دیباچہ
۲۲	لوٹ کھسوٹ	۲۱۲
۲۳	قید	۴۰ دیباچہ
۲۴	قتل	〃 دیباچہ
۲۵	شرک	۹۹ - ۱۰۷
۲۶	عورت کو کھیت کہنا	۲۱۷ - ۲۱۸
۲۷	گویا عورت گائے بکری ہے	۴۳ دیباچہ ۴۶ دیباچہ

اور بقیہ کو ذیل میں مختصر ظاہر کرتے ہیں اور مفصل انشاء اللہ تعالیٰ دیانند کی ستیارتھ پرکاش کے جواب میں لکھینگے۔ ۱۔ طواف پر مختصر سا نوٹ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مسجد کی تعمیر کیوقت سات دعائیں کی ہیں۔

(۱) رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا (پ بقرہ) ای ہمارے رب قبول ہی کرلے ہم سے۔

(۲) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (پ بقرہ)

ای ہمارے رب اپنا ہی ہمیں فرمانبردار بنا دے اور ہماری اولاد سے ایک گروہ معلم الخیر تیرا فرمانبردار ہو۔ اور دکھا ہمیں اپنی عبادتگاہیں اور طریق عبادت۔

(۳) وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (پ ۱۳ ابراھیم) بچالے مجھے اور میری اولاد کو اس سے کہ بت پرستی کریں۔

(۴) وَارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ (پ ۱ بقرہ) اور رزق دے مکہ والوں کو پھلوں سے

(۵) وَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ (پ ۱۳ ابراھیم) کچھ لوگوں کے دل اس شہر والوں کی طرف جھکا دے۔

(۶) وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا (پ ۱ بقرہ) ان میں عظیم الشان رسول بھیج۔

(۷) اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا (پ ۱۳ ابراھیم) اس شہر کو امن والا بنا۔

اور قرآن کریم میں ان دعاؤں کے قبول ہونے کا ذکر آیات ذیل میں ہے جو سات ہیں۔

اوّل۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ (پ ۶ مائدہ) اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو عزت والا اور حرمت والا گھر بنایا۔

دوم۔ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ (پ ۱ بقرہ) اور بے ریب برگزیدہ کیا ہمنے اسے اس دنیا میں اور بے ریب آخرۃ میں سنوارنے والوں سے ہے۔

سوم۔ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعٰكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (پ ۱ بقرہ) ستھرا رکھو اس میرے گھر کو طواف کرنے والوں۔ اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنیوالوں کے لئے۔

اور فرمایا وَهُدًى لِّلنَّاسِ ہدایت کا مقام ہے لوگوں کے لئے۔

چہارم۔ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ (پ ۳۰ قریش) کھانا دیا ان کو بھوک کے بعد۔

پنجم۔ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (پ ۱ بقرہ) بیت اللہ کو لوگوں کے لئے جھنڈ در جھنڈ آنیکی جگہ بنایا۔

ششم۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (پ ۲۸ جمعہ) اللہ وہ ہے جسنے بھیجا مکہ والوں میں رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے۔ انپر اللہ کی آیتیں پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت

ہفتم۔ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (پ ۴ آل عمران) اور جو داخل ہوا اس میں ہوا امن والا۔

سات دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام و برکاتہ نے مانگیں۔ اور ساتوں قبول ہوئیں۔ اسی طرح جناب ہاجرہ علیہا السلام کو ایک بڑا ابتلا پیش آیا۔ جس کا اشارہ اِن باتوں سے ہوا۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ (پ۲ بقرہ) اور انعام دینگے۔ ہم تمکو بدلہ میں تھوڑے سے خوف اور بھوک اور مالونکی اور جانونکے اور پھلونکے نقصان کے۔ اور اِن باتوں پر اُمنا ہاجرہ نے اِنَّا لِلّٰهِ اور اِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہا ہم سب اللہ کے ہیں اور اسیکی طرف جانا ہے۔ پس اپنے دو اقوال سے صبر و استقلال اور ایمان کا اظہار فرمایا اس واسطے اللہ تعالیٰ کریم و رحیم نے اوسکی اولاد کو اَمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ امن دیا ان کو عظیم الشان ڈر سے اَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ (پ۳۰ قریش) کھانا دیا ان کو بھوک سے اور بلدہ کو بلدہ مبارک فرماکر کثرۃ اموال و انفس و ثمرات اور الصبر کا نعم الاجر صلوات و رحمت عطا فرماکر اسکی اولاد کو ہدایت یافتہ فرمایا۔ اور اسیواسطے اس قصہ کے بعد اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ کے طواف کا ارشاد فرمایا۔ جن پر اُمنا ہاجرہ بار بار غرض سات بار پھرتی رہیں تو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کا نشان ہو۔ یہ اصل بصید کی راہ ہی کہ جامع کمالات عمارت جو انبیا علیہم السلام کے متفرق کمالات کے جامع خاتم النبیین کی جگہ اور مسجد ہے اور جسجگہ کی کتاب جامع و مہیمن اور فیہا کتب قیمہ ہے۔ اس عمارت کو ظاہری آنکھ سے مطالعہ کرکے اس جامع تعلیم کا دل میں ہر پہلو سے مطالعہ کرو۔ اور ہاجرہ کی تکالیف کے موقع پر اِن فضل و انعام کا مطالعہ کرو جو اسپر اور اسکی اولاد پر اللہ تعالیٰ سے ہوا۔

۲۔ دوزخ کے وجود پر اعتراض کیا ہی۔ دوزخ پر اعتراض کرنیوالو! دوزخ کا نمونہ اس دنیا میں غور لو گلت کوڑھ۔ محرقہ تپ۔ طاعون کالرہ۔ اور سموم و غموم اور انکار مخلوق میں موجود ہیں۔ کیا آخر آتشک اس آتش کا یاد دہندہ اور سوناک اس سوزش کا نمونہ نہیں کیا یہاں اس دنیا میں بدکاریوں کے بدنتائج دوزخ کے انگیزی بیشن نہیں ہیں۔ اور ضرور ہیں۔ پھر تعجب ہی تم منکر کیوں

۳۔ اور حساب و کتاب پر اعتراض کیا ہی حالانکہ جیسا کوئی کرے ویسا پاتا ہے۔ سچا مسئلہ ہی کیا تم نے کسی سچے مذہب میں نہیں سُنا۔ کہ خدا تعالیٰ کے یہاں جزا و سزا ضروری ہی۔ اگر مذہب سے ناواقف ہو تو دیکھ لو۔ آتشک والوں سے پوچھو کیا ان کو بے وجہ عذاب ہوتا ہے۔ خاص سوزاک والے بدون خاص بدی کے مبتلا ہیں۔ مضامین کو صاف نہ لکھنے والے دماغ کے وہ کمزور۔ جو اچھے بھلے چنگے تھے بدیوں اور بدکاریوں سے تباہ حال نہیں۔

۴۔ نماز پر اعتراض کیا ہی مگر نماز میں کمر بستہ حاضر ہونا خدا ماننے والیکی فطرۃ کا تقاضا ہے اور

فرمانبرداری کے لئے جھکنا ایک تواضع ہے۔ اور سجدہ میں گرنا کمال عبودیت کا اظہار ہے۔

۵۔ جن کے وجود پر اعتراض کا جواب:۔ جن مخفی در مخفی ارواح خبیثہ کا نام ہے اس زمانہ میں جب سے ارواح کا انکار ہونے لگا ہے۔ تو پہلے اللہ تعالیٰ نے مائکرس کوپ کی ایجاد کی راہ نکالی ہے۔ پھر آخر اب اشیاء کی تحقیق پر توجہ دی ہے اور ہزاروں باریک اجسام ارواح خبیثہ کے نظر آنے لگے ہیں۔ اور اس علم کا نام بکٹریالوجی ہے۔ جس میں ان ارواح کے اجسام لطیفہ دکھائے جاتے ہیں۔

۶۔ اسلام تمہاری بیجا کوششوں کے ذریعہ دُنیا سے اُٹھ جاوے۔ ایں خیالست و محال است و جنوں اسلام پر خطرناک حملہ ترکوں کا تھا۔ مگر تُم نے نہیں دیکھا۔ کہ آخر ترک ہی مسلمان اور خادم اسلام بن گئے۔

عیسائیوں سے زیادہ تم طاقتور نہیں ہو سکتے۔ وہ بھی اسلام کے معدوم کرنے میں ناکام ہیں۔ جن تدابیر پر تم چل رہے ہو۔ اور تمہارے چھوٹے بڑے دھرما تما پارٹی اور گریجویٹ جج وکیل وغیرہ جس راہ سے اسلام پر حملہ آور ہیں۔ یہ راہ کامیابی کے نہیں۔ تم سے بہت پہلے مدینہ کے یہود نے اسی راہ کو اختیار کیا تھا۔ اور ان کی مخفی کمیٹیاں۔ استیصال اسلام کے لئے جان توڑ کوشش کر رہی تھیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب میں یوں آیا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ۔ ترجمہ۔ کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف کہ منع کئے گئے مخفی کانا پھوسی سے پھر باز نہیں آتے۔ اور کمیٹیاں کئے جاتے ہیں۔ اور فرمایا اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا۔ یہ کانا پھوسی اور مشورہ اللہ سے دور ہلاک ہونے والی خبیث روح شیطان سے ہے۔ کہ غم میں ڈالے۔ مومنوں کو اور یہ لوگ کچھ بھی مومنوں کو ضرر نہیں دے سکیں گے پہلے سپارے میں بھی ایسی مخفی مجالس کا ذکر ہے۔ مگر دیکھ لو وہ تمام ممبران اور گرینڈ ماسٹر خائب و خاسر ہو گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ سمیع بصیر۔ علیم و خبیر ہے۔ اپنی مخلوق کی حرکت و سکون جانتا ہے۔

آج ہم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تارک اسلام کے جوابوں سے فارغ

ہوتے ہیں۔ اور ہمیں کامل یقین ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جیسے اس نے ہمسے وعدہ فرمایا ہے۔ مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (پ ۶ مائدہ) یعنی اگر تم میں سے کوئی ایک مرتد ہو جاوے تو اسکے بدلہ اللہ تعالےٰ ایک بڑی قوم لائیگا۔ جو اللہ تعالےٰ سے محبت کرنے والی اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرنے والا ہوگا۔ اس تارک اور اسکے اور مرتد بھائیوں کے بدلہ ہمیں قوموں کی قومیں مسلمان اور نیک مسلمان جو محبوب الٰہی ہونگے۔ عطا کریگا۔ اور ضرور عطا کریگا فالحمد للہ رب العالمین۔

ان جوابات میں ہمنے علم معانی۔ بیان۔ بدیع۔ غرض علم فصاحت و بلاغت سے کام نہیں لیا۔ اور نہ کوئی اور دقیق راہ جوابوں میں اختیار کی ہے۔ جسکو وقت اور نازک خیال لوگ پسند کرتے ہیں۔ اور اردو تو پنجابیوں کی خود نرالی اُردو ہوا کرتی ہے۔ دہلی۔ لکھنؤ کے اہل لسان شاید بعض مقامات کو سمجھیں بھی نہیں تو ممکن ہے۔ کیونکہ یہ رسالہ صرف اللہ تعالےٰ کے نام پر ڈیڈیکیٹ کیا گیا ہی صرف اسی کی رضامندی اصل غرض ہے۔ اسی نے فرمایا۔ کہ حق کا اظہار کرو۔ پس جسکو میں نے حق یقین کیا۔ اسکو مختصر لفظوں میں پیش کیا۔ وانما لامرءٍ ما نوٰے۔

نیز ہمیں اول تو آریہ سماج کا عام مذاق معلوم ہے اور انصاف بھی ہے کہ یہ لوگ معذور ہیں اپنے ہی علوم سے ناواقفی ہے۔ دوسرے کے علوم تو دوسرے کے ہیں۔ پھر مسلمان ان کے نزدیک جیسے ہیں۔ اس کا پتہ ان کی عملی کارروائیوں سے جو یہ لوگ محکموں میں۔ معاملات میں اپنی مقدرت کے موافق کرتے ہیں ظاہر و عیان ہے۔ پس مسلمانوں کے علوم سے آگہی کیونکر کریں۔ دھرم پال نے جو دھرم پالنا کی ہے۔ اس کا نمونہ دیکھو دیباچہ کے صفحہ ۵۹ تا ۶۲ میں۔

قوم آریہ کی کثیر التعداد اور دھرماتما پارٹی کے مہابیر۔ قومی شہید۔ قوم جان نثار۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کے پنڈت تھے۔ بلکہ منشی رام جگیاسو نے تو اپنے ترجمہ رگوید آدی بھاش بھومکا کے ابتدا میں ظاہر فرمایا ہے۔ کہ دیانندی وید بھاش کی غلطیاں بھی انہوں ہی نے ثابت کرکے دکھائیں۔ اور اس پارٹی بلکہ عام آریہ

سماج کے مذہب کا تمام دار و مدار نیشنلٹی اور صرف مخالف کو دکھ پہنچانا اور اپنے خیال میں مسلمانوں سے عالمگیر کا بیجا بدلہ لینا ہے حالانکہ اس نیک بادشاہ نے ان کو حقیقۃً کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔ اور نہ یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ ہم لوگ عالمگیر کے ساتھ تھے۔ نہ یہ دکھا سکتے ہیں۔ کہ عالمگیری محاصل انگریزوں کے محصولات سے زیادہ تھے۔ یہ ہے نیکی اور اس پارٹی کا خاص الخاص اصل۔ عام خوش کن بنانے کے لئے صرف گوشت خوری کا مسئلہ ہے اور گوشت خوری ہی مہان پاپ ہے۔ اور اس کا ترک ہی دھرم کی جڑ ہے۔ حالانکہ نہیں جانتے۔ کہ قانونِ قدرت میں ماں کے پیٹ میں کیا کھا کر بچہ باہر آتے ہیں۔ اور دودھ پینے میں گائے کے بچے کو دھوکا دے کر دودھ لیا جاتا ہے یا نہیں۔ اور کھیتی وغیرہ میں جانوروں سے کیا جا سکتا ہے۔

سوم۔ **لطیفہ**۔ اور آریہ سماج کا معقول عذر اور ان پر اتمام حجت بھی۔ دھرمپال نے اعتراض کیا ہے۔ کہ اسلام میں کافر کون ہے۔ دیکھو اعتراض نمبر ۹۳۔ اس لئے بھی اس کو ہم بتاتے ہیں۔ کہ کافر کون ہے۔ اور حوالہ بھی عظیم الشان دیتے ہیں۔ منو ۲۔ ۱۱۔

جو شخص وید کے احکام کو بذریعہ علم منطق غلط سمجھ کر وید شاستر کی توہین کرتا ہے۔ وہ ناستک یعنی کافر ہے۔ اس کو سادہ لوگ اپنی منڈلی سے باہر کر دیں منو صفحہ نمبر ۲۳ کافر کون ہے۔ اور اس کا حکم کیا ہے۔ اس کا خوب پتہ لگتا ہے۔ اور کیا ان کے بزرگ رشی منو جی معقول پسند تھے۔

ہمارے پیارے دوست سردار فضل حق صاحب سابق سردار سندر سنگھ ساکن دھرم کوٹ بگہ نے اتفاقاً پروفون کا مجموعہ پڑھا اور کہا کہ اگر دھرمپال کی فطرت باقی ہے۔ اور اوسکو اس کتاب کے پڑھنے کا اسکی کسی سعادت کے باعث موقع ہوا تو وہ یہاں آجائیگا۔ میں نے عرض کیا۔ یہ گالیاں اور راہ راست کی کامیابی۔ عجب عجب سردار صاحب نے مجھے یہ بھی کہا ہے۔ کہ بعض جواب بہت اختصار سے دئے گئے ہیں۔ اور الزامی جواب بکثرت نہیں۔ مثلاً سوال نمبر ۱۰۰ مسئلہ طلاق میں تارک اسلام نے لکھا ہے۔ کہ بدشکل لڑکیاں پیدا کرنے والی کو طلاق دی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ بات قرآن کریم میں کہیں نہیں۔ قرآن کریم نے نہیں فرمایا کہ ایسی عورت

کو طلاق دی جاوے۔ ہاں آریہ سماج نے نیوگ کے ذکر میں اس بات کو لکھا ہے۔ اسی طرح سوال نمبر ۱۰۵ میں قریب رشتہ میں شادی کرنے پر جو اعتراض ہے۔ اس پر اتنا بھی نہیں بتایا گیا۔ کہ جب آریہ دھرم اپنے معراج پر تھا۔ اسوقت سری کرشن جی کی بہن کی شادی ارجن جی کے ساتھ کی گئی۔ حالانکہ وہ پھوپھی کی لڑکی تھی۔ نیز تارک اسلام نے اسلام پر ہنسی کی ہے۔ اسلام پر نہیں۔ بلکہ دیانند جی پر کی ہے۔ جہاں کہا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۳۹ سوال نمبر ۱۰۴ جہاں کہا ہے اسلام نے نکاح کو دولت کمانے کا نسخہ بتایا ہے۔ کیونکہ رگوید آدی بھاش بھومکا ترجمہ نہال سنگھ کرنالی صفحہ ۱۵۲ میں لکھا ہے۔

گرہ اشرم (نکاح کرنے) میں داخل ہونے پر خوف مت کرو۔ اور اس سے مت کانپو۔ تم کو قوت اور حوصلہ کے ساتھ یہ ارادہ رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم جملہ سامان راحت حاصل کریں۔ میں تم کو کل سامانِ راحت عطا کرونگا۔" لاکن میں نے عرض کیا۔ کہ اس کتاب کو سردست شایع ہونے دو۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے امیدوار ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت سے اس محنت کو ثمر ثمرات خیر فرماوے۔ نقص سے میرے جیسے انسان کا کلام محفوظ ہو۔ یہہ خیال صحیح نہیں۔ ہاں طبایع مختلف ہیں۔ بعض لوگ گمس طینت بھی ہوتے ہیں۔ جو صرف غلطی پر ان کی نگاہ پڑتی ہے۔ اور عیب دار حصہ کو ہی لیتے ہیں۔ گو آخر لوگوں میں حق پسند بھی ضرور ہیں۔ جو سعید و سلیم الفطرت ہیں۔ ہماری یہہ کتاب اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو ان کے لئے بابرکت ہوگی۔ اور اس کا و اُن کا انجام و آخر بخیر ہوگا۔

نورالدین

نظم مولانا مولوی عبید اللہ صاحب احمدی تخلص فاضل مدرس فارسی کالج مدرسہ تعلیم اسلام دارالامان قادیان

خرد داده زان بنده را کبریا — که تا سازد از نیک بد را جدا
کند میل از دل سوی راستی — بتابد رخ خویش از کاستی
منور کند جانِ خود از یقیں — شود رسته از بند دیوِ لعیں
اگر خود نه میدارد این منزلت — زارباب معنی کند مسئلت
بسے ملت و مذہب و کیش و دیں — زند لاف در زیرِ چرخِ برین
ولے زندگی دارد آن دین پاک — که باشد ز روحانیت تابناک
ز روحانیت نیست گر بهره ور — بود جسم بیجان مثالِ حجر
وزاں کیش امید بهبود نیست — که راهش بدرگاهِ معبود نیست
به قومیکه نیکی پسندد خدا — فرستد ز افضال خود انبیا
بدایشاں تکلم کند از کرم — بیاموزد از علم فضل و حکم
شود ختم چوں دورهٔ انبیا — فرستد بتائیدِ شاں اولیا
بهر قرن از بهر تجدید دیں — چراغے فروزد ز نورِ یقیں
که یابد ازاں خلق راهِ خدا — گرآید ز دل سوئے علم الهدا
ولے هر کرا بهره نبود ز نور — چو خفاش زاں نور باشد نفور

پذیرد ہمے طبع او انقباض
کند از سر ہر زگی اعتراض

بداں سان کہ اکنون یکے تیرہ ہوش
برآورد از خبث باطن خروش

زنا بخردی ترک اسلام گفت
رخِ خویش از دین و دانش نہفت

چو در دہر شد راز او آشکار
بہ پیچید بر خود یکے نامدار

خطیبے کہ او مصقع امت است
ادیبے کہ مصطفیٰ دریں ملت است

محقق سمیدع باحکام نص
مدقق ہمیسع بکہنہ قصص

بعلم و عمل صلح و بلغ البیان
بہ فضل و ہنر شرح و فصیح اللسان

ادیب است و تفسیر و شیخ جلیل
لبیب است تحریر دشہم نبیل

باخبار و آثار رندس الفطن
بعلم و عمل رہبر ذی اللقن

درخشندہ نبراس حق نور دین
ز فضل خدا حجتے برزمیں

قوی پایہ شد علم زیں لوذعی
سنن تازہ گردید زیں یلمعی

جزا و کیست در فقہ ناطور شرع
جزا و کیست دریں رموز ورع

چنوئے دریں دہر عترت نیست
چنوئے خردمند عرفت نیست

چنوں کیست ناقد بصیر در کلام
بشرع محمد علیہ السلام

بپاسخ زبانِ بلاغت کشود
مر او را طریق ہدایت نمود

براہینِ قاطع بسویش نوشت
کہ تا پائی خود بپیچد از راہِ زشت

الا ایکه آریه گردیده
جز از نیوگ دروے چها دیده

ز قومیکه غیرت ندارد ز زن
به بیهودگی لاف مردی مزن

تو صانع شماری نه خالق خدا
ازاں ماندهٔ از هدایت جدا

به نزدِ تو خلاق اشباح نیست
به کیشِ تو خلاق ارواح نیست

هیولا، و روح و خدا پیشِ تو
قدیم اند افسوس بر کیشِ تو

چه خندی به تثلیث عیسائیاں
چو خود گشتهٔ منهمک اندراں

دریغا که نفست ملامت نکرد
ترا مطلعِ بر عزت نکرد

بود ترک اسلام رو تافتن
ز درگاهِ خلاق سرِ علن

سیه چشمهٔ ادراک تو دوخت است
ازاں رخت انصاف تو سوخت است

جنوں بر دماغِ تو پیچیده است
ز سر عقل و هوشِ تو دزدیده است

چه بر تافتی رُخ ز ربِ غفور
که گشتت که گشتی ز غفراں نفور

چرا رخت هوش و خرد سوختی
که از بهرِ خود حسرت اندوختی

بهش باش و فرزانگی پیشه کن
ز روزِ پسیں یکره اندیشه کن

بیا راستی پیشه کن حق شنو

تمام شد

عیسائیت کی تردید میں

حضرت مصنف موصوف کتاب ھذا کی

ایک زبردست چھوٹی سی تصنیف

اِبطالِ اُلوہیتِ مسیح

جس میں نہایت عمدگی سے قرآن اور بائیبل اور منطق اور عقل کی رو سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام انسان تھے۔ خدا یا خدا کا بیٹا نہ تھے۔ اس مختصر سی کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ قیمت ۳ر

مخالفینِ اسلام

خصوصاً

آریہ اور عیسائی مذہبوں کی تردید

میں زبردست تصانیف اور رسائل مطلوب ہوں تو مندرجہ ذیل پتہ سے منگالیں اور نئی فہرست کتب سلسلہ احمدیہ بھی اسی پتہ سے مفت مل سکتی ہے۔

مینیجر کتاب گھر قادیان

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۶۷۶۴۴ ن-ن

مولوی نور الدین صاحب بھیروی

نور الدین بجواب ترک اسلام

کتبخانہ
جامعہ عثمانیہ